تعلیماتِ مجددیہ

مکتوبات کی روشنی میں

تالیف

ملک حسن علی بی اے

جامعی۔ شرقپوری

انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ رجسٹرڈ شرقپور

ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تعلیماتِ مجددیہ

مکتوبات کی روشنی میں

3480

تالیف

ملک حسن علی، بی اے (جامعی) شرقپوری

ناشر

انجمن اشاعت التوحید والسنۃ

رجسٹرڈ — شرقپور

Marfat.com

86591

اِس کتاب میں ــــــــــ

ایک طرف شرک و بدعت کے طوفانوں

رفض و باطنیت کی موجوں، بقال صوفیوں کی ہوا پرستیوں، علماء سوء کی، دسیسہ کاریوں، ہنود کی تخریبی کارروائیوں، ارکان دولت و عمائد سلطنت کی لادینی کارستانیوں کے خلاف انقلاب انگیز خطبات ہیں۔

تو دوسری طرف سیرت و سُنن، علم و عرفان، رموز و اشارات، اسرار و حکم، اذکار و اشغال، فضائل و مناقب، مشاہدات و مکشوفات واردات، افادات، ادب و حکمت، مباحث و مسائل، عقائد و کلام اور مواعظ و نصائح پر گراں بہا علمی جواہرات، حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات سے پیش کئے گئے ہیں۔

غرضیکہ ــــــــــ

اُردو زبان میں یہ ایک معرکہ آرا، اور لاجواب کتاب ہے جو شیخ مجدد کی تعلیمات کے تمام پہلوؤں کی جامع اور اُن کے مکتوبات کا نچوڑ ہونے میں، موضوع کی اہمیت کے اعتبار سے منفرد حیثیت رکھتی ہے۔

قیمت مجلد مع گرد پوش: دس روپے

Marfat.com

3490

پیش لفظ

اثر خامہ حضرت مولینا محمد ناظم صاحب ندوی سابق شیخ الجامعہ بہاولپور و استاد الجامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ ۔

اسلامی نقطۂ نظر سے دسویں صدی ہجری کا زمانہ برِّ صغیر پاک و ہند کی فکری و دینی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دور بڑا پر آشوب اور پُر فتن گزرا ہے۔ ناخواندہ، اَن پڑھ اور دین اسلام کی ابدی حقیقتوں سے بے خبر، اسلامی تعلیمات سے یکسر نابلد اور ذہین و ہوشیار اکبر تاجدارِ ہند، ملک کی تزئین اور اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر اسلامی تعلیمات کو مٹانے پر تُلا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے عہد میں تمام رعایا، خصوصًا ہندوؤں، مجوسیوں اور مشرکین و کفار کو خوش کرنے کے لئے تمام مذاہب و ادیان کی تعلیمات اور انکے شعائر کا ایک ملغوبہ بنایا گیا۔ اسلام کی جگہ اس جدید دین کی بنیاد رکھی گئی جس کا نام "دینِ الٰہی" رکھا گیا۔ اور اس کا کلمہ اللہ اکبر اختیار کیا گیا اور آپس میں ملاقات کے وقت السلام علیک کی جگہ اللہ اکبر کی رسم جاری کر کے دین الٰہی کی ترویج کا انتظام کیا گیا اور مسلمانوں کو اسلام کے اس بول اور نعرۂ اللہ اکبر میں ایہام و ابہام رکھ کر، فریب دینے کی کوشش کی گئی۔

ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے گاؤ کشی حرام کی گئی اور ذبیحۂ گاؤ، ایک قابل پاداشں جُرم قرار دیا گیا۔ خود بادشاہ اکبر جینو پہنتا، قشقہ لگاتا اور طلوعِ آفتاب کے وقت آفتاب کی پوجا کرتا تھا، مجوسیوں کے شعار کو اس جدید دین

Marfat.com

میں داخل کیا گیا۔ شاہی محل میں آتش کدہ روشن کیا گیا اور آگنی کی پوجا کا انصرام و انتظام کیا گیا۔ بادشاہ جب آفتاب کی پوجا کے بعد، قصرِ شاہی کے جھروکے سے اپنے مشتاقانِ دید کو درشن کراتا تو ہزاروں افراد سر بسجود ہو کر اس کی تعظیم بجا لاتے۔ اس کا نام زمیں بوسی، رکھا گیا اور اُس کو علمائے سوء سجدۂ تعظیمی قرار دے کر، اُس کے جواز کا فتوےٰ دے چکے تھے۔ مبارک ناگوری کے دونوں ذہین و طبّاع بیٹے ابو الفضل اور فیضی اور مولوی تاج الدّین دہلوی جیسے علمائے سوء کی کبھی کمی نہیں رہی ہے۔ ان لوگوں نے ایک محضر پر علمائے سوء کے دستخط حاصل کر لیے اور دینِ جدید کے اساسی امور کے جواز کا فتوےٰ حاصل کر لیا گیا۔ اب کیا تھا؟ اسلام کا یہ مفتوحہ ملک کفر و شرک کے گرداب میں پھنس گیا۔ جس نے اختلاف کیا، وہ گردن زدنی قرار پایا، یا پھر قید و بند کا سزاوار ہوا۔ بادشاہِ وقت اور حکمرانوں کے منشاء و مقصد کی مخالفت کی ہمت کتنے لوگوں میں ہوتی ہے؟ اور حق کی تائید و نصرت کی سعادت کتنے افراد کی قسمت میں لکھی جاتی ہے؟

ہمایوں کی تائید و امداد اہلِ تشیع نے کی تھی۔ ہمایوں کی ممنونیت پذیر اور احسان مند طبیعت نے روافض اور اہلِ تشیع کے احسان کا بدلہ چکانا چاہا، انہیں اپنے ملک میں عزت و احترام سے رکھا، انہیں جاہ و مناصب عطا کیا، باہر سے جو بھی اس عقیدہ کا فرد آیا، اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اعزازات و احترام کے مناصب بخشے۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ دینِ برحق کا صاف و شفّاف چشمہ بدعات و منکرات اور رسومِ جاہلیت سے گدلا ہونے لگا اور وہ کشت جسے منکرات اور بدعت کے ہاتھوں نے بھینچا تھا۔ اکبری عہد اکبری میں برگ و بار لانے لگا۔ قصرِ شاہی میں دینِ اسلام کی عظمت اور ابدی حقانیت اور اس کی جاوداں صداقت کا چراغ ٹمٹمانے لگا اور عہدِ جہانگیری میں یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ " دینِ الٰہی " کے طوفان

Marfat.com

ذخیرہ
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور

خیز جھونکوں سے نعوذ باللہ بجھ کر نہ رہ جائے۔

ایک طرف حکومتِ وقت کے ہاتھوں دینِ اسلام کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے کا سامان مہیّا کیا جا رہا تھا، دوسری طرف مشائخ طریقت اور "مدعیانِ معرفت" وحدۃ الوجود اور ہمہ اوست کا فلسفہ بیان کر رہے تھے اور خالق و مخلوق کے اتحاد پر دلیل دی جا رہی تھی کائنات کے ہر ذرّہ کو جامہ اُلوہیت پہنایا جا رہا تھا۔ نادانِ اسلام سے بے خبر متصوفین اور مشائخِ طریقت کا ایک گروہ اسلامی تعلیمات اور شریعتِ حقّہ کی رُوح کو مسخ کر کے پیش کر رہا تھا۔ اصحاب قبور اور زندہ و مُردہ صُوفیوں کو، اپنا حاجت روا، مشکلکشا، شافیٔ امراض، اور کائنات کا کلید بردار شمار کیا جا رہا تھا، اسلام کی توحید کو "ویدانت" کا رنگ دے کر پیش کیا جا رہا تھا۔ حضورِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کی محبت میں اس قدر غلو کیا جا رہا تھا کہ ذاتِ باری تعالیٰ اور نبیٔ مُرسلؐ کے درمیان حدِ فاصل مٹنے لگی تھی اور رحمۃ للعالمینؐ اور ارحم الرّاحمین کو ایک ثابت کر کے محبّت و عقیدت کا اظہار کرنا عین دین داری سمجھی جا رہی تھی۔

افراط و تفریط کی اِن گھنگھور گھٹاؤں میں اسلام کی کشتی بے شمار دریاؤں کے اس ملک میں ڈانوا ڈول ہو رہی تھی اور اس کے ڈوبنے کا ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا، ایسے پُر آشوب دَور اور پُر فتن عہد میں فاروقی خانوادہ کا ایک پاک باطن، ژرف نگاہ، عالم ربّانی، اپنے وقت کا سب سے بڑا صُوفی، حلقۂ علماء میں جیّد عالم اور مجاہدوں کی صف میں قلمِ حق نگار کی تیغ بُرّاں لئے، عزمِ فاروقی کے ساتھ دہلی و سرہند میں، نمودار ہوتا ہے۔ صُوفیہؒ کی غلطیوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ وحدت و کثرت کی تشریح کرتا ہے۔ اسلامی توحید کو قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبویہؐ سے مُدلّل بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

تمام بدعات، منکرات اور الحاد و لادینیت کی جڑ پر ضرب لگاتا ہے، وُہ نہایت واضح، بلیغ اور مؤثر اسلوبِ بیان اور دلآویز طریقۂ ادا کے ساتھ اپنے دوستوں، مُریدوں اور طالبانِ حق کو دینِ فطرت (اسلام) کی ٹھوس اور صحیح تعلیمات کی دعوت دیتا ہے۔ مقاماتِ ولائیت اور مقاماتِ نبوّت کو بیان کرتا ہے۔ راہِ سلوک میں ایک سالک کو جو جو مشکلات پیش آتی ہیں، انہیں ایک ایک کر کے بیان کرتا ہے۔ تصوّف کی ہر منزل میں جہاں کہیں بھی جادۂ حق سے انحراف ہونے کا خطرہ ہوتا ہے وہ شریعت کے احکام کو اجاگر کرتا ہے وُہ تصوف کی تمام منازل، مقامات اور عقبات آور کٹھن گھاٹیوں سے باخبر ہونے کی وجہ سے صوفیۂ وقت کے ہاں ایسا مقام پا لیتا ہے جہاں دوسرے نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔

وحدتُ الوجود کے مدّعیوں کے تمام دعاوی کو قرآن و سُنّت کے دلائل سے رد کرتا ہے۔ خالقِ کائنات کی وحدت، اُس کی عظمت اور جلالتِ شان کو دلنشین انداز میں بیان کرتا ہے۔ مئے شریعت سے سرشار ہو کر صاف لفظوں میں کہہ دیتا ہے کہ ہمیں فتوحاتِ مدینہ نے فتوحاتِ مکیہ" سے بے نیاز کرایا ہے۔ ہمیں (فصوص) کی ضرورت نہیں، ہمارے پاس نصوصِ قرآن موجود ہیں۔

وہ ایک ایک منکر کو بیان کرتا ہے۔ بادشاہِ وقت کے سامنے، سربسجود ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اسلام کو آخری کامل دین ہونے کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ یہ کون ہیں جن کا دشمن بادشاہِ وقت جہانگیر ہے؟ اور یہ کون بزرگ ہیں جن کی عداوت پر علماءِ سوء اور اہلِ جاہ و منصب کا ایک با اقتدار گروہ کمربستہ ہے؟ یہ عالمِ ربّانی، شیخِ طریقت، رہنمائے جادۂ شریعت حضرت احمد سرہندی، معروف بہ مجدّد الف ثانی ہیں۔ شریعتِ غرّا کے علمبردار، مئے معرفت سے سرشار، مسلمانوں کے غم گسار، اور جن کی آنکھیں مسلمانوں کی حالتِ زار پر اشک بار ہیں؟

Marfat.com

حضرت مجدّد الف ثانی قدس اللہ سرّہٗ ہی کی ذات والا صفات ہے جس نے گوالیار کے قید خانہ کو بادشاہِ وقت کے سامنے سر جھکانے پر ترجیح دی۔ اڑھائی سال کی قید و بند کی زندگی کو جو آلام و محن سے بھری ہوئی تھی، گوارا کیا، مگر غیر اللہ کے سامنے سجدۂ تعظیمی بجالانے سے انکار کر دیا۔

آج سے تقریباً پونے چار سو سال قبل، جن حالات سے مسلمانانِ برّصغیر پاک و ہند گزر رہے تھے، انہی حالات سے کم و بیش آج کے مسلمان گزر رہے ہیں۔ وہی مشرکانہ عقائد، جاہلیت کی رسوم اور بدعات کا طوفان موجزن ہے محبتِ رسولؐ کے مدّعی مقامِ نبوّت سے بے خبر اور مقصدِ رسالت سے نابلد ہوتے جا رہے ہیں، فرطِ محبت اور غلوِ عقیدت نے حق و باطل، شرک و توحید اور بدعت و سنّت کے درمیان امتیازات مٹا دیئے ہیں، اُن میں جوا، شراب، زنا، رشوت ستانی اور بداعمالی کے خلاف جد و جہد کرنے کی ہمّت نہیں ہے، مگر وہ دوسرے غیر اہم بلکہ ضرر رساں مباحث میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ جو دینِ متین شرک و بدعت اور کفر کے ایک ایک نقش کو مٹانے آیا تھا، اُس کے متّبعین میں ایسے بھی لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو خود مشرکانہ عقائد، اور بدعات و منکرات میں گرفتار نظر آتے ہیں اور کفر و شرک کے نقوش کو اُجاگر کر رہے ہیں۔ راست باز، حق گو، اور بیباک علماء کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ مصلحت اندیش، باطل سے صلح جو، دُنیا دار اور منصب و جاہ کے خواہاں ابوالفضل، فیضی اور تاج الدین دہلوی جیسے حاملینِ سیرت و کردار کی تعداد روز افزوں ہے اور اہلِ حق، تجدیدِ دین کے علمبردار مغلوب و مقہور ہو رہے ہیں۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی، ان حالات میں "تعلیماتِ مجدّدیہ" نامی کتاب اہلِ حق کو چونکانے والی ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ کتاب وقت کی ایک شدید ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اس کے مصنّف،

Marfat.com

جناب ملک حسن علی صاحب بی اے جامعی ہیں جنہوں نے یہ بڑی محنت، کاوش اور خاصی عرق ریزی سے مرتب کی ہے۔ موصوف نے "مکتوبات امام ربانی" میں پھیلی ہوئی تعلیمات اور بکھرے ہوئے مضامین کا خلاصہ اور انکا نظر پیش کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے دینی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ کتاب کی زبان صاف، شستہ، سلیس اور علمی ہے اسلوب بیان واضح اور عام فہم ہے۔ موصوف ایک وسیع العلم، کثیر المطالعہ اور صحیح العقیدہ بزرگ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے گہری محبت و عقیدت نے ہی اُن سے یہ کتاب مرتب کرائی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ مسلمانوں کی اصلاح فرمائے اور انہیں دو جہاں میں سرخرو۔ کامران اور شاد کام بنائے۔

یہ میری سعادت ہے کہ مصنف موصوف نے مجھ سے حسن ظن کی بنا پر، خواہش ظاہر کی کہ میں اس کتاب کے متعلق چند سطور بطور پیش لفظ سپرد قلم کردوں، حالانکہ میں ہیچمدان اس قابل نہ تھا، لہٰذا میں نے محض تعمیلِ ارشاد کے طور پر چند سطریں لکھ دیں کہ ؎

أحِبُّ الصَّالحِينَ وَلَستُ مِنهُم
لَعَلَّ اللهَ يَرزُقُنِي الصَّلَاحَا

اور میں بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو جاؤں۔

ہیچمدان
محمد ناظم ندوی
سابق شیخ الجامعہ بہاولپور و
استاد الجامعۃ الاسلامیہ۔ مدینہ منورہ

۴۔ اے۔ ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور
۷ رمئی ۱۹۶۵ء

Marfat.com

دیباچہ

از رشحاتِ قلم مولینا محمد اسمٰعیل صاحب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان وخطیب جامع گوجرانوالہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْخَاتَمِ الْحَاشِرِ وَالْعَاقِبِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ الْحُمَاۃِ الدِّیْنِیَّۃِ حَمَایَۃَ الْکَفِیْلِ وَ الزَّعِیْمِ۔

سلسلۂ نبوت کے کلی طور پر بہر نہج ختم ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے رہنمائی اور ہدایت کی ذمہ داری علمائے حق پر عاید فرما دی اور اعلان فرمایا۔

ان ھذا العلم یحملہ من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین۔	اِس علم کی حفاظت کے لئے یکے بعد دیگرے اہل علم پیدا ہوتے رہیں گے جو اہل بدعت کے غلو اور غلط کار لوگوں کی باطل نوازیوں

کی مدافعت اور نفی فرماتے رہیں گے۔ یعنی امت کی اصلاح اور بدعات کی تردید کا سلسلہ چلتا رہے گا اور امت دین میں رخنہ ڈالنے والوں کی حیلہ سازیوں سے محفوظ رہے گی۔

اس ضمن میں ائمۂ تجدید کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ وہ ایک طرف مزاج نبوت اور مقاصد نبوت کو سمجھتے ہیں اور دوسری طرف انکا لحظہ امت

Marfat.com

——— کی نبض پر ہوتا ہے۔ وہ امت کے امراض اور اس کے علاج کو اپنے مخصوص مقام کے لحاظ سے سمجھتے ہیں، علاج میں مرض کی شدت، مریض کے حالات، ہر چیز کو علم الٰہی کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔ امر بالمعروف میں سب سے بڑی چیز بدعات کی رفتار اور اس کی اصلاح میں مناسب زبان کا استعمال ہے۔ مجدد کی راہ اس معاملہ میں عام علماء سے مختلف ہوتی ہے۔

عام علماء علمی اصطلاحات کی پابندی، مروجہ علوم کی روشنی اور اصول مناظرہ کے زیر سایہ گفتگو فرماتے ہیں، کبھی کبھی فرحوا بما عندھم من العلم (انہیں مروجہ علوم اور اپنی مصطلحات پر فخر ہوتا ہے) کی شان انکے انداز بیان میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن مجدد مقاصد دین کے تحفظ کے بعد مروجہ علوم اور علماء کے رسوم دعاوی سے بے نیاز ہوتا ہے، وہ اپنی زبان میں بولتا ہے۔ اس کی زبان کی تلخی مروجہ رسوم کے تابع نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا لہجہ وقت اور ضرورت کے مطابق بدلتا ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے بھی شرک و بدعات کے متعلق ایک زبان استعمال فرمائی اور اپنے وقت کی بدعات کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی ایک انداز بیان اختیار فرمایا۔ آجکل اور اس وقت کے علماء، علم کی مسندوں پر بیٹھ کر تدریس، شروح حواشی امور و مناظرات کا کام کرتے ہیں اور اصلاح کی کوشش فرماتے ہیں، لیکن ہوتا کیا ہے کہ مجدد اپنے ماحول میں ایک ہنگامہ بپا کر دیتا ہے۔ حکومت کے ایوان سے لیکر محراب و منبر کی فضائیں اس کی آواز سے لرزتی ہیں۔ پوری فضا میں ارتعاش ہوتا ہے۔ محکمۂ قضاء اور محکمہ افتاء دونوں اس کے تعاقب میں نکلتے ہیں مگر وہ مسکراتا ہوا اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے۔ اس کی آسمانی اور خداوندی آواز میں ایک اثر ہوتا ہے۔ اس اضطراب دار لعاش کے بعد جب کچھ سکون ہوتا ہے تو اہل دنیا کی زبانیں تلاش حقیقت کے طور پر دریافت کرتی ہیں، مَاذَا قَالَ آنِفًا؟ جواب ملتا ہے

Marfat.com

قالوا الحق وھو اللطیف الخبیر۔ اس لئے کہ اس کا علم، علومِ نبوت کے توسط سے الٰہی علوم کی صدائے بازگشت ہوتا ہے اس لئے اسے بتدریج وضع لہ القبول فی الارض کا مقام حاصل ہوتا ہے لیکن عام علماء کی اصطلاحی خدمات کے صلہ میں حکومتیں انعامات دیتی ہیں۔ عوام میں عقیدتیں غلو کی حد تک پہنچتی ہیں۔ دنیوی اعزاز درباری حاضریاں، خطابات و وظائف اور دنیا میں امن و خوشحالی کی زندگی میسر آتی ہے۔

حضرت شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین الفاروقی ۱۰۳۴ھ دسویں صدی کے اواخر ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اس وقت کئی قسم کے جمود پائے جاتے تھے۔ جن کی اصلاح کے لئے حضرت مجدد صاحبؒ نے جرأت مندانہ قدم اٹھایا، سیاسی جمود، رسوم و عادات میں مشرکانہ جمود، تصوف میں جمود، فقہی جمود۔ اکبر اعظم کا انداز ابتداء میں اسلامی تھا۔ اس نے شیخ محمد طاہر پٹنوی مؤلف مجمع البحار کے سر پر پگڑی اس شرط پر رکھی (ابجد العلوم ص ۱۹۶) کہ ان کی بجائے بادشاہ خود بدعات کی بیخ کنی کرے گا لیکن عیاش رفقاء اور ملا مبارک کے خانوادہ نے اسے برباد کر دیا، بدعات کیا میں وہ کفر کو از سرِ نو واپس لانے میں مشغول ہو گیا۔ ہندو مت اور رفض کی ملی جلی رسوم شاہی خاندان میں پائی جانے لگیں اور اس کا اثر رعایا پر بھی ہوا۔ علماء سے ملا مبارک کا خاندان ایوانِ شاہی پر قابض تھا۔ اکبر کی لگام علمی طور پر انہی حضرات کے ہاتھ میں تھی اور جب دربار پر قبضہ ملا دو پیازہ ایسے مسخروں اور بیربل ایسے بے دین لوگوں کا ہو تو دینی بصیرت، تفقہ، تقوےٰ، تدین کہاں سے آئے گا؟ برہمنوں کی نقالی، تیجے، دسویں، چہلم اور گیارھویں اصل دین قرار پا سکتا تھا، جو ہندو رسوم کی ایک صورت ہے۔

شرک کی اصل بنیاد عموماً خالق اور مخلوق کی صفات میں عینیت یا تشابہ رہا ہے

Marfat.com

جس کے لئے اوتار، حلول، تجسیم، وحدت الوجود کا نام رکھا گیا۔ مسیحی حضرات نے جب مسیح ؑ کی ابنیت کا دعوےٰ کیا تو تجسّم کی آڑلی۔ یہاں بھی اسی حلول اور وحدت الوجود پر ہی آج ہمارے عوام میں عرب بلا عین اور احمد بلا میم کی شہرت اسی عقیدہ کے برگ و بار ہیں۔

حضرت مجدّد رحمۃ اللہ علیہ مسلک کے لحاظ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پختہ تعلق رکھتے تھے لیکن انکی روش میں اس قدر وسعت ہے کہ آجکل حضرات احناف کے دونوں شعبوں حضرات دیوبند اور حضرات بریلی کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ حضرات صوفیہ سے محبت کے ضمن میں حضرات بریلی مجدد صاحب سے بیحد عقیدت رکھتے ہیں۔ لیکن بدعات کی ترویج کے سلسلہ میں وہ حضرت مجدد کی پرواہ بھی نہیں کرتے بلکہ اُن کے ہاں مذہب کا بالکل ایک نیا تصور ہے جس کے لئے نہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رح کی صحیح تقلید کرتے ہیں نہ حضرت مجدّد کی اقتداء۔ حضرت مجدّد کی وسعت نظر اور وسعت ظرف کا پتہ مؤلف یانع الجنی کے اس بیان سے ملتا ہے:۔

وقلّ ما تعقب به علیه ورد من قوله والمسائل المعدودات التی شدد بها النکر علیه بعض اهل العلم فالحق انه مصیب فی بعضها وله تاویل سائغ فی البعض الاخر وشارکه فیها غیره من هذه الطائفة ممن لا یحصی کثرة	بہت کم مسائل ہیں جن پر حضرت مجدّدؒ کا تعاقب اور رد کیا گیا ہے اور جن میں بعض اہل علم نے اُن کی سخت مخالفت کی ہے صحیح یہ ہے بعض میں مجدد صاحبؒ حق پر ہیں، بعض میں انکی تاویل درست ہے اور ان میں علماء کی ایک بڑی اکثریت اُن کی ہمنوا اور اُن سے متفق ہے۔

(الیانع الجنی ص ۶۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

واجاب عن شبهات المتقشفة	اور ایسے نقاد حضرات کے شبہات کا
وذب عنه ابوعبدالعزیز رحمه	جواب حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
الله تعالیٰ وانعم الثناء علیه	نے پوری طرح دیا ہے جس کے بعد کسی
فلم یترک فیه مجالاً لعائب ولا	شک اور عیب جوئی کی گنجائش نہیں رہتی
مقالاً لرائب وکفاک به اماما	اور یہ کافی ہے کہ ایک امام دوسرے امام
یشهد لامام (الیانع ص)	کے حق میں شہادت دے رہا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا :-

ومنها انه حقق الفرق بین البدعة	انہوں نے بدعت اور سنت اور مجتہدین
والسنة واقیسة المجتهدین و	کے قیاس اور متاخرین کے استحسان میں
استحسانات المتاخرین والتعارف	فرق فرمایا اور قرون خیر اور متاخرین کی
عن المشهود لهاب الخیر وما احدثه	بدعات میں جن کو انہوں نے مستحسن سمجھ
الناس فی القرون المتاخره ولعارفوه	رکھا تھا امتیاز فرمایا اور ان مسائل کا رد
فیما بینهم۔ فرد بذلك مسائل مما	کیا جنہیں متاخرین فقہاء بدعت حسنہ سمجھتے
استحسنها المتاخرون من فقهاء مذهبه	تھے۔

(الیانع الجنی ص۷۵)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحقیق پسندی اور وسعت نظر کا یہ اثر تھا کہ اُن کے لخت جگر بھی بعض فرعی مسائل میں اختلاف کرتے اور اس کا اظہار کسی تصادم اور مناظرہ کے بغیر فرماتے۔ یہی حال حضرت مجددؒ کے تلامذہ اور مستفدین کا ہے۔ وہ وہ فرعی مسائل میں بڑی آزادی سے امام شافعیؒ کے ساتھ بعض اہم مسائل مختلف فیہ پر اتفاق فرماتے اور اس کے باوجود وہ حنفی کہلانے میں مسرت محسوس فرماتے۔ یہ اُس علمی جہاد کا اثر تھا جو حضرت مجددؒ نے فقہی جمود کے خلاف فرمایا۔ یہ تذکرہ ابجد العلوم

Marfat.com

میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصنیفات مفید ہونے کے علاوہ علمی طور پر بلند پایہ ہیں۔ مکتوبات علم وحکمت کا اتنا مقدس ذخیرہ ہے جس کی نظیر متاخرین کی تصنیفات میں نہیں مل سکتی۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم فرماتے ہیں:۔

وبالجملہ مکاتیب عالیجناب حضرت مجدد قدس سرہٗ مالامال است در ردِ بدعت، وانکارِ تقسیم آں بسوئے حسنہ وسیئہ وطریقہ علیہ وے مبنی است بر اتباع کتاب وسنت در ظاہر وباطن ونہ پذیرفتن چیزے کہ مخالف ایں ہر دو اصل محکم باشد۔ وایں مکتوبات اصولِ عظیم است از برائے وصول بمنازل معرفت وقبول۔ طالبِ صادق وسالکِ راغب را از ہیچ وقتے از اوقات از مطالعہ آں بے نیازی حاصل نیست۔

ترجمہ:۔ حضرت مجددؒ کے مکتوبات ردِ بدعات سے بھرپور ہیں۔ انہوں نے، بدعتِ حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کا انکار کیا ہے۔ اُن کا طریقہ ظاہر و باطن میں کتاب وسنت پر مبنی ہے۔ کتاب وسنت کے خلاف وہ کسی چیز کو قبول کرنے کے حق میں نہیں، معرفت وقبول کی منازل تک پہنچنے کے لئے یہ مکتوبات اصولِ عظیم کا حکم رکھتے ہیں طالبِ صادق اور سالک راغب اس کے مطالعہ سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ نے حضرت مجددؒ کے بعض افکار پر تنقید فرمائی، لیکن محققین کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں۔ خود حضرت شیخؒ نے بھی اس سے رجوع فرمایا تھا۔

حضرت مجددؒ اپنی اُن خصوصیات کی وجہ سے اپنے وقت کے بہت سے علماء اور ارباب تصوف سے ممتاز رہے۔ قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود اس وقت اور آنیوالی نسلوں میں حضرت مجددؒ اس عزت و احترام سے دیکھے گئے جس کا

Marfat.com

عشر عشیر اُن کے اقران کو حاصل نہ ہو سکا۔

محترم ملک حسن علی صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت مجددؒ کی تصانیف کے ہزار در ہزار صفحات کو کنگھالا اور بڑی دیدہ ریزی اور محنت سے حضرت کی تعلیمات کو جمع فرمایا۔ یہ ان حضرات کے لئے مقام عبرت ہوگا جو حضرت مجددؒ کے اسم گرامی کے ساتھ کئی گز لمبے القاب پیوست کرتے ہیں" قبر کی زیارت اور عرس کی تقریب میں شمولیت کے لئے سرہند جاتے ہیں، مگر حضرت مجددؒ کی تعلیمات سے اس قدر بے خبر ہیں کہ وہ ان سچائیوں کا نام "وہابیت" رکھ کر، حضرت مجددؒ کو بدنام کرتے اور اپنی سادگی و کم فہمی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں"

ملک صاحب کے مضامین چٹان اور الاعتصام وغیرہ اخبارات میں چھپتے اور نظر سے گزرتے رہے۔ جو توحید خالص، سنت سے محبت، عقیدۂ سلف اور اُن کے اعمال کا مرقع ہیں۔ اب یہ کتابی صورت میں "تعلیمات مجددیہ" کے نام سے شائع ہو رہے ہیں، ضرورت ہے کہ یہ مجموعہ ہر گھر میں پہنچے اور ہر مکتب اور ہر لائبریری میں پڑھا جائے۔

شرک خدا پر بدگمانی کا نتیجہ ہے اور بدعت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی
سے بدظنی کا اثر۔ یہ دونوں چیزیں ایمان کے
لئے مقراض کا حکم رکھتی ہیں۔

تعجب ہے کہ اہل توحید سے ایک طبقہ مداہنت کا شکار ہو رہا ہے۔ وہ عوام کے خوف اور اہل بدعت کی بدزبانی سے بچنے کے لئے حیلے تلاش کر رہے ہیں۔ ملک صاحب کی یہ محنت اُن بزرگوں کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ ایک زمیندار مگر جدید تعلیم کا بہترین واقف اس فرض کو سر انجام دے رہا ہے۔ جو درحقیقت اصحاب منبر و محراب

Marfat.com

اور اربابِ عمائم کا فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ ملک صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائے اور بھولے ہوئے بھائیوں کو سمجھنے کی توفیق مرحمت کرے۔

"این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

محمد اسمٰعیل
خطیب جامع اہلحدیث۔ گوجرانوالہ

۲۰ مئی ۱۹۶۵ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

(از قلم فیض رقم علامہ علاؤالدین صاحب صدیقی ایم۔اے صدر شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور و صدر اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ الطاہرین ٥

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔ جسے اختیار کر کے انسانی زندگی اپنے مقصدِ تخلیق کو پورا کر سکے۔ اور اُن کمالات کو حاصل کر سکے۔ جنہیں خلاق کائنات نے اس کی سعی و عمل کا انعام ٹھہرایا ہے۔ اسلامی ضابطۂ حیات زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اور ہر میدانِ عمل میں فلاح و کامرانی کا کفیل ہے۔ اسلام ایسا مذہب نہیں، کہ زندگی کے بعض پہلوؤں پر رہنمائی کرے اور بعض کو نظر انداز کرے یا کرائے۔ بلکہ اس کے برعکس اسلام ایک ہمہ گیر لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ جس میں جسم کی نشوونما، روح کی بالیدگی، دماغ کی شگفتگی، قلب کا اطمینان، فرد کی ترقی، معاشرے کا ارتقاء اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے سارے سامان موجود ہیں۔

Marfat.com

اس ہمہ گیری کے باوجود اسلام ایک آسان، عام فہم اور قابلِ عمل دین ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔ یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ہ یعنی اللہ تمہارے لئے (زندگی کی) سہولت چاہتے ہیں۔ تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتے۔ (بقرہ ع ۲۳) اور فرمودہ رسول ؐ بھی تو ہے کہ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ یعنی دین آسان ہے۔

لیکن یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ اتنے آسان دین کو بھی انسانی غفلت نے کہیں تو مشکلوں کا پہاڑ بنا دیا ہے۔ اور کہیں سہولت کوشی اور اباحت پسندی میں جکڑ کر حقیقت دین کو مسخ کر دیا۔ سب سے خطرناک ضرب جو شیطان دینِ فطرت کے ماننے والوں کے اذہان پر لگاتا ہے۔ وہ توحید کے اصلی تصوّر کو غیر ضروری طور پر رقیق یا دقیق بنانے کی صورت میں ہوتی ہے۔ توحید اصل دین ہے۔ توحید روحِ دین ہے۔ تصوّرِ توحید بگڑا تو سب کچھ بگڑ گیا۔ تو نہ اخلاق میں عمدگی، نہ معاشرے میں شرافت، نہ زندگی میں سکون و اطمینان۔

لیکن شیطان ان بربادیوں کو ایسے دلفریب لبادوں میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔ کہ پینے والے زہر کو تریاق سمجھ کر پینے لگتے ہیں۔ اور اگر دین کی رہنمائی سے گریز کرتے ہوئے تادیر چلیں۔ تو یہی دین دشمنی سامانِ ہلاکت و بربادی تیار کر دیتی ہے۔

اگر دین دشمنی اربابِ اقتدار میں پائی جائے تو اور بھی مہلک ہے۔ کیونکہ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ" کے تحت لوگ اُسے غیر محسوس طور پر اختیار کرتے جاتے ہیں۔ اور ذاتی ترفع اور مطلب براری کے لئے دینی اقدار کی پامالی کے لئے مرتکب ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی حالات تھے جب

Marfat.com

سرزمینِ ہند میں ذوقِ مقبولیت اور بنیادی جہالت نے مل کر جلال الدین اکبر بادشاہ سے دین کی بارگاہ میں وہ گستاخیاں کرائیں۔ کہ غیرتِ ایمانی سر پیٹ کر رہ گئی۔ ہر ذلیل عزت دار تھا۔ لیکن اسلام کا وقار سرِ دربار مجروح اور سرِ بازار ذلیل تھا۔ ایسے وقت میں غیرتِ حق جوش میں آئی۔ اور حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بُت کدۂ ہند میں از سرِ نو بآوازِ نعرۂ حق کا حکم ہوا۔ مسلمان بادشاہ جہالت کی لپیٹ میں تھا۔ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کو مخاطب کیا۔ ایک ایک مسخ شدہ مسئلے کی حقیقت واضح کی۔ شریعت کے انوار ہویدا کیے۔ طریقت کے اسرار کھولے۔ شریعت اور طریقت کے تصادم کو دُور کیا۔ توحید کی روشنی کو عام کیا۔ کتاب وسنت کی اہمیت کو واضح کیا۔ شرک و بدعت کے خلاف پُر زور طریقے سے صدائے احتجاج بلند کی۔ مسلمانوں کو اُس کے مقام سے آشنا کیا۔ اس کی خودی کو بیدار کیا۔ اُسے شرفِ نفس کا سبق دیا۔ اور شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ میں جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی کی۔

شیخ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و مکتوبات مشتاقانِ حقیقت کے لئے ایک بے بہا ذخیرہ ہیں۔ گم گشتگانِ راہِ ہدایت کے لئے وسیلہ ہدایت اور سرچشمۂ بصیرت ہیں۔ آج کے دَور میں چونکہ لوگوں کا عام رُجحان اخلاقی اور رُوحانی اقدار سے ہٹ کر مادیت پسندی اور عارضی منافع کی طرف زیادہ مائل ہو رہا ہے۔ اس لئے اس حال میں شمعِ اخلاق و روحانیت کو روشن رکھنے والا ہر شخص قوم کا محسن ہے۔ اور ملت کا مشفق۔

میں اپنے بھائی ملک حسن علی صاحب بی۔ اے (جامعی) کی خدمت

Marfat.com

میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے دورِ حاضر کی بہت سی خرابیوں کا علاج مکتوباتِ مجددؒ سے ڈھونڈھنے کی کوشش کی۔ اور کتاب تعلیماتِ مجدد کو تالیف کیا۔

افسوس ہے۔ عدیم الفرصتی کی بناء پر میں ان کے انتخاب کا مطالعہ نہیں کرسکا۔ فہرست مضامین نظر سے گذری ہے۔ مسائل متنوعہ کا مجددی حل پیش کیا ہے۔ جو یقیناً خاص و عام کے لیئے سامانِ بصیرت مہیا کرے گا۔

قدوس حق نواز ملک صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرما کر برادرانِ ملت کو اس سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(علامہ) محمد علاؤ الدین صدیقی عفی عنہ
صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی
لاہور

۲۶ رمئی ۱۹۶۵ء

Marfat.com

تصدیر

(مؤلف)

بحرفے مے تواں گفتن حدیثے دو جہانے را
من از ذوق حضوری طول دادم داستانے را

لاہور کے ہفتہ وار "چٹان" میں "تعلیماتِ مجددّدیہ" کے عنوان سے راقم الحروف کا ایک سلسلہ مضامین شائع ہوتا رہا ہے۔ قارئین "چٹان" نے ان مضامین کو پسند کیا۔ بلکہ خطوط لکھ کر حوصلہ افزائی کی۔ انجمن اشاعت التوحید والسنّت (رجسٹرڈ) شرق پور کے نوجوان اراکین کے پیہم اصرار پر میں ان مضامین کو کتابی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے فضلِ عمیم سے مجھ جیسے ہیچ میرز کو اس کام کی توفیق بخشی۔

حضرت شیخ مجددؒ کی ذاتِ گرامی ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں قرونِ خیر کے اندازِ فکر کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُنہوں نے ایک نہایت نازک دَور میں ہندوستان کے مسلمانوں کی قسمت کا دھارا بدلا۔

موجودہ پُرفتن دَور میں اس قسم کے صالح لٹریچر کا شائع کرنا ایک دینی خدمت ہے۔ میرا مقصدِ وحید ان جواہر ریزوں کی اشاعت سے جمہور اہلِ اسلام کے حال کی اصلاح اور تبلیغ دین ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے راستے میں جو دُشواریاں اور مشکلات پیش آئیں، وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خود بخود

Marfat.com

ختم ہوگئیں۔ مجھ جیسے کم علم اور بے بضاعت آدمی کے لئے اس مشکل کام سے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت و دستگیری کے بھروسہ پر میں نے اس وادی خارزار میں اپنا قدم رکھ دیا۔ مجھ جیسا نامہ سیاہ اس سعادت پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔

مکتوبات شیخ مجددؒ اپنی عظمت و افادیت کے اعتبار سے ایک یکتا اور بے ہمتا کتاب ہے۔ قدر دانوں نے کئی وجوہ سے اس کی خدمت کا حق ادا کیا۔ لیکن موجودہ زمانہ کے قاری کے لئے ایسی ضخیم کتاب کا پڑھنا اور اس سے کما حقہٗ استفادہ کرنا بہت دشوار تھا۔ میں نے اس کتاب میں یہ کوشش کی ہے کہ ابواب وفصول کے ذریعہ مکتوبات کی روح اور اس کے اہم مباحث کو مقتبس کر لیا جائے۔ تاکہ عوام وخواص کے لئے اس کے افادے کا دائرہ وسیع ہو جائے۔

حضرت شیخ مجددؒ علم کا ایک بحرِ ذخّار ہیں۔ تصوّف وسلوک میں ایک خود مختار بادشاہ ہیں۔ اس علم کی وسیع مملکت میں جس طرح چاہتے ہیں، حکمرانی کرتے ہیں۔ متقدمین میں کم اور متاخرین میں ایک بھی ان جیسا پیدا نہیں ہؤا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہیں۔ اسلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں۔ اُمتِ محمدؐیہ کا فخر ہیں۔ مبتدعین کے لئے شمشیر برہنہ ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر روشن مینار ہیں۔ تاریک سمندر میں جہاز کے لئے ہدایت کا ستارہ ہیں۔ وہ زندہ وجاوید ہیں۔ کیونکہ ان کی زر د جواہر سے لبریز کتابیں زندہ ہیں۔ اور طلبگاروں کے لئے آبِ حیات کا سرچشمہ جاری کئے ہوئے ہیں ؎

نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ حق کی بارگاہ میں ہے

86591

Marfat.com

مکتوبات شیخ مجددؒ درحقیقت علم کا ایک سمندر ہیں۔ میں نے ہرچند غواصی کر کے قارئین کے سامنے جواہر پاروں کا ایک انبار لگا دیا ہے۔ اور یہ انبار بھی درحقیقت مشتے از خروارے کا حکم رکھتا ہے۔ ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ اور شاید یہ سعادت کسی اور کو نصیب ہو۔ اگر اہلِ اسلام انصاف سے کام لے کر شیخ مجددؒ کی تعلیمات کو آویزۂ گوش بنائیں۔ تو مسلمانوں کی بہت سی تلخیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اور بہت سے خانہ برانداز جھگڑے نپٹائے جا سکتے ہیں۔

تحریر کے دوران میں بہت سے ضمنی مسائل و مباحث پیدا ہوئے۔ بعض سے اغماض کیا، اور بعض پر کچھ لکھا۔ بعض جگہ اہلِ اسلام کی موجودہ بگڑی ہوئی روش پر بتأسف تنقید کرنی پڑی۔ اور تنقید کے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہ تھا۔ باوجود قدم پھونک پھونک کر رکھنے کے تلخ بیانی کے پیدا ہو جانے کا اقرار کرتا ہوں۔ انشاء اللہ یہ کڑواہٹ اور تلخی نتیجۃً شیرینی سے زیادہ حلاوت آفرین ثابت ہوگی ؎

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

اخیر میں قارئینِ باتمکین سے عرض گزار ہوں۔ کہ چونکہ مجھے قادر الکلام انشاء پرداز ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ اس لئے قوی احتمال ہے کہ زبان کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہوں گی۔ جن کے لئے عفو و درگذر کا خواہاں ہوں۔ ہاں نفسِ مضمون اور ترتیب کتاب کی بابت جو نقائص و اسقام ملاحظہ کریں۔ اس سے ضرور اطلاع بخشیں۔ تاکہ اشاعت ثانی میں ان کا لحاظ رکھا جائے۔

Marfat.com

میں یہ ظاہر کرنا بھی اپنا فرضِ اوّلین سمجھتا ہوں۔ کہ میں ان تمام قابل مصنّفین اور ذی علم مؤلفین کا بہت ہی مرہونِ منت اور احسان مند ہوں۔ جن کی تصانیف سے فائدہ اُٹھا کر بہت کچھ ان اوراق میں نقل کیا۔ میں ہر جگہ حوالہ نہیں دے سکا۔

مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ یہ جو کچھ ہے اہلِ علم کی خوشہ چینی کا ثمر ہے۔ بلکہ میری ساری کتاب اسی قسم کے شبنمی قطرات سے مرکب ہے ؎

شرم آید از بضاعت بے قیمتم و لیک
در شہر آبگینہ فروش است و جوہری

افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

خاکسار

ملک حسن علی عفی عنہ

شرق پور کلاں۔ ضلع شیخوپورہ
دروازہ ملکانہ
۱۳ر مئی ۱۹۶۵ء

Marfat.com

عرضِ ناشرین

اراکین انجمن اشاعت التوحید و سنت شرق پور (رجسٹرڈ)

یہ انجمن گذشتہ پچیس سال سے توحید و سنت کی نشر و اشاعت کر رہی ہے۔ انجمن ہذا کی طرف سے اس دینی موضوع پر ہزارہا پوسٹر اور پمفلٹ شائع ہوئے۔ اور طول و عرض ملک میں مفت تقسیم کئے گئے۔ مقامی طور پر جلسوں، وعظوں اور خطبوں کے ذریعے بھی تا بحدِ امکان یہ ادارہ خدمت بجا لایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ناچیز خدمات کو قبول کیا۔ ہماری ان ناچیز مساعی کے خوشگوار نتائج آپ حضرات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ہم اس پر فخر نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

چمن میں تربیت غنچہ ہو نہیں سکتی
نہ ہو قطرۂ شبنم اگر شریک نسیم

افسوس کا مقام ہے کہ دورِ حاضرہ میں ہمارے اکثر مصنّفین اور علمائے کرام نے توحید و سنت جیسے اہم موضوع سے گریز پائی کی روش اختیار کر لی ہے۔ یہ درست ہے کہ توحید و سنت کی تبلیغ اور شرک و بدعت کے ردّ سے ضرور ایک طبقہ بگڑتا ہے۔ اور شاید اسی طبقہ کی استرضاء ہمارے مصنّفین اور علماء کے پیش نظر ہو گی۔ مگر کیا کیا جائے۔ اس ایک مسئلہ سے صرفِ نظر کر کے دین کی خدمت کے تمام دعوے نقش بر آب کا حکم رکھتے ہیں۔

ہم اپنے ادارہ کی طرف سے توحید و سنت کے موضوع پر ایک مستقل کتاب شائع کرنا چاہتے تھے۔ ہماری استدعا اور ہماری انجمن کے سابق صدر محترم ملک ذوالفقار علی ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) پنجاب یونیورسٹی لاہور (جو آج کل کیمبرج یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں) کی سفارش پر ملک حسن علی بی۔ اے (جامعی) نے تعلیمات شیخ مجدد کی اشاعت کے حقوق ہماری انجمن کو عطا کر دیے ہیں جس کے لیے ہم محترم ملک صاحب کے بیحد ممنون ہیں۔ توحید و سنت کے موضوع پر یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس خاص موضوع کے ہر پہلو پر مکتوبات کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اصحاب استطاعت سے اور دیگر علم دوست ارباب سے استدعا ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں نہایت فیاضی سے حصّہ لیں اور اسے ایک دینی خدمت سمجھیں۔ اس کتاب سے جو کچھ بھی منفعت ہو گی وہ صرف دینی امور پر اور اسی سلسلہ کی دوسری کتابوں کی طباعت پر خرچ ہو گی۔

Marfat.com

ہم چاہتے ہیں کہ دینی لٹریچر کے اس بے بضاعتی کے دور میں طباعت وکتابت کے عصری مذاق اور جدید تقاضوں کے مطابق بہت جلد مندرجہ ذیل کتب پیش کریں:-

(۱) قرآن پاک کا نظریۂ توحید (۲) عجائباتِ قرآن (۳) سیرۃ رحمۃٌ للعالمین

ہماری انجمن خصوصیت کے ساتھ جناب مولانا محمد یحییٰ مدظلہ العالی خطیب جامعہ اہلحدیث شرق پور کی ممنون ومتشکر ہے۔ ہمیں مسودہ کو کتاب کی شکل میں ترتیب دیکر چھپوانے کا خیال آپ ہی کی علم دوستی اور قدردانی کی بنا پر ہوا۔ اور درحقیقت ہمارے جسدِ مُردہ میں جو ازسرِنو جان پڑ رہی ہے وہ آپ ہی کے دم سے ہے۔

مخدوم ومکرم جمیل الشیم عمیم الاحسان فاضلِ اجل مولانا محمد حسین صاحب ایم۔اے۔ بی۔ٹی، فاضل دیوبند کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود کتابت اور پروفوں کی غلطیوں کی تصحیح میں بہت کچھ مدد فرمائی۔

ناسپاسی ہوگی اگر آغا عبدالکریم شورش مدیر چٹان لاہور و مالک چٹان پریس لاہور کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ جس وقت ہم نے اپنی کتاب کو چٹان پریس لاہور میں چھپوانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے متعلقہ عملہ کو بلاکر ہدایت فرمائی کہ اس کتاب کی طباعت میں پوری دیدہ ریزی، محنت اور شغف سے کام لیں۔ چنانچہ طباعتی معاملات میں آغا صاحب کی نظرِ التفات اور نگاہِ شفقت ہمارے ہم رکاب رہی۔ آغا صاحب کو توحید وسنت سے جو عشق وشغف ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنا تحصیلِ حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اخلاص کی دولت اور توحید وسنت کی محبت سے مزید بہرہ ور فرمائے۔

بہرحال یہ کتاب بہتر طباعت اور ممکن تصحیح کے ساتھ حاملین توحید وسنّت کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

والسلام

سید گلزار محمود بخاری۔ ملک خلیل احمد۔ شیخ عنایت اللہ

اراکین انجمن اشاعت التوحید والسنت (رجسٹرڈ)

دروازہ ملکانہ۔ شرق پور

مؤرخہ

۶۵-۷-۱

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيده مدحيه لاستاذ البلغاء ولسان الفصحاء مولانا غلام نبي فاروقي مدظله

في مدح حضرت مجدد الف ثاني الشيخ احمد سرهندي قدس سره

حمداً لمن يعطي الأنام نوالا	علماً وحكماً للعقول حبالا
ثم الصلوٰة على النبي وآله	وعلى الصحابة كلهم تتوالى
لله في عرض البسيطة أنفس	مقبولة عند الإله تعالى
هم وارثون عن الرسول لدينه	هم ناقلون لدينه أجيالا
ورثوا الأمانة كابراً عن كابر	كانوا رجالاً للعلوم جبالا
منهم مجدد ألف ثان إذ بدا	قطب الولاية عارف مفضالا
هو جامع لشريعة وطريقة	بحر الهدى يسقي العطاش زلالا
كانت بأرض الهند قبل ظهوره	فتن تجر إلى القلوب ضلالا
قد أشربت في الناس ألفة بدعة	لم يتركوها خائفين مآلا
خلط الرعايا في التناكح بينهم	بالمسلمين مع الهنود عيالا
نصب الكنائس في جوار مساجد	خلطوا الشمائل بل ضيعوا أعمالا
ضيعت شريعة ربنا بأصولها	وفروعها حتى أخيف زوالا
بدعات اكبرشاه جلال الدين في	دين إلهي رأيت تمثالا
عم الفساد وقد مضى لسبيله	قال الحكومة ابنه ومنالا
فالشيخ خالف كل فعل معاند	ضد النبوة روجوه خبالا
ببداية وأمانة ومتانة	وفطانة ورزانة اكمالا

Marfat.com

بسياسة شرعية نبوية ‏ ‏ ‏ دينية حنفية إعمالا
كعدالة الفاروق شيمة شيخنا ‏ ‏ ‏ يمحو المفاسد كلها إبطالا
لم يكترث بجفاء أهل حكومة ‏ ‏ ‏ آذوه في تلك البلاد جدالا
فأعاد من حكم الشريعة ما عفا ‏ ‏ ‏ وأباد كل الرسم استيصالا
حتى رأى جهانكير خير منامه ‏ ‏ ‏ فأراد استعلامه إجلالا
فأبى إلى أن أصلح المطموح من ‏ ‏ ‏ دين الرسول وحاز فيه كمالا
أما الملوك فسوف يسلب ملكهم ‏ ‏ ‏ فالحكم للرحمن جل جلالا

فجزاه رب الناس خير جزائه
ذو الفضل والنعم الجسام جزالا

★

وله قصيدة أخرى فيه

أشاع جلال الدين أكبر بدعة ‏ ‏ ‏ يقودوا إلى تعميلها كل مسلم
وأجبر كل الناس قبلة أرضه ‏ ‏ ‏ إذا حضروا عند المليك المعظم
وشارك أهل الشرك بالمسلمين في ‏ ‏ ‏ شعائر وتزويج بطو محرم
أمات أمور الشرع والدين كلها ‏ ‏ ‏ أقام أمور الكفر كفر مذمم
كأن فضاء الأرض إذ ذاك أظلمت ‏ ‏ ‏ تدور إلى حكم من الحق مبرم
فجاء بحمد الله كالبدر طالعا ‏ ‏ ‏ مجدد دين الله مأوى لمسلم
أقام حدود الدين في كل جانب ‏ ‏ ‏ وذلك شنيع المبدع بدع محرم
وشدد في محو الرسوم جميعها ‏ ‏ ‏ ولم يخش من جيش الملوك همومهم
أضاء جميع الأرض إذ عم فيضه ‏ ‏ ‏ وشيد دين الحق في الناس محكم
فهل ترى اليوم فيض سراجه ‏ ‏ ‏ بقاء لدين الله دين مكرم

★

Marfat.com

★

مردِ حُر

مردِ حُر محکم ز وردِ لاتخف — ما بہ میداں سر بجیب، اُو سر بکف
مردِ حُر از لا الٰہ روشن ضمیر — مے نگردد بندۂ سلطان و میر
پائے خود را آں چناں محکم نہد — نبضِ رہ از سوزِ او بر مے جہد
سِیرِ دیں ما را خبر، او را نظر — اُو درونِ خانہ، ما بیرونِ در
دارد اندر سینہ تکبیرِ اُمم — در جبینِ اوست تقدیرِ اُمم
در جہانِ بے ثبات اُو را ثبات — مرگ اُو را از مقاماتِ حیات
کارِ ما وابستۂ تخمین و ظن — اُو ہمہ کردار و کم گوید سخن

ما گدایاں کوچہ گرد و فاقہ مست
فقرِ او از لا الٰہ تیغ بدست

★

(اقبال)

"مثنوی چہ باید کرد اے اقوامِ شرق"

Marfat.com

فقرِ محمدی

چیست فقر اے بندگانِ آب و گِل — یک نگاہِ راہ بیں یک زندہ دل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است — بر دو حرفِ لاالٰہ پیچیدن است
برگ و سازِ او ز قرآنِ عظیم — مردِ درویشے نہ گنجد در گلیم
گرچہ اندر بزم کم گوید سخن — یک دمِ او گرمیٔ صد انجمن
بے پراں را ذوقِ پروانے دہد — پشہ را تمکینِ شہبازے دہد
با سلاطین درفتد مردِ فقیر — از شکوہِ بوریا لرزد سریر
قلب او را قوت از جذب و سلوک — پیشِ سلطاں نعرۂ او لاملوک
فقرِ قرآن احتسابِ ہست و بود — نے رُباب و مستی و رقص و سرود
فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات — بندہ از تاثیرِ او مولا صفات
فقر چوں عُریاں شود زیرِ سپہر — از نہیبِ او بلرزد ماہ و مہر
فقر چوں عریاں گرمیٔ بدر و حنین — فقرِ عریاں بانگِ تکبیرِ حسینؓ
فقر را تا ذوقِ عریانی نماند — آں جلال اندر مسلمانی نماند
وائے ما اے وائے ایں دیرِ کہن — تیغِ لا در کف نہ تو داری نہ من
دل ز غیر اللہ بپرداز اے جوان — ایں جہاں کہنہ دریاز اے جوان
تا کجا بے غیرتِ دیں زیستن — اے مسلماں مردن است ایں زیستن
مردِ حق باز آفریند خویش را — جز بہ نورِ حق نہ بیند خویش را
بر عیارِ مصطفیٰؐ خود را زند — تا جہانے دیگرے پیدا کند
اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد — مے شناسی عصرِ ما با ما چہ کرد!
عصرِ ما ما را ز ما بیگانہ کرد، — از جمالِ مصطفیٰؐ بیگانہ کرد

(اقبال۔ پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق)

Marfat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	مقدمہ	۱
۲	ابتدائی حالات	۲
۳	حالات حضرت خواجہ باقی باللہؒ	۹
۴	ملک کی سیاسی حالت	۱۲
۵	مقامِ مجددؒ	۱۴
۶	دورِ ابتلاء و محن	۲۰
۷	ایامِ اسیری	۲۵
۸	دوسری ابتلاء	۲۸
۹	قید کے بعد کیا ہوا؟	۳۳
۱۰	شیخ مجدد کا بنیادی کارنامہ	۳۶
۱۱	اکبر کا دینِ الٰہی	۳۸
۱۲	فتنہ کی ابتداء	۳۹
۱۳	ابوالفضل اور فیضی	۴۰
۱۴	اکبر کو مجتہد اور امام بنایا گیا	۴۰
۱۵	اکبری الحاد اور اس کا استیصال	۴۲

Marfat.com

۱۶	**مکتوبات پر ایک نظر**	۴۷
۱۷	مکتوبات کی تعداد	۴۷
۱۸	مکتوبات کی تردیدات	۵۰
۱۹	حضرت مجددؒ کی دیگر تصانیف	۵۱
۲۰	حالاتِ حضرتِ مجددؒ کے مآخذ	۵۲
۲۱	باقیاتِ صالحات	۵۳
۲۲	**حضرت مجددؒ کا طریقۂ تبلیغ**	۵۶
۲۳	تبلیغ کے نتائج صالح	۵۹
۲۴	بادشاہی صحبت کی روئداد ایک مکتوب میں	۶۰
۲۵	**معرکۂ توحید و شرک**	۶۵
۲۶	انبیاء علیہم السلام کا مقصدِ بعثت	۶۶
۲۷	توحید کی تعریف	۶۶
۲۸	دُونِ اللہ سے تعلق قلب جملہ امراض باطنی کی جڑ ہے	۶۷
۲۹	آنحضرت صلعم کی بشریت کا عقیدہ	۶۸
۳۰	جمیع انبیاء علیہم السلام کا اقرارِ بشریت	۶۹
۳۱	نفسِ انسانیت میں انبیاء اور غیر انبیاء برابر ہیں۔	۶۹
۳۲	مخلوق مخلوق کو رب نہ بنالے	۷۰
۳۳	مخلوق کے لئے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے	۷۰
۳۴	آنحضرت صلعم دائرۂ امکان میں ہیں نہ کہ دائرۂ وجوب میں	۷۱
۳۵	بزرگوں کے نام پر جانوروں کی نذر داخل شرک ہے	۷۲
۳۶	غیر اللہ سے استمداد اور طلب حوائج	۷۳

Marfat.com

۳۷	حاجات برآری کے لئے پیروں کی نیّت سے روزے رکھنا	۷۴
۳۸	سجدۂ تعظیمی کی ممانعت اور شناعت	۷۵
۳۹	ایک شرکیہ کلمہ پر تنبیہ	۷۵
۴۰	**مِنْ دُونِ اللہ کی فیصلہ کُن بحث**	۷۷
۴۱	کلمہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ میں ما سویٰ اللہ کا مفہوم	۸۰
۴۲	مخلوق خالق کا ظہور نہیں ہے	۸۳
۴۳	بندہ کو عین مولا جاننا الحاد ہے	۸۸
۴۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی عبدیت و لبشریت	۸۹
۴۵	عارف کا خدا کی ہستی میں تحلیل ہو جانے کا عقیدہ الحاد و زندقہ ہے	۹۰
۴۶	ارتفاعِ صفاتِ بشریّت ناممکن ہے۔	۹۰
۴۶ ا	پروردگارِ عالم کی شانِ کبریائی	۹۱
۴۷	علمِ انسان کو اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت سے نسبت	۹۲
۴۸	کلمہ طیّبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کی روح	۹۳
۴۹	**موازنۂ شریعت و تصوّف**	۹۵
۵۰	صوفیاء کا عمل حلّت و حرمت میں سند نہیں ہو سکتا	۹۶
۵۱	کیا شریعت پوست ہے اور حقیقت مغز؟	۹۶
۵۲	کسی مسئلہ میں علماء اور صوفیاء میں اختلاف ہو جائے تو حق علماء کی جانب ہوگا	۹۷
۵۳	مجتہد اور صوفی کے اختلاف میں مجتہد کی پیروی کی جائے۔	۹۸
۵۴	نبوّت اور ولایت کے کمالات کا فرق	۹۸
۵۵	علومِ شرعیہ کی تدریس ذکر و فکر سے زیادہ اہم ہے	۹۹
۵۶	حدیثِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت	۹۹

Marfat.com

۵۷	صحیح بخاری قرآن کے بعد حدیث کی سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے	۱۰۰
۵۸	دلیل صرف قرآن و سنّت سے لی جائے۔	۱۰۰
۵۹	تلاوتِ قرآن پاک افضل العبادات ہے	۱۰۱
۶۰	ادلّہٴ احکامِ شرعیہ	۱۰۲
۶۱	علماءِ ظاہر کی درستیٔ عقائد کا جمال صوفیائے کے مجاہدات ریاضات سے بڑھ کر ہے	۱۰۲
۶۲	فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا حکم	۱۰۳
۶۳	فرض عبادت کے مقابلہ میں نفلی عبادت کیا حکم رکھتی ہے	۱۰۴
۶۴	شریعت کے اجزاء علم و عمل و اخلاص ہیں	۱۰۴
۶۵	شریعت کا مقصد ہوائے نفسانی کا قلع قمع ہے	۱۰۵
۶۶	طریقِ نجات شریعت کی متابعت میں ہے	۱۰۶
۶۷	شریعت میں ذکر کا مفہوم	۱۰۷
۶۸	اعتقادی سُستی قابلِ عفو نہیں	۱۰۸
۶۹	شخص معیّن کو جہنمی اور لعنتی کہنا جائز نہیں	۱۰۸
۷۰	بزرگوں کا اصل مقصد مخلوق کی راہنمائی وارشاد ہے	۱۰۹
۷۱	سیرت رحمۃ للعالمین	۱۱۱
۷۲	ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۱
۷۳	شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۲
۷۴	حضور صلعم کے اسماء مبارکہ	۱۱۴
۷۵	تاکید اظہارِ بشریت	۱۱۶
۷۶	دعوتِ رسالت	۱۱۷
۷۷	شانِ محبّت	۱۱۸

Marfat.com

۷۸	حقوق و مراتب مصطفٰے صلعم	۱۱۹
۷۹	حقوق و مراتب صحابہؓ	۱۲۱
۸۰	ترتیب مراتب و ترتیبِ خلافت	۱۲۳
۸۱	شانِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۲۵
۸۲	امیر معاویہؓ جائر نہیں تھے امام عادل تھے	۱۲۶
۸۳	آنحضرت صلعم کی امیر معاویہؓ کے حق میں دعا	۱۲۷
۸۴	صحابہؓ کی باہمی لڑائیاں	۱۲۷
۸۵	حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل و مناقب	۱۲۸
۸۶	محبت اہل بیت اہل سنت کے ایمان کا سرمایہ ہے	۱۲۹
۸۷	تقیہ کی حقیقت اور اس کے مفاسد	۱۳۰
۸۸	اسلام میں نماز کا مقام	۱۳۳
۸۹	اسلام کے ارکانِ خمسہ میں نماز عمود دین ہے	۱۳۴
۹۰	اسرار الصلوٰۃ	۱۳۵
۹۱	نماز کی بلندیٔ شان	۱۳۸
۹۲	نماز میں حضورِ قلب سے مراد	۱۳۹
۹۳	نماز بہترین اعمال اور افضل ترین عبادات ہے	۱۴۰
۹۴	کلماتِ اذان سے شانِ نماز کی بزرگی کا اظہار ہے	۱۴۱
۹۵	زبان سے نماز کی نیت کہنی بدعت ہے	۱۴۳
۹۶	نماز باجماعت کی اہمیت	۱۴۴
۹۷	احیائے سنت کا درجہ اور تعدیلِ ارکان	۱۴۵
۹۸	نماز کی ہیئت، حقیقت اور برکات	۱۵۱

Marfat.com

۹۹	ماہ رمضان المبارک کی برکات	۱۵۱
۱۰۰	**غلط تصوّف کی اصلاح اور غلط رَو صوفیوں کو انتباہ**	۱۵۳
۱۰۱	وجد و حال اور کشف کتاب و سنت پر پورا اترے تو مانو	۱۵۳
۱۰۲	غیر مشروع ریاضتیں اور خلافِ سنّت مجاہدے	۱۵۳
۱۰۳	بے ریشوں اور اجنبی عورتوں سے دل لگانا	۱۵۵
۱۰۴	مظاہر جمیلہ اور نغماتِ حسنہ سے لگن	۱۵۵
۱۰۵	سماع و نغمہ، وجد و تواجد، رقاصی و پاکوبی	۱۵۶
۱۰۶	مجلسِ سماع و رقص کی تعظیم حرام ہے	۱۵۷
۱۰۷	غنا و سرود کے متعلق شریعت کا اٹل حکم	۱۵۷
۱۰۸	سرود و نغمہ سمِ قاتل ہے	۱۵۸
۱۰۹	احوال و اذواق غیر مشروع اسباب پر	۱۵۹
۱۱۰	نعت خوانی اور مولود خوانی	۱۵۹
۱۱۱	القائے شیطانی کا ہر جگہ احتمال ہے	۱۶۰
۱۱۲	کشف و القائے شیطانی میں تمیز	۱۶۲
۱۱۳	ان الشیطان لا یتمثل بصورتہ کا مطلب	۱۶۳
۱۱۴	صوفیاء وقت کی خدمت میں سنت پر چلنے کی اپیل	۱۶۵
۱۱۵	طریقہ نقشبندیہ اور اتباعِ سنّت لازم و ملزوم ہیں	۱۶۵
۱۱۶	نقشبندی مشائخ کا مسلک	۱۶۶
۱۱۷	اکابر نقشبندیہ کا قرآن و حدیث سے لگاؤ	۱۶۷
۱۱۸	خصائص طریقہ نقشبندیہ	۱۶۷
۱۱۹	ایک حدیث قدسی کا مطلب	۱۶۸

Marfat.com

۱۲۰	شیخ بایزید بسطامیؒ کا نعرۂ سکریہ اور اس کا مطلب	۱۶۹
۱۲۱	وحدت الوجودی نظریات کی تردید	۱۷۰
۱۲۲	شیخ اکبر سے تعارف	۱۷۱
۱۲۳	وحدت الوجودیوں کے ہاں رازِ تخلیق عالم	۱۷۱
۱۲۴	وجود مطلق، مراتب وجود اور تخلیقِ عالم	۱۷۲
۱۲۵	تعینات ستّہ	۱۷۲
۱۲۶	انسانِ کامل	۱۷۵
۱۲۷	ولایت کو نبوّت سے افضل کہنا	۱۷۸
۱۲۸	منصور الحلّاج اور بایزید بسطامیؒ کے اقوال کی توجیہہ	۱۸۳
۱۲۹	وحدت الوجودیوں پر انتہائی خفگی	۱۸۴
۱۳۰	بحث کا لُبِّ لباب	۱۸۵
۱۳۱	شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ کی بزرگی تسلیم مگر ان کے علوم سے احتراز واجب	۱۸۵
۱۳۲	حضرت مجددؒ کا نظریہ وحدت الشہود	۱۸۸
۱۳۳	مجدّدی تصوّف میں ذکر لطائف اور حقیقتِ لطائف	۱۹۲
۱۳۴	نفس کا محلّ و مقام	۱۹۳
۱۳۵	نفس کی تین حالتیں	۱۹۳
۱۳۶	لطیفۂ قلب کا بیان	۱۹۴
۱۳۷	ذکرِ لطائف، سیرِ لطائف اور محالِ لطائف	۱۹۴
۱۳۸	ذکرِ قلب	۱۹۶
۱۳۹	ذکرِ نفی و اثبات کی ایک صورت	۱۹۷
۱۴۰	ذکرِ نفی و اثبات کی دوسری صورت	۱۹۷

Marfat.com

۱۴۱	بدعت اور اہلِ بدعت سے حضرت شیخ مجدّد کا جہاد	۱۹۹
۱۴۲	بدعت کیا چیز ہے ؟	۱۹۹
۱۴۳	قرآن پاک اور تفاسیر	۲۰۰
۱۴۴	بدعت کی حقیقت	۲۰۱
۱۴۵	کتب عقائد وفقہ میں بدعت کی تعریف	۲۰۲
۱۴۶	کتب حدیث میں بدعت کی حقیقت	۲۰۳
۱۴۷	مسلم شریف	۲۰۳
۱۴۸	بخاری شریف	۲۰۳
۱۴۹	دورِ حاضرہ میں فتنۂ تلقین بدعات	۲۰۴
۱۵۰	کاسۂ بدعت پر شیخ مجدّدؒ کی پہلی ضرب	۲۰۷
۱۵۱	" " " " " کی دوسری ضرب	۲۰۸
۱۵۲	" " " " " کی تیسری ضرب	۲۰۹
۱۵۳	سنتوں کو زندہ کرو اور بدعتوں کو ہلاک کرو۔	۲۱۱
۱۵۴	ہر قسم کی بدعت کا دروازہ بند ہونا چاہیئے	۲۱۲
۱۵۵	علمائے ملت کی خدمت میں حضرت شیخ کی اپیل کہ کسی بدعت کے جواز کا فتویٰ نہ دیں	۲۱۳
۱۵۶	معرکۂ سنّت وبدعت	۲۱۵
۱۵۷	بدعت میں نہ کوئی نور ہے اور نہ کسی بیماری کی شفا ہے	۲۱۵
۱۵۸	بدعت کی شناعت	۲۱۶
۱۵۹	شیخ مجدّد کو سنّت سے عشق	۲۱۸
۱۶۰	چند بدعات کی تفصیل	۲۱۹
۱۶۱	جواز وعدم جواز میں تعارض کا حل	۲۲۱

Marfat.com

۱۶۲	مسئلہ ہذا کی مزید تفصیل	۲۲۱
۱۶۳	بدعتی کی صحبت کی خرابی	۲۲۲
۱۶۴	عبادت کے لئے اپنی طرف سے مخصوص ایام و صورت کی تعیین	۲۲۳
۱۶۵	مکروہ امر کو مستحسن جاننا جرمِ عظیم ہے	۲۲۳
۱۶۶	سُنّت پر زیادتی سنت کی رافع ہے	۲۲۴
۱۶۷	دربارِ جہانگیری کے ارکان و امرا کے نام مراسلات	۲۲۶
۱۶۸	گورنر لاہور شیخ فرید کے نام خط	۲۲۷
۱۶۹	شیخ فرید کے نام ایک اور مکتوب	۲۳۰
۱۷۰	شیخ فرید کے نام تیسرا مکتوب	۲۳۳
۱۷۱	خان جہان کے نام پہلا مکتوب	۲۳۴
۱۷۲	خان جہان کے نام دوسرا مکتوب	۲۳۴
۱۷۳	خان جہان کے نام تیسرا مکتوب	۲۳۷
۱۷۴	حضرت مجددؒ کے مکتوبات صدر جہاں کے نام	۲۳۹
۱۷۵	صدر جہاں کے نام ایک اور مکتوب	۲۴۰
۱۷۶	حکومت کے ایک رکن لالہ بیگ کے نام مکتوب	۲۴۳
۱۷۷	مقربِ دربارِ جہانگیری خان اعظم کے نام ایک دل ہلا دینے والا مکتوب	۲۴۴
۱۷۸	علامہ اقبال اور شیخ مجدد کی یاد	۲۴۸
۱۷۹	میر محمد نعمان کے نام مکتوب	۲۴۹
۱۸۰	قلیج خاں گورنر لاہور کے نام مکتوب	۲۵۱
۱۸۱	نواب عبدالرحیم خان خاناں	۲۵۲
۱۸۲	حضرت شیخ مجددؒ کی رگ فاروقی جوش میں آگئی	۲۵۳

Marfat.com

۱۸۳	**نوادراتِ ادب وحکمت ونصائح**	۲۵۷
۱۸۴	مقامِ عشق ومحبت کی کیفیّت	۲۵۷
۱۸۵	فقرار کی اغنیار سے آشنائی کیسے ہو؟	۲۵۸
۱۸۶	بندۂ مقبول کون ہے؟	۲۵۸
۱۸۷	دنیا دار عمل ہے	۲۵۹
۱۸۸	دنیا کے ظاہر وباطن کا نقشہ	۲۶۰
۱۸۹	درجوانی توبہ کردن	۲۶۱
۱۹۰	**اسرار ودقائق خصوصی**	۲۶۳
۱۹۱	علم وعرفان	۲۶۵
۱۹۲	رموز واشارات	۲۶۶
۱۹۳	علوم ومعارف	۲۶۶
۱۹۴	انکساری کی حد	۲۶۷
۱۹۵	شیخ کامل کی تعریف	۲۶۷
۱۹۶	افادہ واستفادہ	۲۶۸
۱۹۷	**حضرت شیخ مجددؒ کا فقہی مسلک**	۲۶۸
۱۹۸	تذکرۃ الحفاظ	۲۶۹
۱۹۹	تہذیب الاسمار واللّغات	۲۷۱
۲۰۰	میزانِ کبریٰ للشعرانیؒ	۲۷۱
۲۰۱	سنت وقیاس اور امام ابوحنیفہؒ	۲۷۳
۲۰۲	اصحابِ امام ابوحنیفہؒ کا فقہی کارنامہ	۲۷۴
۲۰۳	امام ابویوسفؒ کی تصانیف	۲۷۵

Marfat.com

۲۰۴	امام محمدؒ کی تصانیف	۲۷۷
۲۰۵	اصحاب امام ابوحنیفہؒ کا امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف	۲۷۹
۲۰۶	حنفی مذہب کا شیوع اور اشاعتِ عام	۲۸۰
۲۰۷	شیخ مجددؒ کی امام ابوحنیفہؒ سے بے پناہ عقیدت	۲۸۰
۲۰۸	امام ابوحنیفہؒ اور دعوتِ توحید	۲۸۵
۲۰۹	مشائخ کے نام پر نذر و نیاز کے عقیدہ کا حنفی مذہب میں پوسٹ مارٹم	۲۸۶
۲۱۰	"وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" اور حنفی فقہاء	۲۸۸
۲۱۱	فقہی حوالوں سے بدعت پسند طبقہ کا گریز	۲۹۰
۲۱۲	فتاوائے غرائب اور شامی کا حوالہ	۲۹۱
۲۱۳	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر دلپذیر	۲۹۳
۲۱۴	مفسرِ قرآن حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کیا فرماتے ہیں؟	۲۹۵
۲۱۵	رفعِ اشکال	۲۹۶
۲۱۶	اہلِ بدعت کی کٹ حجتیاں	۲۹۸
۲۱۷	مشرکینِ مکہ اور حال کے اہلِ بدعت	۳۰۱
۲۱۸	مشرکینِ مکہ کی عاداتِ قبیحہ کا ذکر قرآن میں	۳۰۱
۲۱۹	دورِ حاضرہ کا غلط رو مسلمان	۳۰۵
۲۲۰	ملتِ ابراہیمی کو کس نے بدلا؟	۳۰۶
۲۲۱	شعائرِ الٰہی کی حرمت	۳۰۸
۲۲۲	تحریماتِ غیر اللہ	۳۰۹
۲۲۳	حنفی فقہ اور مراسمِ شرک کا استیصال	۳۱۱
۲۲۴	تعظیمِ مراسمِ شرک اور شیخ مجددؒ	۳۱۴

Marfat.com

۲۲۵	طواغیت سے استمداد اور طلبِ حوائج	۳۱۴
۲۲۶	شرک فی العبادت کی وسعت	۳۱۶
۲۲۷	شیخ مجدد اور مسئلہ تکفیرِ مسلم	۳۱۸
۲۲۸	قادیانی اور فتوائے تکفیر	۳۲۶
۲۲۹	قادیان کے دار الخلافت کا اعلان	۳۲۷
۲۳۰	قادیان کے دار الخلافت کا دوسرا اعلان	۳۲۷
۲۳۱	قادیان کے دار الخلافت کا تیسرا فتویٰ	۳۲۸
۲۳۲	تکفیرِ مسلم اور دیوبندی بریلوی علماء کا فرض	۳۲۸
۲۳۳	اہل اسلام سے اپیل	۳۳۴
۲۳۴	کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے حقائق و معارف	۳۳۴
۲۳۵	لا الٰہ الا اللہ میں نفی و اثبات کا مطلب	۳۳۹
۲۳۶	لا الٰہ الا اللہ اور ڈاکٹر اقبال مرحوم	۳۴۱
۲۳۷	ایک بریلوی عالم کا عجیب استدلال	۳۴۴
۲۳۸	کلمہ طیبہ کے فضائل و برکات	۳۴۶
۲۳۹	لا الٰہ الا اللہ سے غضبِ الٰہی سکون پذیر ہوتا ہے۔	۳۴۸
۲۴۰	آقا غلام پر کیوں ناراض ہوتا ہے	۳۴۹
۲۴۱	کلمہ طیبہ رحمتِ الٰہی کے ننانوے حصوں کی کنجی ہے	۳۴۹
۲۴۲	یہ امت سب سے زیادہ محتاجِ شفاعت کیوں ہے؟	۳۵۰
۲۴۳	شفاعتِ کلمہ طیبہ اور شفاعتِ خاتم الرسل صلعم اس امت کی ڈھال ہیں	۳۵۱
۲۴۴	یہ امت خیر الامم کیوں کہلائی؟	۳۵۲
۲۴۵	کلمہ طیبہ کی شانِ یکتائی	۳۵۳

Marfat.com

٢٤٦	جملہ محمدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ کی شان	٣٥٤
٢٤٧	کلمہ طیبہ کی عظمت کا ظہور مثالی	٣٥٥
٢٤٨	کلمہ دریائے محیط ہے جس کے سامنے دنیا ایک قطرہ کا حکم نہیں رکھتی۔	٣٥٥
٢٤٩	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے لغوی معانی اور لفظی ترکیب	٣٥٧
٢٥٠	شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور لفظ اللّٰہ کی تشریح	٣٦٠
٢٥١	**شیخ مجددؒ کے اوراد و وظائف**	٣٦٤
٢٥٢	نماز تہجد	٣٦٤
٢٥٣	استغفار	٣٦٥
٢٥٤	فرضی نمازوں کے بعد کے وظیفے	٣٦٦
٢٥٥	صبح و شام کے وظیفے	٣٦٧
٢٥٦	بہترین عبادات	٣٦٨
٢٥٧	سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ	٣٦٩
٢٥٨	سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ	٣٧١
٢٥٩	سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔	٣٧٢
٢٦٠	آنحضرت صلعم پر صلوٰۃ و سلام کا طریقہ	٣٧٧
٢٦١	حضرت بابا فرید شکر گنجؒ کیا وظائف پڑھا کرتے تھے؟	٣٧٨
٢٦٢	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کے نام کے وظیفے	٣٨١
٢٦٣	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور درسِ توحید	٣٨٣
٢٦٤	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی آخری وصیت	٣٨٥

Marfat.com

۲۶۵	حضرت شیخؒ کی دو مشہور کتابیں	۳۸۶
۲۶۶	اہل بدعت کے وظائف	۳۸۷
۲۶۷	اہلِ بدعت کے ہاں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اہمیت۔	۳۹۰
۲۶۸	چند ایک بزرگانِ دین کے ارشادات	۳۹۵
۲۶۹	حضرت امام ابو حنیفہؒ کیا فرماتے ہیں؟	۳۹۵
۲۷۰	کلام حضرت شیخ سعدی در پند و موعظت	۳۹۶
۲۷۱	مشاہیرِ اسلام، ائمہ حدیث اور فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں	۳۹۸
۲۷۲	یادِ رفتگان بطورِ تتمہ	۴۰۴
۲۷۳	...رۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مضمون	۴۱۱
۲۷۴	...الم	۴۱۱
...۷۵	...مۃ للعالمین	۴۱۲
	...رح کلامِ حضرت شیخ مجددؒ	۴۱۳
۲۷۷	سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ایک نظر	۴۱۷
۲۷۸	عالمِ انسانیت میں ایک حیرت انگیز انقلاب	۴۲۱
۲۷۹	مصطلحاتِ تصوفِ مجددی	۴۲۶
۲۸۰	تصوفِ اہلِ حق	۴۲۶
۲۸۱	شیخ محی الدین ابن عربی کا تصوف	۴۲۷
۲۸۲	شیخ مجدد الفِ ثانیؒ کے تصوف کا حال	۴۲۷
۲۸۳	صحابہ کرامؓ اور تصوف	۴۲۹
۲۸۴	مقامِ احسان	۴۳۰

Marfat.com

۲۸۵	تصوّف اسلام ہی کا ایک شعبہ ہے	۴۳۱
۲۸۶	تصوّف کے متعلق کچھ غلط فہمیاں اور ان کا جواب	۴۳۲
۲۸۷	اربابِ قلوب و اہلِ معارف اور احترامِ شریعت	۴۳۴
۲۸۸	شطحیاتِ صوفیاء	۴۳۹
۲۸۹	**تصوّف کیا ہے؟**	۴۴۲
۲۹۰	عاشقِ رسول صلعم حضرت اویس قرنی رح	۴۴۷
۲۹۱	صوفیوں کے سرخیل	۴۴۹
۲۹۲	علمِ تصوّف کی بنیادی کتابیں	۴۵۱
۲۹۳	مصطلحاتِ ذکر و فکرِ صوفیاء	۴۵۲
۲۹۴	تعلیمِ تقرّب الیٰ اللہ	۴۵۴
۲۹۵	**طرق و سلاسلِ صوفیاء**	۴۵۶
۲۹۶	عدویہ سلسلہ	۴۵۷
۲۹۷	سلسلۂ رفاعیہ	۴۵۸
۲۹۸	سلسلۂ یونسیہ	۴۵۹
۲۹۹	سلسلہ بداویہ	۴۵۹
۳۰۰	سلسلہ سہروردیہ	۴۶۰
۳۰۱	سلسلہ نقشبندیہ	۴۶۱
۳۰۲	سلسلہ چشتیہ	۴۶۱
۳۰۳	سلسلہ مولویہ	۴۶۴
۳۰۴	سلسلہ جلالیہ	۴۶۵
۳۰۵	سلسلہ سنوسیہ	۴۶۵

Marfat.com

۳۰۶	مصطلحاتِ سلوک و تصوّف و کلام	۴۶۶
۳۰۷	بارِ امانت کیا ہے؟	۴۷۲
۳۰۸	قرآن پاک کی ایک آیت کی حکیمانہ تفسیر	۴۷۲
۳۰۹	جمہور مفسّرین امانت کی کیا تفسیر کرتے ہیں؟	۴۷۵
۳۱۰	امانت سے مراد خلافت و نیابتِ الٰہیہ ہے۔	۴۷۶
۳۱۱	قلبِ مومن کی تخصیص کیوں فرمائی؟	۴۷۸
۳۱۲	شرف و مزیتِ روح کی بنا پر انسان خلیفۂ رحمٰن بنا	۴۸۰
۳۱۳	تفسیر آیۂ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الآخر	۴۸۰
۳۱۴	خبردار! غلطی نہ کھانا	۴۸۱
۳۱۵	عالم کی صانعِ عالم سے نسبت	۴۸۲
۳۱۶	امانت منصبِ قیّومیت ہے	۴۸۳
۳۱۷	منصبِ قیّومیت وزارت کا حکم رکھتا ہے	۴۸۴
۳۱۸	آیۂ مذکورہ کا ایک اور مفہوم	۴۸۵
۳۱۹	تخلیقِ انسان کی غرض و غایت	۴۸۶
۳۲۰	خلافتِ آدم (ڈاکٹر اقبال مرحوم)	۴۸۷
۳۲۱	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۴۸۹
۳۲۲	ارتحالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم	۴۹۱
۳۲۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف رخصت ہونا۔	۴۹۱
۳۲۴	تفسیر سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللہِ وَالْفَتْحُ الآخر	۴۹۸
۳۲۵	تحفظاتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۴۹۹

Marfat.com

۳۲۶	مرض الموت	۵۰۱
۳۲۷	وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مثنوی مولانا رومؒ	۵۰۵
۳۲۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ آخرت	۵۰۶
۳۲۹	حیاتِ برزخیہ	۵۰۷
۳۳۰	حیاتِ عالمِ برزخ اور شیخ مجددؒ	۵۰۸
۳۳۱	عالمِ ارواح، عالمِ مثال اور عالمِ اجساد میں تمیز	۵۰۹
۳۳۲	توفّی نوم اور توفّی موت میں فرق	۵۱۱

Marfat.com

Marfat.com

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرچہ فانی شدہ ام ذکر و بیانم باقیست
عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقیست

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی خُصُوصاً عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیرِ الوَرٰی وَصَحبِہٖ مَصَابِیحِ الدُّجٰی وَآلِہٖ اَعلَامِ الھُدٰی۔

حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی ذاتِ گرامی سے ایک دنیا محبت و عقیدت کے جذبات رکھتی ہے۔ عوام و خواص حضرت امام ربانی کی مجددیت، ولایت اور بزرگی کے یکساں قائل ہیں اور ان کا پورا ادب و احترام بجا لاتے ہیں۔ ان کی شہرۂ آفاق علمی یادگار مکتوبات کی صورت میں موجود ہے۔ یہ مکتوبات ان کے ارشاد کے مطابق ان کی زندگی ہی میں مرتب و مدون ہوئے۔ قدر شناسوں نے ان مکتوبات کی قدردانی کا پورا حق ادا کیا۔ ان مکتوبات کی عبارتوں کے اندر علوم و معارف اور حقائق و اسرار کے سربستہ راز چھپے ہوئے ہیں۔ کہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے واردات روحانی و جذباتِ قلبی کا بیان ہے کہیں شریعت و طریقت کے حقائق اپنے خاص اندازِ بیان سے پڑھنے والوں پر عالمِ وجد طاری کر رہے ہیں۔ ان مکتوبات کے اندر بیک وقت دعوتِ الٰہی اور پیغامِ ربانی بھی ہے، اخلاق و موعظت بھی، تصوف و سلوک بھی، فقہ و اجتہاد بھی، فطرتِ انسانی کی عکاسی اور حکیمانہ تصور بھی۔ مکتوبات کی عبارتوں کی خوبی و لطافت

Marfat.com

اور غیر معمولی دلکشی پر ایک دنیا مٹی ہوئی ہے۔ بعض مکتوبات کی عبارتیں نہایت مغلق اور پیچیدہ ہیں۔ الفاظ و مصطلحات کے طلسم کے اندر معانی کی ایک دنیا کو آباد کیا ہوا ہے۔

میں نے اس کتاب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کارناموں پر ایک سرسری تبصرہ کرنے کے بعد مکتوبات کا تجزیہ کر کے مختلف فقہی عنوانات کے ماتحت حضرت مجددؒ کے عقائد و نظریات اور ان کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری اس محنت کی قیمت و افادیت کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہو سکے گا۔

ابتدائی حالات

حضرت مجددؒ کا سن پیدائش ۹۷۱ھ ہے۔ ۱۴ شوال یوم جمعہ کو آپ سرہند کی زمین میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نامی احمد ہے۔ نسباً آپ فاروقی ہیں۔ ستائیس واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ذریعہ امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطابؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد مخدوم شیخ عبدالاحدؒ ہے۔ جو علوم ظاہری میں فاضل اجل تھے۔ کتب فقہ و اصول فقہ اور جملہ کتب معقول و منقول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ طریقت میں حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ سے بیعت تھی اور آپ کے صاحبزادہ سے طریقۂ چشتیہ میں خلافت کا خرقہ حاصل کیا تھا۔ طریقۂ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے فوائد و برکات اور خرقہ خلافت سے متمتع ہوئے۔ آپ کے درس میں عوارف المعارف اور فصوص الحکم شامل تھیں۔ محی الدین ابن عربیؒ کے مشرب و مسلک کی طرف دل کا جھکاؤ تھا فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے معارف کی عقدہ کشائیوں میں آپ کو خاص دسترس حاصل تھی لیکن بایں ہمہ کتاب و سنت کے سررشتہ کو سرمو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک بھی آپ نے حاصل کیا تھا۔

۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ بعمر ۸۰ سال حضرت خواجہ عبدالواحد صاحبؒ نے وفات پائی

Marfat.com

اور سرہند میں مدفون ہوئے۔

حضرت مجددؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ تھوڑی ہی مدت میں درسی علوم سے فارغ ہو گئے۔ بعدہٗ اعلیٰ علوم یعنی تفسیر و حدیث کے لئے دیگر علمائے فحول کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ تعلیم کے سلسلہ میں آپ سیالکوٹ بھی گئے۔ وہاں مولانا کمال کشمیری اور مولانا یعقوب صرفی کشمیریؒ محدثِ وقت سے بعض کتابیں پڑھیں۔ مولینا کمال کشمیری محقق و مدقق علامہ روزگار عابد و زاہد تھے۔ حضرت مجددؒ نے معقولات کی کتابیں جن میں مولینا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں اور حدیث کی سند مولینا یعقوب صرفی کشمیریؒ سے حاصل کی۔ مولینا یعقوب صرفی علاوہ محدث ہونے کے شیخ خوارزمی کبرویؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت مجددؒ نے سلسلہ کبروی میں مولینا یعقوب صرفی کی بیعت بھی کی۔ یہ تمام علوم آپ نے ۱۷ سال کی عمر میں حاصل کر لئے اور واپس سرہند تشریف لا کر اپنے والد ماجد کے حضور میں طلباء کو درس دینے لگے۔

سیالکوٹ ہی میں مولینا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے ہم سبق و ہم مکتب تھے۔ روضہ قیومیہ، زبدۃ المقامات اور تاریخ سیالکوٹ محمدی میں مولینا عبد الحکیم اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ہم مکتب و ہم سبق لکھا ہے۔

نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہان بھی مولینا کمال کی درسگاہ میں اسی زمانہ میں پڑھتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ہم مکتب رہے ہیں۔

الغرض اسی اثناء میں آپ آگرہ تشریف لے گئے وہاں بڑے بڑے علماء سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ابو الفضل اور فیضی سے آگرہ میں کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ علومِ فلسفہ یونان سے کئی مرتبہ بحث ہوئی۔ انہی مناظروں کی بنا پر آپ نے اثبات نبوۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ ابو الفضل وغیرہ زبردست فلسفی تھے۔ فرشتوں کے وجود کے منکر تھے۔ اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر انہیں یقین نہ تھا۔

Marfat.com

ابوالفضل اور فیضی آپ کی غیر معمولی قابلیت، ذہن وذکاوت سے بہت متاثر ہوئے۔ یہ حضرت کی جوانی کا وقت تھا۔ ابوالفضل اور فیضی کے بحث مباحثہ اور منطقی و فلسفی پیچیدگیوں اور الجھنوں میں پڑھنے سے آپ کو یہ فائدہ ہوا کہ آپ نے اس زمانہ کے اصل فتنوں کے مبدء و منشاء کا پتہ چلا لیا۔ اور ان حربوں کا بھی پتہ چلا لیا جن کی وجہ سے ابوالفضل اور فیضی اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر رہے تھے آپ نے بھی بتدریج ان حربوں سے اپنے کو مسلح کیا۔

کچھ مدت کے بعد آپ کے والد ماجد اکبر آباد تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں تھانیسر کے مقام پر ایک رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح پڑھا گیا۔ جہیز میں آپ کو کافی روپیہ ملا۔ سفر سے واپسی کے بعد نہایت التزام سے اپنے والد کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحدؒ نے ۱۰۰۷ھ میں رحلت فرمائی۔ ۱۰۰۸ھ میں آپ حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے رخصت ہوئے اور دہلی پہنچے۔ وہاں اپنے ایک پرانے دوست مولانا حسن کشمیری سے ملاقات ہوئی۔ مولانا حسن کشمیری نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مناقب بیان کئے۔ آپ کو پہلے ہی سے نقشبندیہ نسبت حاصل کرنے کی تمنا تھی۔ جذبہ شوق بے اختیار ان کی خدمت میں لے گیا۔ ابھی تین چار روز ہی آپ کی صحبتِ فیض اثر میں رہنے کا موقع ملا کہ حضرت خواجہ سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ نے بلا تامل ایک خلوت میں بلا کر توجہ فرمائی۔ آپ کا قلب اس ایک ہی توجہ میں ذاکر ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں بڑی ترقی اور جمعیت حاصل ہوئی۔

کچھ مدت حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے اور پھر حضرت خواجہ نے تکمیل کی بشارت فرما کر وطن کو رخصت کیا۔ کچھ عرصہ وطن میں رہنے کے بعد دوبارہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ اس دفعہ حضرت خواجہ نے خلافت کی خلعت سے سرفراز

Marfat.com

فرما کر رخصت کیا۔ سرہند شریف پہنچ کر طالبانِ راہ ہدایت کی تربیت میں مصروف ہوئے۔
اسی دوران میں حضرت خواجہ کی طرف سے ایک اشتیاق آمیز خط آپ کو موصول ہوا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ بڑی محبت اور تپاک سے ملے کچھ دنوں رہ کر واپس وطن لوٹے۔ بس یہ آخری ملاقات تھی۔ وطن واپس آ کر اپنے کام میں مشغول ہو گئے کہ حضرت خواجہ کی طرف سے لاہور جانے کے لئے حکم موصول ہوا۔
یہاں لاہور میں آپ کے فیضانِ علم اور کمالات تامہ کی بڑی شہرت ہو گی۔ یہاں کے عمائد علماء مولینا جمال الدین تلوی اور مولینا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے حلقۂ بیعت وارادت میں داخل ہوئے۔ اور اکثر مشائخ وقت نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت نے اپنے ایک مکتوب ۲۵۷ دفترِ اوّل میں شہر لاہور کی بڑی تعریف کی ہے۔ انشاء اللہ مناسب موقع پر اس مکتوب کو درج کیا جائے گا۔
آپ لاہور ہی میں تھے کہ حضرت باقی باللہؒ کی وفات کی خبر پہنچی جو ۲۵ رجمادی الآخر سنہ ۱۰۱۲ھ کو دہلی میں وفات پا گئے۔ آپ تعزیت کے لئے لاہور سے سیدھے دہلی کو روانہ ہوئے لاہور سے پیدل دہلی پہنچے جہاں اپنے مخدوم زادوں اور پیر بھائیوں کے شکستہ دلوں کو مرہم عنایت سے تشفی بخشی۔ حضرت خواجہؒ کو حضرت مجددؒ سے بے پناہ محبت تھی۔ پہلی دفعہ حضرت مجددؒ نے اڑھائی مہینے حضرت خواجہ کی خدمت میں قیام فرمایا۔ نہایت سرعت کے ساتھ اس قلیل عرصہ میں سلوک کے تمام مراتب طے کر لئے۔ حضرت خواجہ صاحب کو آپ کے بیعت ہونے پر بڑا ناز تھا۔ چنانچہ اپنے ایک دوست کو خط لکھتے ہیں تو حضرت مجددؒ کے مراتب کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"شیخ احمد مردیست از سرہند کثیر العلم وقوی العلم، روزے چند فقیر با او نشست وبرخاست کرد۔ عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمود، بآں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردد۔ الحمد للہ تعالے احوال کاملہ

ادمرا بہ یقین پیوستہ" (مقامات امام ربانی ص۱۱)

ترجمہ:۔ شیخ احمد سرہند کا ایک باشندہ ہے۔ کثیر العلم اور قوی العلم، کچھ مدت فقیر نے اس کے ساتھ نشست و برخاست کی۔ ان کے اوقات کے کوائف سے بہت سے عجائبات مشاہدہ میں آئے۔ ایسا معلوم دیتا ہے کہ وہ ایک چراغ کی طرح چمکیں گے۔ جس سے کئی جہان روشن ہوں گے۔ الحمد للہ! انکے احوالِ کاملہ سے مجھے اس امر کا یقین ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ وقتاً فوقتاً جو مکتوبات حضرت مجددؒ کے نام تحریر کرتے رہے ہیں۔ ان سے حضرت مجددؒ کے مدارجِ عالیہ کے کمال کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت مجددؒ نے مکتوب ۲۶۶ دفتر اول میں جو مخدوم زادگان یعنی خواجہ عبداللہ و خواجہ عبیداللہؒ کی طرف ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ سے اپنے گہرے روابط اور احسانات خصوصی کا نہایت وضاحت سے اظہار کیا ہے۔ انشاء اللہ اس مکتوب کو بھی درج کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

سراج السالکین حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد باقیؒ بتاریخ ۵ ماہ ذی الحجہ ۹۷۱ھ میں بمقام کابل پیدا ہوئے۔ ۱۹ برس کی عمر میں آپ کے علم و فضل کا شہرہ چاروں طرف پھیل گیا۔ غزنی، قندھار، بلخ، بخارا اور کابل کے لوگ آ آ کر آپ کے دریائے علم و عرفان سے اپنی تشنگی بجھاتے۔ اکبرِ اعظم کے زمانہ میں آپ نے ہندوستان میں نزولِ اجلال فرمایا اور ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی میں مکین ہوئے۔ آپ کو گو صوفیہ کے جملہ سلاسل سے فیوض و برکات حاصل تھے لیکن سلسلہ نقشبندیہ کو ہندوستان میں آپ

Marfat.com

کے دم سے بہت فروغ ہوا۔ آپ کی فضیلت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ آپ کی روحانی تربیت سے سرزمینِ ہند سے آفتاب ہو کر چمکے۔

حضرت خواجہؒ نے بہت تھوڑی عمر پائی - ۲۵ر جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو چالیس سال کی عمر میں آپ کی روح مبارک قیدِ جسم سے آزاد ہو کر اعلیٰ علیین کو سدھار گئی - آپ کا مدفن دہلی ہے - آپ کی بیعت حضرت خواجہ امکنگیؒ سے تھی - انہی کے ارشاد کے بموجب آپ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ پہلے پشاور تشریف لائے - پشاور سے لاہور پہنچے۔ اور لاہور سے دہلی تشریف لائے اور فیروزشاہ کے قلعہ میں قیام فرمایا۔ تھوڑے عرصہ میں دہلی کا بچہ بچہ حضور کے نامِ نامی سے واقف ہو گیا۔ تمام علماء و صلحاء خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے اور دلی مقصود کو پہنچتے ہر وقت آپ کی مجلس میں خلقت کا ہجوم رہتا۔

بوقت وفات حضرت خواجہ نے دو خورد سال بچے چھوڑے۔ ایک کا نام خواجہ عبید اللہ اور دوسرے کا نام خواجہ عبداللہ تھا۔ حضرت خواجہ کے حرم میں دو خواتین تھیں ایک زوجہ کے بطن سے خواجہ عبید اللہ تھے اور دوسری زوجہ کے بطن سے خواجہ عبداللہ تھے

اب میں حضرت مجددؒ کا وہ مکتوب جو انہوں نے خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبداللہ کی طرف لکھا اور جس کا میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں درج ذیل کرتا ہوں۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعْوَاتِ بجناب مخدوم زادہائے کرام مے نماید کہ ایں فقیر از سر تا قدم غرقِ احسانہائے والد بزرگوار شما است، دریں طریق سبق الف بے را از ایشاں گرفتہ است، و ہجی حروف ایں راہ را از ایشاں آموختہ، و دولت اندراج النہایت فی البدایت ببرکتِ صحبتِ ایشاں حاصل کردہ، و سعادتِ سفر در وطن را بصدقہ خدمتِ ایشاں یافتہ، توجہ شریف ایشاں در دو نیم ماہ ایں ناقابل را نسبتِ نقشبندیہ رسانیدہ و حضورِ خاص ایں اکابر را اعطا

فرمودہ، دریں مدت قلیلہ آنچہ از تجلیات و ظہورات و انوار و الوان و بے رنگیہا و بے کیفیہا کہ بطفیل ایشاں رُو دادہ چہ شرح دہد و چہ بیان تفصیل آں نماید۔ بیمن توجہ شریف شان کم دقیقہ ماندہ باشد در معارف توحید و اتحاد و قرب و معیت و احاطہ و سریان کہ بریں فقیر نکشادند و از حقیقت آں اطلاع ندادند شہود وحدت در کثرت و مشاہدۂ کثرت در وحدت از مقدمات و مبادی ایں معارف است، بالجملہ آنجا کہ نسبتِ نقشبندیہ است و حضورِ خاص ایں اکابر نامِ ایں معارف بر زبان آوردن و نشانِ ایں شہود و مشاہدہ را بیان نمودن از کوتہ نظری است، کارخانۂ ایں اکابر بلند است، بہر زراقے و رقاصے نسبت ندارد۔ ہرگاہ ایں طور دولتے رفیع القدر را از حضرت ایشاں بایں فقیر رسیدہ باشد۔ اگر در مدتِ عمر سر خود را پائمال اقدام خدمۂ عتبۂ علیہ شما کردہ باشد۔ ہیچ نہ کردہ باشد، از تقصیراتِ خود چہ عرض نماید و از شرمندگی ہائے خود چہ اظہار نماید، امّا معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد را حضرت حق سبحانہ از ما جزائے خیر دہاد کہ مؤنتہ، مفقران را بر خود التزام نمودہ کمر ہمت را در خدمت عتبۂ علیہ لبستہ اند و ما دورافتادگان را فارغ ساختہ ؎

گر بر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکر وے از ہزار نتوانم کرد

سہ مرتبہ فقیر بدولت عتبہ بوسی حضرت ایشان مشرف گشت مرتبۂ اخیر فقیر را فرمودند کہ ضعفِ بدن بر من غالب آمدہ است امید حیات کم ماندہ از احوال طفلاں خبردار خواہی بود و در حضور خود شما را طلبیدند و شما در حجور مرضعات بودید و بفقیر امر کردند کہ بایشاں توجہ بکن بامر ایشاں در حضور ایشاں بشما توجہ کردہ بحدیکہ ظاہر اثر آں توجہ نیز ظاہر شدہ، بعد ازاں فرمودند کہ حضراتِ والداتِ

Marfat.com

ایشاں رانیز غائبانہ توجہ بکن، حسب الامر غائبانہ توجہ نمودہ آمدہ، امیدا ست کہ ببرکتِ حضورِ ایشاں آں توجہ مُثمر نتائج باشد، تصوّر نکنند کہ از امرِ واجب الامتثال و معیّت لازمہ ایشاں ذہولے واقع شدہ است یا تغافلے زدہ باشد، کلّا بل انتظار اشارت دارد و منتظرِ اذن از شما است، الحال چند فقرہ بطریق نصیحت نوشتہ آید بگوشِ ہوش استماع خواہند فرمود اسعدکم اللہ سُبحانہٗ۔

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:- حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد اپنے بزرگ مخدوم زادوں کی جناب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے۔ فقیر نے اس طریق میں الف و بے کا سبق انہی سے لیا ہے اور اس راہ کے حروف تہجی انہی سے سیکھے ہیں اور اندراج النہایت فی البدایت کی دولت ان کی محبت کی برکت سے حاصل کی ہے اور سفر در وطن کی سعادت کو ان کی خدمت کی طفیل پایا ہے۔ ان کی شریف توجہ نے اس ناقابل کو دو اڑھائی ماہ کے عرصہ میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا اور ان بزرگواروں کا حضورِ خاص عطا فرمایا۔ وہ تجلیات و ظہورات، انوار و الوان، بے رنگیاں اور بے کیفیاں جو ان کی طفیل اس عرصہ میں ظاہر ہوئیں، شرح و تفصیل سے باہر ہیں۔ ان کی بزرگ توجہ کی برکت سے معارفِ توحید اور اتحاد و قرب و معیّت اور احاطہ و سریان میں شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہوگا۔ جو اس فقیر پر نہ کھلا ہو اور اس کی حقیقت سے اطلاع نہ دی ہو، وحدت کا کثرت میں اور کثرت کا وحدت میں مشاہدہ کرنا ان معارف کے مقامات و مبادی میں سے ہے۔

غرض جہاں نسبت نقشبندیہ اور ان بزرگواروں کا حضورِ خاص ہے وہاں ان معارف کا زبان پر لانا اور اس شہود و مشاہدہ کا نشان بتانا نادانی ہے۔ ان

Marfat.com

بزرگواروں کا کارخانہ بہت بلند ہے اور ہر مکار اور ناچنے والے کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ جب اس قسم کے بلند درجہ والی دولت اس فقیر کو ان جناب کے حضور سے ملی ہے تو اس کے عوض اگر تمام عمر کے لئے اپنے سر کو اس جناب کی بلند درگاہ کے خدام سے پامال کراتا رہے تو بھی جناب کا حق ادا نہ ہو سکے۔ یہ فقیر اپنی تقصیروں کو کیا عرض کرے اور اپنی شرمندگیوں کا کیا اظہار کرے۔ اللہ تعالےٰ ہماری طرف سے معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے ہم کم ہمتوں کا بار مؤنت اپنے ذمے لے کر کمر ہمت کو بلند بارگاہ کی خدمت کے لئے باندھا ہے اور ہم دور پڑے ہوؤں کو اس سے فارغ کر دیا ہوا ہے ؎

گر بر تن من شود زبان ہر موئے

یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ :- اگر میرے جسم پر میرا ہر بال زبان بن جائے تو تیرے شکر کا ہزاروں سے ایک حصہ بھی ادا نہ کر سکوں۔

یہ فقیر تین دفعہ حضرت خواجہ بزرگوار کی قدم بوسی کی دولت سے مشرف ہوا۔ اخیر دفعہ حضور نے اس فقیر کو فرمایا کہ بدن کی کمال کمزوری مجھ پر غالب آ گئی ہے اور زندگی کی امید کم ہے۔ بچوں کے احوال سے خبردار رہنا ہوگا۔ اس وقت اپنے حضور میں آپ کو بلایا۔ آپ اس وقت دائیوں کی گود میں شیر خوارگی کے عالم میں تھے۔ فقیر کو فرمایا کہ ان کی طرف توجہ کرو۔ فقیر نے حکم کے بموجب حضور کی خدمت میں آپ کی طرف توجہ کی۔ حتّٰی کہ اس توجہ کا اثر بھی اسی وقت ظاہر ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ان کی والدات کے لئے بھی غائبانہ توجہ کرو۔ حکم کے موافق غائبانہ توجہ کی گئی۔ امید ہے کہ حضور کی برکت سے اس توجہ سے کئی قسم کے فوائد اور نتیجے حاصل ہوں گے۔ آپ ہرگز تصوّر نہ کریں کہ حضور کے

Marfat.com

کسی واجب الامتثال امر اور حضور کی وصیت لازمہ میں کسی قسم کی غفلت یا سستی واقع ہوئی ہو۔ بلکہ آپ کے اور اذن کا منتظر ہے۔

اب چند فقرے نصیحت کے طور پر لکھے جاتے ہیں امید ہے کہ آپ گوشِ ہوش سے سنیں گے۔ اللہ کریم آپ کو سعادت عطا کرے۔

(اقبال)

شبے پیشِ خدا بگریستم زار ۔۔۔ مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد، نمیدانی کہ ایں قوم ۔۔۔ دلے دارند محبوبے ندارند

★

نگہبانِ حرم معمارِ دیر است ۔۔۔ یقینش مردہ و چشمش بغیر است
ز اندازِ نگاہ او تواں دید ۔۔۔ کہ نومید از ہمہ اسباب خیر است

★

ز سوزِ ایں فقیرِ رہ نشینے ۔۔۔ بدہ او را ضمیرے آتشینے
دلش را روشن و پایندہ گرداں ۔۔۔ ز امیدے کہ زاید از یقینے

★

بآں رازے کہ گفتم پے نبردند ۔۔۔ ز شاخِ نخلِ من خرما نخوردند
من اے میرِ امم داد از تو خواہم ۔۔۔ مرا یاراں غزل خوانے شمردند

★

(ارمغانِ حجاز)

ملک کی سیاسی حالت

حضرت مجددؒ کی پیدائش شہنشاہ اکبر کے عہد میں ہوئی۔ شہنشاہ اکبر کا عہدِ حکومت ۹۶۳ھ سے ۱۰۱۴ھ تک رہا۔ گویا عہد اکبری کے اختتام کے وقت حضرت مجددؒ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ حضرت مجددؒ عہدِ اکبری میں میدانِ جہاد میں نہیں اترے۔ یہ زمانہ گویا آپ کے لئے تیاری کا زمانہ تھا۔ ادھر اکبر کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت پر بیٹھا کہ آپ میدان دعوت وارشاد میں اتر پڑے۔

اکبر نے پچاس سال حکومت کی۔ بظاہر بادشاہ مسلمان تھا۔ حکومت بھی مسلمانوں کی تھی لیکن اسلام کو اکبر نے اور اس کی حکومت نے پوری طرح کچل کر رکھ دیا تھا۔ اس دردناک داستان کی کچھ روئداد اکبر کے الحادی مذاہب کے زیرِ عنوان آپ ملاحظہ کریں گے۔ عہدِ اکبری میں غریب اسلام اور اہلِ اسلام کی جو کچھ درگت بنی ہر دردمند مسلمان اس پر خون کے آنسو روئے گا۔ بدتمیزی کے اس طوفان کا مقابلہ چھوٹے چھوٹے تنکوں سے ناممکن تھا۔ اس قسم کے تنکے اس بحرِ ظلمات کے مقابلہ کی کیا تاب لاسکتے تھے۔ قدرت ایسے مواقع پر کسی عظیم ہستی کو ذہنی کمالات اور غیبی قوتوں سے سرفراز کرکے برسرِ کار لاتی ہے۔ یہ کیسا دردناک زمانہ تھا کہ بدعات ومنکرات نے عزائمِ دین کی صورت اختیار کی ہوئی تھی۔ رسوم شرکیہ اور محدثات تشیعہ نے اندر ہی اندر پرورش پاکر اسلام کے اصل رنگ وروپ کو متغیر کر دیا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ حکومت کی تمام کلیدی آسامیوں پر رافضی متمکن ہیں۔ حکومت کفر نواز ہے۔ ابوالفضل اور فیضی بے دینی اور الحاد کے نقیب ہیں۔ بدعتوں اور گمراہیوں نے ہندوستان کی فضا کو تیرہ وتار

Marfat.com

بنا رکھا ہے۔ جاہل صوفیوں اور کٹ ملاؤں نے زندیقانہ مکاریوں سے شجر توحید کو حد درجہ پژمردہ کر دیا ہے۔ دینِ توحید ہندوانہ آلودگیوں سے لت پت ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوانہ عقائد اور ویدانت کی دور از کار موشگافیوں نے اسلامی عقائد میں گھل مل کر جو جدید مذہب تیار کیا وہ بالکل ایک معجون مرکب تھا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاق نسیاں کی زینت بن گئی تھی اور اس سے دور کا بھی لگاؤ نہ رہا تھا۔ عقائد ہندوانہ و مشرکانہ، الغرضیکہ کفر و شرک کی یہ آندھی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی۔ کتاب و سنت کے چشمۂ صافی سے پیاس بجھانے والوں کا عام قحط تھا۔ یہ پُر آشوب زمانہ تھا۔ اور یہ دردناک حالات تھے کہ غیرتِ حق کو حرکت ہوئی اور اس ظلمت کدۂ دہر میں ضلالت و باطل پرستی کی گھنگھور گھٹاؤں کے اندر سے افق سرہند پر جمالِ حق کی ایک شعاع امام الاعلام حجۃ الاسلام، مجدد العصر شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی صورت میں پھوٹ پڑی۔ وقت آیا کہ از سرِ نو پیامِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تجدید ہو۔ بدعات کی شبِ تار میں سنت و ہدایت کی مشعل روشن ہو۔ اور رسولِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین کو بت پرستی کی آلودگیوں سے پاک و صاف کر کے اپنے سادہ اور اصلی رنگ میں جلوہ گر کیا جائے۔

یہ حضرت مجددؒ کا وجود تھا جو تن تنہا امن و عافیت کی درسگاہوں سے نکلا۔ اور دعوت و اصلاح کی امتحان گاہوں میں قدم رکھا۔ نصرتِ الٰہی کے لشکروں اور نفوذ باطنی کے سامانوں کے ساتھ ایسا مسلح ہوا کہ نہ شہنشاہِ ہند کا تاج و تخت اس کی راہ کو روک سکا اور نہ وقت کی حکمرانی و فرمانروائی۔ اس کے سلطان حق اور سطوتِ الٰہی پر غالب آسکی۔ اس سلطانِ وقت نے تھوڑی ہی مدت میں بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت کی طرف بلایا اور کور چشمانِ ظلمت کی آنکھوں کو نورِ الٰہی سے روشن کر دیا۔ کتاب و سنت کی روحِ حیات سے جہل کے مُردوں اور غفلت کی نعشوں کو از سرِ نو زندگی بخشی۔ اس کام میں اہلِ جہل و ضلالت

Marfat.com

کے ہاتھوں جس قدر بھی اذیتیں پہنچیں ان پہ صبر کیا۔ کتنے ہی ابلیس جہل کے مارے ہوئے بھٹے جوان کی مسیحائی سے جی اٹھے۔ بدعت کے لشکروں اور احداث و تحریف کی فوجوں کو قرآن و حدیث کے تیروں کی بوچھاڑ سے تتر بتر کر دیا۔ گمراہی کے ستون ان کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ اور فتنوں کی صفوں کی صفیں ان کے قشونِ دلائل و جنود براہین کے فاتحانہ حملوں سے الٹ گئیں۔

آج پاکستان و ہندوستان میں ایمان و عمل کی جو متاع ہمارے پاس موجود ہے اس میں حضرت مجددؒ اور ان کے جانشینوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حضرت مجددؒ نے اس ملک کی اصلاح کے لئے جو جدوجہد کی۔ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔

مقامِ مجددؒ

شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ بلاریب اپنے وقت کے مجدد تھے۔ سب سے پہلے جس شخص نے حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کے لقب سے ملقب کیا وہ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی ہیں۔ زمانہ طالب علمی کے تئیس سال کے بعد ۱۰۲۲ھ میں ان دونوں نامور ہم مکتبوں کے از سر نو تعلقات قائم ہوئے۔ اس طویل عرصہ میں دونوں کی علمی شہرت دور دراز ملکوں تک پہنچ چکی تھی۔ مولانا عبدالحکیم کے علم کلام علم منطق و فلسفہ اور تفسیر و حدیث کی دھوم مسجد کے حجروں سے نکل کر امراء کے مکانوں، وزراء کے ایوانوں اور بادشاہ کے فلک بوس محلوں تک جا پہنچی تھی اور حضرت شیخ احمد سرہندی امام الشریعت، قیوم اول اور مجدد الفِ ثانی کے خطابات سے ممتاز تھے۔ سرہند صرف آپ کے دم قدم کی وجہ سے علم و فضل کا ایک مرکز ہو گیا تھا۔ روضۃ قیومیہ میں لکھا ہے کہ مولانا عبدالحکیم نے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کو ایک خط لکھا اور ذیل کے مدحیہ الفاظ سے ان کو مخاطب فرمایا۔

Marfat.com

امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی
یہ خطابات ایسے مشہور ہوئے کہ ان کے مقابلہ میں لوگ اصل نام شیخ احمدؒ سے بہت کم آگاہ ہیں۔

اخیر عمر میں حضرت مولانا عبدالحکیم حضرت مجددؒ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوئے اور بیعت بھی کی۔ تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ "دلائل التجدید" کے نام سے لکھا جس میں دلائل و براہین سے آپ کا مجدد ہونا ثابت کیا۔

حضرت مجددؒ نے مولانا عبدالحکیم صاحب کو "آفتاب پنجاب" کے خطاب سے نوازا خود حضرت شیخ مجدد نے اپنے مکتوبات میں کہیں اشارہ و کنایہ سے اور کہیں صراحت سے اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ ایک مقام پر اپنے بیٹے خواجہ محمد صادقؒ کے نام مجدد کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اے فرزند! ایں وقت آں است کہ در امم سابقہ دریں طور وقتے کہ پُر از ظلمت است۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث مے گشت واحیائے شریعت جدیدہ مے کرد ودریں امت کہ خیر الامم است، پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علماء از وجود انبیاء کفایت فرمودہ اند لہٰذا بر سر ہر مائۃ از علماء ایں امت مجددے تعیّن می نمایند کہ احیائے شریعت فرمائد علی الخصوص بعد از مُضّی الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولی العزم است و بہ ہر پیغمبرے دراں وقت اکتفا نمودہ اند دریں طور وقتے عالمے عارفے تام المعرفت درکار است کہ قائم مقام اولوالعزم امم سابقہ باشد۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۳۴)

ترجمہ:۔ اے عزیز یہ وہ وقت ہے جبکہ پہلی امتوں میں سے ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتے تھے اور نئی شریعت

Marfat.com

کو زندہ کرتے تھے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے اور اس امت کا رسول
خاتم الرسل صلعم ہے، اس کے علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا درجہ دیا ہے اور
علماء کے وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے۔ اسی واسطے ہر
صدی کے سرے پر اس امت کے علماء میں سے ایک مجدد متعین کرتے ہیں
تاکہ شریعت کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے بعد جو کہ اولوالعزم پیغمبر کے
پیدا ہونے کا وقت ہے اور ہر پیغمبر پر اس وقت کفایت نہیں کی ہے بلکہ
پیغمبر اولوالعزم کو مبعوث فرمایا۔ اسی طرح اس وقت ایک تام المعرفت
عالم و عارف درکار ہے جو گزشتہ امتوں کے اولوالعزم پیغمبر کے قائم مقام ہو۔
دوسرے مقام پر اپنے مجدد ہونے کا اعلان واضح الفاظ میں فرمایا ہے :-

"ایں معارف از حیطۂ ولایت بیرون است، ارباب ولایت در رنگ علماء
ظاہر در ادراک آں عاجز اند و در درک آں قاصر، ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ
انوار نبوت اند، علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید
الف ثانی بہ تبعیت وراثت تازہ گشتہ اند و بہ طراوت ظہور یافتہ، صاحب
ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی
علومہ ومعارفہ التی تتعلق بالذات والصفات و
الافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات
فیعلمون ان ہؤلاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء
ووراء معارف الاولیاء بل علوم ہؤلاء بالنسبۃ الی تلک العلوم
قشر وتلک المعارف لب ذلک القشر واللہ سبحانہ وتعالی الہادی۔
و بداننذ کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گزشتہ است، اما مجدد مائۃ دیگر است و
مجدد الف دیگر، چنانچہ در میان مائۃ و الف فرق است در مجددین ایںہا

Marfat.com

نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آنکست کہ ہرچہ دراں مدت
از فیوض باامتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت
بوند و بدلاء و نجبا باشند ؎

خاص کند بندۂ مصلحت عام را (دفتر دوم مکتوب ۴)

ترجمہ:- یہ معارف ولایت کے احاطہ سے بالاتر ہیں۔ اصحابِ ولایت ان کے سمجھنے میں علمائے ظاہر کی طرح عاجز و قاصر ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد تبعیت و وراثت کے طور پر تازہ اور ظاہر ہوئے اور ان علوم معارف کا صاحب اس الف کا مجدد ہے۔ چنانچہ اس کے علوم ہیں جو ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں۔ نظر و غور کرنے والے پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے ان علوم کی تربیت احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات سے ہوتی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیا کے معارف سے بہت بلند ہیں۔ بلکہ اولیاء و علماء کے علوم ان علوم کے مقابلہ میں چھلکوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ معارف ان چھلکوں کے اندر مغز کا درجہ رکھتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ ہی ہادی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور، جس قدر سو اور ہزار سال کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے اسی کے ذریعے پہنچتا ہے خواہ اس وقت اقطاب و اوتاد خواہ ابدال و نجبا ہوں ؎

خاص کو لیتا ہے اک تا بھلا ہو عام کا

ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں:-

Marfat.com

اے فرزند باوجود ایں معاملہ کہ بخلقت من مربوط است کارخانہ عظیم دیگر بمن حوالہ فرمودہ اند و برائے پیری مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست۔ معاملہ دیگر است و کارخانۂ دیگر۔ دریں ضمن ہر کہ مناسبت دارد فیض خواہد گرفت والا معاملہ تکمیل و ارشاد نسبت بآں کارخانہ امرلیست ہمچوں مطروح فی الطریق۔ دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نسبت معاملات باطنیہ الیشاں ہمیں حکم دارد۔ ہر چند منصب نبوت ختم یافتہ است اما از کمالات نبوت و خصائص آں بہ طریق تبعیت و وراثت کمل تابعان انبیاء را نصیب است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

(دفتر دوم مکتوب ۶)

ترجمہ:- اے فرزند من (خواجہ محمد معصوم) باوجود اس معاملہ کے جو میری آفرینش سے وابستہ ہے ایک اور بہت بڑا کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے پیری مریدی کے لئے اس دنیا میں نہیں لایا گیا اور نہ میرے وجود سے ارشاد و تربیت مقصود ہے معاملہ کچھ اور ہی ہے اور قدرت نے مجھ سے کچھ اور ہی کام لینا ہے ہاں اس ضمن میں جس کو مناسبت ہو وہ یہ بھی فیض حاصل کرے۔ جو کام قدرت نے مجھ سے لینا ہے اس کے مقابلہ میں یہ ارشاد و تربیت کا کام بالکل ہیچ ہے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو ان کے باطنی معاملات کے ساتھ یہی نسبت تھی اگرچہ منصب نبوت ختم ہو چکا ہے لیکن نبوت کے کمالات اور خصائص سے تبعیت کے طور پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعداروں کو حصہ حاصل ہے۔

نوٹ:- یہ کارخانۂ عظیم اور کار دیگر جس کے سامنے پیری مریدی اور تلقین و ارشاد کی کوئی حقیقت نہیں یقیناً اقامت دین اور احیائے ملت کے لئے انقلابی جدوجہد ہے۔

Marfat.com

نواب صدیق حسن مرحوم اپنی کتاب "تقصار جنود الاحرار" کے صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ میں حضرت شیخ مجددؒ کے حالات میں فرماتے ہیں۔

عالم عارف کامل مکمّل بود، طریقۂ نقشبندیہ را امام عہد است و برائے صوفیا در مسالک سلوک مجدد۔ مکتوباتش در سہ مجلد است۔ دلیل واضح اند بر علوّ علم و کمال تبحر او و در معرفت و بلوغ غایت مقامات، ترجمہ شریفۂ او رسالہا ساختہ اند، ایں موقعہ مختصر ذکر آں ہمہ کمالات را نمے تواند گنجد، حریص بود بر اتباع سنت و ترکِ بدعت، وجود امثال شاہ ولی اللہ و میرزا جان جاناں مظہر در اصحاب طریقۂ او کفایت است اند برائے دریافت قدر و منزلت وے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و بالجملہ امام اہلسنت بود، در عہد خود، و طریقہ علیہ وے رحمۃ اللہ علیہ مبنی بر اتباع کتاب و سنت در ظاہر و باطن و نہ پذیرفتن چیزے کہ مخالف ایں ہر دو اصل محکم باشد و ایں مکتوبات اصولِ عظیمہ است از برائے وصول بمنازل معرفت و قبول، طالبِ صادق و سالک راغب را در ہیچ وقت از اوقات از مطالعہ آں بے نیازی حاصل نیست۔

ترجمہ:- عالم عارف کامل مکمّل تھے اپنے زمانہ میں طریقۂ نقشبندیہ کے امام تھے اور صوفیوں کے لئے سلوک کے راستہ کے مجدّد، معرفتِ خداوندی اور مقاماتِ سلوک کی انتہاء پر پہنچنے میں جو ان کو علوّ علم اور کمال تبحّر حاصل تھا اس پر یہ مکتوبات شاہد اور دلیل روشن ہیں۔ اتباعِ سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے، شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی اور مرزا جان جاناں مظہر جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریق میں داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے زمانہ میں امام اہلِ سنت تھے ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ کتاب و سنت پر مبنی ہے اور جو چیز ان دونوں محکم اصول کے

Marfat.com

مخالف ہو۔ وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت و قبول کی منزلوں پر پہنچنے کے لئے یہ مکتوبات اصولِ عظیمہ ہیں۔ طالبِ صادق اور سالکِ راغب کو کسی وقت مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں۔

یہی نواب صدیق حسن خاں مرحوم اپنی کتاب "ریاض المرتاض" میں صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ پر حضرت شیخ مجدد کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

"علوم مرتبہ کشف ہائے مجدد الف ثانی ؒ دریافت باید کرد کہ از سر چشمہ صحو سر زدہ وگاہے مخالف شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع موید است وبعضے چناں است کہ شرع ازاں ساکت است و مرتبہ او در اولیاء مثل مرتبہ اولوالعزم است در انبیاء۔

ترجمہ: مجدد الف ثانی ؒ کے کشف کے مرتبۂ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہیئے کہ سب کشف چشمۂ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے خلاف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان سے ساکت ہے۔ اولیاء کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسا انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا۔

دورِ ابتلاء و محن

فتنۂ رفض و علماء سوء ہندوستان میں فتنوں کا آغاز ہمایوں بادشاہ کے دوبارہ تخت ہند پر بیٹھنے سے ہوتا ہے۔ ہمایوں بادشاہ نے ہندوستان کی حکومت ایران کی شیعہ حکومت کے سہارے سے حاصل کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایران سے روافض کے مختلف گروہ ہندوستان میں وارد ہونے شروع ہو گئے۔ ہمایوں نے بہ تقاضائے منّت شناسی عراق، عجم اور ایران کے علماء و شعرا کو اپنے دربار میں اعزاز و اکرام سے نوازا۔

ہمایوں کے بعد اکبر کے دربار میں بھی ان کا تانتا بندھا رہا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہمایوں کے بعد یہ ایک سیلاب تھا جو برابر انقراض سلطنت مغلیہ تک ان شیعی ممالک سے ہندوستان آتا رہا۔ ہر ادنیٰ شیعہ ہندوستان پہنچ کر عالی مرتبہ ہو جاتا تھا۔ شاہانِ مغلیہ نے قلمدانِ وزارت ایرانی شیعوں کے سپرد کیا۔ چونکہ یہ لوگ وزارت پر قابض تھے اس لئے بادشاہ کو اور رعایا کو مذہب اہل سنت سے منحرف کرنے کے لئے جو کچھ یہ لوگ کر سکتے تھے انہوں نے کیا۔

بادشاہ اکبر علوم شریعت سے بالکل کورا اور بے بہرہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی تاریخی واقعات سننے کا از حد شائق تھا۔ حریفوں نے وہی واقعات خصوصیت سے بادشاہ کے سامنے رکھنے شروع کئے جن کا تعلق مشاجرات صحابہ سے تھا۔ ملا بدایونیؒ منتخب التواریخ میں فرماتے ہیں:-

> وآنچہ در حق صحابہ رضی اللہ عنہم در وقت خواندن کتب سیر مذکور مے ساختند خصوصاً در خلافت خلفائے ثلاثہ و قضیۂ فدک و جنگ صفین وغیرآنکہ گوش از استماع آں کرّ باد خود بزبان نتواں آورد (ص ۳۰۰)
>
> ترجمہ:- سیرت کی کتابوں کے پڑھتے وقت جو الفاظ بادشاہ کی زبان سے سرزد ہوتے تھے۔ خصوصاً خلفائے ثلاثہ، قضیۂ فدک و جنگ صفین وغیرہ کے ذکر کے وقت جو کچھ کہا جاتا تھا کان اگر اس کے سننے سے بہرے ہوتے تو بہتر تھا۔ میں اپنی زبان سے ان کو ادا نہیں کر سکتا۔

حضرت مجددؒ الف ثانیؒ نے ردّ روافض میں فارسی زبان میں ایک رسالہ لکھا ہے اس رسالہ میں جناب مجددؒ نے دلائل و براہین سے اور احادیث و اقوال سے ثابت کیا ہے کہ صحابہ کے درمیان تنازعات کسی بغض پر مبنی نہیں تھے بلکہ اجتہاد کا نتیجہ تھے۔ خلافت کی ترتیب درست ہے اور شیخین کی فضیلت مسلمہ ہے۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالہ کی شرح لکھی ہے اس میں مندرجہ بالا حقیقت کو بدیں الفاظ

Marfat.com

بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ہمایوں کے بعد جب اکبر تخت سلطنت پر بیٹھا تو زندقیت اختیار کی اور جہالت وگمراہی کے علم لہرانے لگے۔ ہر طرف سے مختلف ملتوں اور باطل مذہبوں کے لوگ دوڑ پڑے اور عظیم فتنے پیدا کئے۔ اکبر کے بعد تخت بادشاہی پر جہانگیر بیٹھا جو دائم الخمر تھا۔ ہندوؤں نے سر اٹھایا اور رافضیوں نے ابھرنا شروع کیا۔ دیانتیں ضائع ہوگئیں۔

عہد جہانگیری میں جب نور جہاں داخلِ حرم ہوئی تو شاہی محل، فوج اور عہدہ ہائے حکومت میں رفض کا اور عروج ہوگیا۔ بادشاہ نے ملکۂ نور جہاں کے ہاتھ میں سلطنت کی باگ ڈور دے رکھی تھی، نور جہاں غالی شیعہ تھی۔ جس کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہوا کہ نور اللہ شوستری جیسا دریدہ دہن سلطنت کا قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ تفضیلیت برملا شروع ہوگئی۔ خفیہ خفیہ صحابہؓ کی بدگوئی بھی ہوتی تھی۔ خصوصاً ان صحابہ کی جن سے حضرت علیؓ کے محاربات و مشاجرات واقع ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کی بدگوئی تک نوبت پہنچ گئی۔ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اکبر ہی کے زمانہ میں شیعوں کا حکومت میں کافی عمل دخل تھا لیکن جہانگیری دور میں جہانگیر کا اپنا بیان ہے۔

"در دولتِ بادشاہی من حالا ایں سلسلہ است۔ پدر دیوان کلی، پسر وکیل مطلق، دختر ہمراز و مصاحب۔

ترجمہ:۔ اب میری ساری بادشاہی اس سلسلہ (نور جہاں اور اس کے گھر والوں) کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا باپ دیوانِ کل ہے اور بھائی (آصف خاں) وکیل مطلق ہے اور بیٹی (خود نور جہاں) ہمراز و ہم صحبت ہے۔

سلطنت کی جب یہ حالت تھی تو علماء اور عوام اہل سنت الناس علیٰ دین ملوکھم

Marfat.com

کے فطری اور طبعی اصول پر شیعیت سے کس قدر متاثر ہوئے ہوں گے۔ اور شیعی خیالات کس طرح بلائے عام کی طرح عوام کے سینوں میں پھیلے ہوں گے۔

حضرت مجددؒ کو اس فتنۂ رفض کے انسداد کے لئے جن جن مساعی کو بروئے کار لانا پڑا اور اس شعبہ کی اصلاح و تجدید کے لئے جو کچھ کرنا پڑا وہ آپ کی مجددانہ شان کا ایک محیر العقول کرشمہ ہے۔ انشاء اللہ آپ کے مکتوبات کے اقتباس اس پر پوری روشنی ڈالیں گے

فتنۂ رفض کا موجد و مخترع ابن سبا ہے جس نے سازشیں کر کے امیر المومنین سیدنا حضرت عثمانؓ کو شہید کرا ڈالا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیش گوئی میں شہادت عثمانؓ کو فاتح باب الفتن فرمایا ہے۔

تاریخ اسلام میں تمام فتنوں کی جڑ اور تمام بدعات کی اصل فتنۂ رفض ہے۔ مسلمانوں میں فتنۂ قبر پرستی، فتنۂ خارجیت، فتنۂ اعتزال، فتنۂ تشبیہ، فتنۂ تجسیم، فتنۂ اسمٰعیلیت فتنۂ نُصیریت وغیرہ وغیرہ تمام فتنے، فتنۂ رفض کا نتیجہ اور اسی کے مختلف مظاہر و پرتو ہیں۔ علماء سلف مبتدع کا لفظ صرف روافض کے لئے بولا کرتے ہیں۔ آج کے علماء مبتدع کا لفظ بول کر اس سے صرف قبر پرست اور جاہل صوفی مراد لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قبر پرستی کے فتنہ نے بھی شیعیت ہی سے توانائی حاصل کی ہے۔ لیکن علمائے سلف کی نظر زیادہ گہری تھی کہ اصل بدعت رفض ہے جس نے ان سب فتنوں کو جنم دیا ہے۔

کیا یہ ممکن تھا کہ ایک مجدد بلکہ مجدد اعظم اس فتنۂ رفض کو نظر انداز کرے۔ حضرت مجددؒ نے اپنے علم اور عمل سے اس فتنہ کا پوری طرح مقابلہ کیا اور عوام الناس سے گزر کر اعیان حکومت اور امرائے سلطنت تک تحریراً اور تقریراً دعوت کا حق ادا کیا۔ اہل رفض کی کارستانیوں پر صراحتاً نکتہ چینی کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر اعظم آصف جاہ، آصف الدولہ مرزا غیاث اور ان کا ایک مخصوص گروہ حضرت مجددؒ کے سخت ترین معاند بن گئے۔ اس با اثر گروہ نے جہانگیر کے سامنے حضرت مجددؒ کی دینی دعوت کو پولیٹیکل خطرہ کی صورت میں

Marfat.com

ظاہر کیا۔ جہانگیر کو یقین دلایا کہ شیخ احمد سرہندی، دعوت و تبلیغ کے بہانہ سے عوام الناس اور فوج پر اثر ڈال کر سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مریدوں کی تعداد اتنی ہے کہ اگر چاہے تو با آسانی انقلاب برپا کر سکتا ہے۔ جہاں پناہ کو غافل نہ رہنا چاہیئے۔

متذکرہ گروہ نے حضرت مجدد کے خلاف تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بعض تن پرور علماء سوء کی حمایت حاصل کر لی۔ دنیا پرور علماء کا یہ گروہ حضرت مجدد کے اثر و قبول کی وجہ سے حسد سے مرا جاتا تھا۔ ان علماء نے حضرت مجددؒ کے خلاف فتوے تیار کرائے اور مذہبی رنگ میں مخالفت شروع کر دی۔ جاہل متصوفین بھی شریک ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ رافضیوں، دنیا دار علماؤں اور جاہل متصوفین نے سازش کر کے امام ربانی کے خلاف نہایت مکروہ اور گھناؤنا پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ اچھے اچھے اکابر ملت اور علماء حق پرست بھی اس پراپیگنڈا سے متاثر ہو گئے۔

فرد بر مے خیزد از مشتِ گلے　　　قوم زائد از دلِ صاحبدلے

زندہ فرد از ارتباطِ جان و تن　　　زندہ قوم از حفظِ ناموسِ کہن

مرگِ فرد از خشکئ رودِ حیات

مرگِ قوم از ترکِ مقصودِ حیات

(اقبالؒ)

(اسرار و رموز)

★

ایّامِ اسیری

حضرت مجددؒ اپنے ایک مکتوب میں ان واقعات کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:۔

بعضے شدائد از مردم بر فقیر گذشتند و ستمہا نمودند و جمعِ کثیر از متعلقانِ این جانب را بناحق ویران ساختند و جلا وطن نمودند۔ اصلا بخاطر غبار و کلفت راہ نیافت چہ جائے آنکہ بدآنہا بخاطر گذرد (دفتر اوّل۔ مکتوب ۱۱)

ترجمہ:۔ لوگوں کی طرف سے بعض تکلیفیں فقیر پر گزریں اور انہوں نے بہت ظلم و ستم کئے۔ اور اس طرف کے بہت سے متعلقین کو ناحق ویران اور جلاوطن کر دیا لیکن فقیر کے دل میں کسی قسم کا غبار اور رنج نہیں آیا۔ چہ جائیکہ ان کے ساتھ برائی کرنے کا خیال دل پر گزرتا۔

اسی زمانہ میں حضرت مجددؒ نے چند ایک مکتوب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ اویسی نقشبندی قدس سرہٗ کی خدمت میں ارسال کئے اور اس میں اپنے کشفی واقعات اور مقامات عروج کا اظہار کیا اور اپنے باطنی حالات تحریر کرتے ہوئے یہ ذکر کیا کہ خداوند عالم کے لطف و کرم سے مجھ کو وہ عروج ہوا کہ جس کے دوران میں یہ ناچیز اولیاء کرامؒ اور صحابہ کرامؓ کے مقام سے گزر کر خاص بارگاہ حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والسلام میں باریاب ہوا۔

اتفاقاً یہ مکتوب بداندیشوں کے ہاتھ لگ گیا۔ اس مکتوب پر اعتراض یہ تھا کہ شیخ احمد سرہندیؒ اپنے کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے چنانچہ

Marfat.com

اس مکتوب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

عرضداشت کمترین بندگان احمد آنکہ مقامیکہ سابقاً عبور را آں ورد دیدہ بود۔ چوں حسب الامر عالی باز ملاحظہ نمود عبورِ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم دراں مقام درنظر آمد اما چوں مقام واستقرار دراں نداشت در دفعۂ اولی بنظر نہ درآمدند، چنانکہ از ائمہ اہل بیت غیر از امامین و امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دراں مقام استقرار و ثبات ندارند۔ لیکن عبورے دراں واقع شدہ است بدقت نظر میتوان یافت۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۱

ترجمہ :۔ حضورؐ کے غلاموں سے عاجز احمد کی یہ گذارش ہے کہ وہ مقام جہاں بندہ نے پہلے اپنے آپ کو دیکھا تھا جب حضورؐ کے بلند حکم کے موافق پھر اس کا ملاحظہ کیا۔ تینوں خلفائے رضی اللہ عنہم کا عبور اس مقام میں نظر آیا۔ لیکن چونکہ وہاں اقامت و قرار نہ رکھتا تھا۔ پہلی دفعہ نظر نہ آئے چنانچہ امامانِ اہل بیت میں سے سوائے امام الشہیدین اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس مقام میں قرار و ثبات نہیں رکھتے لیکن عبور اس میں واقع ہوا ہے۔ بڑی باریک نظر سے معلوم کر سکتے ہیں۔

اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں :۔

ثانیاً معروض آنکہ درا ثنائے ملاحظہ آں مقام مرۂ ثانیہ "مقاماتِ دیگر بعضہا فوق بعض ظاہر شدند، لعد از توجہ نیاز و شکستگی چوں بمقام فوق آں مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ ایں مقام حضرت ذی النورین است و خلفائے دیگر را ہم دراں مقام عبوری واقع شدہ است وایں مقام ہم مقام تکمیل و ارشاد است، ہمچنیں دو مقام فوق ہم کہ اکنوں مذکور میشوند و بالائی آں مقام مقام دیگر درنظر آمد، چوں باں مقام رسیدہ شد، معلوم گشت کہ آں مقامِ حضرت فاروق است، و خلفاء

دیگر را ہم دراں‌جا عبوری واقع شدہ است، و فوق آں مقام مقام حضرت صدیق اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین، باں مقام نیز رسیدہ شد، و از مشائخ خود حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ الاقدس را در ہر مقامے با خود ہمراہ یافت و خلفائے دیگر را ہم دراں مقام عبوری واقع شدہ است تفاوت نیست الا در عبور مقام و مرور و ثبات، و بالائے آں مقام ہیچ مقامے مفہوم نمے شود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا الاخر

(دفتر اول مکتوب ۱۱)

ترجمہ:- دوسری عرض یہ ہے کہ دوسری دفعہ اس مقام کے ملاحظہ کے وقت اور بہت سے مقامات ایک دوسرے کے اوپر ظاہر ہوئے۔ نیاز و عاجزی سے توجہ کرنے کے بعد جب اس مقام سے اوپر کے مقام میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت ذوالنورینؓ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے۔ اور یہ مقام بھی تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اور ایسے ہی اس مقام سے اوپر کے دو مقام بھی جن کا اب ذکر ہوتا ہے تکمیل و ارشاد کے مقام ہیں اور اس مقام کے اوپر ایک اور مقام نظر آیا جب اس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت فاروق اعظمؓ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کا بھی وہاں عبور واقع ہوا ہے اور اس مقام سے اوپر حضرت صدیق اکبرؓ کا مقام ظاہر ہوا۔ بندہ اس مقام پر بھی پہنچا اور اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کو ہر مقام میں اپنے ہمراہ پاتا ہوں اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے سوائے عبور اور مقام اور مرور اور ثبات کے کچھ فرق نہیں ہے اور اس مقام کے اوپر سوائے آنحضرت صلعم کے کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا (الاخر)

الغرض یہ مکتوب دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا۔ اس مکتوب پر اعتراض یہ تھا کہ شیخ احمد

Marfat.com

سرہندی اپنے کو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ معاملہ شاہی دربار تک پہنچا یا گیا۔ بادشاہ نے دربار میں طلب کر کے بازپرس کی۔ آپ نے ایسا مدلل و مسکت جواب دیا جس نے جہانگیر کی زبان بند کر دی۔ آپ نے جواب دیا۔

کسی حالت میں صحابہ کرامؓ کے مقام سے گزر جانا یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ میں صدیق اکبرؓ یا کسی صحابی سے افضلیت کا مدعی ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس بہت اعلےٰ وارفع ہے۔ آپ نے اس تقرب الٰہی کی مثال جس کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر کیا ہے۔ یوں دی۔

بادشاہ سلامت! اس وقت میں حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ظاہر ہے کہ تمام وزراء امراء اور مقربین کے مقامات سے آگے بڑھا ہوا ہوں۔ مگر کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ حضور کی نگاہ میں میرا رتبہ تمام وزراء امراء اور مقربین سے بالا ہے۔ یا میرے لئے گنجائش ہے کہ میں خود کو ان وزراء و مقربین سے افضل سمجھوں۔ بادشاہ اس جواب سے مطمئن ہو گیا اور حضرت کو اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا۔

ایک دوسری ابتلا

معاندین اس خسران و ناکامی کے باوجود چین سے نہ بیٹھے اور ہمہ تن مصروف سعی و عمل رہے کہ کوئی جدید فتنہ کھڑا کریں۔ جہانگیر کا وزیر آصف جاہ حضرت مجددؒ کا عظیم ترین دشمن تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ حضرت مجددؒ کا اثر روز بروز بڑھ رہا ہے بڑے بڑے اعیانِ حکومت ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو رہے ہیں اور حضرت مجدد ان سے یہ عہد لے رہے ہیں کہ وہ خلافِ اسلام احکامِ شاہی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ تو وہ جہانگیر کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا کہ شیخ احمد سرہندیؒ نہایت خطرناک اور سرکش انسان ہیں اور حکومت کے باغی ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دربار میں سجدۂ تعظیمی

Marfat.com

جو کہ اکبر کے زمانہ سے چلا آتا ہے اور علماء بھی اس کے جواز کا فتویٰ دے چکے ہیں شیخ احمد سرہندیؒ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دے دیا ہے! جہاں پناہ دربار میں بلا کر اس کی تصدیق فرمالیں۔ جہانگیر نے یہ طے کیا کہ حضرت مجددؒ کو نظر بند کر دیا جائے لیکن ان پر ہاتھ ڈالنا آسان کام نہ تھا۔ بڑے بڑے امراء ان کا احترام کرتے تھے اور ان کے معتقد تھے۔ شاہی فوج میں حضرت مجددؒ کا ایک خلیفہ بدیع الزمان اپنے کام میں مشغول تھا جہاں اسے مقبولیت عامہ حاصل ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے اوّلاً ان جملہ اراکین سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی کے مرید و معتقد تھے دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا۔ مثلاً خان خاناں کو دکن میں اور سید صدر جہاں کو مشرقی ممالک میں، خان جہاں لودھی کو مالوہ میں خانِ اعظم کو گجرات میں اور مہابت خاں کو کابل میں تبدیل کر دیا۔ اور پھر بادشاہ نے حضرت مجددؒ کو ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ملاقات کی دعوت دی کہ ما بدولت کو جناب اور جناب کے خلفاء کی زیارت کا شوق ہے۔ قدم رنجہ فرما کر اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مجدد اپنے مخصوص خلفاء سمیت دربار شاہی میں داخل ہوئے۔

اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھ کر انا ربکم الاعلیٰ کا دم مار رہا تھا۔ حضرت مجددؒ کسی قسم کا کوئی خلافِ شرع آداب بجا نہ لائے بلکہ سلام تک بھی نہ کیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم آدابِ سلطنت کیوں بجا نہیں لائے۔ جواب میں فرمایا۔ دینِ اسلام کا حکم یہ ہے کہ بوقت ملاقات ایک دوسرے کو اسلام علیکم کہنا چاہیئے چونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ سلام کا جواب نہیں دیں گے اس لئے میں نے اسلام علیکم بھی نہیں کہا۔

جہانگیر درباری آداب کے مطابق سجدہ کا طالب ہوا۔ دشمنوں کے دل فرطِ انبساط سے اچھل رہے تھے کہ کامیابی کی ساعت جلد ہی آنے والی ہے لیکن حضرت شیخ نے اپنے

Marfat.com

قول و فعل سے ثابت کر دیا کہ سجدہ بجز خدائے قدوس اور خلاقِ جہاں کے کسی کو روا نہیں اس پر مفتی عبدالرحمان نے جو شیخ الاسلام کا درجہ رکھتا تھا کتب فقہ سے سلاطین کے لئے سجدۂ تحیت کا جواز پیش کیا اور کہا کہ میں بحیثیت مفتی ہونے کے فتوےٰ دیتا ہوں، کہ اس وقت سجدۂ تحیت شاہنشاہ کو جائز ہے۔ لیکن حضرت مجددؒ کی حق کیشی اور صداقت شعاری حکومت کی قہرمانی اور شاہی رعب و سطوت کے آگے بالکل نہ جھکی۔ بادشاہ کے دل میں غیظ و غضب کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ بیک قلم سزائے موت کا حکم سنا دیا، بعدہٗ کچھ سوچ بچار کر کے غیر معین عرصہ کے لئے ریاست گوالیار کے قیدخانہ میں ڈال دیا ایک مدت تک حضرت شیخ احمد سرہندی وہیں پڑے رہے۔ اعداء اللہ شادکام تھے کہ ان کی مرادیں بر آئیں۔

حدیث پاک میں وارد ہے۔

اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل۔ یعنی سب سے زیادہ سخت آزمائشوں میں انبیاء علیہم السلام مبتلا کئے جاتے ہیں اور ان کے بعد حسبِ مراتب دیگر صلحاء و مقربین۔

گویا جس کا رتبہ جتنا بلند ہوتا ہے وہ اسی قدر زیادہ آزمایا جاتا ہے۔ اسی لئے ضروری تھا کہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیمات کے دیگر مجددین کی طرح سنت یوسفی کے اتباع میں قید و بند کے مصائب سے آپ کو دوچار ہونا پڑے۔

چنانچہ گوالیار کے جیل خانہ میں آپ کو محبوس کر دیا گیا۔ آپ کے متوسلین اور مسترشدین کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مخالفت ایک لحاظ سے بادشاہ کی مخالفت سے زیادہ اذیت رساں تھی۔ انھوں نے حضرت امام ربانیؒ کے خلاف ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا۔ لیکن حضرت شیخ عبدالحقؒ نے بہت جلد مخالفت سے رجوع کر لیا۔ اور

Marfat.com

بالآخر حضرت امام ربانیؒ کے غایت درجہ کے معتقدوں میں ہو گئے۔ حضرت شیخ عبد الحق دہلویؒ بھی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مخلصین و مستفیدین میں سے تھے۔ حضرت امام ربانیؒ کے مکتوبات میں کئی جگہ حضرت شیخ عبد الحقؒ کا تذکرہ آیا ہے چند ایک مکتوب بھی ان کے نام ہیں۔

حضرت مجددؒ دو سال تک قید میں پڑے رہے۔ قید خانہ کے اندر تلاوتِ قرآن مجید تہجد، اذکار و اوراد اور زہد و ریاضت کے علاوہ تلقین و ارشاد اور دعوتِ اسلام میں مشغول ہو گئے۔ سینکڑوں نفوس آپ کی صحبت بابرکت سے زمرۂ سالکین میں داخل ہوئے۔ ہزاروں غیر مسلم قیدیوں کو زیورِ اسلام سے مزین فرمایا۔ حضرت مجددؒ جیل خانہ میں خوش کام رہتے۔ بادشاہ کو دعائیں دیتے کہ بادشاہ نے ان کو ہزاروں نفوس کی خدمت کا موقع مہیا فرمایا۔

گرفتاری کے بعد حضرت مجددؒ نے اپنے صاحبزادگان اور دیگر احباب کو اکثر خطوط لکھے۔ جو گوناگون تلقینات و ہدایات پر مشتمل ہیں۔ اپنے ایک خط میں خواجہ محمد معصوم صاحب کو فرماتے ہیں:۔

خیر شر طاست ملاقات واقعہ شود یا نہ نصیحت ہمیں است کہ مرادے و ہوسے نماند، والدہ خود را نیز بایں معنے مطلع سازند و دلالت نمایند، باقی احوالِ این نشأۂ چوں گزرندہ است چہ در معرض بیان آرد، برخورداران شفقت دارید و بخواندن ترغیب نمایند و اہلِ حقوق را تا توانید از جانب ما راضی سازید و بدعائے سلامتی ایمان محمد و معاون باشید، مکرر و مؤکد نوشتہ میشود ایں وقت را باموِر لاطائل صرف نکنند و بغیر ذکر الٰہی جل شانہ باید کہ ہیچ چیز نہ پردازند۔ اگرچہ مطالعہ کتب و تکرار طلبہ بود وقتِ ذکر است ہوائے نفسانی را کہ آلہہ باطلہ اند در تحت لا آرید تا تمام منتفی شوند و ہیچ مرادے و مقصودے در سینہ نماند حتیٰ کہ خلاصی من کہ بالفعل از اہم مقاصد شما ہست

Marfat.com

نیز باید کہ مراد شما نباشد، و بتقدیر و فعل و ارادۂ او تعالیٰ راضی باشید و در جانب اثبات کلمۂ طیبہ غیر از غیب ہویت کہ ورائے ورائے معلومات و متخیلات است ہیچ نباشد۔ غم حویلی و سرا و چاہ و باغ و کتب و اشیاء دیگر خود سہل است باید کہ ہیچ چیز مزاحم وقت شما نشود و غیر از مرضیات حق جل و علیٰ مراد و مرضی شما نباشد اگر ما ہے مردیم ایں ہمہ اشیاء میرفت و در حیات ما رفتہ باشد، ہیچ فکر نکنند، اولیاء ایں امور را باختیار خود گذاشتہ اند ما باختیار او تعالیٰ ایں امور را گذاریم و شکر بجائے آریم و امید است کہ از مخلصان باشیم بفتح لام، جائیکہ نشستہ اند ہماں را وطن انگارند، حیات چند روزہ ہر جا کہ گزرد باید کہ بیاد حق جل شانہ گذرد، معاملہ دنیا سہل است متوجہ آخرت باشند، والدہ خود را تسلی دہند و ترغیب آخرت نمایند ملاقات یک دیگر اگر حق سبحانہ تعالیٰ خواستہ باشد میسر خواہد شد و الا بتقدیر او تعالیٰ راضی باشند و دعا کنند کہ در دار السلام جمع گردیم و تلافی ملاقات دنیا را بکرم او تعالیٰ در آخرت حوالہ نمائیم۔ الحمد للہ علی کل حال۔

(دفتر سوم۔ مکتوب ۲)

ترجمہ:- اطلاع دینا ضروری ہے۔ شاید ملاقات ہو یا نہ ہو۔ یہی نصیحت ہے کہ کوئی مراد و ہوس نہ رہے۔ اپنی والدہ کو بھی اس امر پر اطلاع دے دو اور اسے اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دو۔ باقی احوال چونکہ یہ جہان فانی اور گذرنے والا ہے کیا لکھے جائیں۔ چھوٹوں پر شفقت رکھو اور ان کو پڑھنے کی ترغیب دو اور جہاں تک ہو سکے تمام اہلِ حقوق کو ہماری طرف سے راضی کرو اور ایمان کی سلامتی کی دعا سے مدد و معاون رہو۔ بار بار یہی لکھا جاتا ہے کہ اس وقت کو بیہودہ امور میں ضائع نہ کرو اور ذکر الٰہی کے سوا کسی کام میں مشغول

Marfat.com

نہ ہو۔ اب کتابوں کے مطالعہ اور طلباء کے تکرار کا وقت نہیں ہے ۔ اب ذکر کا وقت ہے۔ تمام نفسانی خواہشوں کو جو جھوٹے خدا ہیں لا کے نیچے لاکر سب کی نفی کر دو۔ اور کوئی مراد و مقصود سینے میں نہ رہنے دو۔ حتّٰی کہ میری خلاصی بھی جو کہ تمہارے لئے نہایت ضروری ہے تمہاری مراد و مطلوب نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ کی تقدیر اور فعل اور ارادہ پر راضی رہو۔ اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جانب میں غیب ہویت کے سوا جو تمام معلومات و تخیلات کے وراء الوراء ہے کچھ نہ رہے۔ حویلی و سرائے و چاہ و باغ اور کتابوں اور دوسری تمام اشیاء کا غم سہل ہے۔ ان میں سے کوئی چیز تمہارے وقت کی مانع نہ ہو اور حق تعالیٰ کی مرضیات کے سوا تمہاری کوئی مراد و مرضی نہ رہے۔ ہم اگر مر جاتے تو یہ چیزیں بھی چلی جاتیں بہتر ہے کہ ہماری زندگی میں چلی جائیں تاکہ کوئی فکر نہ رہے کہ اولیاء اللہ نے ان امور کو اپنے اختیار سے چھوڑا ہے۔ ہم حق تعالیٰ کے اختیار سے ان امور کو چھوڑیں اور شکر بجا لائیں۔ امید ہے کہ مخلصین بفتح لام سے ہو جائیں گے۔ جہاں تم بیٹھے ہو اسی کو اپنا وطن خیال کرو۔ چند روزہ زندگی جہاں گزرے یادِ حق میں گزر جائے۔ دنیا کا معاملہ آسان ہے۔ اس کو چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ رہو اور اپنی والدہ کو تسلی اور آخرت کی ترغیب دو۔ باقی رہی ایک دوسرے کی ملاقات اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو ہو رہے گی ورنہ اس کی تقدیر پر راضی رہو اور دعا کرو کہ دارالسلام میں سب جمع ہوں۔ اور دنیوی ملاقات کی تلافی کو اللہ تعالےٰ کے کرم سے آخرت کے حوالہ کریں الحمد للہ علیٰ کلّ حال (ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے)

قید کے بعد کیا ہوا

چونکہ دربارِ شاہی کے بڑے بڑے امراء حضرت شیخ مجددؒ کے حلقۂ ارادت میں

Marfat.com

داخل ہو چکے تھے۔ شاہی فوج کے بہت سے عہدیدار بھی حضرت کے عقیدت مند تھے۔ اس لئے جہانگیر نے بخوف بغاوت ہاتھ ڈالنے سے پیشتر ان امراء کو ایک ایک کر کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیا۔ خان خاناں کو دکن بھیجا۔ صدر جہاں کو مشرق میں، خان جہاں کو مالوہ میں، خان اعظم کو گجرات میں۔ مہابت خاں کو کابل میں تبدیل کر دیا۔

حضرت شیخ کی قید کی خبر نے مہابت خاں گورنر کابل کو بہت برافروختہ کیا۔ اس نے خطبہ اور سکہ سے جہانگیر کا نام نکال دیا اور اپنی چیدہ فوج لے کر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔

حضرت مجددؒ نے قید خانہ سے مہابت خاں کو ہدایت فرمائی کہ وہ بغاوت سے باز رہے اور بادشاہی اطاعت سے انحراف نہ کرے۔

قید سے رہائی

کہتے ہیں کہ ایک مقدس رات اور سعید ساعت آئی کہ سوتے سوتے جہانگیر کا بختِ خفتہ بیدار ہو گیا۔ یعنی سرکار دو عالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر کھڑے ہو کر حیرت و افسوس سے دانتوں میں ایک انگلی دبا کر فرما رہے تھے۔

جہانگیر! تو نے میرے دین کے کتنے بڑے خدمتگار کو قید کر دیا!

جہانگیر خواب سے بیدار ہوا۔ دل میں انوار و معرفت کے دریچے کھل چکے تھے سخت ندامت و پریشانی ہوئی۔ فوراً رہائی کا حکم دیا۔ بعض روایات کی رُو سے جہانگیر نے خود جا کر حضرت کو زندان سے نکالا۔ اپنی غلطی اور سوءِ ادبی پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کر کے معذرت کی۔ اور عفو و تقصیر چاہی۔ آپ نے معاف فرما دیا۔ اور حضرت کے دست حق پرست پر جہانگیر نے منہیات و معاصی سے توبہ کی۔ جہانگیر گناہوں کی کثرت کے سبب بہت نادم اور مایوس تھا۔ اپنی مغفرت کی خاطر دعا کی درخواست کی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کو بشارت دی کہ احمد سرہندی جہانگیر کے بغیر جنت میں قدم نہیں رکھے گا۔

Marfat.com

جہانگیر کو حضرت شیخ سے والہانہ محبت پیدا ہو گئی۔ حضرت شیخ کو بطور شاہی مہمان کے اپنے ہمراہ رکھا۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے یہ زمانہ ہمراہی بہت زیادہ مفید ثابت ہوا۔ بہت سے اسلامی شعائر کا جو متروک ہو چکے تھے حکومت کی جانب سے حکماً اجرا کروایا بادشاہ جہانگیر نے حضرت مجدد کو ایک مدت تک اپنے ساتھ شاہی کیمپ میں رکھا اور آخر میں شہزادہ خرم (شاہجہان) کو آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا حکم دیا۔ کوئی تین چار سال تک شاہی کیمپ میں رہے۔ حضر و سفر میں بادشاہ کے ہمراہ ہوتے اور ہر موقع پر بادشاہ کی دینی راہنمائی کرتے۔

(اقبال)

نخواہم ایں جہان و آں جہاں را
مرا ایں بس کہ دانم رمز جاں را
سجودے دہ کہ از سوز و سرورش
بوجد آرم زمین و آسماں را

★

دلے در سینہ دارم بے سرورے
نہ سوزے در کفِ خاکم نہ نورے
بگیر از من کہ بر من بار دوش است
ثوابِ ایں نمازِ بے حضورے

★ (ارمغانِ حجاز)

Marfat.com

شیخ مجددؒ کا بنیادی کارنامہ

ایک مجدد کی حیثیت ایک عام پابند شرع انسان سے یا ایک مبلغ سے ممتاز ہوتی ہے۔ مجدد کا بنیادی کارنامہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کی کایا پلٹ دے اور حق کو جو باطل کے پردوں میں مستور ہو گیا ہو، اصلی صورت اور حقیقی شان میں دنیا کے سامنے رکھ دے۔ اس کا اصل مطمع نظر اصلاحِ امت اور احیائے سنت ہو۔ کوئی خوف اسے ہراساں نہ کر سکے اور کوئی طمع اسے فرائض ادا کرنے سے روک نہ سکے۔

حضرت مجددؒ نے حد سے زیادہ بگڑے ہوئے حالات کو سنبھالا اور بلا کسی مادی طاقت اور حکومتی اقتدار کے ملک کی فضا کو بدل کر رکھ دیا۔ یہ کام کس طرح سرانجام پایا۔ اس کی تفصیل اس مضمون میں چلے گی۔ اس جگہ بطورِ خلاصہ آپ کی دعوت کے نتائج قلمبند کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سلطنت و حکومت کے الحاد و زندقہ کو شکست فاش ہوئی۔ ہندوستان کے اندر قانونِ ربانی اور احکام شرعیہ کو سربلندی نصیب ہوئی۔

۲۔ امراء و عمال حکومت کے حالات سدھر گئے۔ عبادات و صدقات کی ان کو توفیق ہوئی۔ حکومت کا رخ کفر سے اسلام کی طرف پھر گیا۔ عوام کی اصلاح ہو گئی۔

۳۔ بادشاہ جہانگیر نے آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی۔ شراب اور دیگر منہیات شرعیہ سے بے تعلقی اختیار کی۔ جہانگیر کے صلب سے شاہجہان جیسا دیندار بادشاہ پیدا ہوا اور شاہجہان کا جانشین اورنگ زیب جیسا بادشاہ جامع کمالات صوری و معنوی

Marfat.com

ہندوستان کو نصیب ہوا۔

۴۔ اکبری ایوانِ نبوت کے پرخچے اڑا دیئے اور اس کے طلسم کو پارہ پارہ کر دیا۔

۵۔ سلوک و تصوف کے اندر سینکڑوں برس سے جو آلائشیں آگھسی تھیں۔ ان سب کو چھانٹ کر نہایت صاف ستھرا سلوک جس کی بنیاد کتاب و سنت پر تھی پیش کیا۔

۶۔ آپ کی تعلیمات کا محور و مرکز اپنے وقت کے مختلف گمراہ فرقوں کی تردید رہا ہے آپ نے خصوصیت سے اہلِ بدعت کا رد فرمایا ہے۔ جاہلِ خلافِ شرع اور وحدت الوجودی صوفیوں کا بھی رد فرمایا ہے۔

۷۔ حکومت لادینی تھی۔ نتیجۃً رفض کو بہت عروج ہو گیا تھا۔ حکومت کے سارے کل پرزے ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں تھے۔ آپ نے اس کے سدِ باب کے لئے پورا جہاد کیا۔ لسانی اور قلمی جہاد کے علاوہ اس راہ میں قید و بند کی شقتیں بھی برداشت کیں۔

۸۔ آپ نے اپنے بعد اپنے تبلیغی اور روحانی مشن کو جاری رکھنے کے لئے اپنے صاحبزادوں کے علاوہ ایک کثیر تعداد خلفاء کی چھوڑی۔ جو آپ کے تربیت یافتہ تھے۔ یہ خلفاء اقطارِ ہندوستان و افغانستان میں پھیل گئے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات کو جاری رکھا۔

۹۔ آپ کی تصنیفات میں آپ کے مکتوبات کو آپ کا شاہکار ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ ان مکتوبات میں ہر دور اور ہر وقت کے لئے مناسب ہدایات موجود ہیں۔ اس کتاب میں دورِ حاضر کے قریب قریب تمام متنازعہ فیہ مسائل کا حل پایا جاتا ہے۔ اگر تمام وہ جماعتیں جو اپنے آپ کو اہلِ سنت والجماعت سمجھتی ہیں اور ائمہ سلف سے اپنی نسبت جوڑتی ہیں دیانتداری سے اپنے اختلافی مسائل میں اس مجدد اعظمؒ کے مکتوبات کو اپنا حکم بنالیں تو انشاءاللہ اختلافات رفع ہو جائیں گے۔

Marfat.com

۱۰۔ آپ کی تعلیمات نے ثابت کر دیا ہے کہ مجدد اور مبتدع دو متضاد شخصیتیں ہیں بدعتی اور بدعت کا ایجاد کرنے والا کبھی مجدّد نہیں ہو سکتا بلکہ ایک مجدد کے لئے ناصر سنت اور قامع بدعت ہونا ضروری ہے جو دنیا کے سامنے نہایت صاف ستھرا اور شبہات سے بالا دین پیش کرے۔

۱۱۔ آپ ایک سحر نگار انشاء پرداز تھے۔ آپ کے مکتوبات کے اندر ایک طرف دینی حقائق کا زور ہے تو دوسری طرف فصاحت و بلاغت کا دریا ہے جو بہہ رہا ہے بغیر اس خوبی کے ناممکن تھا کہ حکومت کے کل پرزوں پر آپ قابو پا سکتے۔

۱۲۔ جہادِ قومی و تبلیغی کے علاوہ آپ جہاد بالسیف کے بھی داعی تھے اور شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔

اکبر کا دینِ الٰہی

بادشاہ اکبر ابتدائی زندگی میں اسلامی عبادات کا پابند تھا۔ نماز سفر و حضر میں ترک نہیں ہوتی تھی۔ علمِ دین اور علماء دین کا پورا احترام بجالاتا۔ شیخ عبدالنبی اکبر کے ابتدائی عہد میں "صدر جہاں" تھا۔ ان کی خدمت میں بادشاہ علمِ حدیث سننے کے لئے خود حاضر ہوا کرتا تھا۔ حضرت شیخ سلیم اللہؒ کے پڑوس میں رہنے کی غرض سے اس نے فتح پوری کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ کئی دفعہ پیادہ پا اجمیر کی زیارت کو گیا۔ فتح پوری میں بادشاہ نے ایک تالاب بنوا کر اس کے ارگرد عمارتیں بنوائیں۔ ان عمارتوں کا نام عبادت خانہ رکھا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد اس عمارت میں علماء کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔ بعد کو یہ ذوق اتنا بڑھا کہ جمعہ کی پوری رات انہی مشائخ و علماء کی صحبت میں اکبر کی گزرتی تھی۔ بادشاہ اس مجلس کے علماء کی معقول خدمت کرتا تھا۔

Marfat.com

فتنہ کی ابتدا

ان علماء نے اس مجلس کو بحث و مناظرہ کا اکھاڑہ بنا دیا۔ بادشاہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو گرانا اور ایک دوسرے کی نفی و تردید اور مقابلہ ان کا شغل ہو گیا تھا۔ اختلافات کو یہاں تک بڑھایا کہ تکفیر بازی تک نوبت پہنچ گئی۔ ہر مجلس شور و غوغا اور ہلڑ بازی پر منتج ہوتی۔ اکبر شروع شروع میں اغماض سے کام لیتا رہا لیکن روز بروز بجائے قوتِ ایمانی کے علماء کی طرف سے اس کی سوءظنی بڑھنی شروع ہو گئی۔ جب اکبر دیکھتا کہ ایک ہی مسئلہ پر ایک حلال کا فتویٰ دے رہا ہے اور دوسرا حرام کا تو اس کی حیرت میں اضافہ ہوتا اور بجائے یقین و طمانیت کے یہ امر اس کو مطلق دین سے شک میں ڈالنے کا موجب ہوتا۔ دربار کے سرکردہ علماء میں سے ایک ملا عبداللہ سلطانپوری تھے جن کا عہدہ مخدوم الملک کا تھا۔ اور دوسرے ملا عبدالنبی تھے۔ ملا عبدالنبی حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پوتے تھے اور عہد اکبری کے سب سے بڑے محدث خیال کئے جاتے تھے اکبر کے ابتدائی عہدِ حکومت میں یہ "صدرِ جہاں" کے عہدہ پر فائز تھے۔ بادشاہ ان کی انتہائی تعظیم کیا کرتا تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں۔

"بادشاہ از غایت تعظیم و احترام گاہے بجہت سماع علم حدیث بخانہ شیخ مے رفتند و یک دو مرتبہ کفش پیش پائے او ہم ماندند" (منتخب التواریخ ص ۲۱۵)

ترجمہ:۔ انتہائی احترام و تعظیم کی وجہ سے بادشاہ کبھی کبھی علمِ حدیث سننے کے لئے ان کے گھر جاتا اور ایک دو دفعہ بادشاہ نے جوتیاں بھی اس کے آگے رکھیں۔

مخدوم الملک نے فریضۂ حج کے اسقاط کا فتویٰ دے دیا اس لئے کہ حج نہ کرنا پڑے دربار میں ان دونوں سرگروہ علماء کے مابین رقیبانہ کشمکش جاری ہو گئی۔ غرضیکہ شاہی کیمپ

Marfat.com

علماء کے ان دینی ہنگاموں سے گو بچتا رہتا تھا۔ اکبر دین سے بالکل کورا تھا۔ جب اس نے علماء کے چھچھورپن کو دیکھا تو انہی پر علماء سلف قیاس کر کے سلف کا بھی منکر ہوگیا ان درباری علماء نے اکبر کو یہاں تک پہنچایا۔ اب علماء کا ایک جدید گروہ آگے بڑھا اس نے اکبر کو پورا ملحد اور بالکل دشمنِ دین بنا کر رکھ دیا۔

ابو الفضل اور فیضی

اس سے مراد ملا مبارک ناگوری اور اس کے دونوں شہرۂ آفاق بیٹے ابو الفضل اور فیضی ہیں۔ ملا مبارک بڑے پایہ کے عالم تھے۔ علوم متداولہ، عقلیات، فلسفہ و تصوف اور دینی علوم میں پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ فطری شورش کی بنا پر کچھ ایسی حرکات سرزد ہوئیں کہ جمہور میں برہمی پیدا ہوگئی۔ مولویوں نے ان کی روش کے خلاف ان پر حملے کئے اور انہیں ستایا۔ ملا صاحب کو ان مولویوں کے مخالفانہ مظاہروں کی بنا پر بہت دکھ اٹھانا پڑا۔ بالآخر ملا صاحب اپنے بیٹوں سمیت اکبر کی بارگاہِ جلال میں جلوہ فرما ہوگئے۔ مولویوں سے سخت رنجیدہ تھے۔ اب ان سے انتقام لینے کا وقت آگیا۔ بجائے اس کے کہ اپنے شخصی انتقام کا نشانہ ان مولویوں کو بناتے انہوں نے اسلام ہی کو نشانہ بنا لیا۔ اب اکبری دربار میں ابو الفضل اور فیضی کا دور دورہ تھا۔ علماء کے فتنہ نے مذہبی فتنہ کی سی صورت اختیار کر لی۔ کیسا دردناک نظارہ ہے خود دین کے معمار اپنے ہاتھوں دین کی بنیاد کھوکھلی کر رہے ہیں۔

اکبر کو مجتہد اور امام بنایا گیا

ملا مبارک ناگوری نے سب سے پہلے ایک محضر نامہ مرتب کیا اور علمائے وقت سے اس پر دستخط کرا لئے۔ علماء نے طوعاً و کرہاً اس پر دستخط کر دیئے۔ اس محضر نامہ کا مفاد یہ تھا کہ ایسے دینی مسائل جن میں مجتہدین باہم اختلاف رکھتے ہیں وہاں بادشاہ کو حق حاصل ہے

کہ اپنی رائے سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے کر اسی کو مسلک قرار دیں۔ اور بادشاہ کا یہ فیصلہ اتفاقی سمجھا جائے۔ عام مخلوق کو اس کی پابندی کرنا لازمی ہوگی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد اعلانیہ ائمہ و مجتہدین کی توہین و تحقیر شروع ہوگئی۔ یہیں تک بس نہ تھی۔ العیاذ باللہ وہ دن بھی آگئے کہ بادشاہ اسلامی عقائد و ارکان کا بھی، حشر و نشر، معجزات، عالم تکوین، دیدارِ الٰہی، ثواب و عذاب وغیرہ مسائل میں اسلام پر تمسخر اور استہزا سے کام لیتا اور بھرے دربار میں اہلِ دربار سے ان مسائل پر بحث کرتا۔ یہ رنگ گہرا ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کی زبان سے نبوتِ کبریٰ کے متعلق گستاخانہ کلمات نکلنے شروع ہوگئے۔ ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں:۔

"نام احمد و محمد و مصطفےٰ و امثال آں بجہت کافراں بیرونی و زنانِ اندرونی گراں می آید۔" (منتخب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

ترجمہ:۔ احمد و محمد و مصطفےٰ وغیرہ نام بیرونی کافروں کی خاطر اور عورتوں کی خاطر اکبر پر گراں گزرنے لگے۔

"علماءِ سوء در تصنیفات از خطبہ تبرا مے آوردند و اکتفا بہ توحید کردند و القاب بادشاہی مے نوشتند۔ مجال نبود کہ نام آنحضرت صلعم علی الرغم مکذبین بر زبانند۔" (منتخب التواریخ ج ۲ صفحہ ۲۶۹)

ترجمہ:۔ علماءِ سوء اپنی تصنیفوں میں خطبہ لکھنے سے گریز کرنے لگے۔ صرف توحید اور بادشاہی القاب کے ذکر پر کفایت کرتے۔ ان کی مجال نہ تھی کہ بے ایمان جھٹلانے والوں کے علی الرغم آنحضرت صلعم کا اسم مبارک زبان پر لاتے۔

"بدبختے چند از ہندوواں و مسلماناں ہندو مزاج قدح صریح بر نبوت می کردند و در دیوان خانہ ہیچ کس یارائے آں نداشت کہ اعلانیہ ادائے صلوٰۃ کند۔"

(منتخب التواریخ ج ۲ صفحہ ۳۱۵)

Marfat.com

ترجمہ:- چند ہندوا در چند ہندو نواز مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر صراحتاً اعتراض کرتے تھے۔ دیوان خانہ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ اعلانیہ نماز ادا کر سکے۔

"نماز، روزہ، حج پیش ازاں ساقط شدہ بود" (منتخب التواریخ ج ۲ ص ۲۵۱)

ترجمہ:- یعنی نماز، روزہ، حج اس سے پہلے ساقط ہو چکے تھے۔

دینی شعائر کی ہجو میں اشعار بنائے گئے۔ کوچہ و بازار میں ان کو گایا جاتا اسلامی عبادات کے متعلق اعتراض و تمسخر کے پیرایہ میں رسالے تصنیف کئے گئے جس کو مقبولیت ہوئی۔ اکبر کے حواری ابوالفضل اور فیضی وغیرہ جب تحریک کی ساری منزلیں طے کر چکے تو اب انہوں نے اکبر کو صرف امامت اور اجتہاد کے منصب پر رکھنا کافی خیال نہ کیا اور مسلمانوں کے بگڑے ہوئے ماحول نے ان لوگوں کے لئے مزید فائدہ اٹھانے کا راستہ صاف کر دیا۔ لہٰذا اب ان لوگوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور اکبر کو مزعومہ امامت و اجتہاد کے منصب سے اٹھا کر خود ساختہ مقام نبوت پر لا کر کھڑا کر دیا۔ اکبر نے بغیر جھجک کے اس منصب کو بھی قبول کر لیا۔

نئی نبوت کے ساتھ نئے مذہب کی بنیاد بھی ڈالی گئی۔ اس نبوت کے نئے مذہب کا نام دینِ الٰہی رکھا گیا۔

فیضی نے اکبر کی نبوت کا ذیل کے شعر سے خیر مقدم کیا ؎

شکر صد شکر کہ خیر البشرے پیدا شد
یک نبی رفت و لیس او دگرے پیدا شد

اکبری الحاد اور اس کا استیصال

اکبر بادشاہ نے ہندوستان کے جملہ مذاہب و ملل کو خوش رکھنے اور اپنی سلطنت

Marfat.com

کی حدود کو وسعت دینے کی غرض سے دینِ اسلام سے رُخ پھیر کر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اور اس میں اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دی۔ ملا عبد القادر بدایونی عہد اکبر کے مشہور مؤرخ اپنی کتاب منتخب التواریخ جلد دوم میں نہایت سوزِ دل سے اسلام کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

اتفاق سے اکبر کے زمانہ میں اسلام کی عمر پر ہزار سال کا عرصہ گزر گیا۔ ابو الفضل اور فیضی نے بادشاہ کو باور کرایا کہ محمدی اسلام کی عمر پوری ہوگئی ہے اور اب ایک جدید آئین و دین کی ضرورت ہے۔ اس جدید تر دین کے اصول و فروع کو منضبط کرنے کے لئے پہلا اصول "مساواتِ ادیان" وضع کیا گیا کہ کسی دین کو کسی دین پر ترجیح نہ دی جائے دربار میں تمام ادیان کے علماء کو جمع کیا گیا۔ مسلمان اور ہندو تو دربار میں موجود تھے باقی مختلف اربابِ مذاہب کی ٹولیاں بھی دربار میں حاضر ہوگئیں۔ سب کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مذاہب کی حقانیت کو ثابت کریں۔ پادریوں کا ایک گروہ حاضر دربار ہوا۔ انہوں نے انجیل پیش کی۔ ابو الفضل کو حکم ہوا کہ انجیل کا ترجمہ کریں۔ ولایتِ گجرات سے آتش پرست بھی آئے۔ انہوں نے زرتشت کے دین کی حقانیت ثابت کی۔ چونکہ یہ لوگ آگ کی تعظیم کو بڑی عبادت خیال کرتے ہیں۔ بادشاہ نے ان کے پاسِ خاطر کے لئے شاہی محل میں ابو الفضل کے زیرِ اہتمام ایک آتش کدہ تیار کرایا۔ جہاں دن رات آگ روشن رہتی تھی۔ ہندو مذہب کے تمام مختلف العقائد فرقے دربار میں موجود تھے۔ ہر ملک کے دانشمند اور مختلف مذاہب و ادیان کے لوگ دربار میں جمع ہوگئے۔ سب کے سب بادشاہ کی ہمکلامی سے شرف یاب ہوتے۔ بادشاہ اس جدید مذہب کی عمارت کے لئے ان سب سے معماری کا کام لیتا تھا۔ اور اپنی غرض کے لئے تحقیق و تفتیش کا یہ شعبہ اس نے جاری کر رکھا تھا۔

اسلام کے سوا تمام دوسرے مذاہب کے اصول و فروع کا مطالعہ کیا۔ بادشاہ اپنی عقل و رائے سے جس چیز کو ترجیح دیتا اسی کو نظامِ نو کے لئے اختیار کر لیا جاتا۔ اکبر کو اسلام

Marfat.com

سے خاص ضد پیدا ہو گئی۔ اس کی نظر میں اسلامی ملت کی ساری باتیں مہمل و نامعقول اور نو پیدا عرب کے مفلسوں کی گھڑی ہوئی خیال کی جاتی تھیں۔ مسلمانوں کے سوا جس گروہ کی جو بات پسند آجاتی اس کا انتخاب کر لیا جاتا یہاں تک کہ پانچ چھ سال کے بعد اسلام کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور بات بالکل الٹ گئی۔ ان مذاہب کے عناصر سے ایک معجون مرکب مذہب بنایا گیا اور اس کا نام دینِ الٰہی رکھا گیا۔ لوگ باقاعدہ اس دین میں داخل ہونے لگے۔ اس دین کا کلمہ

لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ

ٹھہرایا گیا۔ اس مذہب کے پیرو بجائے سلام کے ایک دوسرے کو اللہ اکبر کہتے تھے۔ عبادت کے اہم ارکان میں بادشاہ کی عبادت بھی داخل کی گئی۔ بادشاہ صبح کے وقت جھروکہ میں آفتاب کی پوجا کرتا تھا۔ جوں ہی بادشاہ آفتاب کے ایک ہزار نام جپ کر پردہ سے باہر آتا۔ مذہب الٰہی کے پیرو بادشاہ کے روبرو سجدہ میں گر پڑتے۔ اس سجدہ کا نام زمیں بوس رکھا گیا۔ اسی سلسلہ میں ایک مشہور صوفی تاج العارفین شارح "نزھۃ الارواح" نے بادشاہ کے لئے سجدہ جائز قرار دیا اور اس سجدہ کا نام زمیں بوس رکھا۔ ملا بدایونی لکھتے ہیں:۔

"سجدہ برائے او تجویز کردہ آں را زمیں بوس نام دہند و رعایت ادب بادشاہ را فرض عین شمردہ روئے او را کعبۂ مرادات و قبلۂ حاجات دانند و بعض روایات و عمل مریداں بعض مشائخ ہند را دریں باب تمسک آوردند۔"

(منتخب التواریخ جلد دوم ص ۲۵۹)

ترجمہ:۔ بادشاہ کے لئے سجدہ کو جائز قرار دیا اور اس کا نام زمیں بوس رکھا گیا۔ بادشاہ کے ادب کو فرض ٹھہرایا۔ اس کے چہرہ کو مرادوں کا قبلہ اور حاجات کا کعبہ مقرر کیا گیا اور بعض کمزور روایتوں اور ہندوستان کے بعض

Marfat.com

صوفیوں کے طرزِ عمل سے اس دعویٰ کو ثابت کیا گیا۔

زمین بوسی کا یہ طریقہ اکبر کے بعد بھی جاری رہا۔ عوام ہی نہیں بلکہ خاص علماء بھی اس مشرکانہ فعل میں ملوث ہو گئے تھے۔ دینِ اکبری میں سود، جوا، شراب کو حلال قرار دیا گیا۔ جزیہ موقوف کر دیا گیا۔ گائے کا گوشت ممنوع قرار دیا گیا۔ اذان اور نماز باجماعت جو پہلے اسلام کے حکم کے مطابق پانچ وقت دیوانِ حکومت میں ہوتی تھی موقوف کر دی گئی۔ داڑھیاں صفاچٹ، غسل جنابت موقوف، پردہ موقوف، غرضیکہ ساری روشن خیالیاں اور مسرت طرازیاں جن پر عہد جدید کو ناز ہے عہدِ اکبر کی پیداوار ہیں۔

یہی بادشاہ اکبر پیشانی پر قشقہ لگائے گلے میں زنار پہنے ہندو وزراء کے ہمراہ بتوں کے آگے جبینِ نیاز جھکائے بیٹھے نظر آتے ہیں۔ ہندو رانیاں محلات میں موجود ہیں۔ ان کی پوجا کے لئے مندر بنے ہوئے ہیں۔ بادشاہ لباس میں، وضع قطع میں، تہذیب و تمدن میں بالکل ہندو بن چکا تھا۔ جب خود بادشاہ علی الاعلان اسلام سے بیزار اور کفر نواز تھا تو تمام رعایا کا کیا حال ہوگا۔ ہندو عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں اور مسلمان عورتیں ہندوؤں کے ہاں بلا تکلف بیاہ دی جاتی تھیں۔ مسلمانوں کے بچے ہندوؤں کے پاٹھ شالاؤں میں دنیاوی اور مذہبی تعلیم پاتے تھے۔ ماہ رمضان میں بازاروں میں تنور گرم رہتے۔ مسلمان علانیہ دن میں کھانا کھاتے، کوئی احتساب اور روک ٹوک نہ تھی۔ غرضیکہ شعائر اسلامی پر ہندو تہذیب و تمدن اور کلچر کو کامل غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ ملک میں دربار کی نئی روش کے خلاف بڑی بے چینی پھیل گئی۔ آئینِ دربار میں بھی ایک دو جدتیں ایسی ہوئیں جن سے یہ بدگمانیاں اور بڑھ گئیں۔ جونپور کے قاضی القضاۃ ملا محمد یزدی نے علی الاعلان فتوےٰ دیا کہ بادشاہ بدمذہب ہو گیا ہے۔ اس پر جہاد واجب ہے۔ دربار میں قطب الدین خاں کوکہ اور شہباز خاں کمبوہ نے بڑی جرأت سے بادشاہ کو سمجھایا لیکن حکومت کے نشہ نے بادشاہ کو بدمست کیا ہوا تھا۔ وہ اور زیادہ بگڑا۔ ملا یزدی اور معز الملک کا خاتمہ کرا دیا۔

Marfat.com

اور باقی ناصحین کو ڈانٹ ڈپٹ سے خاموش کرا دیا۔ قاضی یعقوب اور دیگر چند علماء کو اسی زمرہ میں شہید کرا دیا۔

اکبر کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا۔ وہ اپنے باپ کی طرح اسی مزاج کا تھا۔ اس کے عہد میں اکبری بدعات اور لامذہبیاں جاری رہیں۔ تزک جہانگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کے خلافِ شرع قوانین کو بجائے موقوف کرنے کے بدستور قائم رکھا۔ اکبر نے سجدے کو رواج دیا تھا۔ جہانگیر اہلِ دربار کی اس سجدہ میں سعادت سمجھتا تھا۔ اندرونِ ملک میں عہدِ جہانگیری میں جو اسلام و اہل اسلام کی حالت تھی مندرجہ ذیل مکتوبات اس کی نہایت صحیح تصویر پیش کرتے ہیں:۔

دفتر اول مکتوب ۴۷	بنام شیخ فرید
دفتر دوم مکتوب ۲۹	بنام میر محمد نعمان
دفتر اول مکتوب ۸۱	بنام لالہ بیگ
دفتر اول مکتوب ۱۹۵	بنام صدر جہاں
دفتر دوم مکتوب ۶۷	خان جہان کے نام

مکتوب الیہم بادشاہ جہانگیر کے خاص مقربین اور حکومت کے کل پرزے ہیں انشاء اللہ العزیز۔ درباری امراء کے نام جو مکتوبات اور مراسلات دعوت و ارشاد کے سلسلہ میں پہنچتے رہے ۔ ان کے ضروری اجزاء اور اقتباسات ایک خاص عنوان کے ماتحت درج کئے جائیں گے۔

Marfat.com

مکتوبات پر ایک نظر

مکتوبات میں کیا ہے؟ شرک و بدعت کے طوفانوں، رفض و باطنیت کی موجوں، بطّال صوفیوں کی ہوا پرستیوں، علماء سوء کی دسیسہ کاریوں، ہنود ہند کی تخریبی کارروائیوں، ارکانِ حکومت اور عمائد سلطنت کی لادینی کارستانیوں کے خلاف انقلاب انگیز خطبات ہیں۔ ان مکتوبات میں مسئلہ توحید و سنت کو نہایت پسندیدہ اسلوب اور بدیع طرزِ بیان سے سلجھایا گیا ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کا نظریۂ توحید عین قرآنی حقائق کا آئینہ دار ہے۔ بدعات کی شبِ تار میں حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تن تنہا سنت و ہدایت کی مشعل روشن کی۔ سلوک و تصوف کے اندر سینکڑوں برس سے جو آلائشیں گھس گئی تھیں۔ ان سب کو چھانٹ کر ایسا سلوک و تصوف پیش کیا جس کی بنیاد کتاب و سنت پر تھی۔ افسوس ہے دورِ حاضرہ کے غلط رو اور نفس پرور علماء و مشائخ نے عوام کی ذہنیت کو بگاڑنے اور مشرکانہ الجھنوں میں پھنسائے رکھنے کے لئے حضرت شیخ مجددؒ کے ساتھ انتساب رکھنے کے باوجود ان کے واضح اور روشن مسلک طریقت کو کس طرح بدل دیا ہے۔

مکتوبات کی تعداد

مکتوبات کے کل تین دفتر ہیں۔ دفتر اوّل موسوم بہ دُرُّ المعرفت ہے۔ اس میں ۳۱۳ مکتوب ہیں۔ اس دفتر کے جامع خواجہ یار محمد بدخشی طالقانی ہیں۔ جو حضرت مجددؒ کے مرید ہیں۔ یہ دفتر حضرت کی زندگی میں ہی جمع کیا گیا۔ جب حضرت نے سنا کہ ۳۱۳ مکتوب

Marfat.com

جمع ہو چکے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ حضرات پیغمبران مرسلین کی تعداد بھی ۳۱۳ ہے اور حضرات صحابۂ بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد بھی ۳۱۳ ہے۔ اس لئے اس دفتر کو اسی مبارک عدد پر یمناً ختم کر دیا جائے۔ یہ دفتر ۱۰۲۵ھ میں جمع ہوا۔ طالقان ملک ایران میں ایک شہر کا نام ہے۔

دفتر دوم موسوم بہ نور الخلائق ہے۔ یہ تاریخی نام ہے۔ اس سے ۱۰۲۸ھ نکلتا ہے جو اس کے جمع کی تاریخ ہے۔ اس میں کل ۹۹ مکتوبات ہیں۔ اس کے جامع خواجہ عبد الحئی ابن خواجہ چاکر حصاری مرید حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ کا عدد ۹۹ ہے اس لئے اس دفتر کو تبرکاً اسی عدد پر ختم کر دیا گیا۔

دفتر سوم موسوم بہ معرفۃ الحقائق ہے اس میں کل ۱۲۴ مکتوبات ہیں۔ اس کے جامع خواجہ محمد ہاشم برہانپوری مرید حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر سورہ ہائے قرآنی کے عدد کے موافق ۱۱۴ مکتوبات اس دفتر میں شامل کئے اور اس کے بعد ۹ مکتوبات پھر شامل کئے گئے۔ اور آخری مکتوب ۱۲۴ کا پھر اضافہ کیا گیا۔ اس طرح اب دفتر سوم میں کل ۱۲۴ مکتوبات ہیں جلد سوم کے مکتوبات حضرت والا کے سامنے تو ۱۱۴ کی تعداد میں جمع کئے گئے لیکن حضرت کے بعد باقی خطوط الحاق کئے گئے۔ آخری مکتوب ۱۲۳ جو نور محمد تہاری کے نام ہے بعض مبصرین اسے جعلی اور مصنوعی قرار دیتے ہیں کیونکہ اس مضمون اور مکتوب کی بعض باتیں خلاف شرع اور خلاف مشرب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

دفتر سوم کے مکتوب ۱۱۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے:-

"نیز بر آنکہ در خطبۂ ایں جلد ثالث مصرح است کہ جملہ مکاتیب ایں جلد یک صد و چہاردہ اند مطابق عدد سور قرآنی پس ایں نہ مکاتیب آخیرہ ایں جلد شاید بعد ازاں بمعرض تسوید آمدہ باشند و ملحق شدہ فافہم۔

(مکتوبات، معرفۃ الحقائق آخری حصہ ص ۱۰۱)

Marfat.com

ترجمہ:۔ اس جلد ثالث کے خطبۃ الکتاب میں تصریح ہے کہ اس جلد کے کل مکاتیب مطابق عدد سور قرآنی ۱۱۴ ہیں۔ پس آخری جلد کے یہ نو مکاتیب بعد میں تحریر میں لائے گئے اور ملحق کئے گئے۔

آخری مکتوب ۱۲۴ کے حاشیہ پر لکھا ہے:۔

"بدانکہ ایں مکتوب در بعضے نسخ خطیہ یافتہ شد فالحقناہ وجعلناہ خاتمۃ المکاتیب وحضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نسبت بایں مکتوب فرمودہ اند کہ آں مکتوب داخل جلد ہائے مکتوب قدسی ایات نشدہ۔

(مکتوبات، معرفتہ الحقائق آخری حصہ ص ۱۴۶)

ترجمہ:۔ جان لیں کہ یہ مکتوب بعض نسخ خطی میں پایا گیا۔ پس ہم نے اس کا الحاق کر دیا اور اسے خاتمہ المکاتیب بنایا اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اس مکتوب کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ مکتوب مکتوبات قدسی آیات کی جلدوں میں داخل نہ کیا گیا تھا۔

غرض کل مکتوبات ہر سہ دفتر ۵۳۶ ہیں۔

ان مکتوبات میں سے ۲۰ مکتوبات وہ ہیں جو حضرت مجددؒ نے اپنے مرشد حضرت موئید الدین رضی محمد باقی (باللہ) کابلی ثم دہلویؒ کو لکھے (جلد اول) ان کے علاوہ خلفائے عظام اور صاحبزادگان کرام کے نام بھی خطوط ہیں۔

ایک خط سلطان وقت (مکتوب ۴۷۔ دفتر سوم) کے نام ہے۔ حکومت کے وزیر عبدالرحیم خانخاناں کے نام سات خط ہیں۔ سکندر خاں لودھی کے نام دو مکتوب ہیں مکتوب ۸۲، ۹۳ دفتر اول۔ ایک خط ایک صالح بی بی کے نام ہے "مکتوب ۴۱ دفتر سوم" ایک مکتوب ہر سہ عام ہندو کو "مکتوب ۱۶۷ دفتر اول" تحریر کیا۔

ان مکاتیب کی ترتیب و تدوین حضرت کے ارشاد سے حضرت کی زندگی ہی میں

Marfat.com

ہو گئی۔ جیسا کہ ان مکتوبات میں کئی جگہ اس کے بارے میں حکم بھی موجود ہے۔
علمائے دین نے مکتوبات امام ربانیؒ کی خوب خدمتیں سرانجام دی ہیں۔ علامہ محمد مراد مکیؒ نے تمام مکتوبات کا ترجمہ عربی زبان میں کیا جو دمشق میں طبع ہوا اور ایک عالم نے مکتوبات کی روایات کی تخریج بھی کی جس کا نام تشئید المبانی ہے۔

مکتوبات کی تردیدات

آپ کے بعض مکتوبات کی تردیدات بھی لکھی گئیں۔ اس کے دو باعث ہوئے ایک یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خاں افغانی آپ سے منحرف ہو کر کچھ مسوداتِ مکتوبات شریف چرا کر لے بھاگا۔ اور ان میں تحریف و ترمیم کر کے عمائدِ وقت کے پاس انہیں بھجوایا جس نے دیکھا آپ سے غیر معتقد ہو گیا۔ بعض بعض نے تردید بھی لکھی۔ اسی سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی تردید لکھی۔ لیکن جب انہیں حسن خاں کی تحریف کا حال معلوم ہوا تو معذرت نامہ لکھا۔

اسی طرح محمد صالح گجراتی نے آپ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ "اشتباہ" لکھا اور ایک رد سید محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچ کر لکھوایا جس کا نام ایراد البرزنجی رکھا گیا۔
ایراد البرزنجی ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل بے حقیقت رسالہ تھا۔ تاہم مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس کا مفصّل جواب لکھا اور اس کا نام الکلام المنجی فی رد ایراد البرزنجی رکھا۔ علامہ وقت شیخ نورالدین محمد بیگ نے بھی رد برزنجی میں ایک رسالہ لکھا اور اپنے رسالہ پر علمائے حرمین شریفین سے تقاریظ لکھوائیں۔ ان تقاریظ کا ماحصل یہ ہے کہ شیخ صالح نے جو گجراتی ہے یا اورنگ آبادی اور اس کے اتباع محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے مکتوبات میں بہت کچھ تحریف اور کمی بیشی کر کے عربی ترجمہ بھراہی زر کثیر سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رد لکھنے کے واسطے بھیجا۔ برزنجی نے لطمع نفسانی رد لکھا

Marfat.com

فوراً ہی فاضل اجل عالم با عمل شیخ نور الدین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگا کر مقابلہ کیا۔ تو ثابت ہوا کہ دراصل وہ تحریف شدہ مکتوبات تھے۔ فی الحقیقت حضرت مجدد کا کلام معارف و حقائق کا گنجینہ ہے۔

سید برزنجی کے رسالہ کا رد مولانا عبد الحی لکھنوی نے بھی لکھا ہے۔ جو مولوی وکیل احمد سکندرپوری کے نام سے طبع ہوا۔

حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحبؒ نے حالات حضرت شہید مرزا جان جاناںؒ کے ۵۵ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ محمد فرخ نبیرہ حضرت امام ربانی کی بددعا سے سید برزنجی دریا میں ڈوب گیا تھا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی ایک غیر مطبوعہ تصانیف بھی موجود ہیں۔ مکتوبات کا نہایت صحیح، نفیس اور اعلیٰ نسخہ امرتسر میں مولانا نور احمد صاحب پسروری مرحوم کے اہتمام میں شائع ہوا۔ یہ نسخہ مطبع مجددی شہر امرتسر میں نہایت مکمل، مشرح، خوشخط بخط واضح فل سکیپ سائز کے ۱۲۶۲ صفحات پر چھپا۔ اب یہ ایڈیشن بالکل نایاب ہو چکا ہے۔ خدا کسی صاحب ہمت کو اس کے دوبارہ شائع کرنے کی توفیق ارزانی کرے۔ اس کے علاوہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تین رسالے اور شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) مبداء و معاد (۲) ردّ روافض (۳) معارف لدنیہ۔

ذیل کے رسالے بھی حضرت مجددؒ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے ہیں۔

اثبات النبوۃ، شرح رباعیات، تعلیقات عوارف، رسالہ علم حدیث حالات خواجگان نقشبند، رسالہ تہلیلیہ، مکاشفات غیبیہ، آداب المریدین، مسئلہ وحدت الوجود تحقیق قیومیت، تعین ولا تعین، مقصود الصالحین۔

Marfat.com

حالات حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مأخذ

مکتوبات امام ربانیؒ۔ زبدۃ المقامات، کنز الہدایات، مقامات امام ربانی۔ ہدیۂ مجددیہ۔ انوار احمدیہ مصنفہ حکیم وکیل احمد سکندر پوری، سبحۃ المرجان، اکبر نامہ، توزک جہانگیری۔ سوانح اکبر اعظم مع نورتن مؤلفہ نیرنزا حیرت۔ منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی، تاریخ ہند مؤلفہ ذکاء اللہ جلد پنجم و ششم، روضۃ قیومیہ، خزینۃ الاولیاء مصنفہ مولانا غلام سرور صاحب چشتی، مجموعہ کنز البرکات، احوال امام ربانی، تذکرۃ العابدین مؤلفہ حاجی نذیر احمد دیوبندی۔ مکاتیب حضرت غلام علی شاہ دہلویؒ مطبوعہ مدراس۔ کلمات طیبات میرزا جان جاناں مظہرؒ۔ جواہر مجددیہ مؤلفہ مولوی احمد حسین خاں امروہی ثم حیدرآبادی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بعض یورپین مصنفوں نے بھی کیا ہے چنانچہ ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے۔

"شہنشاہ اکبر ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۸ء کے عہد میں ایک سُنّی عالم شیخ احمد مجددؒ نامی تھے جو شیعی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے۔ شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانے سے انہیں قید کرا دیا۔ دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زندان میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا لیا" (ص ۳۱۲ طبع ثالث)

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھیکس میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں لکھا ہے

"ہندوستان میں سترھویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجددؒ تھا جو ناحق قید کر دیئے گئے تھے۔ ان کے متعلق روایت ہے کہ انھوں نے اپنے قید خانے کے ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنا لیا۔"

(جلد ۲۔ ص ۷۴۸)

Marfat.com

باقیات صالحات

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی باقیات صالحات میں سے مکتوبات شریف اور باقی تصانیف کا ذکر آچکا ہے۔ اب کچھ ذکر آپ کی اولاد اور خلفاء کا کیا جاتا ہے مفصل حالات بیان کرنے کے لئے تو ایک دفتر چاہیئے۔ تاہم اختصار سے کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ فی الحقیقت حضرت مجددؒ اور ان کے خاندان کے بارِ احسانات سے اسلامیانِ ہند کی گردنیں نہیں اٹھ سکتیں۔ کیونکہ ہندوستان میں توحید و سنت کو قائم و دائم رکھنے میں ان بزرگواروں کا عظیم الشان حصّہ ہے۔ حق تعالےٰ نے آپ کو چار لڑکے عطا فرمائے یہ چاروں اولیاء اللہ تھے۔

فرزندِ اول حضرت خواجہ محمد صادقؒ تھے۔ یہ سب سے بڑے صاحبزادے تھے سنہ ۱۰۰۰ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ چھوٹی سی عمر میں ہی علومِ عقلیہ و نقلیہ میں ماہر ہوگئے اور بعد حصولِ علم تعلیم و تدریس میں بھی مشغول رہے۔ باطنی تربیت آپ نے والد ماجد سے پائی۔ درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ افسوس عین جوانی کے زمانہ میں یعنی ۲۴ سال کی عمر میں اس عالمِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات سے بہت صدمہ پہنچا۔ سرہند شریف میں بعارضہ طاعون بتاریخ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ بروز دوشنبہ وفات ہوئی۔ مجدد صاحبؒ نے ذیل کے مکتوب میں آپ کی مدح میں بہت سے کلمات تحریر فرمائے ہیں۔

"پیش از ارتحال فرزندے اعظمی مرحومی بچند ماہ ایں نور را بریں درویش ظاہر ساختہ بودند و در زاویۂ زمین مسکنے فقیر آں را نشان دادہ نورے نمودند ساطع کہ گردے از صفت و شان بوئے راہ نیافتہ بود و از کیفیات منزّہ و مبرّہ۔ آرزوئے آں شد کہ آں زمین مدفن من شود و آں نور بر سر قبر من لامع

Marfat.com

بود۔ ایں معنی را بفرزندے اعظمی کہ صاحب سر بودہ ظاہر ساختم و آزاں آرزو مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی بایں دولت سبقت کردہ در پردۂ خاک در دریائے آں نور مستغرق گشت ؎

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا

وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

از شرافتِ ایں بلدۂ معظمہ است کہ قتل فرزندی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ است۔ در آنجا آسودہ است و بعد از مدتے ظاہر شد کہ آں نور مودع لمعہ الیست از انوار قلبیہ ایں فقیر کہ از ینجا اقتباس نمودہ در آں زمین افروختہ اند در رنگ آنکہ چراغے از شعلہ برافروزند (دفتر دوم رمکتوب ۲۲)

ترجمہ :۔ فرزند اعظم مرحوم کے ارتحال سے چند ماہ پہلے اس نور کو اس درویش پر ظاہر کیا گیا تھا۔ اور فقیر کی سکنی زمین میں اس کا نشان دیا تھا۔ وہ نور اس قسم کا ظاہر ہوا تھا کہ صفت و نشان کی گرد اس کو نہ لگی تھی۔ اور کیفیت سے منزہ و مبرّہ تھا۔ اس وقت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس زمین میں دفن ہوں اور وہ نور میری قبر میں چمکتا رہے۔ اس بات کو میں نے فرزند اعظم کے آگے ظاہر کیا اور اس نور اور اس خواہش سے مطلع کیا۔ اتفاقاً فرزند مرحوم اس دولت میں سبقت لے گیا اور خاک کے پردہ میں اس نور کے دریا میں مستغرق ہو گیا ؎

منعموں کو ان کی دولت مبارک ہو

اور عاشقوں کو دردِ کلفت مبارک ہو

اس شہر بزرگ (سرہند) کے لئے یہ بڑی بھاری شرافت کا موجب ہے کہ میرے فرزند اعظم جیسا شخص جو اللہ تعالٰے کے بزرگ اولیاء میں سے ہے

Marfat.com

اس جگہ آسودہ ہے، کچھ مدت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نورِ امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا مغز ہے جس کو وہاں سے اقتباس کر کے اس زمین میں روشن کیا ہوا ہے جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کر لیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دوم حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۵ھ اور وفات ۲۷ر جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ ہے۔

فرزند سوم حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بہ عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ طریقِ مجددیہ کی اشاعت آپ کے وجود سے بہت ہوئی۔ دہلی کی مشہورِ عالم خانقاہ جو مرجع عرب و عجم تھی وہ آپ ہی کے سلسلہ سے منسلک ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۷ھ میں اور وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی۔

فرزند چہارم حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت امام ربانیؒ کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۹ برس کی تھی۔ تحصیلِ علم اور تکمیلِ طریقت آپ نے بھائیوں سے کی۔ وفات ۱۰۹۶ھ میں ہوئی۔

ان صاحبزادوں کے علاوہ حضرت کے تین صاحبزادے شیخ محمد فرخ، شیخ محمد عیسیٰ شیخ محمد اشرف اور بھی تھے لیکن یہ تینوں بچپن یا شیرخوارگی میں فوت ہو گئے۔ خواجہ محمد یحییٰ حضرت کی وفات کے وقت کم سن تھے۔ اس لئے حضرت کے خلفاء کی فہرست میں ان کا شمار نہیں کیا جاتا۔

حضرت کی تین صاحبزادیاں بھی تھیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے حضرت کی نظرِ عنایت اور توجہ خاص سے دونوں بھائی علوم و معارف کے حامل اور اسرار و رموز کے وارث بن گئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کی وفات بعہد عالمگیر ۱۰۷۹ھ میں ہوئی۔ عالمگیر کی وفات ۲۰ر ذیقعد ۱۱۱۸ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

ملک العلماء علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۸ھ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ہم مکتب بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے۔ سب سے پہلے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت شیخ سرہندی کے حق میں امام ربانی، محبوب سبحانی، مجدد الف ثانیؒ کے مدحیہ الفاظ اپنے خط میں ارشاد فرمائے۔ ان کے عطاکردہ خطابات ایسے مشہور و مقبول ہوئے کہ اس کے مقابلہ میں ان کے دیگر خطابات مع اصل نام کے روپوش ہو گئے۔

وَا اَسَفًا عَلٰی فِرَاقِ قَوْمٍ
هُمُ الْمَصَابِيْحُ وَالْحُصُوْنُ
وَالْمُدْنُ وَالْمُزْنُ وَالرَّوَاسِیْ
وَالْخَيْرُ وَالْاَمْنُ وَالسُّكُوْنُ
لَمْ تَتَغَيَّرْ لَنَا اللَّيَالِیْ
حَتّٰی تَوَفَّتْهُمُ الْمَنُوْنُ
فَكُلُّ جَمْرٍ لَنَا قُلُوْبٌ
وَكُلُّ مَاءٍ لَنَا عُيُوْنٌ

★

Marfat.com

حضرت مجددؒ کا طریقۂ تبلیغ

جونہی اکبر کی وفات ہوئی اور جہانگیر تخت شاہی پر بیٹھا۔ حضرت مجددؒ الفِ ثانی دعوت و تبلیغ کے میدان میں نکل پڑے۔ حکومت کے نظام کو بدلنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا کہ حکومت کے کل پرزوں یعنی درباری امراء اور ارکینِ سلطنت کو اپنے قابو میں لے آئیں۔ ان درباریوں پر قابو پانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ درباری اکبر کی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ابوالفضل و فیضی جیسے فلسفیوں اور انشاء پردازوں کے فیض یافتہ تھے۔ بڑے بڑے مناصب عصر و جاہ کے مالک تھے۔ حضرت مجددؒ نے ان امراء کو اصلاح کے لئے دعوت نامے بھیجے۔ ان خطوط اور دعوت ناموں کے اندر ایک طرف دینی حقائق کا زور اور دوسری طرف انشاء پردازی کا جادو تھا۔ ابوالفضل اور فیضی کی سحر نگاری اور فلسفیانہ تعبیروں نے الحاد پیدا کیا۔ اس کے برعکس حضرت مجددؒ کے طرزِ نگارش اور ادبی شاہ پاروں سے براہ راست قرآنی تعلیمات اور پیغمبرانہ سنن کی عظمت قلوب میں اتر جاتی ہے۔

ان تمام دعوت ناموں کا مقصد اور قدرِ مشترک صرف یہی تھا کہ جس طرح ہو سکے اس نقصان کی تلافی ہونی چاہیئے جو اسلام کو عہدِ اکبری میں پہنچ چکا ہے۔

مکتوبات کے دفتر اوّل مکتوب ۶۵ میں حکومتِ وقت کے خاص رکن اعظم کو مخاطب کر کے حضرت مجددؒ نے اسلام کی غربت اور کس مپرسی کا نقشہ کھینچا ہے اور اسلام کی خدمت کے لئے انہیں ابھارا ہے۔

مکتوبات کے دفتر اول مکتوب نمبر ۸۱ میں صوبہ بہار کے گورنر لالہ بیگ کو خدمتِ دین

Marfat.com

اور اعلاء کلمۃ الحق کی طرف ترغیب دی ہے۔

مکتوبات کے دفتر اوّل مکتوب نمبر ۱۹۵ میں صدر جہاں کو عہد اکبری کی دینی بربادی کا تذکرہ کرنے کے بعد صورتِ حال سنوارنے کی دعوت دی ہے۔ صدر جہاں جہانگیر کے بچپن میں نگرانِ تعلیم تھے اور بعد میں چار ہزاری منصب پر فائز ہو گئے تھے۔

مکتوبات کے دفتر دوم مکتوب ۱۶۷ اور مکتوبات کے دفتر سوم مکتوب نمبر ۴ میں خانجہان کو جو بادشاہ کے خاص معتمد علیہ تھے نہایت دردمندی سے حرکت میں لانے کے لئے تڑپتے نظر آتے ہیں۔

مکتوبات دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۷۔ مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۴۸۔ مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۳۔ مکتوبات دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۹۔ ان مکتوبات میں بارگاہ سلطانی کے ممتاز مقرب شیخ فرید کو خطاب کیا ہے۔ شیخ فرید منصب پنج ہزاری پر فائز تھے اور جہانگیر کے دل میں ان کی بہت عزّت تھی۔

مکتوبات جلد سوم مکتوب نمبر ۴۷ بادشاہ وقت کے نام ہے۔

حکومت کے وزیر عبدالرحیم خانخاناں کے نام دفتر اول مکتوب نمبر ۴۸ و مکتوب نمبر ۹۳ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے نام اور بھی خطوط ہیں۔

ان تمام مکتوبات میں اصل غرض مدنظر یہ رکھی ہے کہ بادشاہ کے کانوں تک اس کے ہم نشینوں اور مقربوں کے ذریعہ کلمۂ اسلام پہنچایا جائے۔

مرزا داراب اور قلیج خاں کے نام بھی مکتوبات ہیں۔ غرضیکہ دربار شاہی کے کسی رکن کو آپ نے نہ چھوڑا۔ سب کے نام آپ نے خطوط لکھے۔ دربار کے ان امراء پر غلبہ پانا اور ان کو اپنا گرویدہ بنانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ایک طرف حضرت مجددؒ نے اپنے قلب اور توجہ باطنی سے اور دوسری طرف اپنے زبان و قلم سے کام لے کر اس طبقہ کو مسحور کر کے ان کو صرف اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے استعمال کیا۔

Marfat.com

تھوڑے ہی عرصہ میں بادشاہ کے رجحانات میں کافی تبدیلی ہوگئی۔

اس کے علاوہ حضرت مجددؒ نے اندرونِ ملک میں تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے خلفاء پھیلا دیئے۔ بادشاہ کے لشکر میں آپ کے نامور خلیفہ شیخ بدیع الزمان مشغولِ تلقین و ارشاد تھے۔ ہزارہا آدمی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

غرضیکہ اکثر ارکانِ دولت آپ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو گئے۔ یہی وجہ تھی۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ جہانگیر نے آپ پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے چار سو حکام کو جو آپ کے معتمد خاص تھے دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا تھا۔

جب آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کیا گیا۔ مہابت خاں گورنر کابل بہ ارادۂ مقابلہ افواجِ شاہی کئی منزل تک کابل سے نکل کر پیش قدمی کر چکا تھا۔ مگر حضرت مجددؒ نے گوالیار سے ایک خاص صحیفۂ گرامی کے ذریعہ اس کو بغاوت سے باز رکھا۔

تبلیغ کے نتائج صالح

بادشاہ نے بالآخر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور شرعی احکام کے سامنے سر جھکا دیا یعنی سجدہ دربار موقوف کر دیا گیا۔

گاؤکشی میں آزادی دی گئی۔ گوشت برسر بازار بکنا شروع ہوگیا۔

بادشاہ اور ارکانِ دولت نے ایک ایک گائے دربارِ عام کے سامنے دروازہ پر ذبح کی۔

شہید شدہ مسجدیں دوبارہ تعمیر کی گئیں۔

دربارِ عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر کرائی۔ پنج وقت نماز خود بادشاہ بمعہ امرا اس میں آپ کے ساتھ باجماعت پڑھتے تھے۔

محکمہ قضاۃ و احتساب مقرر کیا گیا۔

Marfat.com

کفار پر جزیہ لگایا گیا۔
خلاف شرع قوانین منسوخ کر دیئے گئے۔
بدعات و رسومات جاہلیت مسدود کی گئیں۔ الغرض اسلام کو نئے سرے سے رونق نصیب ہوئی اور دین میں تازگی آگئی۔

حضرت آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں حضرت مجدد الف ثانی رح کے فیوض و برکات کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بالکل حقیقت کے مطابق ہے فرماتے ہیں۔

سَحَابٌ هَاطِلٌ، اَرْوَى الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ اِمْطَارُهٗ ۔ نَيِّرٌ اَعْظَمُ بَلَغَ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ اَنْوَارُهٗ ۔ مَلَاَ فَيْضُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ وَصَلَتْ سِلْسِلَتُهٗ مِنَ الْهِنْدِ مَاوَرَاءَ النَّهْرِ وَالرُّوْمِ وَالشَّامِ وَالْعَرَبِ (سبحۃ المرجان ص ۴۷)

ترجمہ: وہ ایک ابر باراں ہیں جس کی بارش نے عرب و عجم کو سیراب کیا اور خورشید تاباں ہیں جس کے انوار مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ آپ کے فیض سے زمین و آسمان بھر گئے اور آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر روم، شام اور عرب تک پہنچ گیا۔

بادشاہی صحبت کی روئداد ایک مکتوب میں

میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جہانگیر نے حضرت مجدد رح کو گوالیار کے زندانِ بلا سے رہا کرنے کے بعد اپنے ہمراہ کئی سال تک رکھا۔ سفر و حضر میں بادشاہ کے کیمپ میں رہتے۔ دربارِ شاہی میں بصد عزت و احترام شریک کئے جاتے۔ بعد مغرب کئی کئی گھنٹے بادشاہ سے خاص صحبت رہتی۔ اس صحبت میں حضرت مجدد رح کو بہ نفسِ نفیس اسلامی مسائل کی تبلیغ کا موقع ملتا۔ ذیل کا مکتوب اسی دوران میں آپ نے اپنے صاحبزادگان خواجہ

محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کو دہلی سے لکھا اور بادشاہی صحبت کی روئداد کا اس میں ذکر کیا۔

"الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ، احوال و اوضاع ایں حدود مستوجب حمد است، صحبت ہائے عجیب و غریب مے گزارند، بعنایت اللہ سبحانہ، سرموئے دریں گفتگوہائے امور دینیہ و اصول اسلامیہ مداہنت راہ نمے یابد وہماں عبارات کہ در خلوات و در مجالس خاصہ بیان میگردد دریں معرکہ ہا بتوفیق مبارک سبحانہ، بیان مے نماید۔ اگر یکے مجلس را نویسید دفترے باید خصوصًا امشب کہ شب ہفت دہم ماہ رمضان بود۔ آں قدر را ز بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و از عدم استقلال عقل و از ایمان بآخرت و عذاب و ثواب در آں و از اثبات رویت و از خاتمیت نبوت ختم الرسل و از مجدد ہر مائتہ و از اقتداء بخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم و سنت تراویح و از بطلان تناسخ و از احوال جن و جنیان و از عذاب و ثواب ایشاں و امثال آنہا بسیار مذکور شد۔ و بحسن استماع مسموع گردید۔ وہم چنیں دریں ضمن اشیائے دیگر از احوال اقطاب و اوتاد و ابدال و بیان خصوصیات ایشاں کذا و کذا مذکور گشت۔ الحمد للہ سبحانہ کہ بجائے مانند و تغیرے ظاہر نمے شود۔ دریں واقعات و ملاقات شاید حق را سبحانہ، و تعالےٰ مصلحتہا و سرہا مکنوں بود الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔

دیگر ختم قرآن تا سورۂ عنکبوت رسانیدہ ام شب کہ از آں مجالس برگشتہ مے آیم بتراویح اشتغال مے یابم، ایں دولت عظمیٰ حفظ دریں فترات کہ عین جمعیت بود حاصل گشت الحمد للہ اولاً و آخراً۔"

(دفتر سوم۔ مکتوب ۴۳)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام - اس طرف کے احوال و اوضاع حمد کے لائق ہیں - عجیب و غریب صحبتیں گزر رہی ہیں - اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان گفتگوؤں سے اور امور دینیہ و احوال اسلامیہ سے سرمو سستی مداہنت دخل نہیں پاتی - اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان محفلوں میں بھی وہی باتیں ہوتی ہیں جو خاص خلوتوں اور مجلسوں میں بیان ہوا کرتی ہیں - اگر ایک مجلس کا حال لکھا جائے تو دفتر تیار ہو جائے - خاص کر آج ماہِ رمضان کی سترھویں رات کی صحبت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی بعثت کے متعلق اور عقل کے عدم استقلال اور آخرت کے ایمان اور اس کے عذاب و ثواب اور رویت و دیدارِ الٰہی کے اثبات، حضرت خاتم الرسل کی نبوت کی خاتمیت، ہر صدی کے مجدد، خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی اقتدا، تراویح کے سنت ہونے پر، تناسخ کے باطل ہونے پر، جن اور جنیوں کے احوال اور ان کے عذاب و ثواب میں سے ہر موضوع پر سیر حاصل بحث ہوئی - بڑی خوشی سے سنتے رہے - اس اثنا میں اور بھی بہت سی چیزوں کا ضمناً ذکر ہوا - اقطاب و اوتاد اور ابدال کے احوال اور ان کی خصوصیات کا ذکر بھی آیا - اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ سب کچھ قبول کرتے رہے اور کوئی تغیرِ طبع رونما نہ ہوا - ان واقعات اور ملاقات میں شاید اللہ تعالیٰ کی حکمت کے اسرار نہاں ہوں گے - اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو ہدایت دی - اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول سچے ہیں -

دوسرا یہ کہ قرآن مجید کو سورۂ عنکبوت تک ختم کر لیا ہے - جب رات کو اس مجلس سے اٹھ کر آتا ہوں تو تراویح میں مشغول ہو جاتا ہوں - حفظِ قرآن

Marfat.com

کی یہ دولتِ عظمیٰ اس فرصت یعنی پراگندہ حالی میں جو عین حقیقت ہے حاصل ہوئی۔ اوّل و آخر اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گوالیار کے قلعہ سے ایک خط حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو بھی لکھا۔ حضرت مجددؒ کا یہ خط حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہمدردی کے خط کا جواب ہے۔ خط حسب ذیل ہے۔

"الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مخدوما مکرما! ورود مصائب ہر چند تحمل آذی است، امید کرامتہا است۔ بہترین امتعہ ایں نشاء حزن واندوہ است و گوارا ترین نعم ایں مائدہ الم ومصیبت، ایں شکیبا رہا را ابلا دوئے تلخ غلاف رقیق فرمودہ اند و بایں حیلہ راہ ابتلاء و نمودہ سعادتمندان نظر بر حلاوت آنہا انداختہ آں تلخی را در رنگ شکر مے خایند و مرارت ہا بر عکس صفرائی شیریں مے یابند۔ چرا شیریں نیابند کہ افعال محبوب ہمہ شیریں اند علّتی نگر آنرا تلخ یابد کہ بماسوا گرفتار است۔ دولتمنداں در ایلام محبوب آں قدر حلاوت ولذت مے یابند کہ در انعام او متصور نباشد۔ ہر چند ہر دو از محبوب اند لیکن در ایلام نفس محب را مداخلے نیست و در انعام قیام بمراد نفس است ۔

ہنیئا لارباب النعیم نعیمھا

اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم وجود شریف ایشاں دریں غربت اسلام اہل اسلام را مغتنم است۔ سلّمکم اللہ سبحانہ وابقاکم والسلام۔

(دفتر دوم مکتوب ۲۹)

ترجمہ:۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مخدوم و مکرم! مصیبتوں کے نازل ہونے میں ہر چند اذیتوں کا بوجھ جھیلنا پڑتا ہے مگر اس میں نیکیوں

Marfat.com

کی بھی امید ہوتی ہے۔ بہترین نعمت جو اس سے حاصل ہوتی ہے وہ حزن و اندوہ کا پیدا ہونا ہے۔ اور اس دسترخوان کا سب سے لذیذ کھانا الم و مصیبت ہے اور یہ شکر پارے تلخ دارو کے باریک غلاف میں لپیٹ کر عطا کرتے ہیں اور اس حیلہ سے ابتلا کا راستہ کھول دیتے ہیں۔ سعادت مند مٹھاس کی چاشنی پر نظر ڈال کر اس تلخی کا مٹھاس کی طرح گھونٹ پی لیتے ہیں اور صفرا کے جوہر کے برعکس اسی کڑوے پن کو میٹھا محسوس کرتے ہیں اور میٹھا کیوں نہ پائیں جب کہ محبوب کے سارے افعال ہی میٹھے ہیں۔ اس بیمار کو وہ ذائقہ تلخ معلوم دیتا ہے جو ماسوا کی محبت میں گرفتار ہے۔

خدایا رحمت دریائے عام است
وز انجا قطرۂ مارا تمام است
اگر آلائش خلق گناہگار
بداں دریا فروشوئی بیک بار
نگردد تیرہ آں دریا زمانے
ولے روشن شود کار جہانے

★

Marfat.com

معرکۂ توحید و شرک

جیساکہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں بیان ہوچکا ہے کہ ان کے زمانہ میں حالات بہت بگڑ چکے تھے۔ ایک طرف وحدت الوجودی تصوّف اور فلسفہ کا دور دورہ تھا۔ عوام و خاص سب اس کا شکار ہو چکے تھے۔ اس وحدت الوجودی فلسفہ نے یکسر اسلامی عقیدۂ توحید کی حقیقت بدل ڈالی۔ کجا قرآن پاک کی توحید، وہ توحید جس توحید کو پیش کرنے پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کھاتے تھے۔ وہ توحید جو اسلام کا طرۂ امتیاز تھی اور کجا یہ توحید جس توحید کے اس زمانہ کے بالعموم علماء و صوفیا دلدادہ تھے۔ اس ملک پاک و ہند میں توحید کی حقیقت بالکل بدل ڈالی گئی۔ ان کے نزدیک توحید اس چیز کا نام تھا کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ:۔

"کائنات کی ہر شے کے اندر خدا بس رہا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک شرک یہ تھا کہ مخلوق کو خالق سے جدا قرار دیا جائے۔ ہندوؤں کے مذہب کا فلسفہ یعنی فلسفۂ ویدانت، فلسفۂ وحدت الوجود سے ملتا جلتا تھا۔ اکبر کے الحاد و زندقہ اور اس کے دینِ الٰہی نے عقیدۂ توحید کو اور کمزور کر دیا تھا۔

ایسی حالت میں توفیقِ ایزدی نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی یاوری کی۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کلمۂ توحید کو اپنی دعوتِ توحید کا مرکز و محور بنایا۔ اسی کلمہ کی مختلف پیرایوں میں تشریح و تفہیم سمجھائی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی پرواز بہت بلند ہے وہ اشاروں اور نکتوں میں بڑے بڑے عالی مضامین کو سمجھا

Marfat.com

دیتے تھے۔ اس ملک پاک و ہند کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے وجودِ گرامی پر ناز ہونا چاہیئے۔ جس ملک کے اندر اس قسم کا عالی مقام بزرگ پیدا ہوا۔ جس نے از سرِ نو پیغام محمدی کی تجدید کی۔ اب حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاداتِ گرامی مکتوباتِ حضرت شیخ مجدد سے بقید حوالہ معہ ترجمہ پیش کئے جاتے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا مقصدِ بعثت

پیغمبران ما علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ قریب یک لک و لست و چہار ہزار گذشتہ اند۔ خلائق را بعبادت خالق ترغیب فرمودہ اند و از عبادت غیر منع نمودہ و خود را بندہ و عاجز دانستہ اند و از ہیبت و عظمت او تعالیٰ ترساں و لرزاں بودہ اند (مکتوب امام ربانی۔ دفتر اول مکتوب ۱۶۷)

ترجمہ:۔ ہمارے پیغمبران پر صلوٰۃ و سلام ہو جو تعداد میں ایک لاکھ چوبیں ہزار کے قریب گزرے ہیں۔ سب نے خلقت کو خالق کی عبادت کی تبلیغ فرمائی ہے اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا ہے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا بندہ اور عاجز جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت سے ڈرتے اور کانپتے رہتے تھے۔

توحید کی تعریف

"توحید عبارت از تخلیص قلب است از توجہ ما دون او سبحانہ و تعالےٰ" تا زمانیکہ دل را گرفتاری بما سوی متحقق، اگرچہ اقل قلیل باشد، از ارباب توحید نیست۔ بے تحصیل ایں دولت واحد گفتن و واحد دانستن نزد ارباب اصول از فضول است (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۱۱)

Marfat.com

ترجمہ:- توحید سے مراد یہ ہے کہ دل ماسوائے حق کی توجہ کے خالی ہو جائے جب تک دل ماسوائے حق میں گرفتار رہے اگرچہ نہایت قلیل ہی حصّہ ہو توحید والوں میں سے نہیں ہے۔ اس جذبۂ توحید کے حاصل کئے بغیر توحید کا دعویٰ کرنا اور توحید کا دم مارنا ارباب اصول کے نزدیک فضول ہے۔

دُون اللہ سے تعلّق قلب جملہ باطنی امراض کی جڑ ہے

راس امراض باطنیہ و رئیس علل معنویہ گرفتاری قلب است بما دون حق سبحانہٗ وتعالیٰ، وتا ازیں گرفتاری بتمام آزادی میسر نشود سلامتی محال است۔ چہ شرکت را در آں حضرت جل سلطانہٗ اصلاً بار نیست، اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ فکیف کہ شریک را غالب ساختہ باشد، نہایت بے حیائی است۔ محبت غیر حق را برنہجے غالب ساختن کہ محبتِ او تعالیٰ در جنب آں معدوم کردد یا مغلوب۔ (مکتوبات۔ دفتر اول، مکتوب ۱۰۹)

ترجمہ:- باطنی مرضوں کی سردار اور اندرونی بیماریوں کی رئیس بیماری یہ ہے کہ دل کا پیوند ماسواحق کے ساتھ ہو اور جب تک اس بیماری سے رہائی میسر نہ ہو۔ ایمان کی سلامتی محال ہے کیونکہ شرکت کو اس بارگاہِ عالی میں ہرگز دخل نہیں ہے۔ خبردار دینِ خالص صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ پس حب شریک کو محبت میں غالب کر لیا جائے وہاں ایمان کا کیا حال ہو گا۔ یہ کس قدر بے حیائی ہے کہ غیر کی محبت کو اس قدر غالب بنا لیا جائے کہ حق تعالےٰ کی محبت اس کے مقابلہ میں مغلوب یا معدوم ہو جائے۔

توحید پرست کی پہچان

ازم رضی بمغضوب التفات نمے نمایند، وبلقمہائے چرب وشیریں خود را نمے فروشند

دیجا مہائے رقیق و مرتیب حظ بندگی نمے دہند، عار دارند از آنکہ تخت شاہی را بقاذورات تعلقات ملوث دارند، و ننگ دارند از آنکہ در ملک خداوندی جل سلطانہ لات و عزیٰ را شرکت دہند اے برادر اینجا ہمہ دینِ خالص را طلبند۔

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ

و غبارے از شرکت تجویز نمے فرمایند لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ ساعتے بحال خود در روید، اگر دینِ خالص میسر شدہ است بُشْریٰ لَکُمْ۔

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۱۷۴)

ترجمہ:۔ کامل توحید پرست لوگ مقبول اور پسندیدہ امور کو چھوڑ کر مغضوب امور کی طرف التفات نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے ایمان کو چرب اور شیریں لقموں کے بدلے فروخت کر ڈالتے ہیں۔ خوشنما لباس اور اعلیٰ پارچات کی خاطر غلامی اختیار نہیں کرتے۔ وہ اس امر سے بھی عار رکھتے ہیں کہ شاہی تخت کو تعلقات کی پلیدیوں سے آلودہ کریں اور اس بات سے بھی ننگ رکھتے ہیں کہ اللہ کی بادشاہی میں لات و عزیٰ کو شریک کریں۔ اے بھائی خدا کی بارگاہ میں صرف دینِ خالص کو طلب کرتے ہیں۔ خبردار خالص اطاعت و عبادت کا مستحق صرف اللہ ہی ہے۔ فرمانِ ایزدی ہے کہ اے پیغمبر (صلعم) اگر تو نے شرک کیا تو تیرے بھی سب عمل اکارت جائیں گے۔ ایک ساعت کے لئے اپنے حالات کی طرف غور فرمائیں۔ اگر یہ خالص دین تجھے میسر آگیا تو تمہارے لئے بشارت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت

اے برادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باں علوِ شان بشر بود و بداغ حدوث

امکان متسم، بشر از خالق بشر جل سلطانہٗ چہ دریابد و ممکن از واجب تعالیٰ شانہٗ چہ فرا گیرد، و حادث قدیم را جلت عظمتہٗ چہ طور احاطہ نماید۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۱۶۳)

ترجمہ:- اے برادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر بلندیٔ شان کے بشر تھے اور حدوث و امکان کے داغ سے نشاندار تھے۔ بشر خالق بشر کی حقیقت کیا دریافت کر سکتا ہے اور ممکن واجب کو کیا معلوم کر سکتا ہے اور حادث قدیم کا کیسے احاطہ کر سکتا ہے۔

جمیع انبیاء کا اقرار بشریت

کلمۂ دیگر کہ مخصوص بایں بزرگواران (انبیاء علیہم السلام) است آنست کہ خود را بشر میدانند مثل سائر مردم، و الٰہ و معبود حق را اے دانند سبحانہٗ، و مردم را دعوت باو میکنند و او را سبحانہٗ از حلول و اتحاد منزّہ میگویند (مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۳)

ترجمہ:- دوسرا دعویٰ کلمہ جو ان بزرگواروں یعنی انبیاء علیہم السلام کا مخصوص کلمہ ہے، یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی طرح بشر جانتے ہیں اور بندگی و پوجا کے لئے لائق صرف اللہ تبارک تعالیٰ کو گردانتے ہیں۔ بنی نوع انسان کو اس کی خدائی اور عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو حلول و اتحاد سے پاک کہتے ہیں۔

نفس انسانیت میں انبیاء اور غیر انبیاء سب برابر ہیں

نمے بینی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات با عامہ در نفس انسانیت برابر آمدند، و در حقیقت و ذات ہمہ متحد، تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است و آنکہ صفاتِ کاملہ ندارد گویا از اں خارج است و از خاص و فضائل آں نوع محروم، باوجود ایں تفاوت

در نفسِ انسانیت زیادتی و نقصانِ راہ نمے یابد۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسِ انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد، ایک دوسرے پر افضل ہونا صفاتِ کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفاتِ کاملہ نہیں ہیں وہ گویا اس نوع سے خارج اور اس نوع کے فضائل و خصائص سے محروم ہے۔ اس تفاوت کے باوجود نفسِ انسانیت میں زیادتی و کمی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مخلوق، مخلوق کو رب نہ بنائے

از جملہ کلمات متفقہ ایں بزرگواران نفی عبادت غیر حق سبحانہٗ و منع اشراک است باو تعالیٰ و تقدس و ناگرفتن بعضے مخلوقات مر بعض را ارباب غیر از سبحانہٗ۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۴۳)

ترجمہ:۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا متفقہ دعوتی کلمہ یہ ہے کہ سوائے ذاتِ حق تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کی جائے اور اللہ بلند و پاک کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ بعض مخلوقات بعض کو ارباب من دونِ اللہ نہ بنائے۔

مخلوق کے لئے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے

ممکن را وجود ثابت کردن وخیر و کمال راجع باو داشتن فی الحقیقت شریک کردن است او را در ملک و ملکِ حق جل سلطانہٗ و ہمچنیں ممکن را عین واجب گفتن تعالیٰ شانہٗ، وصفات و افعال او را عین صفات و افعال او تعالیٰ ساختن سوء ادب است و الحاد است در اسماء و صفات او تعالیٰ۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب اوّل)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ممکن کو واجب الوجود ثابت کرنا اور واجب کے خیر و کمال کو ممکن کی طرف لوٹانا سو رحقیقت ممکن کو حق جل سلطانہٗ کی بادشاہی اور اس کے اختیارات میں شریک کرنا ہے اور اسی طرح ممکن کو واجب تعالیٰ شانہٗ کا عین کہنا اور ممکن کی صفات و افعال کو واجب تعالیٰ کے افعال و صفات کا عین جاننا واجب تعالیٰ کی جناب میں سوء ادبی ہے اور اس کے اسماء و صفات میں الحاد ہے۔

آنحضرتؐ دائرۂ امکان میں ہیں نہ کہ دائرۂ وجوب میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با علو شان و با آں جاہ و جلال ہمیشہ ممکن است و ہرگز از امکان نخواہد برآمد و بوجوب نخواہد پیوست و مستلزم تحقیق است، باُلوہیت تعالی اللہ ان یکون لہٗ نِدٌّ وشریکٌ، دَعْ ما اَدَّعَتْہُ النَّصاریٰ فی نَبِیِّھِمْ۔

(مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۲)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر بلند شان اور جاہ و جلال کے ہمیشہ ممکن ہی ہیں۔ اور ہرگز ہرگز امکان سے نکل کر وجوب کے ساتھ نہیں مل سکتے کیونکہ یہ امر وجوب کے ساتھ متحقق ہونے کا موجب ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمسرو شریک سے برتر و اعلیٰ ہے جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں دعوےٰ کیا ہے وہ اہلِ اسلام کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

کیا مخلوق کو ظلِ الٰہی کہہ سکتے ہیں

واجب را تعالیٰ چہ ظِل بود کہ ظِل موہم تولید مثل است و منبئی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل است، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظِل نہ بود

Marfat.com

خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔ موجود در خارج بالذات بالاستقلال حضرت ذات است تعالیٰ و صفات ثمانیہ حقیقیہ او تعالیٰ و تقدس، و ما سوائے آں ہر چہ باشد بایجاد او تعالیٰ موجود گشتہ است و ممکن و مخلوق و حادث است، و ہیچ مخلوقے ظل خالق خود نیست و غیر از مخلوقیت ہیچ انتسابے بہ خالق تعالےٰ ماورائے آں نسبت کہ شرع باں وارد است ندارد۔

(مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۲)

ترجمہ:۔ اور واجب تعالیٰ کا کیوں ظل ہو کیونکہ ظل سے مثل کے پیدا ہونے کا وہم گزرتا ہے اور اصل میں کمال لطافت نہ ہونے کا شک پیدا ہوتا ہے۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال لطافت کے باعث سایہ نہ تھا، خدائے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیوں ظل ہو۔ خارج میں بالذات و بالاستقلال حضرت ذات تعالیٰ اور اس کی صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ ہی موجود ہیں۔ باقی سب کچھ حق تعالےٰ کی ایجاد ہی سے موجود ہوا ہے اور ممکن و مخلوق و حادث ہے۔ کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں ہے اور اس نسبت کے سوا جس کی نسبت شرع میں وارد ہے یعنی مخلوقیت اور کوئی نسبت اپنے خالق کے ساتھ نہیں رکھتی۔

بزرگوں کے نام پر جانوروں کی نذر داخل شرک ہے

حیوانات را کہ نذر مشائخ مے کنند و سر قبر ہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات را ذبح مے کنند در روایات فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند دریں باب مبالغہ نمودہ، و ایں ذبح را از جنس ذباح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعیست و داخل دائرہ شرک۔ ازیں عمل نیز اجتناب باید نمود کہ شائبہ شرک دارد و وجوہ نذر بسیار است۔ چہ درکار است کہ نذر ذبح حیوانے کنند و از ذکاب ذبح آں حیوان در ذبائح جن ملحق سازند

وتشبیہ لعبدۂ جن پیدا کنند (مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۱)

ترجمہ:۔ حیوانات کو کہ پیروں اور بزرگوں کے لئے نذر مانتے ہیں اور ان کی قبروں پر لے جا کر ان جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ فقہی روایات میں اس عمل کو بھی شرک میں شمار کیا ہے اور اس بارہ میں بڑی سختی سے کام لیا ہے۔ ایسے جانوروں کے ذبح کرنے کو بھی انہی ذبیحوں کی ذیل میں شمار کیا ہے جو جنات کے نام پر اور ان کے طمع و خوف کی بنا پر مشرکین ذبح کیا کرتے تھے جو شرعاً ممنوع ہے اور شرک میں داخل ہے۔ اس عمل سے بھی اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس میں شرک کی بُو پائی جاتی ہے۔ نذر کی جائز صورتیں اور مشروع طریقے بہت ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ جانور کے ذبح ہی کی نذر مانی جائے اور اس عمل کے ارتکاب سے جنات کے ذبیحوں میں شمول حاصل کر کے جنّات کے پجاریوں سے مشابہت پیدا کی جائے۔

نوٹ:۔ مسئلہ نذر کی تفصیل بحر الرائق جلد ثانی، کتاب الصوم صفحہ ۲۹۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

غیر اللہ سے استمداد و طلبِ حوائج

استمداد از اصنام و طاغوت در دفع امراض و اسقام کہ در جہلۂ اہل اسلام شائع گشتہ است، عین شرک و ضلال است و طلبِ حوائج از سنگہائے تراشیدہ و ناتراشیدہ نفس کفر و انکار از واجب الوجود تعالیٰ و تقدس قال اللہ تبارک و تعالیٰ شکایتاً عن حال بعض اہل الکتٰب یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا۔ اکثر زنان بواسطہ کمال جہل کہ دارند بایں استمداد ممنوع مبتلا اند و طلب دفع بلیہ ازیں اسماء بے مسمیٰ مے نمایند و بادائے مراسم شرک و اہلِ شرک گرفتار اند (مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۱)

ترجمہ:- امراض اور بیماریوں کے دور کرنے میں بتوں سے اور طاغوت سے مدد طلب کرنا جس کا جاہل مسلمانوں میں عام رواج ہو گیا ہے عین شرک اور گمراہی ہے۔ تراشے ہوئے اور نا تراشے ہوئے پتھروں سے اپنی حاجتیں مانگنا حق تعالیٰ کا صاف صاف انکار اور عین کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سے انکار کر دیں اور شیطان ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔

حاجات برآری کے لئے پیروں کی نیت سے روزے رکھنے

و از یں عالم است صیام نساء کہ بہ نیت پیران و بیبیاں نگاہ دارند، اکثر نامہائے ایشاں را از نزد خود تراشیدہ روزہ ہائے خود را بنام آنہا نیت کنند و در وقت افطار از برائے ہر روزہ خاص بوضع مخصوص تعین مے نمایند و تعین ایام نیز مے کنند از برائے مطالب و مقاصد خود را بایں روزہ ہا مربوط مے سازند و بتوسل ایں روزہ ہا از ینہا حوائج مے خواہند و روائے حاجات خود از انہا مے دانند ایں شرک است در عبادت و بتوسل عبادتِ غیر حاجاتِ خود را از اناں غیر خواستن است، شناعت ایں فعل را نیک باید دریافت۔ (مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۱)

ترجمہ:- اسی قبیل سے عورتوں کا روزہ بھی ہے جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں۔ اکثر ان کے نام اپنی طرف سے تراش کر ان کے ناموں پر اس کی نیت کرتی ہیں۔ اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لئے خاص طریقہ اختیار کرتی ہیں اور روزہ کے لئے دنوں کا تعین بھی کرتی ہیں۔ وہ اپنے مطالب و مقاصد کو ان روزوں کے ساتھ وابستہ کرتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ انہی کی طرف

Marfat.com

سے ان کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

یہ عبادت میں شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت کے وسیلہ سے غیر اللہ سے اپنی مرادوں کا طلب کرنا ہے۔ اس فعل کی بدی کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے۔

سجدۂ تعظیمی کی ممانعت اور شناعت

بعضے از خلفاء را مریدان ایشاں سجدہ میکنند، بزمین بوس ہم کفایت نمے کنند شناعتِ ایں فعل اظہر من الشمس است، منع شان بکنید وتاکید در منع نماید۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۹)

ترجمہ:۔ بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں زمیں بوسی پر بھی اکتفا نہیں کرتے اس فعل کی برائی سورج سے زیادہ روشن ہے اسے روکنا چاہیئے اور پوری سختی اور تاکید سے کام لینا چاہیئے۔

اے برادر سجدہ کہ عبارت از جبین برزمین نہادن است، متضمن نہایت تذلل وانکسار است ومشتمل برکمال تواضع وفروتنی است لہذا ایں قسم تواضع مخصوص لعبادت واجب الوجود جل سلطانہ داشتہ اند وغیر او سبحانہ تجویز نہ نمودہ مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۹۲

ترجمہ:۔ میرے بھائی سجدہ جو نام ہے زمین پر پیشانی رکھنے کا۔ یہ فعل انتہائی پستی، انکساری، عاجزی اور فروتنی پر شامل ہے۔ تواضع کی یہ قسم صرف اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے۔ شریعت نے غیر اللہ کے لئے اسے جائز نہیں رکھا۔

ایک شرکیہ کلمہ پر تنبیہہ

کسی نے اپنے مکتوب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک فقرہ میں "خدیو نشائتین" سے خطاب کیا۔ خدیو نشائتیں کے معنی "مالک دوجہان" ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

یہ شرکیہ کلمہ برداشت نہیں کرسکے اور فوراً لکھنے والے کو اپنے مکتوب میں تنبیہہ فرمائی۔

"سعادت آثارا! فقرہ در صحیفۂ گرامی اندراج یافتہ بود کہ "خدیو نشاتین" ایں نعتیست کہ مخصوص بحضرت واجب الوجود است جل سلطانہ عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ راچہ رسد کہ بوجہ از وجوہ بخداوند خود جل سلطانہ مشارکت جوید و در راہ خداوندی پوئید علی الخصوص در نشاء اخروی کہ مالکیت و ملکیت چہ بطریق حقیقت و چہ بطریق مجاز مخصوص بحضرت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ است۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ در روز قیامت ندا دہد کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ وخود را در جواب آں فرماید لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ عباد را دراں روز غیر از ہول و دہشت متحقق نیست و جز حسرت و ندامت متصور نہ۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۴)

ترجمہ: اے میرے سعادتمند عزیز! آپ کے مکتوب کے کسی فقرہ میں لکھا ہوا تھا۔ خدیو نشاتین یعنی دونوں جہانوں کا بادشاہ۔ یہ ایسی نعت اور تعریف ہے جو حضرت واجب الوجود جل شانہٗ کے لئے مخصوص ہے۔ بندہ مملوک کو جو کسی شے پہ قادر نہیں ہے کیا لائق ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ شرک کرے۔ اور یہ خداوندی اختیارات میں دخل دے۔ بالخصوص عالمِ آخرت میں کہ مالکیت اور ملکیت کیا حقیقی اور کیا مجازی حضرت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے لئے مخصوص ہے حضرت حق تعالےٰ قیامت کے دن پکارے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کا ملک ہے؟ اللہ تعالےٰ خود ہی اس کے جواب میں ارشاد فرمائیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی آج صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہی بادشاہی ہے۔ اس روز بندوں پر خوف اور ڈر چھایا ہوگا اور حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

Marfat.com

من دُون اللہ کی فیصلہ کن بحث

آج دنیا پرست علماء کا ایک گروہ بزرگانِ دین کی محبت کی آڑ لے کر علی الاعلان شرک کی دعوت دے رہا ہے۔ قرآنی مصطلحات لغت، ترکیب، مشہور و متداول اور مستند تفاسیر سے منہ موڑ کر جاہلانہ اور پیر پرستانہ ذہن پیدا کرنے کے لئے قرآنی آیات کے ایسے معنی بیان کرتا ہے جنہیں نہ معقولیت سے کچھ واسطہ ہے اور نہ لغت و زباندانی سے کچھ تعلق۔ اور یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ پیر پرستی کا دبیز پردہ مخلوق کی آنکھوں پر پڑا رہے اور مریدین اپنے پیر نواز مولوی کی ہر لایعنی بات پر اَحْسَنْتَ اور مرحبا کے ڈونگرے برساتے رہیں۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں "من دون اللہ" سے مراد تمام وہ ہستیاں ہیں جنہیں خدائی اختیارات و صفات کا مالک سمجھا جائے اور عبادت و نیازمندی کا وہ معاملہ جو صرف اللہ وحدہٗ کا حق ہے ان ہستیوں کے ساتھ روا رکھا جائے۔ اب ایسی ہستیاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہوں یا ملائکہ کی، جنات کی ہوں یا اہلِ قبور کی، اصنام کی ہوں یا اوثان کی۔ شرک بہر حال شرک ہی رہے گا۔

علماء کا یہ گروہ نہایت شد و مد سے اس امر کا داعی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں غیر اللہ کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارنے سے روکا گیا ہے اس سے مراد صرف اصنام و اوثان ہیں نہ کہ اہلِ قبور و صالحین، کیونکہ وہ غیر اللہ نہیں ہیں اور نہ ہی قرآن نے ان کو پکارنے سے روکا ہے بلکہ اہلِ قبور اور صالحین کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارنا عین ایمان ہے۔

Marfat.com

یہ شرک پسند طبقہ لوگوں میں یہ مغالطہ پھیلاتا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ خدا تعالیٰ کا انکار کرتے تھے اور اصنام و اوثان کو اپنا معبود مانتے تھے اور انہیں اصنام و اوثان سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔ ہم لوگ تو خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں۔ اور اسے واحد جانتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی روحوں کو صرف اس لئے پکارتے ہیں اور صرف اس لئے ان کے نام کی نذر نیاز دیتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے ہاں ہمیں قریب کر دیں یا ان اختیارات کی وجہ سے جو خدا تعالےٰ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ ہماری اعانت کریں اور ایسا کرنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ بعض مفسرین نے دُون اللہ اور غیر اللہ کی توجیہ میں صرف اصنام و اوثان کا ذکر کر دیا ہے اس سے شرک پسندوں نے یہ سمجھ لیا کہ شرک اس وقت ہی ہوگا جب بتوں سے دعا کی جائے گی۔ انبیاء و اولیا سے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک نہیں ہے۔

یہ صریحًا ایک زبردست مغالطہ ہے۔ غیر اللہ اور دُون اللہ الفاظ عام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے سوا ساری مخلوقات و کائنات اس میں داخل ہے علم اصول کا یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ "اَلْعِبْرَۃُ لعموم الالفاظ لالخصوص الموارد یعنی اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص موارد کا۔

جو چیز مشرکین کے اندر شرک ہے۔ اہل کتاب کے اندر شرک ہے کیا اگر مسلمان کریں گے تو شرک نہ رہے گی اور توحید بن جائے گی۔ مشرکین مکہ نے اپنے بت اپنے اکابر (انبیاء و اولیا) ہی کے نام پر تراشے ہوئے تھے اور ان کی بت پرستی کا منشا انہیں اکابر کی تعظیم تھی۔ وہ درحقیقت پتھروں اور درختوں کی عبادت نہیں کر رہے تھے بلکہ بزعمِ خویش انبیاء و اولیا کی ہی پوجا کرتے اور انہی کو پکارتے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۷: ۱۹۴)

Marfat.com

ترجمہ: سوا قعی خدا کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو وہ بھی تم جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو۔ پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو۔

قرآن پاک میں اس مقام پر اس امر کی صاف تصریح ہے کہ مشرکین اللہ کے سوا انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کو دفع مضرت اور جلب منفعت کے لئے پکارا کرتے تھے اسی لئے ان کو کہا گیا کہ جن کو تم امداد کے لئے پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مانند بندے ہیں، محض اصنام و اوثان پر عباد کا اطلاق نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اور ہم امثالکم کا لفظ اس سے ابا کرتا ہے اسی لئے مقاتل نے اس کی تفسیر میں کہا ہے۔

عبادٌ امثالکم انہا الملائکۃ والخطاب مع قومٍ یعبدون الملائکۃ

(تفسیر خازن جلد ۲۔ ص ۲۸۸)

ترجمہ: عباد سے مراد فرشتے ہیں اور ایسی قوم کو خطاب ہو رہا ہے جو فرشتوں کو پوجتی تھی۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت کا جائزہ لیا جائے تو نہایت غم کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عرب جاہلیت اور اہل کتاب کے جملہ انواع کا شرک آج اہل اسلام میں موجود ہے، یہ مسلمان جو دنیا میں صرف اس لئے آیا تھا کہ شرک کو مٹا کر توحید قائم کرے آج خود شرک کو دعوت دے رہا ہے۔ ان کے علماء نصوص قرآن و سنت کو قطع و برید کر کے پوری تحریف سے کام لے رہے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی خیر خواہی ہرگز مطلوب نہیں، خدا تعالیٰ کی بات بگڑ جائے کچھ فکر نہیں۔ دین کا جھنڈا سرنگوں ہو جائے کچھ غم نہیں۔ انہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کے وہ طاغوت بنے رہیں۔ اگرچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے انہیں اسلام کی جڑ پہ کلہاڑا چلانا پڑے ؎

اللہ کے کچھ بندے طاغوت ہی بن بیٹھے   لوگوں میں نظر آئی جب غوئے جبیں سائی

Marfat.com

جس طرح نجاست اور طہارت کے درمیان اعتدال کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی اسی طرح توحید اور شرک کے درمیان کوئی درمیانی راہ نہیں نکالی جا سکتی۔ توحید پر ہی ایمان کا دارومدار ہے۔ یہی اسلام کی اولین اساس ہے۔ شرک کو قرآن نے ظلم عظیم کہا ہے اور اس گناہ کی خوفناکی کا یہ عالم ہے کہ اس کو اللہ کی شانِ غفاری نے معاف نہ کرنے کا قطعی اعلان فرما دیا ہے۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی ہے اور شرک کے تمام چور دروازے بند کر دیئے ہیں۔ شرک پسند طبقہ کے دلائل و مزعومات کو تارِ عنکبوت کی طرح ہوا میں اڑا دیا ہے۔ یہ شرک فلسفہ وحدت الوجودیت کے غلط اور رچھے داعیان نے پیدا کیا۔ اس لئے فلسفۂ وحدت الوجود کے غلط پہلوؤں پر بھی نہایت تفصیل سے بحث کی ہے۔ قارئین کرام اس موضوع کو نہایت غور سے مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ شرح صدر کا باعث ہوگا۔ مکتوبات علم و حقائق کا ایک سمندر ہیں۔ میری مثال ایک غواص کی سی ہے جو اس سمندر میں غوطہ لگا کر صرف چند آبدار موتی نکال کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایک شخص مکتوبات کا مطالعہ کرے اور پھر شرک و بدعت کا شائبہ تک بھی اس میں باقی رہے۔

کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ماسوی اللہ کا مفہوم

مولانا عارف خشتی نخست نفیٔ آلہۂ باطلہ نمودہ اثبات معبود بحق جل سلطانہٗ نماید، و ہر چہ بداغ چونی و چندی متسم است۔ آں را نخست لا داخل ساختہ ایمان بخدائے بیچون جل شانہٗ حاصل کند۔ تمام ترین عبارات در نفی و اثبات کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ است۔ قال علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وقال

Marfat.com

علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ حاکیًا عن اللہ سبحانہ" لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعَ وَعَامِرَهُنَّ غَیْرِیْ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ کَفَّۃٍ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ فِیْ کَفَّۃٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ۔

چرا افضل نباشد و راجح نباید کہ یک کلمۂ آں (لا الٰہ) نفی جمیع ماسوای مے نماید چہ سمٰوات چہ ارضین وچہ عرش وچہ کرسی وچہ لوح وچہ قلم وچہ عالم وچہ آدم۔ وکلمۂ دیگر آں (الا اللہ) اثبات معبودِ حق مے فرماید جل برہانہٗ، کہ خالقِ سمٰوات وارضین است وماسوائے حق جل وعلی ہرچہ ہست از آفاق وانفس ہمہ بداغ چونی وچندی متسّم است۔ پس ناچار ہرچہ در مرایائے آفاق وانفس متجلی شود بطریق اولیٰ چند وچوں خواہد بود کہ شایان نفی است۔ پس معلوم وموہوم ومشہود ومحسوسِ ما ہمہ بچونی وچگونگی متصف است وبعیبِ حدوث وامکان معیوب۔ زیرا کہ معلوم ومحسوس ما منحوت ما است ومجعول ما تنزیہے کہ علم ما بآں متعلق شود عین تشبیہ است وکمالیکہ باندازۂ فہم ما بود عین نقص۔ پس ہرچہ برما تجلی ومکشوف ومشہود گردد ہمہ غیر حق است، سبحانہٗ واو تعالیٰ وراء الوراء است۔ حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مے فرماید اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ، منحوت ما خواہ بدست تراشیدہ باشیم وخواہ بہ عقل ووہم ہمہ مخلوق حق است سبحانہٗ، وشایانِ عبادت نہ، شایان عبادت آن خدائے بیچون وبیچگون است کہ دست عقل ووہم ما از دامن ادراک او تعالیٰ کوتاہ است، ودیدہ کشف وشہود ما از شہودِ عظمت وجلال او سبحانہ خیرہ وتباہ۔ پس ایمان باین چنیں خدائے بے چون بیچگون میسر نشود مگر بطریقِ غیب، چہ ایمان شہودی ایمان باو نیست تعالیٰ بلکہ ایمان است بمنحوت خود کہ از مخلوقات اوست تعالیٰ وتشریک است ایمان غیر را با یمان او تعالیٰ بلکہ ایمان بغیر است ولیس اَعَاذَنَا اللہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ ذٰلِکَ ایمان بغیب وقتے میسر شود کہ وہم سریع السیر را آنجا جولانگاہ نماند وہیچ چیز از آنجا در متخیلہ

Marfat.com

منتقش نہ گردد۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۹)

ترجمہ: محمد عارف ختنی کو چاہیئے کہ باطل خداؤں کی نفی سے معبود برحق جل شانہٗ کا اثبات کرے اور جو کچھ چونی و چندیں کے داغوں سے نشاندار ہو اس کو لا کے نیچے داخل کر کے خدائے بے چون و بیچگون پر ایمان لائے۔ سب سے اکمل عبادت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی و اثبات پر ایمان لانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

افضل الذکر لا الہ الا اللہ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا کہ اگر سات آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان بس رہا ہے اور سات زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو کلمہ والا پلڑا بھاری ہوگا اور یہ کلمہ افضل و راجح کیوں نہ ہو جب کہ یہ کلمہ ماسوائے حق تعالےٰ کے ہر چیز کی یعنی زمینوں، آسمانوں، عرش کرسی، لوح، قلم، عالم، آدم ہر ایک کی نفی کرتا ہے اور اس کلمہ کا دوسرا حصہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ حق تعالےٰ کے سوا جو کچھ عالم انفس اور عالم آفاق میں ہے سب چونی و چندیں کے داغ سے داغدار ہے۔ پس جو کچھ انفس و آفاق کے آئینوں میں جلوہ گر ہے بطریق اولیٰ چند و چون ہے اور یہ سب کچھ نفی کے تحت لانا چاہیئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہمارے علم و وہم میں آسکے اور جو کچھ ہمارا مشہود و محسوس ہو سب چونی و چگونی سے متصف اور حدوث و امکان کے عیب سے عیب ناک ہے کیونکہ ہمارا محسوس و معلوم ہمارا اپنا ساختہ اور تراشیدہ ہے۔ وہ تنزیہ جس سے ہمارا علم تعلق رکھے عین تشبیہ ہے اور وہ کمال جو ہمارے فہم میں آسکے عین نقص ہے۔ پس جو کچھ ہم پر متجلی و منکشف اور مشہود ہوتا ہے وہ سب حق تعالیٰ

Marfat.com

کا غیر ہے اور حق تعالیٰ ان باتوں سے وراء الوریٰ ہے ۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم خود گھڑتے ہو ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہاری ساختہ چیزوں کو پیدا کیا ہے ۔ ہماری تراشی ہوئی اور ساختہ چیز خواہ مادی یعنی ہاتھ کے ذریعہ ہو یا عقلی و وہمی ہو ۔ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ عبادت کے لائق وہ خدائے بیچون و بیچگون ہے جس کے دامن ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے ۔ ایسے خدائے بیچون و بیچگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا ۔ کیونکہ ایمان شہودی حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی چیز کے ساتھ ایمان ہے اور یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور ایسا ایمان لانا غیر کے ایمان کو اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ شریک گردانتا ہے بلکہ صرف ایمان غیر ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے اور اس سے بچائے ۔ ایمان بالغیب اس وقت میسر ہوتا ہے کہ زود رفتار وہم کو اس مقام پر کچھ دسترس نہ ہو اور قوت متخیلہ میں اس موقعہ پر کوئی چیز نقش پذیر نہ ہو۔

مخلوق خالق کا ظہور نہیں ہے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفی آلہہ باطلہ آفاقی و انفسی مے نمایند و بابطال ایں ہا دعوت مے فرمایند و بوحدت واجب الوجود کہ بیچون و بیچگونہ است دلالت مے کنند ۔ ہیچ شنیدہ کہ پیغمبرے دعوت بایمان تشبیہ نمودہ است و خلق را ظہور خالق گفتہ ۔ جمیع پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات در کلمہ توحید واجب الوجود تعالیٰ و تقدس متفقند و نفی ارباب ما دون او سبحانہ و تعالیٰ مے نمایند ۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ ۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

Marfat.com

إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

ایں جماعہ ارباب بے نہایت اثبات مے نمایند وہمہ را ظہورات رب الارباب تخیل مے کنند وکتاب وسنت را در مطلب خود مستشہد مے آرند۔

(الکتاب) هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(الکتاب) وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

(الکتاب) إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ۔

(السنن) اللهم انت الاول فلیس قبلک شئ وانت الاخر فلیس بعدک شئ وانت الظاهر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک شئ۔

ہیچ استشہاد نیست زیرا کہ ایں عبارت حصر از برائے نفی کمال وجود از ماسوا است بہ ابلغ وجہ نہ نفی اصل وجود چنانکہ فرمودہ اند لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وفرمودہ الایمان لمن لا امانۃ لہ۔ وامثال آں در کتاب وسنت بسیار است۔ ایں توجیہ نہ تاویل نصوص است چنانکہ گمان بردہ اند، بلکہ حمل نصوص است بر کمال بلاغت ودر عرف چوں اہتمام بامر رسالت شخصے مے نمایند میفرمایند کہ دست او دست من است مقصود ایں جا حقیقت نیست مجاز است کہ ابلغ از حقیقت است، وچوں فعل از اندازۂ قدرت فاعل کہ عبد ومملوک صاحب قدرت کاملہ است زیادہ بوقوع آید والتفات وتوجہ آں مالک قادر در آں فعل مرعی باشد مالک را میرسد کہ بگوید۔ ایں فعل را من کردہ ام نہ کہ تو، ایں سخن را ہیچ دلالت نیست بر اتحاد فعل ونہ بر اتحاد ذات، حاشا وکلا کہ فعل عبد مملوک عین فعل مالک مقتدر بود، یا ذات او عین ذات او۔ ایں جماعہ مذاق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مگر نہ فہمیدہ اند کہ مدار دعوت ایشاں بر اثنینیت است و

وجود غیر و غیریت، عبارات ایشاں را بہ توحید و اتحاد فرود آوردن از تکلفات باردہ است اگر فی الحقیقت موجود یکے بود و ماسوائے او ظہورات او بودند و عبادت ماسوائے او عبادت او بود چنانچہ ایں جماعہ گمان کردہ اند چرا انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات بمبالغہ و تاکید منع آں نمایند و عقوبتہائے ابدی بر عبادت ماسوا مترتب سازند و عابداں آنہا را دشمناں خدا گویند۔ چوں بر منشا غلط ایشاں را اطلاع نہ بخشند و دید غیریت را کہ از جہل در ایشاں ناشی شدہ است زائل نگردانند و عبادت ایشاں را عین عبادت حق جل و علا نہ دانند۔ بعضے ازیں جماعہ گویند کہ پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والسلام بواسطہ قصور فہم عوام توحید وجود را پوشیدہ بنائے دعوت را بر غیر و غیریت کردہ اند، وحدت را پوشیدہ بکثرت دلالت نمودہ اند۔ ایں سخن در رنگ تقیہ شیعہ نامسموع است۔ پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والسلام احق اند بہ تبلیغ آنچہ نفس الامر است ہرگاہ نفس الامر موجود یکے بود و غیر او را وجود نباشد، چرا پوشیدہ داشتہ اظہار خلاف نفس الامر نمایند، علی الخصوص احکامے کہ بذات و صفات و افعال واجب الوجود تعالیٰ و تقدس تعلق داشتہ باشند باظہار و اعلان احق اند کوتہ نظراں اگرچہ در فہم آں قاصر اند۔

(مکتوبات امام ربانی - دفتر اول مکتوب ۲۷۲)

ترجمہ :- انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام آفاقی اور انفسی خداؤں کی نفی کرتے ہیں اور ان کے باطل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اس واجب الوجود کی وحدت کی طرف جو بیچون و بیچگون ہے راہنمائی کرتے ہیں۔ کبھی یہ سننے میں آیا ہے کہ کسی نبی نے ایمان تشبیہی کی طرف دعوت کی ہو اور مخلوق کو خالق کا ظہور کہا ہو۔ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واجب الوجود کی توحید کے کلمہ میں متفق ہیں اور حق تعالیٰ کے سوا جملہ ارباب کی نفی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلعم آپ اہل کتاب کو کہہ دیں کہ آؤ ایک کلمہ کی طرف جو ہمارے

اور تمہارے درمیان برابر کا ہے۔ یعنی ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کے ساتھ شریک بنائیں اور اللہ تعالے کے ورے ورے ہم سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ پس اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں تم گواہ رہو۔

یہ لوگ بے نہایت ارباب ثابت کرتے ہیں اور سب کو رب الارباب کے ظہورات خیال کرتے ہیں اور کتاب و سنت سے شہادت لاتے ہیں۔ مثلاً

اول و آخر، ظاہر و باطن وہی ہے۔

نہیں مارا تو نے جب کہ مارا بلکہ اللہ تعالے نے مارا۔

جو آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ یا اللہ تو ہی اوّل ہے تجھ سے اوّل کوئی چیز نہیں ہے تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں ہے تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں ہے اور تو ہی باطن ہے تیرے سوا کوئی شے نہیں ہے۔

ان عبارتوں میں ان کے لئے کوئی شہادت نہیں ہے سان عبارتوں میں وجود ماسوا کے کمال کی نفی کا حصہ ہے نہ کہ اصل وجود کی نفی کا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی نماز نہیں ہوتی مگر فاتحہ کتاب کے ساتھ اور جیسا کہ فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ وامثالہا یعنی جس کو امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

کتاب و سنت میں اس قسم کی بہت مثالیں ہیں جو توجیہہ نصوص کی تاویل نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں نے گمان کیا ہے بلکہ کمال بلاغت پر نصوص کو حمل کیا ہے۔ عرف میں جب کسی شخص کے امور سالت کو نہایت ضروری اور مہتم بالشان ظاہر

Marfat.com

کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اس سے مقصود حقیقت نہیں ہوتی بلکہ مجاز ہوتا ہے جو حقیقت سے ابلغ ہوتا ہے اور جب کسی فاعل سے جو کسی کامل قدرت والے مالک کا غلام و بندہ ہو اس کے قدر و اندازہ سے بڑھ کر کوئی فعل صادر ہو اور اس فعل میں اس مالک قادر کی التفات و توجہ مد نظر ہو تو اس وقت مالک کو سزاوار ہے کہ کہہ دے کہ اس فعل کو میں نے ہی کیا ہے یہ بات نہ تو اتحادِ فعل پر اور نہ ہی اتحادِ ذات پر دلالت کرتی ہے حاشا وکلا کہ بندہ غلام کا فعل عین مالک مقتدر کا فعل ہو جائے یا اس کی ذات کا عین بن جائے۔

ان لوگوں نے شاید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انداز تبلیغ کو نہیں سمجھا ہے کیونکہ ان کی دعوت کا دارومدار اثنینیت یعنی دوئی اور غیریت پر ہے۔ ان کی عبارتوں کو توحید و اتحاد پر حمل کرنا بیہودہ تکلفات سے ہے۔ اگر حقیقت میں ایک ہی موجود ہوتا اور اس کے سوا اس کے ظہورات ہی ہوتے اور اس کے ماسوا کی عبادت اسکی عبادت قرار پاتی جیسا کہ ان لوگوں نے گمان کیا ہوا ہے تو پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس قدر شدت و تاکید سے ماسوی اللہ کی پرستش سے کیوں روکتے اور ماسوی اللہ کی پرستش پر دائمی عذاب کیوں مترتب کرتے اور ان کے پجاریوں کو حقا کا دشمن کیوں گردانتے۔ جب تک ان لوگوں کو ان کی غلطی پر اطلاع نہ بخشیں۔ عینیت کی دید جو جہالت سے ان میں پیدا ہو گئی ہے دور نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ماسوی اللہ کی پرستش کو وہ ماسوی اللہ کی پرستش جان سکتے ہیں۔

ان لوگوں میں سے بعض یہ جواب دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام نے عوام کے قصور فہم کی وجہ سے توحید وجودی کے اسرار کو پوشیدہ رکھا ہے اور اپنی دعوت کا

Marfat.com

کی بنا غیر و غیریت رکھی ہے اور وحدت کو چھپا کر کثرت کی طرف دلالت کی ہے۔ یہ بات شیعہ حضرات کے تقیہ کی طرح سننے کے قابل نہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ واقعی ہے اور نفس الامر ہے اسی کی تبلیغ کے زیادہ مستحق اور اہل ہیں جب نفس الامر میں ایک ہی موجود ہو اور اس کا غیر کچھ موجود نہ ہو تو ایسا ہرگز مناسب نہیں کہ وہ نفس الامر اور حقیقت کو چھپا کر اس کے خلاف اظہار کریں۔ بالخصوص وہ احکام جو واجب الوجود کی ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ظہور و اعلان کے وہ زیادہ حق دار ہیں۔ کوتاہ نظر خواہ اس نکتہ کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔

بندہ کو عین مولیٰ جاننا الحاد ہے

لہذا تا بندہ ایں قسم خود را بر زمین نزند و کارش تا بہ ایں انجام نرسد از کمال مولائے خود جلشانہ بے نصیب است کہ خود را عین مولے داند، و صفاتِ خود را صفات او انگارد، تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔

وایں الحاد در اسماء و صفات است، ارباب ایں زمرہ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ داخل اند۔ (مکتوبات۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۹)

ترجمہ:۔ پس بندہ جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ ڈالے اور کام یہاں تک نہ پہنچائے اپنے مولائے جلشانہ کے کمال سے بے نصیب ہے پس اس کا کیا حال ہوگا جو اپنے آپ کو عین مولیٰ جانے اور اپنی صفات کو اس ذاتِ پاک کی صفات خیال کرے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرًا۔

ایسا کرنا اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات میں الحاد ہے۔ اس عقیدہ والے اس زمرہ میں داخل ہیں جن کے متعلق قرآن پاک میں ہدایت وارد ہوئی ہے:

Marfat.com

"ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ تعالےٰ اسماء میں الحاد کرتے ہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و بشریت

"چوں نظر بعبدیت و عجز و بشریت او صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ آید و ملاحظۂ عزت و جلال و عظمت و کبریائی و استغنائے ذاتی او تعالیٰ کردہ شود حصول حزن و فقدان کمالے از کمالات بے نہایت او تعالیٰ در حق آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہیچ مستبعد نبود بلکہ شایان حال بندگی بود، آیۂ کریمہ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا و آیۂ کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ہر دو بریں معنی گواہ عدل آمد و اثبات فقدان در حق کل مینماید، بلے ممکن ہر چند بدرجات علیا رسد از حقیقت واجب چہ دریابد و حادث از قدیم چہ فرا گیرد و متناہی چگونہ احاطہ غیر متناہی نماید۔ (مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۲)

ترجمہ:۔ جب آنحضرت صلعم کی عبدیت اور عجز اور بشریت پر نظر کی جائے اور حق تعالیٰ کی عزت و جلالت اور کبریائی اور ذاتی استغناء کا ملاحظہ کیا جائے تو آنحضرت صلعم کے حق میں بھی اللہ تعالےٰ کے لئے بے نہایت کمالات میں سے کسی کمال کا گم ہو جانا اور حزن کا حاصل ہونا کچھ بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ بندگی کے حال کے عین لائق ہے۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ:۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (مخلوق از روئے علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتی) اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں) دونوں آیتیں اس بات پر گواہ عادل ہیں اور سب کے حق میں فقدان ثابت کرتی ہیں۔ ہاں سچ ہے ممکن خواہ کتنا ہی بلند درجوں تک پہنچ جائے پھر بھی واجب کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ اور حادث قدیم کو نہیں گھیر سکتا اور متناہی غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

عارف کا خدا کی ہستی میں تحلیل ہو جانے کا عقیدہ الحاد و زندقہ ہے

مگر کور اند نمے بینند کہ از ہیچ کاملے عجز و نقص و احتیاج زائل نشدہ است پس معنی رجوع وجودے بوحدت چہ باشد۔ و اگر رجوع بوحدت بعد از موت خیال کردہ اند کافر و زندیق اند کہ از عذاب اخروی انکار دارند و ابطال دعوت انبیاء مے نمایند علیہم الصلٰوۃ والتسلیمات۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۲۹۰)

ترجمہ:۔ یہ لوگ شاید اندھے ہیں کہ نہیں دیکھتے کہ کسی کامل ہستی سے بھی عجز و احتیاج زائل نہیں ہوتی تو پھر وحدت کی طرف کسی وجود کے لوٹ جانے کا کیا مطلب ہے؟ اگر وحدت کی طرف لوٹنا موت کے بعد خیال کرتے ہیں تو ایسا خیال کرنے والے کافر و زندیق ہیں کہ عذاب آخرت سے انکار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی دعوت کا ابطال کرتے ہیں۔

ارتفاعِ صفاتِ بشریت ناممکن ہے

ہر قدر کہ از وجودِ بشریت باقی است حجاب راہ ہماں قدر است و ارتفاع صفاتِ بشریت بالکل و بکل ممکن نیست، چہ در خواص چہ در اخص خواص، شیخ عطار فرماید:

نمے بینی کہ شاہے چوں پیمبر
نیابد فقرِ کل تو رنج کم بر!

از فقر کل زوال صفات بشریت و امکان بالکل خواستہ کہ حصول آں متصور نیست کہ مستلزم قلبِ حقائق است، چہ ممکن اگر ترقی نمودہ از امکان خود منخلع گردد، ہر آئینہ واجب شود۔ آں محال عقلی است و شرعی۔ (مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

ترجمہ:۔ جس قدر وجود بشریت باقی ہے اسی قدر راستہ کا حجاب ہے اور

صفاتِ بشریت کا دور ہو جانا بالکل کلی ہی ممکن نہیں ہے خواہ طبقہ خواص ہو یا اخص خواص۔ حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فقرِ کل جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان بادشاہ کو حاصل نہ ہوا تجھے اگر حاصل نہ ہو تو کچھ غم نہ کر۔"

فقرِ کل سے مراد ان کی اصطلاح میں صفاتِ بشریت و امکان کا کلی طور پر دور ہو جانا ہے جس کا حاصل ہونا وہم و خیال سے بعید ہے کیونکہ اس سے قلبِ حقائق لازم آتا ہے (حقیقت کا بدلنا) اس لئے کہ ممکن اگر ترقی کرے گا تو دائرۂ امکان سے نکل کر واجب ہو جائے گا اور ایسا ہونا محال عقلی و شرعی ہے۔

پروردگارِ عالم کی شانِ کبریائی

بداں و آگاہ باش کہ پروردگار ما و شما بلکہ پروردگار عالمیاں چہ سمٰوات و چہ ارضین و چہ علیین و چہ سفلین یکے است و بیچون و بیچگونہ، از شبہ و مانند منزہ است و از شکل و مثال مبرّہ، پدری و فرزندی در حق او تعالیٰ محال است، کفاءت و تماثل را در آں حضرت چہ مجال، شائبہ اتحاد و حلول در شانِ او سبحانہ مستہجن است و مظنہ تکون و تولد در آں جناب قدس مستقبح، او زمانی نیست کہ زمان مخلوقِ اوست۔ مکانی نیست کہ مکان مصنوع اوست، وجود او را بدائیت نیست و بقائے او را نہایت نہ، ہر چہ از خیر و کمال است، باو سبحانہٗ ثابت و ہر چہ از نقص و زوال است از و تعالیٰ مسلوب، پس مستحق عبادت او تعالیٰ باشد و سزاوار پرستش او سبحانہٗ (مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۱۶۷)

ترجمہ:۔ جان لے اور آگاہ رہے کہ ہمارا اور تمہارا بلکہ تمام جہان والوں کا یعنی آسمان و زمین اور اعلیٰ و اسفل کا پروردگار ایک ہی ہے اور وہ بیچون اور بیچگون ہے۔ شبہ و مانند سے منزہ اور شکل و مثال سے مبرّہ ہے۔ پدر و فرزند

ہونا اللہ تعالےٰ کے حق میں محال ہے۔ اس بارگاہ میں ہمسر اور ہم شکل ہونے کی کیا مجال ہے۔ اتحاد و حلول کی آمیزش اس کے حق میں قبیح ہے۔ وہ زمانی نہیں کیونکہ زمانہ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے نہ وہ مکانی ہے کیونکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں اور اس کے بقا کی کوئی انتہا نہیں۔ سب قسم کا خیر و کمال اس کی ذات میں ثابت ہے اور سب قسم کا نقص و زوال اس سے مسلوب ہے۔ پس عبادت کا مستحق اور پرستش کے لائق وہی حق سبحانہ ہے۔

علمِ انسان کو اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے نسبت

علمِ انسان در جنب علمِ واجب تعالیٰ و تقدس حکم مردہ دارد کہ لاشئ محض است نسبت بزندہ کہ بحیاتِ ابدی زندگی یافتہ است و ہمچنیں قدرتِ انسان در جنب قدرت واجب تعالیٰ و تقدس حکم عنکبوت دارد کہ نساجی بیت خود نماید نسبت بہ شخصے کہ بیک دمیدن او آسمانہا و زمینہا و جبال و بحار پارہ پارہ گردند ھَبَاۤءً مَّنْثُوْرًا شوند۔ کمالات دیگر را بریں قیاس باید کرد، ایں تفاوت از تنگی عبارت مے شود والا سہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پس کمالاتِ انسان در صورت کمالاتِ درجہ وجوب تَعَالَتْ وَتَقَدَّسَتْ گشت وایں کمالات بیش از مشارکتِ اسمی از کمالاتِ آں مرتبہ چیزے دیگر حاصل نہ کردہ است

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۳۱۰)

ترجمہ:۔ انسان کے علم کو واجب تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہ نسبت ہے جو مردہ کو کہ لاشئ محض ہے اس زندہ کے ساتھ نسبت ہے جسے حیاتِ ابدی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح انسان کی قدرت کو واجب تعالیٰ کی قدرت

Marfat.com

کے مقابلہ میں وہ نسبت ہے جو عنکبوت کو کہ اپنا گھر بُنتا رہتا ہے۔ اس شخص کے ساتھ نسبت ہے جس کی ایک ہی پھونک سے زمین و آسمان پہاڑ و دریا پارہ پارہ ہو کر گرد کی طرح اڑ جائیں۔ دیگر کمالات کی نسبت کو اس مثال پر قیاس کرنا چاہیئے۔ یہ فرق تنگیٔ عبارت کی بنا پر جتلایا جاتا ہے ورنہ خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت۔

پس انسان کے کمالات درجۂ وجوب کے کمالات کی صورت میں ہیں۔ لیکن ان کمالات نے اس مرتبہ کے کمالات سے مشارکتِ اسمی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کیا۔

کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی روح

باید کہ بکلمہ لا نفی آلہہ ہوا ہائے نفس خود نمایند و دفع مقاصد و مرادات خویش کنند، مراد خود طلبیدن دعویٰ الوہیت خود کردن است۔ باید کہ ہیچ مرادے را در ساحتِ سینہ گنجائش نہ بود و ہیچ ہوسے در متخیلہ نماند تا حقیقت بندگی متحقق شود۔ مراد خود خواستن مستلزم دفع مراد مولائے خود است و اثبات مولویت خود۔ قبح ایں امر را نیک دریافتہ نفیٔ دعوائے الوہیت خود نمایند ـــ ہوا ہائے نفسانی را کہ آلہہ باطلہ اند در تحتِ لا آرند تا تمام منتفی شوند و ہیچ مرادے و مقصودے در سینہ نماند حتی کہ خلاصی من کہ بالفعل از اہم مقاصد شما است، نیز باید کہ مراد شما نباشد و بتقدیر و فعل و ارادۂ او تعالیٰ راضی باشند و در جانب اثبات کلمۂ طیبہ غیر از غیب ہویت کہ ورائے ورائے معلومات و متخیلات است ہیچ نباشد۔

(مکتوبات - دفتر سوم - مکتوب نمبر ۲)

ترجمہ :- کلمہ لا الٰہ کے ساتھ حق تعالیٰ کے سوا خواہشات نفسانی کے جملہ معبودوں

کا نفی کریں اور اپنی تمام مرادوں اور مقصودوں کو دفع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعوے کرنا ہے۔ بلکہ سینہ میں کسی مراد کی گنجائش نہ رہے اور متخیلہ میں کوئی ہوس باقی نہ رہے۔ تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو۔ اپنی مراد کو طلب کرنا گویا اپنے مولا کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ اس امر میں اپنے مولیٰ کی نفی اور خود مولے بننے کا اثبات ہے۔ اس امر کی اچھی طرح برائی معلوم کرکے اپنے الوہیت کے دعوئے کی نفی کریں۔ تمام نفسانی خواہشات کو جو جھوٹے خدا ہیں لا کی نفی کے نیچے لاکر سلب کردیں۔ اور کوئی مراد و مقصود سینے میں نہ رہنے دیں حتیٰ کہ میری خلاصی کی مراد بھی جس کو تم نہایت اہم مقصد سمجھتے ہو۔ تمہاری مراد و مطلوب نہ ہو۔ اور حق تعالےٰ کی تقدیر، فعل اور ارادہ پر راضی رہو اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جانب میں غیب ہویّت کے سوا جو تمام معلومات و متخیلات کے وراء الوراء ہے باقی کچھ نہ ہو۔

اَلَا قُلْ لِسُکَّانِ وَادِی الْحِمٰی

هَنِیْئًا لَکُمْ فِی الْجِنَانِ الْخُلُوْد

اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَاءِ فَیْضًا

فَنَحْنُ عِطَاشٌ وَاَنْتُمْ وُرُوْد

Marfat.com

موازنۂ شریعت و تصوف

فردائے قیامت از شریعت خواہند پرسید، از تصوف نہ خواہند پرسید۔ دخولِ جنت و تجنب از نار وابستہ باتیانِ شریعت است۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند، و مدار نجات برآں ماندہ اند و مقصود از بعثت ایں اکابر تبلیغ شرائع است پس بزرگ ترین خیرات سعی در ترویج شریعت است و احیائے حکمے از احکام آں۔ علی الخصوص در زمانیکہ شعائر اسلام منہدم شدہ باشند، کرورہا روپیہ در راہِ خداعزّ وجل خرچ کردن برابر آں نیست کہ مسئلہ از مسائل شرعیہ را رواج دادن۔ (مکتوبات امام ربانی۔ جلد اول۔ مکتوب نمبر ۴۸)

ترجمہ:۔ کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے اور تصوف کی بابت کچھ نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام کی بجا آوری پر منحصر ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہ بہترین مخلوقات ہیں شرائع کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کے لئے شریعت ہی کو مدار گردانا ہے ساں بزرگوں کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہے۔ بڑی سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے میں کوشش کی جائے خاص کر ایسے زمانہ میں کہ اسلام کے نشانات مٹ گئے ہوں۔ کروڑوں روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا اس امر کی برابری نہیں کر سکتا کہ شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دیا جائے۔

Marfat.com

صوفیاء کا عمل حِلّ و حرمت میں سند نہیں ہو سکتا

وعملِ صوفیاء در حِل و حرمت سند نیست، ہمیں بس است کہ ایشاں را معذور داریم و ملامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہٗ وتعالیٰ مفوض داریم۔ ایں جا قول امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ و امام ابویوسفؒ معتبر است۔ نہ عمل ابوبکر شبلیؒ و ابی حسن نوریؒ۔

(مکتوبات امام ربانی۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)

ترجمہ:۔ اور صوفیاء کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے۔ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور رکھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کریں۔ اس جگہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابی حسن نوریؒ کا عمل۔

کیا شریعت "پوست" ہے اور حقیقت "مغز" ہے

شریعت را سہ جز است۔ علمؔ و عملؔ و اخلاصؔ۔ پس طریقت و حقیقت خادم شریعت اند، در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است۔ حقیقت کار ایں است اما فہم ہر کس ایں جا نرسد اکثر عالم بخواب و خیال آرمیدہ اند و بجوز و مویز اکتفا نمودہ، از کمالات شریعت چہ دانند و بحقیقت طریقت چہ رسند۔ شریعت را پوست خیال مے کنند و حقیقت را مغز مے دانند، نمے دانند کہ حقیقتِ معاملہ چیست بر ترّہات صوفیہ مغرور اند و بہ احوال و مقامات مفتون۔ ھداھم اللہ تعالیٰ سواء الطریق۔ (مکتوبات جلد اوّل۔ مکتوب ۴۰)

ترجمہ:۔ شریعت کے تین جز ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔ مگر ہر ایک کا فہم یہاں تک نہیں پہنچتا۔ اکثر اہلِ جہان سنے

Marfat.com

خواب وخیال کے ساتھ آرام کیا ہوا ہے اور جوز و مویز یعنی بیہودہ اور نکمی باتوں پر کفایت کی ہوئی ہے۔ یہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں۔ اور حقیقتِ طریقت کو کیا سمجھیں۔ شریعت کو پوست خیال کئے ہوئے ہیں اور حقیقت کو مغز جانے ہوئے ہیں۔ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ صوفیا کی بیہودہ باتوں پر مغرور ہیں اور احوال و مقامات پر فریفتہ۔ اللہ تعالےٰ انہیں راہ راست کی توفیق عنایت فرمائے۔

کسی مسئلہ میں علما اور صوفیا میں اختلاف ہو جائے تو حق علماء کی جانب ہو گا

باید دانست کہ در ہر مسئلہ از مسائل کہ علماء و صوفیا در آں اختلاف دارند چوں نیک ملاحظہ مے نماید حق بجانب علماء مے یابند۔ سرّش آنست کہ نظرِ علماء، بواسطۂ متابعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بکمالات نبوت و علوم آں نفوذ کردہ است و نظر صوفیاء مقصور بر کمالات ولایت و معارف آنست۔ پس ناچار علمیکہ از پیش گاہ نبوت اخذ نمودہ شود اصوب و احق خواہد بود از انچہ از مرتبۂ ولایت ماخوذ شود۔ (مکتوبات دفتر اول، مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں کہ جن میں صوفیاء علماء کا اختلاف ہے جب اچھی طرح غور اور مطالعہ کیا جائے تو حق علماء کی جانب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے باعث نبوت کے کمالات اور اس کے علوم میں نفوذ کیا ہوا ہے اور صوفیا کی نظر ولایت کے کمالات اور اس کے معارف تک محدود رہتی ہے پس وہ علم جو نبوت کے پیش گاہ سے حاصل کیا جائے۔ بالضرور اس علم سے جو مرتبۂ ولایت سے اخذ کیا جائے کئی درجہ صواب اور حق میں بہتر اور اعلیٰ ہو گا۔

Marfat.com

مجتہد اور صوفی کے اختلاف میں مجتہد کی پیروی کی جائے

قیاس واجتہاد اصلی است از اصولِ شرعیہ کہ ما بہ تقلید آں ماموریم، بخلاف کشف والہام کہ مارا بہ تقلید آں امر نفرمودہ اند۔ الہام بر غیر حجت نیست واجتہاد بر مقلد حجت است۔ پس تقلید علماء مجتہدین باید کرد۔ واصولِ دین راموافق رائے ایشاں باید جست۔ وصوفیہ آنچہ بگویند وبکنند مخالف آرائے مجتہدین آنرا تقلید نباید کرد۔ وبحسنِ ظن ازطعن ایشاں لب باید بست واز شطحیاتِ ایشاں باید شمرد واز ظاہر مصروف باید ساخت، عجب است کہ بسیارے از صوفیاں عوام را بایمان امورکشفیہ والہامیۂ خود دلالت میکنند۔ (مکتوبات امام ربانی۔ جلد اول۔ مکتوب نمبر ۲۷۲)

ترجمہ:۔ قیاس اور اجتہاد اصولِ شرعی میں سے ایک اصل ہے جس کی تقلید کا ہم کو امر ہوا ہے۔ برخلاف کشف اور الہام کے کہ اس کی تقلید کا ہم کو امر نہیں ہے اور الہام غیر پر حجت نہیں ہے۔ لیکن اجتہاد مقلد پر حجت ہے۔ پس علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اور دین کے اصول کو ان کی رائے کے موافق ڈھونڈنا چاہیئے اور صوفیاء جو کچھ علماء مجتہدین کی آراء کے خلاف کہیں یا کریں ان کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ اور بوجہ حسن ظن ان کے طعن سے سکوت اختیار کرنا چاہیئے اور ان کی اس قسم کی باتوں کو شطحیات میں شمار کرنا چاہیئے۔

کس قدر تعجب کا امر ہے کہ اکثر صوفی عوام لوگوں کو اپنے کشفی اور الہامی امور پر ایمان لانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

نبوت اور ولایت کے کمالات کا فرق

کمالاتِ ولایت را در جنب کمالاتِ نبوت مقدارے نیست، از ذرہ را در جنب آفتاب

چہ مقدار بود، سبحان اللہ جمعے از کج بینی ولایت را از نبوت افضل دانستہ اند و شریعت را کہ لبّ لباب است پوست انگاشتہ (مکتوبات - دفتر دوم - مکتوب ۴۶)

ترجمہ :- کمالات نبوت کے مقابلہ میں کمالاتِ ولایت کی کچھ مقدار نہیں - آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ کی کیا مقدار ہے - سبحان اللہ بعض لوگ کج بینی سے ولایت کو نبوت پر افضل جانتے ہیں اور شریعت کو جو لب لباب ہے پوست جانتے ہیں۔

علوم شرعیہ کی تدریس ذکر و فکر سے زیادہ اہم ہے

نصیحتے کہ لابد است آنست کہ درسِ علوم ہیچ وجہ خود را معاف ندارند، اگر تمام وقت شما مستغرق بدرس شود ہوس ذکر و فکر نہ کنند۔ ساعاتِ شب از برائے ذکر و فکر فراخ است، شیخ حسن نیز سبق مے گفتہ باشد و معطل نگزارند۔ و چوں آں حدود از علم قلیل النصیب است، احیائے علوم شرعیہ نمایند۔ (مکتوبات - دفتر دوم - مکتوب ۴۱)

ترجمہ :- زیادہ ضروری نصیحت یہ ہے کہ علوم کے درس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں - اگر آپ کا سارا وقت درس ہی میں صرف ہو جائے تو نہایت اچھا ہے - ذکر و فکر کی ہوس نہ کریں رات کے اوقات ذکر و فکر کے لئے وسیع ہیں - شیخ حسن کو بھی سبق پڑھاتے رہیں اور اس کو بیکار نہ ہنے دیں، ان حدود میں چونکہ علم بہت کم ہے - اس لئے علوم شرعیہ کو تازہ کرنے میں پوری کوشش کریں -

حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت

کلامِ محمد عربی علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در کار است، نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونوی و عبد الرزاق کاشی، مارا بنص کار است نہ بفص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است - (مکتوبات دفتر اول - مکتوب نمبر ۱۰۰)

Marfat.com

ترجمہ:- ہم کو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام (حدیث) درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی، صدر الدین قونوی، اور عبد الرزاق کاشی کا کلام۔ ہم کو نص سے (قرآن وسنت) کام ہے نہ کہ فص سے (فصوص الحکم تصنیف محی الدین عربی) فتوحات مدینہ نے (حدیث پاک) ہم کو فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

نوٹ:- فتوحات مکیہ شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے۔

صحیح بخاری قرآن کے بعد حدیث کی سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے

رواہ البخاری الذی کتابہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ انہ قال علی رضی اللہ عنہ خیر الناس من بعد النبی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ ثم عمر رضی اللہ عنہ الاخر (مکتوبات جلد دوم۔ مکتوب نمبر ۱۵)

ترجمہ:- امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں جو قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین انسان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

دلیل صرف قرآن وسنت سے لی جائے

از کتاب وسنت کسیکہ چشم پوشیدہ مکابرہ نماید از مبحث خارج است۔ شیخ سعدی فرمودہ است۔ (بیت)

آنکس کہ بقرآں وخبر زو نہ رہی
آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب ۴۲)

ترجمہ:۔ جو شخص قرآن وسنت سے آنکھیں بند کر کے جھگڑا کرے اس کے ساتھ بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص سے بحث کے وقت تو قرآن وحدیث کے دلائل سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس کو بالکل جواب نہ دے۔

تلاوتِ قرآن پاک افضل العبادات ہے

قریب ترین اشیا بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ قرآن مجید باشد کہ گردے از ظلیت بوئے نہ رسیدہ است و خس وخاشاک تقدیم وتاخیر را در چشم محجوبان انداختہ باصالت خود با عالم ظلال جلوہ گر گشتہ است، لہذا افضل عبادت تلاوتِ قرآن مجید آمد و شفاعت او مقبول ترین شفاعتِ دیگراں گشت اچہ شفاعت ملک مقرب وچہ شفاعت نبی مرسل، نتائج و ثمرات کہ بر تلاوتِ قرآنی مترتب مے شود، چہ تفصیل آن تواند نمود، بسا است کہ تالی (تلاوت کنندہ) را برداشتہ بدرجائے بردہ است کہ مُو را آنجا گنجائش متصور نیست۔

(مکتوبات۔ دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۱۰۰)

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اشیا سے زیادہ قریب قرآن مجید ہے جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی۔ قرآن پاک تقدیم وتاخیر کے خس وخاشاک کو محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام عبادت سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور قرآن کی شفاعت باقی سب کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو یا نبی مرسل کی شفاعت ہو۔ وہ نتائج وثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مترتب ہوتے ہیں تفصیل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات قرآن مجید تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات پر پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کی گزر کی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

اَدِلّۂ احکام شرعیہ

معتبر اثبات احکام شرعیہ کتاب وسنت است و قیاس و اجماع امت نیز بحقیقت مثبت احکام است۔ بعد ازیں چہار ادلّہ شرعیہ ہیچ دلیلے مثبتِ احکام شرعیہ نمے تواند شد۔ الہام مثبتِ حِل و حرمت نہ بود و کشف اربابِ باطن اثبات فرض و سنت نماید۔ اربابِ ولایتِ خاصہ با عامۂ مومناں در تقلید مجتہداں در احکام اجتہادیہ مساوی اند، آرے مزیّت ایں بزرگواراں در امور دیگر است۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۵۵)

ترجمہ:۔ احکامِ شرعیہ کے اثبات میں صرف کتاب و سنت کا اعتبار ہے اور قیاس و اجماع بھی مثبتِ احکام ہیں۔ ان چار ادلہ شرعیہ کے بعد کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے احکام ثابت ہو سکیں۔ اولیائے کرام کے الہام سے کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اربابِ باطن کا کشف کسی چیز کو فرض یا سنت ثابت نہیں کر سکتا۔ مجتہدین عظام کی تقلید کے بارہ میں اربابِ ولایت اور خاص و عام مومنین برابر ہیں۔ ہاں ان بزرگواروں کی فضیلت کی حیثیت اور ہے۔

علماء ظاہر کی درستیٔ عقائد کا جمال صوفیا کے مجاہدات اور ریاضات سے بڑھکر ہے

علمائے ظاہر اہل سنت و جماعت ہر چند در بعضے اعمالِ مقصّر باشند۔ اما جمال درستیٔ عقائد ایشاں در ذات و صفات آں قدر نورانیت دارد کہ آں تقصیر در جنبِ آں مضمحل و ناچیز در نظر مے در آید و بعضے متصوفہ باوجود ریاضات و مجاہدات چوں در ذات و صفات آں قدر درستیٔ عقائد ندارند آں جمال دریں ہا یافتہ نمے شود۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ؟)

ترجمہ:۔ اہلِ سنت والجماعت کے علماء ظاہر اگرچہ بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن ذات و صفات الٰہی میں ان کی درستیٔ عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے

Marfat.com

کہ وہ کوتاہی و کمی اس کے مقابلہ میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے۔ اور بعض صوفی باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے چونکہ ذات و صفاتِ الٰہی میں اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے اس لئے وہ جمال ان میں نہیں پایا جاتا۔

فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا حکم

و شک نیست کہ نفل باندازۂ فرض ہیچ اعتدادے نیست کاش کہ حکم قطرہ داشت نسبت دریائے محیط، بلکہ نفل را باندازۂ سنت ہمیں نسبت است۔ اگرچہ درمیان سنت و فرض نسبت قطرہ و دریا است پس تفاوت درمیان دو قرب ازیں جا قیاس باید کرد، و مزیت عالم خلق را بر عالم امر ازیں تفاوت باید دانست۔ اکثر خلائق چوں ازیں معنی نصیب نہ دارند فرائض را خراب ساختہ در ترویج نوافل مے کوشند۔ صوفیہ خام ذکر و فکر را اہم مہام دانستہ در اتیان فرائض و سنن مساہلت مے نمایند و اربعینات و ریاضات اختیار نمودہ ترک جمعہ و جماعت مے کنند نمے دانند کہ ادائے یک فرض بہ جماعت از ہزار ہا اربعین الیشاں بہتر است۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۶۰)

ترجمہ:- اور شک نہیں کہ نفل فرض کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں۔ کاش ان کے درمیان قطرہ اور دریائے محیط کی ہی نسبت ہوتی۔ بلکہ نفل کی بھی سنت کے مقابلہ میں یہی نسبت ہے۔ پس دونوں قربوں کے درمیان تفاوت اس سے قیاس کرنا چاہیئے۔ اور عالمِ خلق کا شرف عالم امر پر اس تفاوت سے سمجھ لینا چاہیئے۔ اکثر لوگ چونکہ اس معنی سے بے نصیب ہیں۔ فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ صوفیہ خام ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلّے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعات کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ ایک فرض

Marfat.com

کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے۔

فرضی عبادت کے مقابلہ میں نفلی عبادت کیا حکم رکھتی ہے

در ادائے فرض اہتمام باید نمود، و در حل و حرمت احتیاط باید فرمود، عبادتِ نافلہ در جنب عباداتِ فرائض کالمطروح فی الطریق اند و از اعتبار ساقط اند، اکثر مردم ایں وقت در ترویج نوافل اند و در تخریب فرائض، در اتیانِ نوافل عبادات اہتمام دارند و فرائض را خوار و بے اعتبار شمرند۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۸۲)

ترجمہ:۔ ادائے فرض میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور حل و حرمت میں بڑی احتیاط بجالانی چاہیئے اور عبادات نافلہ کو عباداتِ فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ نوافل کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش و اہتمام سے کام لیتے ہیں اور فرائض کو خوار و بے اعتبار سمجھتے ہیں۔

شریعت کے اجزا علم و عمل و اخلاص ہیں

شریعت را سہ جزو است، علم و عمل، اخلاص، تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نشود و چوں شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعاداتِ دُنیویہ و اُخرویہ آمد و مطلبے نماند کہ بما ورائے شریعت در آں مطلب احتیاج افتد، طریقت و حقیقت کہ صوفیا باں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادمِ شریعت اند در تکمیل جزوِ ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آں ہر دو تکمیل شریعت است نہ امرِ دیگر ورائے شریعت، احوال و مواجید و علوم و معارف کہ صوفیا را در اثنائے راہ دست مے دہند نہ از مقاصد اند بل اوہام و خیالات تربّی بہا اطفال الطریقۃ۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۳۶)

Marfat.com

توضیحات: شریعت کے تین جزو ہیں، علم و عمل و اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزا متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا حق تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہو گئی جو دنیا و آخرت کی ساری سعادتوں سے بڑھ کر ہے اور اللہ کی خوشنودی کا مقام سب سے بلند ہے پس شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی مطلب ایسا باقی نہیں ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی حاجت پڑے۔

طریقت اور حقیقت جن سے صوفیا ممتاز ہیں، تیسری جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں۔ ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے۔ نہ کوئی اور امر شریعت کے سوا۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیا کو اثنا راہ میں حاصل ہوتے ہیں سو وہ اصلی مقصود نہیں ہیں بلکہ اوہام ہیں اور خیالات ہیں جن سے مکتب طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔

شریعت کا مقصد ہوائے نفسانی کا قلع قمع ہے

شرائع برائے رفع ہواہائے نفسانی وارد شدہ اند۔ ہر قدر کہ بمقتضائے شریعت بعمل در آید۔ ہماں قدر ہوائے نفسانی رو بہ زوال آرد۔ لہٰذا اتیانِ یک حکم از احکام شرعیہ در ازالۂ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات و مجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شوند، بلکہ ایں ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرّا واقع نشدہ اند موید و مقوی ہواہائے نفسانی اند۔ برہماں و جوگیاں در ریاضات و مجاہدات تقصیر نہ کردہ اند اما ہیچ ازیں ہا سود مند نگشتہ و غیر از تقویت نفس و تربیت آں نمودہ مثل یک دام در ادائے زکوٰۃ کہ شریعت بہ آں امر فرمودہ است در تخریب نفس سود مند تر است از انفاق کہ ہزار دینار از پیش خود صرف کند، و طعام خوردن در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است

در رفع ہوا ازاں کہ از نزد خود سالہا صائم باشد و دو رکعت نماز بامداد را بجماعت ادا کردن کہ سُنّتے از سُنن بجا آوردن است بمراتب بہتر است از انکہ قیام شب بصلوٰۃ نافلہ قیام نماید و نماز بامداد را بے جماعت ادا کند۔ (مکتوبات دفتر اوّل۔ مکتوب ۵۲)

ترجمہ:۔ شریعتوں کا نزول خواہشاتِ نفسانی کو روکنے کے لئے ہوا ہے جس قدر شریعت کے مقتضاء کے مطابق عمل کیا جائے گا اسی قدر نفسانی خواہشات روبہ زوال ہوں گی۔ لہٰذا احکامِ شرعی میں سے ایک حکم کا بجا لانا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں کئی درجہ بہتر ہے۔ بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت غرّا کے موافق نہ کئے جائیں، نفسانی خواہشوں کو مدد اور قوت دینے والے ہیں۔ برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی نہیں کی لیکن ان میں سے کوئی چیز فائدہ مند نہیں ہوئی۔ اور نفس کو تقویت دینے اور ان کو پرورش کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، مثلاً زکوٰۃ کے طور پر جس کا کہ شریعت نے حکم دیا ہے ایک دام خرچ کرنا نفس کے روندنے میں ان ہزار دیناروں کے خرچ کرنے سے بہتر اور سُود مند ہے جو اپنی مرضی سے خرچ کئے جائیں، اور شریعت کے حکم سے عید فطر کے دن کھانا کھانا ہوائے نفسانی کے دفع کرنے میں اپنی مرضی کے مطابق سالہا سال روزہ رکھنے سے نافع تر ہے اور صبح کی نماز کی دو رکعتوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا جو سنتوں میں سے ایک سنّت ہے، کئی درجہ اس بات سے بہتر ہے کہ تمام رات نماز نفل میں قیام کریں اور صبح کی نماز بے جماعت ادا کریں۔

طریق نجات شریعت کی متابعت میں ہے

طریق نجات و راہ رستگاری ہمیں متابعت شریعت است علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ

والسلام در اعتقاد و عمل، استاد و پیر برائے آں غرض میگیرند کہ دلالت بشریعت نمایند و ببرکت ایشاں تیسر و سہولت در اعتقاد و عمل شریعت پیدا شود نہ آنکہ مریداں ہرچہ دانند کنند و ہرچہ خواہند خورند و پیراں سپر ایں ہا گردند و از عذاب نگہدا رند کہ ایں معنی متمنائے محض است، آنجا بے اذن کسے شفاعت نتواند کرد تا عمل مرتضے نبود شفاعت او نہ کنند و مرتضے وقتے شود کہ بمقتضائے شریعت عامل شود و موجب بشریت زلتے اگر از وے واقع شود بشفاعت تدارکِ آں ممکن بود۔ (مکتوبات۔ دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۱۴)

ترجمہ:۔ نجات کا طریق اور فلاح کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ پیر و استاد اس لئے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت و راہنمائی کریں، اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت حاصل ہو، نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہیں کریں اور جو چاہیں کھائیں اور پیران کو عذاب سے بچانے کی ڈھال بن جائیں کہ ایسا خیال ایک نکمی اور بیہودہ آرزو ہے وہاں اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی شفاعت نہ کرے گا، اور عمل پسندیدہ تب ہوں گے جب کہ شریعت کے مطابق عمل بجا لایا جائے گا۔

شریعت میں ذکر کا مفہوم

اے فرزند فرصت غنیمت است و فراغ مغتنم، ہموارہ اوقات را بذکر الٰہی جلشانہٗ مصروف باید داشت ہر عملیکہ بر وفق ... شریعت غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع و شرا بود، پس در جمیع حرکات و سکنات مراعاتِ احکام شرعیہ باید نمود ہمہ ذکر گردد۔ (مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۲۵)

ترجمہ:۔ اے فرزند فرصت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیئے اور تمام اوقات

Marfat.com

ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جو عمل شریعت غرا کے موافق کیا جائے، ذکر ہی میں داخل ہے، اگرچہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام حرکات و سکنات میں شرعی احکام کو نگاہ میں رکھا جائے، یہ سب کچھ ذکر ہی ہو جائے گا۔

اعتقادی سُستی قابلِ عفو نہیں

مداہنت و مساہلت در عمل امید مغفرت دارد۔ اما مداہنت اعتقادی گنجائش مغفرت ندارد۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۶۷)

ترجمہ:۔ عمل کی سُستی اور غفلت پر مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادی سُستی میں مغفرت کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور شرک کے سوا اور سب کچھ بخش دے گا جس کے لئے چاہے گا۔

شخصِ معین کو جہنمی اور لعنتی کہنا جائز نہیں

از خوبیٔ اہلِ سنت است کہ شخص معین را کہ بانواع کفر مبتلا بود با احتمال اسلام و توبہ جہنمی نمی گویند و اطلاق لعن تجویز نمے کنند۔ بر کافراں علی الاطلاق لعنت تجویز میکنند اما بر کافر معین تجویز لعن نمے کنند تا زمانیکہ سوء خاتمہ او بدلیل قطعی معلوم شد۔

(مکتوبات، دفتر دوم۔ مکتوب ۳۶)

ترجمہ:۔ یہ اہل سنت کی خوبی ہے کہ شخص معین کو جو طرح طرح کے کفر میں مبتلا ہو۔ اسلام اور توبہ کے احتمال پر جہنمی نہیں کہتے۔ اور لعن کا اطلاق اس پر پسند نہیں کرتے۔ کافروں پر عامیانہ لعنت کرتے ہیں۔ کسی کافر معین پر بھی لعنت پسند نہیں کرتے تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کی برائی قطعی دلیل

Marfat.com

سے معلوم نہ ہو۔

بزرگوں کا اصل مقصد مخلوق کی راہنمائی اور ہدایت و ارشاد ہے

بلکہ توجہ بخلق ایں بزرگواراں را برائے ہدایت و ارشاد است تا بخالق خلق جل سلطانہ ایشاں را راہنموئی فرمایند و برضائے مولائے ایشاں تعالےٰ و تقدس دلالت نمایند و شک نیست کہ ایں قسم توجہ بخلق کہ مقصود ازاں تخلیص ایشاں است از رقیت ماسوی فاضل تر است ، ازاں توجہے کہ برائے نفس خود بحق نماید جل و علیٰ۔ مثلاً شخصے بذکر الٰہی جل سلطانہ اشتغال دارد و دریں اثنا نابینا پیدا شد کہ پیش راہ او چاہ است کہ اگر قدم دیگر بردارد در چاہ رود و دریں صورت آں شخص را ذکر گفتن بہتر است یا نابینا را از چاہ خلاص کردن بہتر؟

شک نیست کہ تخلیص نابینا بہتر است از ذکر گفتن او چہ تعالےٰ غنی است از وو از ذکر او و نابینا بندہ البتہ محتاج کہ دفع ضرر از وے ضرور است علی الخصوص کہ بایں تخلیص مامور شود ، دریں زماں تخلیص او ہم ذکر است کہ امتثال امر است ، در ذکر ادائے یک حق است کہ حق مولا باشد جل شانہ و در تخلیص کہ بامر واقع شود ادائے دو حق است ، حق عبد و حق مولا تعالیٰ بلکہ نزدیک است کہ ذکر گفتن در آں وقت داخل ذنب نمودہ آید ، چہ ہمہ وقت ذکر گفتن مستحسن نیست ، در بعضے اوقات ذکر ناگفتن مستحسن است ۔ (مکتوبات ، دفتر دوم ۔ مکتوب نمبر ۴۶)

ترجمہ :۔ ان بزرگوں کی توجہ مخلوق کی ہدایت و ارشاد کے لئے ہے تاکہ مخلوق کو خالق کا راستہ دکھائیں ۔ اور مولیٰ کی رضا جوئی کی انہیں دلالت کریں ۔ اور شک نہیں کہ اس قسم کی توجہ بہ مخلوق ، جس سے مخلوق کو ماسوا کی غلامی سے آزاد کرنا مقصد ہو ، اس قسم کی توجہ بہ خدا سے جو محض اپنے نفس

کے لئے ہو کیسی درسجے فضیلت والی ہے۔

مثلاً ایک شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ اسی اثنا میں ایک نابینا آگیا جس کے سامنے کنواں ہے۔ اگر ایک قدم وہ اٹھائے تو کنوئیں میں جا پڑے۔ آیا اس صورت میں ذکر میں مشغول رہنا بہتر ہے یا نابینا کو کنوئیں سے بچانا بہتر ہے؟ حق تعالیٰ اس سے اور اس کے ذکر سے مستغنی ہے اور نابینا ایک محتاج بندہ ہے جس کے ضرر کا دفع کرنا ضروری ہے۔ خاص کر جب کہ وہ اس کے خلاص کرنے پر مامور کیا گیا ہو۔ اس وقت اس کو اس کی مصیبت سے بچانا بھی ذکر ہے کیونکہ یہ امر کی بجاآوری ہے۔ ذکر میں ایک ہی حق ادا کرنا ہے یعنی مولیٰ کا حق ہے اور تخلیص میں جو تحت امر ہو دو حق ادا ہوتے ہیں۔ بندہ کا حق بھی اور مولیٰ کا حق بھی، بلکہ نزدیک ہے کہ اس وقت ذکر کرنا گناہ میں داخل ہو کیونکہ ہر وقت ذکر کرنا پسند نہیں۔ بعض اوقات ذکر نہ کرنا بھی مستحسن اور پسندیدہ ہے۔

آنچہ تغیر نہ پذیرد توئی	آنکہ نمردست و نہ میرد توئی
ما ہمہ فانی و بقا بس تراست	ملک تعالیٰ و تقدس تراست
اوّل و آخر بوجود و حیات	ہست کن و نیست کن کائنات
چارۂ ما ساز کہ بے یاوریم	گر تو برانی بکہ رو آوریم

(نظامی مخزن الاسرار)

Marfat.com

سیرت رحمۃ للعالمین

ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

چوں نطفۂ عبداللہ کہ صورتِ حضرتِ محمد رسول اللہ بود علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام در رحمِ آمنہ قرار گرفت ہمہ بت ہائے روئے زمین نگونسار شدند و ہمہ شیاطین از کارِ خود ماندند۔ ملائکہ تختِ ابلیس را علیہ اللعنہ سرنگوں کردند و ویرا در دریا انداختند و چہل روز عقوبت کردند و در شبِ ولادتِ آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ایوانِ کسریٰ بجنبید و چہاردہ کنگرہ ازاں بیفتاد و آتش عظیم فارس کہ ہزار سال بود کہ برافروختہ بودند و نمردہ بود فرو مرد۔ (مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۶۸)

ترجمہ:۔ جب حضرت عبداللہ کے نطفہ نے مائی آمنہ کے رحم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں قرار پکڑا۔ تمام روئے زمین کے بت سرنگوں ہو گئے اور تمام شیاطین اپنی کارستانیوں سے رک گئے۔ فرشتوں نے ابلیس لعین کے تخت کو اوندھا کر کے دریا میں ڈال دیا اور چالیس روز اسے عذاب میں مبتلا رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی شب کو شاہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چوداں کنگرے گر گئے۔ اور فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی اور کبھی نہ بجھتی تھی۔ یکدم بجھ گئی۔

Marfat.com

شانِ مصطفےٰ و ثنائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

إن محمدا رسول الله سيد ولد آدم وأكثر الناس تبعا يوم القيمة وأكرم الأولين والآخرين على الله وأول من ينشق عنه القبر وأول شافع وأول مشفع وأول من يقرع باب الجنة فيفتح الله له وحامل لواء الحمد يوم القيمة تحته آدم فمن دونه۔

وهو الذي قال عليه الصلوة والسلام نحن الآخرون ونحن السابقون يوم القيمة وإني قائل قولا غير فخر وأنا حبيب الله وأنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا خاتم النبيين ولا فخر وأنا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب۔ إن الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة۔ ثم جعلهم بيوتا فجعلني في خيرهم بيتا فأنا خيرهم نفسا وخيرهم بيتا، وأنا أول الناس خروجا إذا بعثوا، وأنا قائدهم إذا وفدوا، وأنا خطيبهم إذا أنصتوا وأنا مستشفعهم إذا حبسوا وأنا مبشرهم إذا أيسوا۔

الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي ولواء الحمد يومئذ بيدي وأنا أكرم ولد آدم على ربي يطوف علي ألف خادم كأنهم بيض مكنون وإذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما أظهر الربوبية وكان نبيا وآدم بين الماء والطين۔

شعر

نماند بعصیاں کسے در گرو — کہ دارد چنیں سید پیشرو

ما ان مدحت محمدا بمقالتی — لکن مدحت مقالتی بمحمد

(مکتوبات - دفتر اول - مکتوب نمبر ۴۴)

Marfat.com

ترجمہ:۔ تحقیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی اولاد کے سردار ہیں۔ اور قیامت کے روز سب سے زیادہ انہی کے تابعدار ہونگے وہ اللہ کے نزدیک سب اولین وآخرین سے بزرگ ہیں۔ وہ اول ہیں جو قبر سے نکلیں گے۔ اور اوّل ہیں جو شفاعت کریں گے اور اوّل ہیں جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور اوّل ہیں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ اور اللہ تعالے ان کے لئے دروازہ کھول دے گا۔

وہ قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے آدم اور باقی انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔

وہ وہ ذات مبارک ہیں جنہوں نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ہم ہی سب سے آخر ہیں۔ اور ہم ہی سب سے اوّل ہیں۔ اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں۔ اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ اور میں اللہ کا دوست ہوں اور میں پیغمبروں کا پیشرو ہوں۔ اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا کیا پھر ان کو دو گروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں پیدا کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا۔ پس میں از روئے ذات اور گھر کے ان سب سے بہتر ہوں اور میں قیامت کے روز جب لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ سب سے اوّل نکلوں گا اور جب وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے۔ میں ہی ان کا راہنما ہوں گا اور جب وہ چپ چاپ اور خاموش ہو جائیں گے۔ میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ اور جب وہ روکے جائیں گے

Marfat.com

میں ان کو خوشخبری دوں گا۔

اس روز کرامت میرے ہاتھ میں ہوگی۔ جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور اپنے رب کے روبرو تمام اولادِ آدم سے بزرگ ترین ہستی میں ہی ہوں گا۔ ایک ہزار خادم خوش رنگ و خوش شکل میرے گرد طواف کریں گے۔ اور جب قیامت کا روز ہوگا میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفیع ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں۔

اگر حضور پاک کی ذاتِ پاک کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔ اور آپ نبی تھے۔ اور آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اشعار

۱۔ جس کا پیشوا اس قسم کا نبی ہو وہ گناہوں کی پاداش میں کبھی گرفتار نہیں ہوتا۔

۲۔ میں نے اپنی کلام سے محمد صلعم کی مدح نہیں کی۔ بلکہ محمد صلعم کی صفت سے میری کلام کی مدح ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ

و نبوتے کہ پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آں سرور را حاصل بودہ و ازاں مرتبہ خبر دادہ و گفتہ کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ باعتبارِ حقیقت احمدی بودہ است کہ بعالم امر تعلق دارد و بہمین اعتبار حضرت عیسےٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ کلمۃ اللہ بودہ اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشتہ بشارت قدوم آں سرور را علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات باسم احمد دادہ و فرمودہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ و نبوتے کہ بنشاۃ عنصری تعلق دارد نہ باعتبار حقیقت محمدی است بلکہ باعتبار حقیقتین است و رب او دریں مرتبہ آں شان

است و مبداء آں شاں لہذا دعوت ایں مرتبہ اتم است - از دعوت مرتبہ سابق چہ دراں مرتبہ دعوتِ او مخصوص بعالم امر بود و تربیت او مقصور بر روحانیاں و دریں مرتبہ دعوت او شامل خلق و امر است و تربیت او مشتمل بر اجساد و ارواح ہا غایت مافی الباب دریں نشاۃ نشاۃ عنصری او را علیہ و علیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام غالب ساختہ بودند بر نشاۃ ملکی او تا مناسبت کہ سبب افادہ و استفادہ است - بیشتر پیدا شود بخلائق کہ جانب بشریت ایشاں غالب است - (مکتوبات - دفتر اول - مکتوب ۲۰۹)

ترجمہ :- اور وہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی - اور اس مرتبہ کی نسبت آنحضرت صلعم نے یوں خبر دی ہے - میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام ابھی پانی اور کیچڑ میں تھے یہ خبر باعتبار حقیقت احمدی کے تھی کہ جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اس اعتبار سے حضرت عیسیٰؑ جو کلمۃ اللہ تھے اور عالم امر سے زیادہ تعلق رکھتے تھے آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کی خوشخبری اسم احمد سے دی ہے - جیسا کہ قرآن پاک نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے -

"میں خوش خبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا"

اور وہ نبوت جو عنصری پیدائش سے تعلق رکھتی ہے وہ محض حقیقتِ محمدی کے اعتبار سے نہیں بلکہ دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے - اس مرتبہ میں آپ کا تربیت کرنے والا وہ شان اور اس شان کا مبداء ہے - یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ کی دعوت پہلی مرتبہ کی دعوت سے زیادہ اتم ہے کیونکہ اس مرتبہ میں آپ کی دعوت عالم امر سے مخصوص تھی - اور آپ کی تربیت روحانیوں پر منحصر تھی اور اس مرتبہ میں آپ کی دعوتِ عالم امر اور عالم خلق دونوں کو شامل ہے اور آپ کی تربیت

Marfat.com

عالمِ اجساد اور عالمِ ارواح دونوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

الغرض اس جہان میں آپ کی عنصری پیدائش کو آپ کی ملکی پیدائش پر غالب فرما دیا ہے تاکہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت کا پہلو غالب ہے افادہ اور استفادہ کی مناسبت زیادہ پیدا ہو جائے۔

تاکید اظہار بشریت

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ حبیب خود را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باکد وجہ امر بفرماید باظہارِ بشریت خود کما قال سبحانہ وتعالےٰ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰىٓ اِلَيَّ اتیانِ لفظ مِّثْلُكُمْ از برائے تاکید بشریت است و بعد از ارتحال از نشأۃ عنصری جانب روحانیت او علیہ الصلوٰۃ والسلام غالب آمدہ مناسبت بشریت رو بہ نقص آورد و نورانیت دعوت تفاوت پیدا کرد۔ بعضے از اصحاب کرام فرمودہ اند کہ ہنوز از دفن آں سرور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فارغ نشدہ بودیم کہ در دلہائے خود تفاوت یافتیم بلے ایمان شہودی بایمان غیبی مبدل گشت و معاملہ از آغوش بگوش رسید و از دیدن بشنیدن آمد۔ (مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۲۰۹)

ترجمہ:۔ حضرت حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بشریت کے ظاہر کرنے کے لئے بڑی تاکید کی۔ کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے لفظ مثلکم کا لانا تاکید بشریت کے لئے ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عنصری عالم سے رحلت کر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا پہلو غالب آگیا۔ اور بشریت کی جانب گھٹاؤ کی طرف ہو گئی اور دعوت کی نورانیت میں تفاوت پیدا ہو گیا۔

بعض اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ ہم ابھی آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ ہمارے دلوں میں تفاوت پیدا ہو گیا کیونکہ ایمان شہودی ایمان غیبی میں تبدیل ہو گیا اور معاملہ آغوش سے گوش میں اور بجائے دیدن کے شنیدن میں صورت پذیر ہوا۔

دعوتِ رسالت

اے فرزند ایں فقیر ہر چند ملاحظہ نماید و نظر را سیر مے دہد ہیچ جائے نمے یابد کہ دعوتِ پیغمبر ما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بآنجا نرسیدہ است بلکہ محسوس مے گردد کہ در رنگ آفتاب بہمہ جا نورِ دعوتِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام رسیدہ است حتیٰ کہ در یاجوج و ماجوج نیز کہ سدّ حائل دارند۔ و در امم سالقہ کہ ملاحظہ مے کند کم بقعہ مے یابد کہ در آنجا بعثت پیغمبرے نشدہ باشد حتیٰ کہ در زمین ہند کہ دور از یں معاملہ مے نماید نیز مے یابد کہ از اہلِ ہند پیغمبران مبعوث شدہ اند و دعوت بصانع جل شانہ فرمودہ اند و در بعضے از بلادِ ہند محسوس مے گردد کہ انوارِ انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیمات در ظلمتِ شرک در رنگ مشعلہا افروختہ اند واگر خواہد تعین آں بلادِ ہند نماید۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۵۹)

ترجمہ:۔ اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا جہاں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت رسالت نہ پہنچی ہو۔ بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح سب جگہ حضور کی دعوت کا نور پہنچ چکا ہے حتّٰی کہ یاجوج و ماجوج کو بھی جن کو دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے۔ گذشتہ امتوں کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاذ ہی خطہ ہو گا جہاں کہ پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ یہاں تک کہ زمینِ ہند میں جو اس معاملہ سے دور دکھائی دیتی ہے، معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ پیغمبر مبعوث

Marfat.com

ہوئے ہیں اور انہوں نے صانع جلشانہ کی توحید کی دعوت فرمائی ہے۔
ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہو رہا ہے کہ شرک کے بحر ظلمت میں انبیاء علیہم السلام کے انوار کی روشن شمعیں جل رہی ہیں۔ اگر ان شہروں کو معین کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

شانِ محبّت

رأس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول اللہ صلعم است (علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) کہ مقصودِ ذاتی و مدعو اوّلی ازیں دعوت اوست علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام و دیگراں بطفیلی او طلبیدہ اند، مراداں باشند یا مریداں لولاہ لما خلق اللہ الخلق و لما اظھر الربوبیّۃ کما ورد۔ چوں دیگراں ہمہ طفیلی او باشند و او مقصود اصلی ازیں دعوت بود صلی اللہ علیہ وسلم ناچار ہمہ محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند و بایں معنی اگر ہمہ را آلِ او گویند گنجائش دارد کہ ہمہ پس رو او اند و بے توسطِ او کمال اخذ نمے نمایند۔ چہ ہرگاہ وجودشان بے توسّط وجودِ او صورت نہ بندد کمالاتِ دیگر خود کہ تابع وجود اند بے توسطِ او چہ صورت دارند بلے محبوب رب العٰلمین چنیں باید۔ استماع فرمایند مکشوف گشتہ است کہ محبوبیت او علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بآں محبّت واجبی جلّ شانہٗ کائن است کہ بذاتِ بحتِ او تعالیٰ بے ملاحظہ شیون و اعتبارات تعلّق گرفتہ است و حضرت ذات تعالیٰ بآں محبّت محبوب گشتہ بخلاف محبوبیت دیگراں کہ بآں محبّت کائن است کہ تعلّق بشیون و اعتبارات دارد و متلبس باسماء و صفات است یا بظلالِ اسماء و صفات علیٰ تفاوت الدرجات ؎ (مکتوبات دفتر سوم، مکتوب ۱۲۱)

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

نوٹ: اس اقتباس کو پڑھتے وقت صفحہ ۸۴ کی آخری تین سطور کو پیشِ نظر رکھیں (مؤلف)

Marfat.com

ترجمہ:- مرادوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ کیونکہ اس دعوت سے مقصود ذاتی اور مدعو اولی ازسب سے پہلے بلائے ہوئے آنحضرت صلعم ہی ہیں اور دوسروں کو خواہ مراد ہوں یا مرید حضورؐ کی ہی طفیل بلایا گیا ہے۔ اگر آنحضرت صلعم نہ ہوتے تو خدا خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا۔ چونکہ دوسرے سب ان کے طفیلی ہیں اور وہ اس دعوت کے مقصود اصلی ہیں۔ اس لئے سب ان کے محتاج ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ فیوض و برکات اخذ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر سب کو آل کہیں تو بجا اور درست ہے۔ کیونکہ سب ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں اور بلا ان کے وسیلہ کے کمال حاصل نہیں کر سکتے۔ جب ان سب کا وجود ان کے وسیلہ کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں ان کے وسیلہ کے بغیر کس طرح متصور ہو سکتے ہیں۔ ہاں محبوب رب العلمین ایسی شان کا ہونا چاہیئے۔ ذرا کان لگا کر سنیں۔ کشف سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کی محبوبیت حق تعالٰے کی اس محبت کے ساتھ ثابت ہے کہ شیونات و اعتبارات کے بغیر حق تعالٰی کی ذات بحت سے تعلق رکھتی ہے اور جس کے سبب حق تعالٰے کی ذات محبوب ہے برخلاف دوسروں کی محبوبیت کے جو اس محبت کے ساتھ ثابت ہے۔ جس کا تعلق شیون و اعتبارات کے ساتھ ہے۔ اور اسماء و صفات یا اسماء صفات کے ظلال کے ساتھ درجہ بدرجہ متلبس ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و فضیلت اتنی بے نہایت ہے کہ کوئی زبان اس کا بیان نہیں کر سکتی۔

حقوق مصطفٰے و مراتب مصطفٰے

فَهُوَ سُبْحَانَهٗ الحامدُ والمحمودُ وما سِواهُ عاجزٌ عن اداءِ الحمد

Marfat.com

المقصود وکیف وقد عجز عن حمدہ سبحانہ من ھو حامل لواء الحمد
یوم القیامۃ تحتہ آدم ومن ھو دونہ وھو افضل البرایا واکملھم ظھوراً
واقربھم منزلۃ واجمعھم کمالاً واشملھم جمالاً واتمھم سدادًا و
ارفعھم قدراً واعظمھم ابّھۃ (بزرگی) و شرفاً واقومھم دیناً واعدلھم
ملۃً واکرمھم حسباً واشرفھم نسباً واعرفھم بیتاً لولاہ لما خلق اللہ سبحانہ
الخلق ولما اظھر الربوبیۃ وکان نبیاً وآدم بین الماء والطین، واذا کان
یوم القیمۃ کان ھو امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم الذی قال
نحن الاخرون ونحن السّابقون یوم القیمۃ وانی قائل قولاً غیر فخر وانا حبیب
اللہ وانا خاتم النّبیّین ولا فخر وانا اول الناس خروجاً اذا بعثوا وانا قائدھم
اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم
اذا ایئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی (مکتوبات - دفتر دوم - مکتوب اوّل)

ترجمہ: وہ ذات پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے - تمام کائنات
اس کا حقِ حمد ادا کرنے سے عاجز ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ رسول
مقبول صلعم بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو کہ قیامت کے روز لواء حمد
اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور جمیع انبیاء
علیہم السلام ہوں گے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں تمام مخلوقات
میں سے افضل و اکمل، مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب حسن و جمال میں،
کمال میں سب سے زیادہ جامع اور سب سے زیادہ کامل، ان کا قدر سب سے
بلند اور ان کا شان و شرف سب سے عظیم - ان کا دین سب سے مضبوط اور
ان کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست، حسب میں سب سے کریم
اور نسب میں سب سے زیادہ شریف اور خاندان میں سب سے بڑھ کر

Marfat.com

معزز اور بزرگ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔ وہ نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے۔ قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام و خطیب اور شفیع ہوں گے۔ وہی ہیں جنہوں نے اپنے حق میں خود فرمایا کہ قیامت کے روز ہم سب سے آخر اور سب سے آگے چلنے والے ہوں گے اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں۔ لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ جب قیامت کے روز لوگ قبروں سے نکلیں گے سب سے اوّل میں نکلوں گا اور جب وہ گروہ گروہ ہو جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہوں گا۔ اور جب وہ خاموش ہو جائیں گے تو ان کی طرف سے خطیب اور متکلّم میں ہوں گا۔ اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کی شفاعت میں کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے ناامید ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری دوں گا۔ اس روز تمام کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

حقوق و مراتب صحابہ رضوان اللہ علیہم

بدانند کہ اصحاب پیغمبر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہمہ بزرگ اند و ہمہ را بہ بزرگی یاد باید کرد۔ خطیب از انس رضی اللہ عنہ روایت کند کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرمودہ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابًا وَاخْتَارَ لِیْ مِنْھُمْ اَصْھَارًا وَاَنْصَارًا فَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ حَفِظَہُ اللّٰہُ وَمَنْ اٰذَانِیْ اٰذَاہُ اللّٰہُ۔ و طبرانی از عباس رضی روایت میکنند کہ رسول فرمودہ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، و ابن عدی از عائشہ روایت کند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ رسول فرمودہ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ شِرَارَ

Marfat.com

اُمَّتِیْ اَجْرَاُهُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ - (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ:- یاد رکھنا چاہیئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب سب کے سب بزرگ ہیں - اور سب کو بزرگی سے یاد کرنا چاہیئے - خطیب نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے اصحاب چن لئے اور ان میں سے میرے قرابت والے اور معاون چن لئے - پس جس نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا اسے اللہ تعالےٰ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی - اسے اللہ تعالےٰ نے ایذا دی - طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالےٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ میری امت میں سے برے وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں -

(۲)

پس جمیع اصحاب پیغمبر را علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بزرگ باید داشت وہمہ را بہ نیکی یاد باید کرد و در حق ہیچ یکے ازیں بزرگواراں بد نباید بود و بد نباید کرد و منازعت ایشاں را بہ از مصالحت دیگراں باید داشت - طریق فلاح و نجات ایں است ، چہ دوستی اصحاب کرام بواسطۂ دوستی پیغمبر است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وبغض ایشاں منجر بہ بغض پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات - بزرگے فرماید مَا اٰمَنَ بِرَسُوْلِ مَنْ لَمْ یُوَقِّرْ اَصْحَابَہٗ (مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۶۷)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کو بزرگ سمجھنا چاہیئے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیئے - اوران بزرگواروں میں سے کسی ایک کے

حق میں بھی گمان بد نہیں رکھنا چاہیئے اور ان کے باہمی تنازعات کو دوسروں کی مصالحت سے بہتر جاننا چاہیئے۔ یہی نجات و فلاح کی راہ ہے کیونکہ اصحاب کرام سے دوستی و محبت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی و محبت کی وجہ سے ہے اور ان سے بغض رکھنا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغض تک پہنچا دیتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم نہیں کی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔

ترتیبِ مراتب و ترتیبِ خلافت

امام برحق و خلیفہ مطلق بعد حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت ابوبکر صدیق است رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق است رضی اللہ تعالےٰ عنہ، بعد ازاں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب است رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ و افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است۔ افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔ چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر ائمہ کہ یکے ازایشاں امام شافعی است۔ شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است انکار نکند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر جاہل یا متعصب۔ حضرت امیر (علی) کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میفرماید کہ کسیکہ مرا برابی بکر و عمر فضل بدہد مفتری است او را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیہ کہ از مصنفات ایشاں است میفرماید و حدیثے نقل مے کند کہ آں سرور فرمودہ است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ مرا عروج واقع شد۔ از پروردگار خود مسألت نمودم کہ خلیفہ بعد از من علی بود ملائکہ گفتند کہ اے محمد ہرچہ خدا خواہد آں شود خلیفہ بعد از تو ابوبکر است۔

Marfat.com

ونیز حضرت شیخ فرمودہ کہ حضرت امیر گفتہ است کہ بیرون نیامد پیغمبر خدا از دنیا تا آنکہ عہد کرد بمن کہ خلیفہ بعد از فوت من ابوبکر خواہد بود بعد از اں عمر بعد از اں عثمان بعد از اں تو خلیفہ خواہی بود رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ (مکتوبات دفتر دوم، مکتوب ۶۷)

ترجمہ:- خاتم الرسل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین ان کے بعد حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کی افضلیت با ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہے۔ حضرات شیخین کی افضلیت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہو چکا ہے جیسا کہ اکابر ائمہ سے منقول ہے۔ ان میں سے ایک شافعیؒ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعریؒ جو اہلِ سنت کے سردار ہیں۔ فرماتے ہیں کہ شیخین کی باقی امت پر افضلیت کا عقیدہ قطعیات میں سے ہے۔ اس افضلیت کا انکار صرف جاہل یا متعصب شخص ہی کر سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے حضرت ابوبکر یا حضرت عمر پر فضیلت دے گا وہ شخص مفتری ہے۔ میں اسے کوڑے کی سزا دوں گا جیسا کہ مفتری کو حد لگائی جاتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں اور ایک حدیث بھی نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے ہاں مقامِ قرب حاصل ہوا۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ حضرت علی کو ہونا چاہیئے۔ ملائکہ نے جواب میں کہا اے محمدؐ خدا جو چاہے گا وہی ہوگا۔ آپ کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو عطا ہوگی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے

رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ نے مجھ سے یہ عہد نہیں لے لیا کہ میری وفات کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوں گے۔ پھر عمرؓ اور پھر عثمان اور پھر ان کے بعد تیری خلافت کی باری آئے گی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

شانِ صدیقؓ

وَاتَّفَقَتِ الصَّحَابَةُ عَلٰی اَنَّ اَفْضَلَهُمْ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَهُوَ اَعْلَمُ بِاَحْوَالِ الصَّحَابَةِ اِضْطَرَّ النَّاسُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَجِدُوْا تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَوَلَّوْهُ رِقَابَهُمْ وَهٰذَا تَصْرِیْحٌ مِنْهُ بِاَنَّ الصَّحَابَةَ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰی اَفْضَلِیَّةِ الصِّدِّیْقِ فَیَکُوْنُ اِجْمَاعًا فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ عَلٰی اَفْضَلِیَّتِهٖ فَیَکُوْنُ قَطْعِیًّا لَا یَسُوْغُ اِنْکَارُهٗ۔ (مکتوبات دفتر اول - مکتوب ۵۹)

ترجمہ - تمام صحابہؓ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ امام شافعی جو اصحابؓ کے حالات سے سب سے زیادہ واقف ہیں فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ بے قرار ہو گئے پس ان کو حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر کوئی شخص بہتر آسمان کے سایہ تلے نہیں ملا پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنایا۔ یہ صریح دلالت ہے اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدرِ اول میں ہوا۔ اور یہ اجماع قطعی ہے۔ اس میں انکار کو دخل نہیں۔

اہلِ سنت کو امیر معاویہؓ کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے

اویس قرنی باآں رفعتِ شان کہ بشرف صحبت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

نرسیده بمرتبۂ ادنی اصحابی نرسد شخصے از عبداللہ المبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ پرسید ایہما افضل معاویہ ام عمر بن عبد العزیز در جواب فرمود الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرۃ ۔ (مکتوبات دفتر اول ۔ مکتوب ۲۰۷)

ترجمہ:۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ باوجود اس بلندی شان کے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں نہیں پہنچ سکے ۔ اس لئے ادنیٰ درجہ کے صحابی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے ۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ سے کون افضل ہے ۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد میں حضرت معاویہ کے گھوڑے میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبد العزیز سے کئی مرتبہ افضل ہے ۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جابر نہیں تھے امام عادل تھے

وآنچہ در عبارات بعضے از فقہا لفظ جور در حق معاویہؓ واقع شدہ است وگفتہ "کان معاویۃ اماماً جائراً" مراد از جور عدم حقیت خلافت او در زمان خلافت حضرت امیر خواہد بود نہ جور یکہ مآلش فسق وضلالت است، تا باقوال اہل سنت موافق باشد ۔ مع ذالک ارباب استقامت از اتیان الفاظ موہمہ خلاف مقصود اجتناب مینمایند وزیادہ بر خطا تجویز نمے کنند کیف یکون جائراً وقد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ وفی حقوق المسلمین کما فی الصواعق ۔

(مکتوبات دفتر اول ۔ مکتوب نمبر ۲۵۱)

ترجمہ:۔ اور یہ جو بعض فقہاء کی عبارتوں میں حضرت امیر معاویہ کے حق میں

جور کا لفظ واقع ہوا ہے تو اس جور کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں، امیر معاویہ خلافت کے حق دار نہ تھے، نہ وہ جور کہ جس کا انجام کفر و ضلالت ہے۔ یہ توجیہ اس لئے ہے تاکہ عبارت اہل سنت کے عقاید کے موافق ہو جائے اور نیز استقامت والے لوگ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے کہ جن کا نتیجہ مقصود کے خلاف وہم پیدا کرتا ہو پرہیز کرتے ہیں۔ اور خطا سے زیادہ کہنا تجویز نہیں کرتے۔ اور امیر معاویہ جائر ہو بھی کیسے سکتے ہیں۔ درآنحالیکہ صحیح طور پر تحقیق ہو چکا ہے کہ امیر معاویہؓ اللہ تعالےٰ کے حقوق میں اور مخلوق کے حقوق میں امام عادل تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہؓ کے حق میں دعاء

دور احادیث نبوی بہ اسناد ثقات آمدہ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق معاویہ دعا کردہ اند و فرمودہ اند اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ وجائے دیگر در دعا فرمودہ اند۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا ودعاء آنحضرت مقبول۔ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ثقہ سندوں سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ یا اللہ اسے حساب کتاب سکھا اور عذاب سے بچا اور دوسری روایت میں یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ اسے ہادی اور مہدی بنا۔ اور معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کی دعا مستجاب و مقبول ہے۔

صحابہؓ کی باہمی لڑائیاں

و منازعات و محاربات کہ درمیان ایشاں واقع شدہ اند بر محامل نیک صرف باید

Marfat.com

کردو از ہوا و تعصب دور باید داشت۔ زیرا کہ آں مخالفات مبنی بر اجتہاد و تاویل بودہ نہ بر ہوا و ہوس چنانکہ جمہور اہل سنت برآنند۔ اما باید دانست کہ محاربان حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بر خطا بودہ اند و حق بجانب حضرت امیر بودہ لیکن چوں ایں خطا خطاء اجتہادی است از ملامت دور است و از مواخذہ مرفوع (مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ:۔ اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو صحابہ کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک محل پر محمول کرنا چاہیئے۔ اور ہوا و ہوس سے دور سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے جھگڑے تاویل و اجتہاد پر مبنی تھے نہ کہ ہوا و ہوس پر۔ اور یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ حضرت امیر (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جنگ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علیؓ کی طرف تھا لیکن چونکہ یہ خطا خطاء اجتہادی تھی اس لئے ملامت سے دور ہے اور قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل و مناقب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ حبیبۂ حبیب رب العٰلمین بودہ است و تا لبِ گور مقبولہ و منظورہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بودہ و حضرت پیغمبر مرض موت را بہ حجرۂ او بسر بردہ و در کنار او جان دادہ و در حجرۂ مطہرہ او مدفون گشتہ مع ذالک الشرف حضرت صدیقہ عالمہ و مجتہد بودہ است و پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بیان شطر دین را باو حوالہ داشتہ اند و اصحاب کرام در مشکلاتِ احکام رجوع بوے مے نمودند و حل مُغلقات از وے مے یافتند۔ ایں چنیں صدیقۂ مجتہدہ را بواسطہ مخالفت حضرت امیر مطعون ساختن و اشیائے ناشائستہ را بوے منتسب نمودن بسیار نامناسب است و دور از ایمان بہ پیغمبر است۔ حضرت امیر اگر داماد حضرت پیغمبر است و

پسر عم اوست۔ حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ اوست و حبیبہ و مقبولہ اوست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ حبیب رب العلمین کی پیاری بیوی ہیں اور لب گورتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منظور نظر اور مقبول خاطر رہی ہیں۔ مرض موت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے حجرہ میں بسر کیا۔ اور انہی کی گود میں آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کی اور انہی کے حجرۂ اقدس میں دفن ہوئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ عالمہ اور مجتہدہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا نصف حصہ ان کے حوالہ کر دیا تھا اصحاب کرام احکام کی مشکلات کے حل کے لئے ان کی خدمت میں رجوع فرمایا کرتے اور انہی سے مشکلات حل کرواتے۔ اس قسم کی صدیقہ اور مجتہدہ کو محض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخالفت رکھنے کی بنا پر مطعون کرنا اور بہت ناز یبا امور ان کی طرف منسوب کرنے کیسی نامناسب حرکت ہے بلکہ پیغمبر پر ایمان لانے سے بہت دوری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرچند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور چچا زاد بھائی ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ آنحضرت صلعم کی زوجۂ مطہرہ اور ان کی حبیبہ اور مقبولہ ہیں۔

محبت اہل بیت اہل سنت کے ایمان کا سرمایہ ہے

چگونہ عدم محبت اہل بیت در حق اہل سنت گمان بردہ شود کہ آں محبت نزد ایں بزرگواراں جزو ایمان است و سلامتی خاتمہ برسوخ آں محبت مربوط ساختہ اند۔ والد بزرگوار ایں فقیر کہ عالم بودند بعلم ظاہری و بعلم باطنی در اکثر اوقات ترغیب محبت اہل بیت فرمودند و مے فرمودند کہ ایں محبت را در سلامتی خاتمہ مدخلیتے است عظیم نیک رعایتے

آں باید نمود۔ سہ مرض موت ایشاں ایں فقیر حاضر بود چوں معاملہ ایشاں باخر رسیدہ شعور بایں عالم کم ماند فقیر دراں وقت سخن ایشاں را بیادِ ایشاں دادوازاں محبت استفسار نمود۔ دراں بے خودی فرمودند کہ غرق محبّت اہل بیت ام، شکر خدائے عزوجل دراں وقت بجا آوردہ شد، محبت اہل بیت سرمایۂ اہل سنت است۔ مخالفاں ازیں معنی غافل اند۔

(مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۳۶)

ترجمہ:۔ اس طائفہ نے اہلِ سنت کے حق میں یہ کیسے گمان کر لیا ہے کہ اہل سنت اہلِ بیت سے محبّت نہیں رکھتے۔ حالانکہ اہل بیت سے محبت رکھنی ان کے نزدیک جزو ایمان ہے اور سلامتی خاتمہ کو اسی محبت کی استواری کے ساتھ وہ وابستہ سمجھتے ہیں۔ اس فقیر کے والد بزرگوار خواجہ عبدالاحد قدّس سرہٗ جو کہ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے اکثر اوقات محبت اہل بیت کی ترغیب فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اہل بیت کی محبت کو سلامتی خاتمہ کے ساتھ عظیم تعلّق ہے۔ اس کی بڑی نگہبانی رکھنی چاہیئے حضرت والد بزرگوار کی مرض الموت میں یہ فقیر حاضر تھا۔ جب ان کا معاملہ زندگی قریب پہنچ گیا۔ اور اس عالم سے ان کا شعور کم ہو گیا۔ تو اس فقیر نے اس وقت اہل بیت کی محبّت کا معاملہ ان کو یاد دلایا اور اس محبت کے بارے میں ان سے استفسار کیا۔ اس بے خودی کے عالم میں حضرت نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبّت میں غرق ہوں۔ میں اللہ تعالےٰ کا شکر اس وقت بجا لایا۔ محبّت اہل بیت اہلِ سنت کا سرمایہ ہے مخالفین اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔

تقیہّ کی حقیقت اور اس کے مفاسد

بیعتے کہ از امیر (علیؓ) بخلفاء ثلثہ واقع شدہ بود بر تقیہ حمل مے کنند و درمیان اصحاب کرام خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام صحبت نفاق مے انگارند و در مدارات یکدیگر را مخادع

تصور مینمایند زیراکہ بزعم اینہا موافقان امیر بمخالفان او بحکم تقیۃ البتہ صحبت نفاق داشتند و خلاف آنچہ در دلہائے ایشاں بودہ بزبان ظاہر مےساختند و مخالفان نیز چوں بزعم ایشاں اعدائے امیر و اعدائے دوستان امیر بودند۔ باایشان بنفاق آشنائی میکردند و معادات را بموالات وامےنمودند۔ پس بزعم ایشاں جمیع اصحاب پیغمبر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات منافق و مخادع بودند و بظاہر خلاف آنچہ در باطن بود ظاہر مےکردند۔ پس باید کہ نزد اینہا بدترین ایں امت اصحاب کرام باشند و بدترین صحبتہا صحبت خیر البشر بود کہ ایں اخلاقِ ذمیمہ از آنجا ناشی شدہ است۔ و بدترینِ قرون قرن اصحاب باشد کہ پر از نفاق و بغض و کینہ بودہ حالانکہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ در کلام مجید خود ایشاں را رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ میفرماید اعاذنا اللہ سبحانہٗ عَنْ مُعْتَقَدِ اِتِّہِمُ السُّوء۔ ہرگاہ سابقان ایں امت را بایں اخلاق ذمیمہ متصف سازند در لاحقاں چہ خیریت خواہند یافت۔ ایں طائفہ مگر آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی را کہ در فضلِ صحبت خیر البشر و در افضلیت اصحاب کرام و در خیریت ایں امت وارد شدہ اند ندیدہ اند و یا دیدہ اند ایماں بآں ندارند۔ قرآن و حدیث بہ تبلیغ اصحابِ کرام بمارسیدہ است چوں اصحاب مطعون باشند دینے کہ از راہ ایشاں بما رسیدہ است۔ نیز مطعون خواہد بود۔ (مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۳۶)

ترجمہ:۔ شیعہ حضرات اس بیعت کو جو حضرت امیر (علی رضی اللہ عنہ) نے خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر کی تھی تقیۃ پر محمول کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے اصحاب کے درمیان منافقانہ صحبت خیال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے باہمی روادارانہ تعلقات کو مکر و فریب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے زعم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء اپنے مخالفین کے ساتھ تقیہ کے طور پر منافقانہ صحبت رکھتے تھے۔ اور جو کچھ ان کے دل میں ہوتا تھا اس کے خلاف اپنی زبانوں پر ظاہر کرتے تھے۔ ان کے زعم کے مطابق گروہ مخالفین بھی جو کہ حضرت علیؓ اور ان کے

دوستوں کے دشمن تھے محض منافقانہ تعلقات رکھتے تھے۔ یعنی دلی دشمنی کو دوستی کے لباس میں ظاہر کرتے تھے۔

پس ان لوگوں کے خیال میں اصحاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے سب منافق اور مکار تھے۔ اور جو ان کے باطن میں ہوتا تھا اس کے خلاف ظاہر کیا کرتے تھے تو گویا ان کے خیال میں اس امت کا بدترین گروہ اصحاب کرام کا گروہ تھا اور بری سے بری صحبت آنحضرت صلعم کی صحبت تھی جس صحبت نے اس قسم کے اخلاق ذمیمہ کو پیدا کیا۔ اور پھر تمام قرنوں سے بُرا قرن بھی اصحاب کرام کا قرن ہوا۔ جو سراسر نفاق و عداوت و بغض سے پُر تھا۔ حالانکہ حق تعالےٰ اپنے کلام پاک میں اس کے خلاف شہادت دیتا ہے رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ یعنی اصحاب نبی آپس میں شفیق و رحیم ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے بُرے عقیدوں سے بچائے یہ لوگ جب اس امت کے صدر اول کو اس قسم کے اخلاقِ ذمیمہ سے موصوف کرتے ہیں۔ ان کے بعد کے آنے والوں میں کیا نیکی ڈھونڈیں گے۔

Marfat.com

اسلام میں نماز کا مقام

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے متعلق اور اس کے اسرار کے متعلق سادہ سادہ الفاظ میں مکتوبات میں متعدد اور مختلف مقامات پر جو کچھ بیان کیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر دیگر بزرگواروں نے بھی بہت کچھ لکھا ہے اور ایک دوسرے سے بڑھ کر لکھا ہے۔ لیکن شیخ مجددؒ نے نماز کے بعض پہلوؤں کو جس خوبی اور حسن انداز سے بیان ہے وہ خاص انہی کا حصّہ ہے میں نے مکتوبات کے ہر سہ دفتروں میں نماز کے متعلق جو ارشادات حضرت مجددؒ کے قلم گرامی رقم سے نکلے ہوئے پائے ان کو مع ترجمہ یکجا کر دیا ہے۔ بطور خلاصہ کے عرض خدمت ہے کہ نماز ایمان کا ترازو ہے۔ اسی ترازو سے ہی انسان کے ایمان کو تولا جاتا ہے۔ اسی سے اس کے مقام کا تعین ہوتا ہے اور یہی نماز ہی اس کے اعمال کی کسوٹی ہے۔ اسی نماز سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ نماز کے وقت بندہ اور آقا کے درمیان کوئی پردہ اور واسطہ حائل نہیں ہوتا۔ بندہ خدا کے قریب ہو کر خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ ایک محب کے لئے اس سے بڑھ کر اور کس چیز میں ٹھنڈک ہوگی۔ اور ایک قلب حزیں کے لئے اور کون سی چیز زیادہ لذت بخشے گی۔ نمازی کی زندگی کیسی عمدہ اور کیسی پاکیزہ ہے۔ نمازی تمام دنیا سے اپنے تعلقات منقطع کر کے اپنے محبوب کے سامنے کھڑا ہے۔ زبان پر اسی محبوب کا ذکر ہے۔ نگاہ میں اسی کا تصور ہے۔ مقام خلوت ہے اور محبوب کے ساتھ سرگوشی ہو رہی ہے۔ اطمینان قلب

Marfat.com

سکونِ خاطر، دل کا چین، اسی نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ دورِ حاضرہ کا مسلمان اپنی منزلِ مقصود سے کس قدر دور ہٹ چکا ہے۔ اپنے مالکِ حقیقی سے اس نے تمام تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ خدا کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل، قرآن سے کچھ واسطہ نہیں۔ رسولِ امین صلعم سے کچھ ربط نہیں۔ دنیا کی ہوس اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی اس کے پیشِ نظر ہے۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی نماز کی تلقین فرمائی جس میں انشراح و اطمینان اور راحت و خوش دلی ہو۔ نمازی نماز کی حقیقت سے باخبر ہو۔ محض دکھاوے کی نماز نہ ہو۔ نماز سے اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوتے ہیں۔ بے نماز کا قلب ایک اجڑے ہوئے ویران گھر کی طرح ہے۔ یا ایک بنجر زمین کی مثل ہے۔ نماز اسلام کی اساس ہے۔ مومن کے لئے نور ہے۔ خدا ہماری نوجوان پود کو سمجھ دے اور وہ اس نکتہ کو سمجھیں۔ خدا انہیں اپنی منزل گاہ کی طرف چلائے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو مے روی بترکستان است

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے نماز عمودِ دین ہے۔

(۱) آخر بمحض فضلِ خداوندی بخاطر ریخت کہ شاید مراد از اعمالِ صالحہ ارکانِ خمسۂ اسلام باشد کہ بنائے اسلام برآں است۔ امید است کہ اگر ایں اصولِ پنجگانہ اسلام بروجہ کمال ادا یابند نجات و فلاح نقد وقت است، چہ اینہا فی حد ذاتہا اعمالِ صالحہ اند و موانع سیات و منکرات اند، آیۃ کریمہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ شاہد ایں معنی است و چوں اتیان ایں پنجگانہ اسلام میسر شد امید است کہ شکر ادا یافت و چوں شکر ادا یافت۔ از عذاب نجاتے حاصل آمد۔

Marfat.com

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ

پس در اتیانِ این پنجگانہ بجان باید کوشید، علی الخصوص در اقامت نمازہ کہ عماد دین است مہما امکن بترک ادنیٰ از آداب آں راضی نباید شد۔ اگر نماز را تمام ساخت اصل عظیم از اسلام بدست آورد و حبل متین از برائے خلاصی حاصل کرد۔ واللہ سبحانہ الموفق۔

(دفتر اول۔ مکتوب ۳۰۴)

(۲) اسرار الصلوٰۃ

بدانکہ تکبیر اولیٰ در نماز اشارت بہ استغناء کبریائی اوست تعالیٰ وتقدس از عبادت عابدان و نماز مصلّیان، و تکبیراتے کہ بعد ارکان اندر مونز و اشارتند بعدم لیاقت ادا ہر رکن از برائے عبادت جناب قدسی او تعالیٰ، در تسبیح رکوع چوں معنی تکبیر ملحوظ بودہ است۔ در آخر رکوع تکبیر گفتن نفرمودہ است بخلاف سجدتیں کہ با وجود تسبیحات آنہا در اول و آخر تکبیر گفتن فرمودہ تا کسے در وہم نیفتد کہ در سجود کہ نہایت انحطاط و انخفاض است و غایت تذلیل و انکسار حق عبادت ادا مے یابد، واز برائے دفع ایں وہم ہم در تسبیح سجود لفظ اعلیٰ اختیار افتادہ ہم تکرار تکبیر مسنون گشتہ، و چوں نماز معراج مومن است در آخر نماز کلماتیکہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در شب معراج بہ آں کلمات مشرف شدہ بود خواندن فرمود، پس مصلی را باید کہ نماز را معراج خود سازد و نہایت قرب در نماز جوید۔

قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ و مصلی چوں مناجی رب است عز شانہٗ و مشاہد عظمت و جلال اوست تعالیٰ در وقت ادائے نماز جائے آنست کہ در وے رُعبے و ہیبتے پیدا شود از برائے تسلّی او ختم نماز بتسلیمتین فرمودہ و آنچہ در حدیث نبوی آمدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

صد بار تسبیح و تحمید و تہلیل بعد از نماز فرض، در علم فقیر سرّش آنست کہ در ادائے نماز ہر چہ
از قصور و تقصیر واقع شدہ است بہ تسبیح و تکبیر تلافی آں باید نمود و اعتراف عدم لیاقت و
ناتمامی عبادت خود باید فرمود، و چوں ادائے عبادت بتوفیق او تعالیٰ میسر شدہ است۔
تحمید و شکر آں نعمت باید بجا آورد و مستحق عبادت غیر او را نباید داشت۔ امید است کہ چوں
ادائے نماز مقرون بشرائط و آداب واقع شود و بعد ازاں تلافی تقصیر و شکر نعمت بتوفیق
و نفی استحقاق عبادت از غیر او تعالیٰ از صمیم قلب بایں کلمات طیبہ نمودہ آید تا آں نماز
شایانِ قبول خداوندی جل سلطانہ گردد و صاحب آں نماز مصلی و مفلح بود۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۳۰۴)

ترجمہ:۔ آخر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دل میں آیا کہ اعمال صالحہ
سے مراد شاید اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر اسلام
کے یہ اصول پنجگانہ کامل طور پر ادا ہو جائیں۔ تو امید ہے کہ نجات و فلاح
حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ارکان اپنی ذات میں اعمال صالحہ ہیں۔ اور تمام برائیوں
اور منکرات سے روکنے والے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِنَّ
الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ یعنی نماز بے حیائی اور تمام برے
کاموں سے روکتی ہے۔

اس مطلب مذکورہ پر شاہد ہے۔

اور جب اسلام کے ان پنجگانہ ارکان کا بجا لانا میسر ہو گیا تو امید ہے
کہ شکر بھی ادا ہو گیا اور جب شکر ادا ہو گیا تو گویا عذاب سے نجات ہو گئی
مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم یعنی اگر تم اس کا شکر
ادا کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

پس ان پنجگانہ ارکان کے بجا لانے میں جان سے کوشش کرنی چاہیئے

Marfat.com

خاص کر نماز کے قائم کرنے میں جو دین کا ستون ہے۔ حتی المقدور اس کے آداب میں سے کسی ادب کے ترک کرنے پر راضی نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا۔ تو گویا اسلام کا اصل عظیم حاصل ہو گیا اور خلاصی کے واسطے حبل متین یعنی مضبوط رسی مل گئی۔ واللہ سبحانہ الموفق۔ اللہ تعالےٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستغنی اور برتر ہے اور وہ تکبیریں جو ارکان کے بعد ہیں وہ اس امر کے رموز و اشارات ہیں کہ یہ رکن جو ادا ہوا ہے حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ رکوع کی تسبیح میں چونکہ تکبیر کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے آخر رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم نہ فرمایا برخلاف دونوں سجدوں کے کہ باوجود ان کی تسبیحوں کے اول و آخر رکوع میں تکبیر کہنے کا امر کیا ہے تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سجود میں چونکہ نہایت فروتنی و پستی اور نہایت ذلت و انکسار ہے۔ اس لئے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے۔ اسی وہم کے دور کرنے کے لئے سجود کی تسبیح میں لفظ اعلیٰ کو اختیار کیا اور تکبیر کا تکرار بھی مسنون ہوا اور چونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔ اس لئے آخر نماز میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا جن کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ نماز کو اپنا معراج بنائے اور نماز ہی میں نہایت قرب حاصل کرے۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔

اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے۔ اور نمازی چونکہ اللہ تعالےٰ کے

Marfat.com

ساتھ مناجات کرتا ہے۔ اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کرکے حق تعالےٰ کا رعب و ہیبت اس پر چھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی تسلی کے واسطے نماز کو دو سلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔ اور یہ جو حدیث نبوی میں ہر فرض نماز کے بعد سو دفعہ تسبیح و تحمید اور تہلیل کا حکم ہے۔ فقیر کے علم میں اس کا بھید یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ اس کی تلافی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے ناتمام اور نالائق ہونے کا اقرار کیا جائے اور جب حق تعالےٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہو جائے تو اس نعمت کا حمد و شکر بجا لانا چاہیئے اور حق تعالےٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہیئے۔

جب نماز اس طرح شرائط و آداب کے ساتھ ادا ہو جائے اور بعد ازاں ان کلمات طیبہ کے ساتھ تقصیر و کوتاہی کی تلافی بھی کی جائے۔ توفیق الٰہی کی نعمت کا شکر بھی ادا کیا جائے اور حق تعالےٰ کے سوا کسی غیر کو مستحق عبادت بھی نہ بنایا جائے تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالےٰ کی جناب میں قبولیت کے لائق ہوگی اور وہ نمازی عذاب سے نجات پا جائے گا۔

نماز کی بلندئ شان

نیز بدانند کہ رتبۂ نماز در رنگ رتبۂ رویت است در آخرت و نہایت قرب در دنیا در نماز است و نہایت قرب در آخرت در رویت است و بدانند کہ سائر عبادات وسائل اند از برائے نماز و نماز از مقاصد است۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۱)

ترجمہ:۔ نیز آپ جانیں کہ نماز کا درجہ آخرت کے دیدار الٰہی کے درجہ کی طرح ہے۔ دنیا میں غایت درجہ کا قرب الٰہی نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت

مرتبہ کا قرب عین دیدارِ الٰہی ہی ہے اور یہ بات بھی جان لیں کہ باقی عبادات نماز ہی کی طرح بطور وسائل و ذرائع کے ہیں اور نماز خود مقصود بالذات ہے۔

نماز میں حضورِ قلب سے مراد

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ بداں ارشدک اللہ تعالیٰ تمامی صلوٰۃ و کمالات آں نزد فقیر عبارت از اتیان فرائض و واجبات و سنن و مستحبات نماز است کہ در کتب فقہیہ بتفصیل بیان یافتہ است، امر دیگر ورائے ایں امور اربعہ نیست کہ در تمامی نماز آں را دخلے باشد، خشوع نیز مندرج در ہمیں امور اربعہ است، و حضورِ قلب نیز منوط بانہا ست جمعے بعمل ایں امور کفایت ورزیدہ اند و در عمل مساہلت و مداہنت اختیار نمودہ، لاجرم از کمالاتِ نماز قلیل النصیب گشتہ اند و جمعے دیگر اہتمام بحضورِ قلب بحق سبحانہ داشتہ باعمال ادبیہ جوارح کم پرداختہ اند و اقتصار بر فرائض و سنن نمایند و ایں جماعہ نیز از حقیقت نماز آگاہ نگشتہ اند و کمال نماز را امری غیر نماز جستہ، و حضورِ قلب را از جملہ احکام نماز نہ شمردہ اند و آنچہ در خبر آمدہ است لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ تواند بود کہ مراد از حضورِ قلب باشد بایں امور اربعہ تا فتورے در اتیان امرے ازیں امور واقع نشود، و ورائے ایں حضور، حضورِ دیگر بفہم ایں فقیر نمے رسد۔

(دفتر اول۔ مکتوب ۳۰۵)

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ خدا تجھے ہدایت دے! تجھے واضح ہو کہ نماز کے کامل اور پورے طور پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض اور واجبات اور سنت و مستحب جن کی تفصیل کتب فقہ میں بیان ہو چکی ہے۔ سب کے سب ادا کئے جائیں ان چاروں کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں ہے جس کا نماز کے تمام و کامل کرنے

Marfat.com

میں دخل ہو۔ نماز کا خشوع اور حضور بھی انہی سے وابستہ ہے۔ بعض لوگ ان امور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سستی اور سہل انگاری کرتے ہیں۔ اس لئے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

بعض لوگ حق تعالےٰ کے ساتھ حضورِ قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن اعمال ادبیہ جوارح میں کم مشغول ہوتے ہیں۔ اور صرف سنتوں اور فرضوں پر کفایت کرتے ہیں یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے ڈھونڈتے ہیں کیونکہ حضورِ قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نماز حضورِ قلب کے سوا کامل نہیں ہوتی۔

ممکن ہے کہ اس حضورِ قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تاکہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں فتور واقع نہ ہو۔ اور اس حضور کے سوا اور کوئی حضور اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔

نماز بہترینِ اعمال اور فاضل ترینِ عبادات ہے

بہترینِ اعمال اور فاضل ترین عبادات اقامت صلوٰۃ است کہ عماد دین است و معراج مومن است۔ پس اہتمام تمام در ادائے آں مرعی باید داشت و احتیاط باید نمود کہ ارکان و شرائط و سنن و آداب آں کما ینبغی و یلیق ادا یابد و رعایت طمانیت و تعدیلِ ارکان بتکرار و مبالغہ نمودہ مے آید نیک محافظت نمایند کہ اکثر مردم نماز را ضائع ساختہ اند و طمانیت و تعدیل ارکان را برہم زدہ اند۔ وعیدہا در حقِ ایں جماعہ وارد شدہ اند و تہدید ہا آمدہ و چوں نماز درست شد امید عظیم از برائے نجات میسر گشت

چہ دین برپا شدہ معراج عروج با تمام رسید۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ٢٠)

ترجمہ:۔ بہترین عمل اور افضل ترین عبادت اقامتِ نماز ہے کہ دین کا ستون ہے۔ اور مومن کا معراج۔ پس اس کے ادا کرنے میں پورا اہتمام ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور کامل احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ نماز کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب کماحقہٗ ادا ہوں۔ اطمینان اور تعدیلِ ارکان کی رعایت بڑی توجہ سے کی جائے اور اس کی پوری پوری نگہبانی کی جائے کیونکہ اکثر لوگوں نے نماز کو چھوڑ دیا ہے اور اطمینان و تعدیلِ ارکان کو درہم برہم کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں کے حق میں بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اور جب نماز درست ہو گئی نجات کے لئے امیدِ عظیم حاصل ہو گئی۔ کیونکہ دین قائم ہو گیا اور بلندی کا معراج تکمیل کو پہنچ گیا۔

کلماتِ اذان سے شانِ نماز کی بزرگی کا اظہار ہے

باید دانست کہ کلماتِ اذانِ نماز ہفت است۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَيِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى عِبَادَةِ عَابِدٍ۔ كُرِّرَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ لِتَاكِيْدِ هٰذَا الْمَعْنَى الْمُهْتَمِّ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ اَيْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ تَعَالٰى مَعَ كِبْرِيَائِهٖ وَاسْتِغْنَائِهٖ عَنِ الْعِبَادَةِ لَيْسَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ اَيْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَسُوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَمُبَلِّغٌ عَنْهُ تَعَالٰى طَرِيْقَ الْعِبَادَةِ فَلَا يَكُوْنُ الْعِبَادَةُ اللَّائِقَةُ بِجَنَابِ قُدْسِهٖ اِلَّا مَا هِيَ مَاخُوْذَةٌ مِنْ جِهَةِ تَبْلِيْغِهٖ وَرِسَالَتِهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّحِيَّةُ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ۝ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۝ كَلِمَتَانِ لِطَلَبِ الْمُصَلِّيْ اِلٰى اَدَاءِ الصَّلٰوةِ الْمُؤَدِّيَةِ اِلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ـ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَيْ اَكْبَرُ مِنْ اَنْ يَّلِيْقَ بِجَنَابِ قُدْسِهٖ تَعَالٰى عِبَادَةُ اَحَدٍ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

Marfat.com

ای انہ تعالیٰ لا محالۃ ھو المستحق للعبادۃ وان لم تصدر العبادۃ من احد ما ھی اللائقۃ بجناب قدسہ تعالیٰ۔ بزرگی شان نماز از بزرگی ایں کلمات کہ موضوع از برائے اعلام نماز است باید دریافت۔ ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

اللھم اجعلنی من المصلین بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۳۰۳)

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ اذان کے سات کلمات ہیں اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر یعنی اللّٰہ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اسے کسی عابد کی عبادت کی حاجت ہو، اسی اہتمام معنیٰ کی وضاحت کے لئے یہ کلمہ چار بار دہرایا گیا ہے۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالےٰ اپنی کبریائی کے باوجود اور عبادت سے مستغنی ہونے کے باوجود وہی حق سبحانہ و تعالیٰ مستحق عبادت ہے اس کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں۔

اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰہ تعالےٰ کے رسول اور اس کی طرف سے طریق عبادت کے پہنچانے والے ہیں اور حق تعالےٰ کی بارگاہ کے لائق بھی وہی عبادت ہے جو آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کی جہت سے حاصل ہوتی ہے۔

حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح یہ دو کلمے ہیں جن کے ذریعہ نمازی کو فرض نماز کے ادا کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔

اللّٰہ اکبر یعنی کسی کی عبادت اس کی پاک جناب کے لائق نہیں ہے۔

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی وہی حق تعالےٰ عبادت کا مستحق ہے اگرچہ اس کی پاک جناب کے لائق کسی سے عبادت نہیں ہو سکتی۔ شان نماز کی بزرگی ان کلمات کی بزرگی سے جو نماز کے اعلان کے لئے شارع علیہ السلام نے وضع کئے ہیں سمجھنی چاہیئے۔ ع

بہار جیسی ہو ویسا ہی سال ہوتا ہے۔

اے اللہ بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو فلاح پانے والے نمازیوں سے بنا۔

زبان سے نماز کی نیت کہنی بدعت ہے

ونیز ہمچنیں است آنچہ علماء در نیتِ نماز مستحسن داشتہ اند کہ با وجود ارادہ قلب بزبان نیز باید گفت۔ و حال آنکہ از آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ ثابت نشدہ است نہ بروایت صحیح و نہ بروایت ضعیف۔ و نہ از اصحاب کرام و تابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چوں اقامت مے گفتند تکبیر تحریمہ مے فرمودند۔ پس نیت بزبان بدعت باشد و ایں بدعت را حسنہ گفتہ اند و ایں فقیر مے داند کہ ایں بدعت چہ جائے رفع سنّت کہ رفع فرض مے نماید، چہ در تجویز آں اکثر مردم بزبان اکتفا مے نمایند و از غفلت قلبی باک ندارند پس دریں ضمن فرضے از فرائض نماز کہ نیت قلبی باشد متروک مے گردد و بفساد نماز میر ساند۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ:۔ ایسے ہی وہ امر جو علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن سمجھا ہے کہ باوجود ارادۂ قلبی کے زبان سے بھی نیت کہنی چاہیئے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں تھا اور نہ ہی اصحاب کرام یا تابعین عظام سے کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو بلکہ

Marfat.com

جب اقامت کہتے تھے صرف تکبیر تحریمہ ہی فرماتے تھے۔ پس زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو فقہا نے حسنہ کہا ہے اور یہ فقیر جانتا ہے کہ یہ بدعت رفع سنت تو بجائے خود رہا فرض کو بھی رفع کرتی ہے۔ کیونکہ اس کی تجویز میں اکثر لوگ زبان ہی پر کفایت کرتے ہیں اور دل کی غفلت کا کچھ خوف نہیں کرتے۔ پس اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور یہ امر نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔

نماز باجماعت کی اہمیت

بعد از طہور کامل و اسباغ وضو قصد نماز کہ معراج مومن است باید فرمود و اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بے جماعت ادا نیابد بلکہ تکبیر اولیٰ با امام ترک نشود و نماز در وقت مستحب ادا یابد و در قرأۃ مراعاۃ قدر مسنون باید کرد و در رکوع و سجود از طمانیت چارہ نبود کہ فرض است یا واجب بقول مختار و در قومہ راست باید استاد بہ نہجے کہ استخوانہا بمقر خود رجوع نماید و بعد از راست ایستادن طمانیت درکار است نیز باید کرد کہ فرض است یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال و ہمچنیں در جلسہ کہ میان دو سجدہ است۔ بعد از نشستن درست اطمینان نیز درکار است چنانچہ در قومہ و اقل تسبیح رکوع و سجود سہ بار است و اکثر ش تا ہفت بار یا یازدہ علی اختلاف الاقوال و تسبیح امام باندازہ حال مقتدیاں است۔ شرم مے آید کہ کسے در حال انفراد در وقت قوت و استطاعت اقتصار بر اقل تسبیحات نماید۔ اگر نخواند پنج بار یا ہفت بار بگوید۔

(دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۶۶)

ترجمہ:۔ کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیئے جو مومن کا معراج ہے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ نماز فرض جماعت کے بغیر ادا نہ ہونے پائے

بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہ کرنی چاہیئے اور نماز کو مستحب وقت میں
ادا کرنا چاہیئے۔ قرأت میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ رکوع و سجود
میں طمانیت ضروری ہے۔ کیونکہ بقول مختار طمانیت فرض ہے یا واجب۔
قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنے اپنے
مقام پر آجائیں۔ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت
فرض ہے یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال۔ ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں
کے درمیان ہے۔ درست بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جس طرح کہ قومہ
میں۔ رکوع و سجود کی کمتر تسبیحات تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار
یا گیارہ بار ہیں۔ علی اختلاف الاقوال۔ اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے احوال کے
مطابق ہے۔ شرم کی بات ہے کہ انسان اکیلا ہونے کی حالت میں با وجود طاقت
کے اقل تسبیحات پر کفایت کرے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو پانچ یا سات بار کہے۔

احیائے سنت کا درجہ اور تعدیل ارکان

ہر کہ احیائے سنتے از سنن نماید کہ متروک العمل گشتہ است آنکس را ثواب صد شہید
است فکیف کہ احیائے فرضے از فرائض یا احیائے واجبے از واجبات نماید پس تعدیلِ
ارکان در نماز کہ نزد اکثر علماء حنفیہ واجب است و نزد امام ابو یوسف و امام شافعی
فرض است و نزد بعضے علمائے حنفیہ سنت است و پیش اکثر مردم ایں عمل متروک
گشتہ است۔ اجر احیائے ایں یک عمل زیادہ از ثواب صد شہید فی سبیل اللہ خواہد بود
و علی ہذا القیاس سائر الاحکام الشرعیۃ من الحل والحرمۃ والکراہیۃ وغیرہا۔
فرمودہ اند کہ و اپس دادن یک دانگ را بکسیکہ از آں کس بستم بے جہت شرعی گرفتہ
باشد بہتر است ازانکہ دولیست درم تصدق نماید۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۲۰۷)

Marfat.com

ترجمہ :- جو شخص سنتوں میں سے کسی ایک سنت کو جو متروک العمل ہو چکی ہو۔ زندہ کرتا ہے اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے۔ تو پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ جب کوئی فرض یا واجب کو زندہ کرے گا تو اس کو کس قدر ثواب ملے گا۔ نماز میں تعدیلِ ارکان جو اکثر علمائے حنفیہ کے نزدیک واجب اور امام یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے اور بعض علمائے حنفیہ کے نزدیک سنت۔ اکثر لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا ہے۔ اس ایک عمل کا زندہ کرنا اور جاری کرنا سو شہید فی سبیل اللہ کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔ باقی احکامِ شرعیہ از قبیل حلال و حرام و مکروہ کا بھی یہی حال ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ نیم دانگ اس شخص کو واپس دے دینا جس سے خلاف شرع ظلم سے لیا ہوا ہو وہ سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

نماز کی ہیئت، نماز کی حقیقت اور نماز کی برکات

چوں اکثر مردم دریں ایام در ادائے نماز مساہلت مے نمایند و تعدیل ارکان تقیید نمے ورزند لضرورت بیاراں دریں باب بتاکید و مبالغہ مے نولیسد استماع نمایند۔ مخبر صادق فرمودہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام دزدترین دزدان کسے است کہ از نماز خود بدزدد۔ بگفتند یا رسول اللہ۔ از نماز خود چگونہ مے دزدد، فرمود علیہ الصلوٰۃ والسلام، تمام نہ کند رکوع نماز را و نہ سجود نماز را، و نیز فرمودہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نظر نکند خدائے جل شانہ، بنماز بندہ کہ ثابت ندارد صلب خود را در رکوع و سجود خود، و نیز آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام دید مردے را کہ نماز مے گزارد و رکوع و سجود تمام نمے آرد، فرمود۔

اما تخاف لومتَ علیٰ ذٰلکَ لمتَ علیٰ غیرِ دینِ مُحمّدٍ صلعم۔ و نیز آں سرور

فرموداست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام، تمام نشود نماز یکے از شما تا بعد از رکوع تمام
نہ ایستد و صلب خود را ثابت ندارد و ہر عضو او در محل خود قرار نہ گیرد، ہمچنیں فرمودہ علیہ
وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تا درمیان سجدتین نہ نشیند و صلب خود را درست نکند و ثابت
ندارد نماز او تمام نشود۔ حضرت رسالت مآب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام یکے از نماز
گزاراں میگذشت دید کہ احکام وارکان و قومہ و جلسہ بجا نمے آرد، فرمود کہ اگر تو بریں بمیری
روزِ قیامت از امتاں من ترا نگویند۔ و در جائے دیگر فرمودہ است کہ اگر ہم بریں بمیری نہ
در دینِ محمد مردہ باشی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمودہ است کسے باشد کہ شصت سال نماز گزارد و یک
نماز او را نپذیرند، آں آنکس باشد کہ رکوع و سجود تمام بجا نیارد، گفتہ اند زید بن وہب
مردے را دید کہ نماز مے گزارد و رکوع و سجود تمام بجا نمے آرد، آں مرد را بخواند و
گفت، چند گاہ است کہ تو اینچنیں نماز مے کنی، گفت چہل سال است، گفت تو دریں
چہل سال نماز نہ کردہ۔ اگر بمیری نہ بر سنت محمد رسول اللہ صلعم بمیری۔ منقول است کہ
کہ بندۂ مومن چوں نماز میگزارد نیکو و تمام کند رکوع و سجود او را، آں نماز با بشاشت برد
و نورانی، فرشتگاں آں نماز را باسمان مے برند و نماز بر نماز گزارندہ دعا نیکو مے کنند و
مے گوید۔

حَفِظَکَ اللہُ سُبحانہٗ کَمَا حَفِظتَنِی۔

خدائے عزوجل ترا نگہدارد چنانکہ تو مرا نگاہ داشتی، و اگر نماز نیکو نگزارد آں نماز
ظلمانی بود فرشتگاں را کراہت آید و نماز را بر آسماں نبرند و نماز مر نماز گزارندہ را دعائے
بد میکند و مے گوید۔ ضَیَّعَکَ اللہُ تعالیٰ کَمَا ضَیَّعتَنِی۔ یعنی خداوند عزوجل ضائع
گرداند ترا چنانکہ تو مرا ضائع گردانیدی۔ پس نماز تمام باید گزارد و تعدیل ارکان باید نمود۔
و از رکوع و سجود و قومہ و جلسہ نیک بجا باید آورد و دیگراں را نیز بتمامی نماز دلالت باید

Marfat.com

کرد و طمانیت و تعدیل راہ باید نمود کہ اکثر مردم ازیں دولت محروم اند و ایں عمل متروک گشتہ است ۔ احیاء ایں عمل از اہم مہام اسلام است ۔ آن سرور فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کسیکہ سنت مرا احیاء نماید بعد ازاں کہ آں سنت مردہ باشد آنکس را ثواب صد شہید باشد و نیز بدانند کہ در نماز بجماعت صفہا را برابر باید کرد ہیچکس از مصلیاں پیش و پس نالیستد سعی باید نمود کہ ہمہ برابر یکدیگر باشند ۔ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اول تسویۂ صفوف میفرمود بعد ازاں تحریمہ مے بست و فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تسویۂ صفوف اقامت صلوٰۃ است ۔ ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیٔ لنا من امرنا رشدا ۔ (دفتر دوم ۔ مکتوب ۶۹)

ترجمہ :۔ چونکہ اکثر لوگ اس زمانے میں نماز کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت و تعدیل ارکان میں کوشش نہیں کرتے ۔ اس لئے اس بارہ میں بڑی تاکید اور مبالغہ سے لکھا جاتا ہے ۔ غور سے سنیں ۔

مخبر صادق محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چوروں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے ۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز سے کس طرح چوری کرتا ہے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہیں کرتا ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس شخص کی نماز کو نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا ۔ رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتا کہ اگر تو اس عادت پر مرگیا تو دین محمدی پر تیری موت نہیں ہوگی یعنی تو دین محمد صلعم کے برخلاف مرے گا ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو

Marfat.com

اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔ اسی طرح رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پشت کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا۔ اس کی نماز تمام نہیں ہوتی۔ حضرت رسالتمآب صلعم ایک نمازی کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ احکام و ارکان و قومہ و جلسہ بخوبی ادا نہیں کرتا تو فرمایا کہ اگر تو اسی پر مر گیا تو قیامت کے دن تو میری امت میں نہ اٹھے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ ایسا وہ شخص ہے جو رکوع وسجود کو بخوبی ادا نہیں کرتا۔ لکھتے ہیں کہ زید بن وہبؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع وسجود بخوبی ادا نہیں کرتا۔ اس مرد کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو کب سے اس طرح نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا۔ چالیس سال سے۔ فرمایا کہ اس چالیس سال کے عرصہ میں تیری کوئی نماز قبول نہیں ہوئی۔ اگر تو مر گیا تو نبی صلعم کی سنت پر نہ مرے گا۔

منقول ہے کہ جب بندۂ مومن نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع وسجود کو بخوبی بجا لاتا ہے اس کی نماز بشاش و نورانی ہوتی ہے۔ فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور وہ نماز اپنے نمازی پر دعا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ نماز تاریک رہتی ہے۔ فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے۔ وہ نماز اس نمازی پر بددعا کرتی ہے کہ خدا تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ پس نماز کو پوری طرح ادا کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

تعدیلِ ارکان۔ رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ اچھی طرح بجالانا چاہیئے دوسروں کو بھی کہنا چاہیئے کہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں۔ کیونکہ اکثر لوگ اس دولت سے محروم ہیں اور یہ عمل متروک ہو رہا ہے۔ اس عمل کا زندہ کرنا دین کی ضروریات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہید کا ثواب ملتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت صفوں کو برابر کرنا چاہیئے۔ نمازیوں میں سے کوئی شخص آگے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ سب ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ رسول اللہ صلعم اول صفوں کو درست کیا کرتے تھے پھر تحریمہ کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ صفوں کو درست کرنا نماز کی اقامت ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔

اے ہمارے رب ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے امر میں ہدایت عنایت کر۔

Marfat.com

ماہ رمضان المبارک کی برکات

باید دانست کہ ماہ رمضان بزرگ ست۔ عبادت نافلہ از نماز و ذکر و صدقہ و امثال آنہا کہ دریں ماہ صادر شود برابر ادائے فرض از ایام دیگر ست و ادائے فرض دریں ماہ برابر ادائے ہفتاد فرائض است در ماہہائے دیگر، کسے کہ افطار بکناند صائمے را دریں ماہ او را بہ بخشند و رقبۂ او را از آتش دوزخ آزاد سازند و مر او را مثل اجر آں صائم عطا فرمایند بے آنکہ از اجر آں صائم نقصان کنند و ہمچنیں کسیکہ در خدمت مملوک تخفیف نماید حق سبحانہٗ و تعالٰے او را بہ بخشد و آزاد گرداند از آتش دوزخ، و در ماہ رمضان آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ رہا میکردند ہر اسیر را و ہر کسے ہر چہ از ایشاں سوال میکرد میدادند۔ اگر کسے دریں ماہ بخیرات و اعمال صالحہ مُوَفَّق شد در تمام سال او را بتوفیق رفیق گردانند۔ و اگر بتفرقہ گذشت در تمام سال در تفرقہ است۔ مہما امکن ہر قدر کہ میسر شود بہ جمعیت باید کوشد و ایں ماہ را غنیمت مے باید شمرد و در ہر شبے از شبہائے ایں ماہ چندیں ہزار کس را کہ لائق دوزخ اند آزاد میسازند و دریں ماہ درہائے بہشت را میکشایند و درہائے دوزخ را مے بندند و شیاطین را زنجیر میکنند و درہائے رحمت میکشایند و تعجیلِ افطار و تاخیر تسحّر از سنن است و دریں باب آں سرور علیہ الصلوٰۃ و السلام مبالغہ مے فرمودند، و ما ناکہ در تاخیر تسحّر و تعجیل افطار عجز و احتیاجِ خود است کہ مناسب مقام بندگی ست و بخرما افطار کردن سنت ست و در وقت افطار ایں دعا میخواندند ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ

Marfat.com

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

ادائے تراویح وختم قرآن دریں ماہ از سنن مؤکدہ است و متمر نتائج کثیرہ وفقنا اللہ سبحانہ بحرمۃ حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات۔

(دفتر اول۔ مکتوب ۴۵)

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے۔ عبادت نفلی از قسم نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ جو اس مہینہ میں ادا کی جائے دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے بخش دیتے ہیں۔ اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں اور اس کو اس روزہ دار کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر کو کم کریں۔ اور ایسے ہی اگر اپنے غلاموں کی خدمت میں تخفیف کرے تو حق تعالےٰ اسے بخش دیتا ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو آزاد کر دیا کرتے تھے اور جو کچھ کوئی آپ سے مانگتا اسے دے دیتے۔

اگر کسی شخص کو اس مہینے میں خیرات کی اور اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو تمام سال تک توفیق الٰہی اس کے شامل حال رہتی ہے اور اگر یہ مہینہ پراگندگی سے گزرا تو تمام سال ہی پراگندہ گزرا۔ جہاں تک ہو سکے اس مہینہ کی جمعیت میں کوشش کرنی چاہیئے اور اس مہینہ کو غنیمت جاننا چاہیئے۔ اس مہینہ کی ہر رات میں کئی ہزار دوزخ کے لائق آدمیوں

Marfat.com

کو آزاد کرتے ہیں۔ اور اس مہینے میں بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیر ڈالے جاتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحر کو دیر سے کھانا سنت ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبالغہ کیا کرتے تھے اور شاید سحر گی میں تاخیر اور افطار میں جلدی اپنے عجز و احتیاج کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے اور کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا سنت ہے اور افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

ترجمہ:۔ پیاس دور ہو گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

تراویح کا ادا کرنا اور قرآن مجید کا ختم کرنا اس مہینے میں سنت مؤکدہ ہے اور اس سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں اپنے حبیب صلعم کی طفیل ان کاموں کی توفیق عطا کرے۔

Marfat.com

غلط تصوّف کی اصلاح اور غلط رو صوفیوں کو انتباہ

وجد و حال اور کشف کتاب و سنت پر پورا اترے تو مانو

از ترہاتِ صوفیہ چہ مے کشاید و از احوالِ ایشاں چہ مے افزاید آنجا وجد و حال را تا بمیزان شرع نسنجند بہ نیم جیتل نمے خرند۔ و کشوف و الہامات را تا بمحک کتاب و سنت نزنند بہ نیم جوے نمے پسندند، مقصود از سلوکِ طریق صوفیہ حصولِ ازدیادِ یقین است بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقتِ ایمان است و نیز حصولِ تیسیر است در ادائے احکام فقہیہ نہ امرے دیگر۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۰۷)

ترجمہ: صوفیا کی بیہودہ باتوں سے کیا حاصل ہوتا ہے اور ان کے احوال سے کیا بڑھتا ہے۔ وہاں وجد و حال کو جب تک شرع کی میزان پر نہ تول لیں نیم جیتل سے نہیں خریدتے اور کشف و الہام کو جب تک کتاب و سنت کی گھسوٹی پر نہ پرکھ لیں نیم جو کے برابر پسند نہیں کرتے۔

غیر مشروع ریاضتیں اور خلاف سنت مجاہدے

ریاضات و مجاہدات کہ بماورائے تقلید سنت اختیار کنند معتبر نیست کہ جوگیہ و براہمہ ہند و فلاسفۂ یونان دریں امر شرکت دارند و آں ریاضات در حق ایشاں جز ضلالت نمے افزاید و لغیر خسارت راہ نمے نماید۔ (دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۲۱)

ترجمہ:۔ طریقہ سنت سے ہٹ کر صوفی لوگ جو ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں

Marfat.com

ان کا کچھ وزن اور اعتبار نہیں ہے - ایسی ریاضتیں تو یونان کے فلسفی اور ہندوستان کے برہمن جوگی بھی کیا کرتے ہیں - لیکن سوائے گمراہی وخسارہ کے ان سے کیا حاصل ہوتا ہے -

بے ریشوں اور اجنبی عورتوں سے دل لگانا

از ینجا است کہ در شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ منع فرمودہ انداز نظر کردن بمیل وخواہش بحسن امارد و نساء اجنبیہ و مزخرفات دنیہ کہ ایں حسن وطراوت از مقتضیات عدم است کہ ماوائے ہر شر و فساد است - (دفتر اول - مکتوب ۲۴۴)

ترجمہ :- یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امردوں یعنی بے ریشوں اور بیگانی عورتوں کے حسن کی طرف اور دنی قسم کے زیب وزینت کی طرف رغبت وخواہش سے نظر کرنا منع فرمایا گیا ہے ، کیونکہ حسن وطراوت عدم کے تقاضوں میں سے ہیں جو کہ ہر شر اور فساد کا محل ہے -

مظاہر جمیلہ اور نغماتِ حسنہ سے لگن

پس بعضے از صوفیاء کہ بمظاہر جمیلہ و نغمات مستحسنہ گرفتار اند بہ تخیل آنکہ ایں جمال و حسن مستعار از کمالات حضرت واجب الوجود است تعالیٰ وتقدس کہ دریں مظاہر ظہور فرمودہ است وایں گرفتاری را نیک ومستحسن مے انگارند بلکہ راہ وصول تصور مے نمایند نزد ایں فقیر خلاف آں ثابت شدہ است - (دفتر اول - مکتوب ۲۴۴)

ترجمہ :- بعض صوفیا جو مظاہر جمیلہ اور عمدہ نغموں میں اس خیال سے گرفتار ہیں کہ یہ حسن وجمال حضرتِ واجب تعالیٰ کے کمالات سے مستعار ہے جو ان مظاہر میں ظاہر ہوا ہے اور اس گرفتاری اور تعلق کو نیک اور بہتر سمجھتے ہیں بلکہ

Marfat.com

وصول کی راہ سمجھے ہوئے ہیں۔ اس فقیر کو جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ سراسر اس کے خلاف ہے۔

سماع و نغمہ، وجد و تواجد، رقاصی و پاکوبی

جمِ غفیر ایں طائفہ تسکینِ اضطراب خود را از سماع و نغمہ و وجد و تواجد جستند، و مطلوب خود را در پردہ ہائے نغمہ مطالعہ نمودند۔ لاجرم رقص و رقاصی را دیدن خود گرفتند باآنکہ شنیدہ باشند لم یجعل اللّٰہ فی الحرام شفاءً بلِ الغریق یتعلق بکلِّ حشیش و حبُّ الشیءِ یُعمی ویُصِم اگر شمہ از حقیقتِ کمالات صلواتیہ برایشاں منکشف شدے ہرگز دم از سماع و نغمہ نزدندے و یاد وجد و تواجد نہ کردندے۔ ع

چوں ندیدہ حقیقت راہ افسانہ زدند

اے برادر ہر قدر فرق کہ درمیان نماز و نغمہ است ہماں قدر فرق درمیان کمالات کہ منشاء آں نماز است و کمالاتیکہ منشاء آں نغمہ است بدان العاقل تکفیہ الاشارہ۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۱)

ترجمہ:۔ اس طائفہ صوفیہ کی ایک کثیر جماعت نے اپنی قلبی بے چینی کا علاج سماع و نغمہ اور وجد و تواجد میں ڈھونڈا ہے اور اپنے مطلوب کو نغموں کے پردوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے رقص و ناچ کو انہوں نے اپنا مسلک اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت ان کے کانوں تک پہنچ چکی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی، ہاں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، کسی شئے کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تو ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ مارتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔

Marfat.com

جب حقیقت کو نہ پایا افسانہ کا راہ لیا۔ اے برادر! جس قدر نماز و نغمہ میں فرق ہے اسی قدر نماز کے مخصوصہ کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے والے کمالات میں فرق ہے۔ عاقل کو صرف اشارہ کافی ہے۔

مجلس سماع و رقص کی تعظیم حرام ہے

صوفیانِ خام ایں وقت عمل پیرانِ خود را بہانہ ساختہ سرود و رقص را دین و ملت خود گرفتہ اند و طاعت و عبادت ساختہ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وازروایات سابق معلوم شدہ است کسیکہ فعلِ حرام را مستحسن داند از زمرۂ اہلِ اسلام مے برآید و مرتد مے گردد پس خیال باید کرد کہ تعظیم مجلس سماع و رقص نمودن بلکہ آں را طاعت و عبادت دانستن چہ شناعت دارد۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود و رقص کو اپنا دین و ملت بنالیا ہے اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنالیا ہے۔ سابقہ روایات سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص فعلِ حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے تو پھر خیال کرنا چاہیئے کہ سماع و رقص کی مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اسے طاعت و عبادت شمار کرنا کیسا ہے۔

غنا و سرود کے متعلق شریعت کا اٹل حکم

آیات و احادیث و روایات فقہیہ در حرمت غنا بسیار است بحدیکہ احصائے آں متعذر است مع ذالک اگر شخصے حدیث منسوخ یا روایت شاذہ را در اباحت سرود بیارد اعتبار نباید کرد کہ ہیچ فقیہہ در ہیچ وقتے و زمانے فتویٰ باباحت سرود

نداده است و رقص و پاکوبی را مجوز نداشته۔ چنانکہ در ملتقط رسالۂ امام ہمام ضیاء الدین شامی مذکور است و عمل صوفیہ در حلّ و حرمت سند نیست ہمیں بس نیست کہ ما ایشاں را معذور داریم و ملامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہ مفوض داریم ایں جا قول امام ابوحنیفہ و امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ معتبر است نہ عمل ابی بکر شبلیؒ و ابی حسن نوریؒ۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ آیات و احادیث اور فقہی روایات غنا اور سرود کی حرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ اگر کوئی شخص منسوخ روایت یا شاذہ روایت کو سرود کے مباح ہونے کی دلیل میں پیش کرے تو وہ ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہے کسی فقیہہ نے کسی زمانے میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ اور نہ ہی رقص و پاکوبی کو جائز رکھا ہے۔ یہ حکم امام ہمام ضیاء الدین شامی کے رسالہ میں مذکور ہے۔ صوفیا کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے۔ کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور گردانتے ہیں اور ملامت نہیں کرتے۔ ان کے معاملہ کو حق سبحانہ کے حوالے کرتے ہیں۔ اس جگہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلیؒ اور ابوالحسن نوریؒ کا عمل۔

سرود و نغمہ سمِ قاتل ہے

بسرود و نغمہ رغبت نکنند و بالتذاذ آں فریفتہ نہ گردند کہ ان سمے الست عسل اندودہ و زہریست شکر آلودہ۔ (مکتوبات۔ دفتر سوم۔ مکتوب ۴۲)

ترجمہ:۔ سرود اور نغمہ کی طرف رغبت نہ کریں۔ اور اس سے لذت حاصل کرنے پر فریفتہ نہ ہوں کیونکہ وہ ایسا زہر ہے جس میں شکر یا شہد ملا ہوا ہے۔

Marfat.com

احوال واذواق غیر مشروع اسباب پر

اکابراین طریقت ہرگاہ در منع ذکر جہر ایں ہمہ مبالغہ نمایند از سماع و رقص و وجد چہ گوید۔ احوال و مواجید کہ بر اسباب نامشروعہ مترتب شوند نزد فقیر از قبیل استدراجات است چہ اہل استدراج را نیز احوال و اذواق دست مے دہد و کشف توحید و مکاشفہ معائنہ در مرایا د صور عالم بظہور مے آید۔ حکمائے یونان و جوگیہ و براہمہ ہند دریں معنی شریک اند، علامت صدق احوال موافقت علوم شرعیہ است باجتناب از ارتکاب امور مخترعہ و مشتبہ بدانند کہ سماع و رقص فی الحقیقت داخل لہو و لعب است۔ آیۂ کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ در منع شان سرود نازل شدہ است۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ جب اس طریقہ کے بزرگوار (صوفیائے ربانی) ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں جو غیر مشروع اسباب پر مترتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں۔ کیونکہ استدراج والوں کو بھی احوال واذواق حاصل ہوتے ہیں اور جہان کی تصویریں کے آئینوں میں کشف توحید اور مکاشفہ و معائنہ ان کو ظاہر ہو جاتا ہے اس میں حکمائے یونان اور ہند کے جوگی و برہمن سب برابر ہیں۔ احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علوم فقہیہ کے ساتھ ان احوال کا موافق ہوتا اور مخترعہ و مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے۔

نعت خوانی اور مولود خوانی

اندراج یافتہ بود کہ اگر چنانچہ مبالغہ در منع سماع متضمن منع مولود کہ عبارت

Marfat.com

از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است نیز بود۔ اخوی و اعزّی میر محمد نعمان و بعض یاران اینجائی کہ در واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ اند کہ ازیں معرکہ مولود بسیار راضی اند بریں ہا ترک مولود شنودن بسے مشکل است۔ مخدوما اگر وقائع را اعتبار بود و بر منامات اعتبار باشد مریداں را بہ پیراں ہیچ احتیاج نہ باشد و التزام طریقے از طرق را عبث مے افتد۔ شیطان لعین دشمنے است قوی، منتہیان از کید او ایمن نیستند و از مکر او ترساں و لرزاں از مبتدیاں و متوسطاں چہ گوید۔

(مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۲۷۳)

ترجمہ:۔ آپ کو لکھا جا چکا کہ سماع کی مخالفت کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے جس سے مراد نعتیہ قصیدوں اور غیر نعتیہ اشعار کا پڑھنا ہے لیکن برادر عزیز محمد نعمان ــــ اور بعض اس جگہ کے یار جنہوں نے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس مجلس میں مولود خوانی سے بہت خوش ہیں۔ ان پر مولود نہ سننا اور ترک کرنا بہت مشکل ہے۔

میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور خوابوں پر بھروسا ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کا لازم پکڑنا عبث ہوتا۔

شیطان لعین بڑا بھاری دشمن ہے منتہی لوگ اس کے مکر و فریب سے لرزاں و ترساں ہیں پھر خیال کرنا چاہیئے مبتدی اور متوسط کس شمار و قطار میں ہیں۔

القائے شیطانی کا ہر جگہ احتمال ہے

ہر گاہ کہ در زمانِ حیات آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در حالت یقظہ در محضر صحابہ شیطان لعین در کلام آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کلام باطل خود را

القا نماید و ہیچ کس تمیز نکند، بعد از وفات آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درحالتِ منام کہ محل تعطل حواس است وجائے التباس واشتباہ با وجود تنہائی رائی از کجا معلوم شد کہ آں واقعہ از تصرف شیطان محفوظ است واز تلبیس او مصئون، با آنکہ گویم چوں در اذہان قصائد خوانندگان ونعت خوانندگان وشنوندگان متمکن شدہ بود کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازیں عمل راضی خواہند بود۔ چنانچہ ممدوحان از مادحان راضی اند وایں معنی در متخیلہ ایشاں متنقش گشتہ تواند بود کہ در واقعہ آں صورت متخیلہ خود را دیدہ باشند بے آنکہ آں واقعہ حقیقی باشد یا تمثیل شیطانی بود۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۷۳)

ترجمہ:۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بیداری کے وقت صحابۂ کرام کی مجلس میں شیطان لعین نے اپنے کلام باطل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں ملا دیا اور کسی نے تمیز نہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خواب کی حالت میں جو حواس کے معطل وبیکار ہونے کا محل وشک وشبہ کا مقام ہے با وجود دیکھنے والے کی تنہائی کے کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ واقعہ شیطان کے تصرف اور مکروفریب سے محفوظ ومامون ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نعتیہ قصیدوں کے پڑھنے اور سننے والوں کے ذہن میں متمکن ہو چکا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے راضی ہیں۔ ٹھیک جس طرح ممدوح اپنی مدح کرنے والے سے راضی ہوتا ہے اور یہ حقیقت ان کی قوتِ متخیلہ میں متنقش ہو گئی ہو تو ہو سکتا ہے کہ واقعی اس نے اسی اپنی متخیلہ صورت کو دیکھا ہو بغیر اس کے کہ وہ واقعہ حقیقی ہو یا تمثیل شیطانی۔

Marfat.com

کشف و القائے شیطانی میں تمیز

ہیچ کس از القائے شیطانی محفوظ نیست، ہرگاہ در انبیاء متصور باشد بلکہ متحقق در اولیاء اولیٰ خواہد بود، طالب صادق چہ باشد، غایۃ ما فی الباب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات را برآں القاء متنبہ میسازند۔ و باطل را از حق جدا مے نمایند۔ آیہ کریمہ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیَاتِہٖ دال است۔ بر ایں معنیٰ، در اولیاء ایں تنبیہ لازم نیست کہ او متابع نبی است، ہرچہ مخالف نبی خواہد یافت رد خواہد کرد و باطل خواہد دانست۔ اما در صورتے کہ شریعت نبی ازاں ساکت است و باثبات و نفی آں حکم نمے کند امتیاز از باطل بطریق قطعیت دشوار است۔ چہ الہام ظنی است لیکن دریں عدم امتیاز ہیچ قصورے بہ ولایت راہ نمے یابد۔ چہ اتیان شریعت و متابعت نبی متکفل نجات دارین است و امور مسکوت عنہا زائد بر شریعت اند و ما مکلف بر امور زائدہ نیستیم، باید دانست کہ غلط کشف منحصر بر القائے شیطانی نیست ربما است کہ در متخیلہ احکام غیر صادقہ صورتے پیدا کنند کہ شیطان را در آنجا ہیچ مدخلے نباشد۔ ازیں قبیل است کہ در بعضے منامات حضرت پیغمبر را علیہ الصلوٰۃ والسلام مے بینند و بعضے احکام را اخذ مے کنند کہ فی الحقیقت خلاف ان احکام متحقق است ایں صورت القائے شیطانی متصور نیست کہ مختار علماء عدم تمثیل شیطان است بصورت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ پس دریں صورت نیست الا تصرف متخیلہ کہ غیر واقع را واقع وانمایندہ است۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۰۷)

ترجمہ:۔ کوئی شخص القائے شیطانی سے محفوظ نہیں ہے جب کہ انبیاء میں متصور بلکہ متحقق ہے تو اولیاء میں بطریق اولیٰ ہوگا تو پھر طالب صادق کس گنتی میں ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء کرام کو اس القاء شیطانی پر آگاہ کر

Marfat.com

دیا جاتا ہے اور باطل کو حق سے جدا دکھا دیتے ہیں۔ آیات قرآنی اسی مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ جو کچھ شیطان القاء کرتا ہے خدا اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے اور اولیاء میں یہ بات نہیں ہے۔ ولی نبی کے تابع ہوتا ہے جو کچھ نبی کے خلاف پائے گا اس کو رد کرے گا اور باطل جانے گا۔

لیکن ایسی صورت میں جہاں کہ نبی کی شریعت اس سے خاموش ہے اور اس کے اثبات و نفی پر حکم نہیں کرتی قطعی طور پر حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ الہام ظنی ہے لیکن اس امتیاز کے نہ ہونے میں کوئی قصور ولایت میں نہیں پایا جاتا۔ شریعت پر عملدرآمد اور نبی کا اتباع دونوں جہان کی نجات کا متکفل ہیں اور وہ امور جن سے شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے وہ شریعت پر زائد ہیں اور ہم ان زائد امور کی بجا آوری کے مکلف نہیں ہیں۔ اور جاننا چاہیئے کہ کشف کا غلط ہونا محض القائے شیطانی پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قوتِ متخیلہ میں احکام غیر صادقہ ایک صورت پیدا کر لیتے ہیں جس میں شیطان کا کچھ دخل نہیں ہوتا اسی قسم سے ہے کہ بعض لوگ خوابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور بعض ایسے احکام اخذ کرتے ہیں کہ حقیقت میں وہ شریعت کے خلاف ہیں۔ ایسی صورت میں القائے شیطانی متصور نہیں ہے۔ کیونکہ علمائے کرام کے نزدیک یہ امر مختار و طے شدہ ہے کہ شیطان حضرت خیر البشر کی کسی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔ پس ایسی صورت میں صرف قوتِ متخیلہ کا تصرف ہے کہ جس نے ایک غیر واقع امر کو واقع کر دکھایا ہے۔

اِنَّ الشَّیطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُورَتِہٖ کا مطلب

صاحب فتوحاتِ مکیہ عدم تمثل شیطان را مخصوص بصورت خاصۂ آں سرور صلی اللہ

علیہ وسلم کہ مدفون در مدینہ است مے سازد و حکم بعدم آں تمثل بہر صورتیکہ بہ بیند تجویز مے نماید و شک نیست کہ تشخیص آں صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام خصوصاً در منامات بسیار متعسر است۔ پس چگونہ شایاں اعتماد بود و اگر عدم تمثل شیطان را مخصوص بصورتِ خاصہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسازیم و بہر صورتیکہ بہ بیند عدم آں تمثل را در صورت تجویز نمائم، چنانچہ بسیارے از علماء بداں رفتہ اند، و نیز مناسب رفعت شان آں سرور است علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام۔ گوئیم کہ اخذ احکام ازاں صورت مدد یافت مرضی آں از مشکلات است۔ چہ تواند کہ دشمن لعین درمیان متوسط شدہ باشد وخلاف واقع را بالواقعہ نمودہ باشد و بندہ را در اشتباہ والتباس انداختہ عبارت واشارت خود را عبارت واشارت آں صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام گردانیدہ باشد۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۲۷۳)

ترجمہ:۔ صاحب فتوحات مکیہ فرماتے ہیں کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورتِ خاصہ کے ساتھ جو کہ مدینہ منورہ میں مدفون ہے متمثل نہیں ہوسکتا۔ اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں کہ حضور کو دیکھیں متمثل ہوسکتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس صورتِ خاص علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تشخیص خصوصاً منامات (خواب) میں بہت مشکل ہے، پھر کس طرح اعتماد کے لائق ہو اور اگر شیطان کے متمثل نہ ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مخصوصہ کے ساتھ مخصوص کریں اور ہر صورت میں کہ دیکھیں عدم تمثیل کو تجویز نہ کریں۔ جیسا کہ بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں تو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندیٔ شان کے نہایت مناسب ہے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں احکام کا اخذ کرنا اور مرضی کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دشمن لعین درمیان آ گیا ہو اور

Marfat.com

خلافِ واقعہ کو واقعہ کی صورت ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو اور اپنی عبارت و اشارات کو آنحضرت صلعم کی عبارت و اشارات کر دکھایا ہو۔

صوفیاءِ وقت کی خدمت میں سنت پر چلنے کی اپیل

صوفیاء وقت نیز اگر بر سرِ انصاف بیایند و ضعفِ اسلام و افشائے کذب ملاحظہ کنند باید کہ ماورائے سنت تقلید پیران خود نکنند و امور مخترعہ را بہبانہ عمل شیوخ دیدن خود نگیرند۔ اتباعِ سنت البتہ منجی است و مثمر خیرات و برکات و در تقلید غیر سنت خطر در خطر است۔ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۲۳)

ترجمہ:۔ صوفیائے وقت اگر انصاف سے کام لیں اور ضعفِ اسلام اور کذب کے شیوع کا ملاحظہ کریں تو انہیں یہی مناسب ہے کہ صرف سنتِ نبوی کا اتباع کریں اور اس کے ماوراء اپنے پیروں کی روش کی پیروی نہ کریں اور نہ ہی خود ساختہ امور کو اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ بنا کر اپنی عادت بنا دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع بالیقین نجات دینے والا اور برکات و خیرات کا پھل دینے والا ہے۔

غیر مسنونہ امور کی تقلید خطرہ در خطرہ ہے رسول پر صرف پہنچا دینا ہے اور بس۔

طریقۂ نقشبندیہ اور اتباعِ سنت لازم و ملزوم ہیں

در میان طرق صوفیہ اختیار کردن طریقۂ عالیہ نقشبندیہ اولیٰ و انسب است چہ ایں بزرگواران التزام متابعت سنت نمودہ اند و اجتناب از بدعت فرمودہ

Marfat.com

لہذا اگر دولتِ متابعت دارند و از احوال ہیچ ندارد خورسند اند و اگر باوجود احوال در متابعت فتورے دانند آن احوال را نمے پسندند، ازینجا است کہ سماع و رقص را تجویز نکردہ اند و احوالیکہ براں مترتب شود اعتبار ننمودہ بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند و ثمرائیکہ برآں مرتب شود التفات بآں ننمودہ۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶)

ترجمہ:۔ اور طرق صوفیہ میں سے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا مناسب اور بہتر ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو اور احوال کچھ بھی نہ ہوں تو خوش ہیں اور اگر احوال کے باوجود متابعت میں فتور جانیں تو احوال کو پسند نہیں کرتے اسی لئے ان بزرگوں نے سماع و رقص کو جائز نہیں رکھا اور ان احوال کا جو ان پر مرتب ہوں کچھ اعتبار نہیں کیا۔ بلکہ ذکر جہر سے بھی اسے بدعت سمجھ کر منع کیا ہے اور جو فوائد اور ثمرات اس پر مرتب ہوتے ہیں، ان کی طرف کچھ التفات نہیں کی۔

نقشبندی مشائخ کا مسلک

پیرانِ ما را حق سبحانہٗ تعالےٰ از ما جزائے خیر دہاد کہ ما پس ماندگان را باتیان امور مبتدعہ را دلالت نکردند و بہ تقلید خود یا در ظلمتِ مہلکہ نینداختند و جز بہ متابعت سنت راہ ننمودند و غیر از اتباعِ صاحبِ شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و غیر از عمل لعزیمت ہدایت نفرمودند لاجرم کارخانۂ ایں بزرگواراں بلند آمد و پیش طاق وصولِ ایشاں مرتفع گشت رایشانندکہ سماع و رقص را پشت پا زدہ و وجد و تواجد را بہ انگشتِ شہادت دو نیم ساختہ۔ (دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۲۳)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ہمارے پیروں کو اللہ تعالےٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنے تابعداروں کو اعمالِ بدعت بجالانے کی ہدایت نہیں کی۔ اور اپنی تقلید سے ہلاکت میں ڈالنے والے اندھیروں میں نہیں ڈالا۔ اور ماسوائے متابعتِ سنّت اور کسی راستہ کی راہنمائی نہیں کی۔ اور نہ ہی صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور امورِ عزیمت پر عمل کرنے کے سوا اور کچھ ہدایت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کا کارخانہ بہت اونچا ہو گیا۔ اور ان کے وصول کا ایوان بلندی پر پہنچ گیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سماع اور رقص پر پشت پا ماردی اور وجد و تواجد کو انگشتِ شہادت سے دو پارہ کر دیا۔

اکابرِ نقشبندیہ کا قرآن و حدیث سے لگاؤ

اکابرِ نقشبندیہ بترہات صوفیہ مغرور و مفتوں نمے گیرند و از نص بہ فص نمے گرایند و از فتوحاتِ مدنیہ بہ فتوحاتِ مکیہ التفات نمے نمایند۔ (دفتر اول مکتوب ۲۲۳)

ترجمہ:۔ اکابرِ نقشبندیہ صوفیہ کی سکریہ باتوں پر مغرور و مفتوں نہیں ہوتے کتاب اللہ اور کتابِ رسول کو چھوڑ کر کتاب فصوص الحکم کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور رسولِ پاک صلعم کی حدیثِ پاک سے نگاہ ہٹا کر فتوحاتِ مکیہ کی جانب التفات نہیں کرتے۔

خصائص طریقۂ نقشبندیہ

وازجملہ خصائص ایں طریقۂ علیۂ نقشبندیہ آں است کہ اکابرِ ایں طریقۂ علیہ احوال و مواجید را تابع احکامِ شرعیہ ساختہ اند و اذواق و معارف را خادمِ علوم

Marfat.com

دینیہ دانستہ، جواہر نفیسِ شرعیہ را در رنگِ طفلاں بجوز و مویز وجد و حال عوض نمیگیرند و بہ ترہاتِ صوفیہ مغرور و مفتوں نمے شوند۔ احوالیکہ بارتکاب محظوراتِ شرعیہ و خلافِ سنّتِ سنّیہ حاصل شود۔ قبول ندارند و نخواہند۔ ازینجا است کہ سماع و رقص را تجویز نمے نمایند و بذکرِ جہر اقبال نمے فرمایند، حالِ ایشاں بر دوام است و وقتِ ایشاں بر استمرار۔ (مکتوبات۔ دفترِ اول۔ مکتوب ۲۲۱)

ترجمہ :۔ طریقہ علیہ نقشبندیہ کے خصائص میں سے ایک چیز یہ ہے کہ اس طریقہ کے بزرگوں نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور احوال اور معارف کو احکام دینیہ کا خادم بنایا ہے۔

احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور صوفیوں کی بیہودہ باتوں پر مغرور و مفتوں نہیں ہوتے اور ان کے ان حالات کو جو شرعی ممنوعات اور سنّتِ سنّیہ کے خلاف اختیار کرنے سے حاصل ہوں قبول نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماع و رقص کو پسند نہیں کرتے اور ذکرِ جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا موقف دائمی اور ان کی حالت استمراری ہے۔

ایک حدیث قدسی کا مطلب

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ۔

ایں معاملہ ورائے طور و فکر است زنہار ازیں جا حلول و تمکن فہم نکنی کہ آں کفر و زندقہ است۔ (دفترِ دوم۔ مکتوب ۲۱)

ترجمہ :۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں میں نہ زمین میں سما سکتا ہوں

Marfat.com

نہ آسمان میں۔ میں صرف مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ یہ معاملہ (حدیث کا مطلب) نظر و فکر کے طور سے وراء الوراء ہے۔ حدیث کے مفہوم سے کہیں حلول و تمکین نہ سمجھ لینا کہ یہ کفر و زندقہ ہے۔

شیخ بایزید بسطامی کا نعرۂ سکریہ اور اس کا مطلب

دریں مقام شیخ بسطام مے گوید لِوَائِی اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم از غلبۂ سکر نمے داند کہ ارفعیت لوائے او نہ از لوائے محمد است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ از انموذجے لوائے اوست کہ در ضمن حقیقت اسم او مشہود گشتہ است۔ ازیں قبیل است آنچہ او گفتہ از وسعت قلب خود کہ اگر عرش و ما فیہ در زاویۂ قلب عارف بنہند ہیچ محسوس نشود، ایں جا نیز اشتباہ انموذج بحقیقت است والا عرش کہ حضرتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ او را عظیم مے فرماید قلب عارف را در جنب او چہ اعتبار و چہ مقدار، ظہوریکہ در عرش است عشر عشیر ازاں قلب نیست اگرچہ قلب عارف باشد۔ (مکتوبات، دفتر دوم۔ مکتوب ۲۲۰)

ترجمہ۔ اس مقام پر شیخ بسطام قدس سرہ نے فرمایا۔ میرا جھنڈا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جھنڈے سے زیادہ بلند ہے۔ غلبہ سکر کی وجہ سے ہے، نہیں جانتا کہ اس کے جھنڈے کی بلندی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے سے زیادہ نہیں ہے، بلکہ ان کے جھنڈے کے نمونے سے ہے جو ان کے اسم کی حقیقت کے ضمن میں مشہود ہوا۔ اور اسی قبیل سے وہ بات ہے جو انہوں نے اپنے قلب کی وسعت کے بارے میں کہی۔ کہ اگر عرش و ما فیہا کو عارف کے قلب کے گوشہ میں رکھ دیں تو کچھ محسوس نہ ہو۔ یہاں

Marfat.com

بھی نمونہ کا حقیقت سے اشتباہ ہے۔ ورنہ عرش کے مقابلہ میں
جیسے حق تعالےٰ عظیم فرماتا ہے۔ عارف کے قلب کا کیا اعتبار و مقدار
وہ ظہور جو عرش کو حاصل ہے اس کا یک صد حصّہ بھی قلب کو حاصل
نہیں ہے اگرچہ عارف کا ہی قلب کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

وحدت الوجودی نظریات کی تردید

شیخ اکبر سے تعارف

شیخ محی الدین ابن عربی کا نام محمد بن علی بن محمد الحاتمی الطائی ؒ ہے۔ ابن عربی کو بغیر الف لام کے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ قاضی القضاۃ اشبیلیہ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی ؒ المتوفی سنہ ۵۴۳ھ سے تشابہ پیدا نہ ہو۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۵۶۰ھ کو پیر کے دن اندلس کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔

ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ جلد اول صفحہ ۱۵۴ پر اپنا ایک واقعہ خود بیان کیا ہے کہ جب وہ ایک دن قرطبہ میں قاضی ابوالولید بن رشد المتوفی سنہ ۵۹۵ھ کے پاس پہنچے تو اس نے اٹھ کر استقبال کیا اور گلے لگایا۔

ابن عربیؒ نے سنہ ۵۹۰ھ میں مشرق کا سفر کیا۔ دمشق سے بیت المقدس گئے۔ اور وہاں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہنچے۔ پھر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ سنہ ۵۹۸ھ میں دوبارہ اشبیلیہ سے روانہ ہوئے۔ پہلے مکہ پہنچے، پھر بغداد، موصل، حلب و قونیہ کی سیر کی۔ سنہ ۶۰۱ھ میں بغداد اور موصل میں اساتذہ وقت سے علمِ حدیث کی سماعت کی۔ سنہ ۶۰۸ھ میں وہ پھر بغداد نظر آتے ہیں۔ سنہ ۶۲۰ھ میں بالآخر وہ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے۔ انہوں نے اپنی کتاب فصوص الحکم سنہ ۶۲۷ھ میں تصنیف کی اور فتوحاتِ مکیہ کی سنہ ۶۳۶ھ میں تکمیل ہوئی۔

وحدت الوجودیوں کے ہاں رازِ تخلیقِ عالم

شیخ اکبر یعنی محی الدین ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ قبل تخلیقِ کائنات موجودِ حقیقی صرف

Marfat.com

ذاتِ حق تھی۔ ـــــــــ اس ذات کے دو مرتبے تھے، ایک ذات مع اسماء وصفات کے، دوسرا ان اسماء و صفات کے علم کا مرتبہ، یعنی تمام کائناتِ وجوبیہ و امکانیہ کا علم تفصیلی۔ ان کی اصطلاح میں اس علمِ تفصیلی کو اعیانِ ثابتہ یا معلوماتِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اور یہی ممکناتِ صُوَرِ علمیہ اور صُوَرِ معقولہ ہیں، جن کا حسّی عالم میں وجود نہیں ہے۔

یہ صُوَرِ علمیہ عدم محض نہیں ہیں۔ مرتبہ علم میں اپنے ساتھ امتیاز رکھتی ہیں اور بالاستعداد ہیں، خدا تعالیٰ کے اسماء و صفات کے انعکاس سے ان کو وجودِ خارجی نصیب ہوتا ہے۔

وجودِ مطلق، مراتبِ وجود اور ظہورِ کثرت

تنزّلات خمسہ سے پہلے اس ذات کو مرتبہ لاتعیّن حاصل ہے اس مرتبہ میں اس ذات کو ذاتِ بحت اور ذاتِ احدیت کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں وہ ذات لاتعیّن ہے۔ بے نام و نشان، تعیّنات حسّی سے منزّہ و مبرّا، بے مثل و بے چوں، پھر یہی ذات مختلف تجلیات و شیونات کا لباس پہن کر مراتبِ خمسہ سے گزرتی ہوئی وجود کے ظاہر آئینے میں جلوہ گر ہوتی اور عالم ممکنات میں ظہور فرماتی ہے۔

تعیّنِ اوّل

تعیّن اول کو وحدت یا حقیقتِ محمدیہ کہتے ہیں۔ یہ تعیّن یعنی حقیقتِ محمدیہ ذاتِ الٰہی اور مظاہر کونیہ کے درمیان واسطۂ خلق اور حلقۂ اتّصال ہے۔ افلاطونی فلسفہ میں یہ درجہ عقلِ اوّل اور مسیحی فلسفہ میں مسیح کے قائم مقام ہے، یہ مرتبہ تمام مراتب کا جامع اور کل ممکنات کا مدار ہے۔ اس مرتبہ میں ذاتِ احدیت مجمل طور پر اپنے اندر صفات کی قابلیت کا شعور رکھتی ہے۔ جملہ مخلوقات و موجودات کا مادہ یہی مرتبہ ہے اور یہی مرتبہ ذاتِ احدیت کا مظہرِ حقیقی ہے۔ اسی مرتبہ تنزّل میں اللہ تعالیٰ کی صفات اجمالیہ کا ظہور ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اس مرتبہ کو عالمِ لاہوت بھی کہتے ہیں۔

تعیّنِ ثانی

تعیّنِ ثانی کو واحدیّت کا نام دیا ہے۔ اس مرتبہ میں ذاتِ الٰہی کی صفات کا تفصیلی ظہور ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو عالمِ جبروت بھی کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں وہ ذات اپنے اسماء وصفات اور معلومات کو جملہ تفصیلات اور باہمی امتیازکت کے ساتھ جانتی ہے۔

اوپر کے تینوں مراتب یعنی احدیّت، وحدیّت اور واحدیّت مراتبِ الٰہیہ کہلاتے ہیں۔ گویا مرتبہ احدیت مطلق ہے، مرتبۂ وحدیت مجمل اور مرتبۂ واحدیت مفصّل ہے۔

مرتبہ وحدیت اور واحدیت دونوں مراتب غیر زمانی ہیں اور ان میں ذات و صفات کا فرق بھی صرف علمی اور ذہنی ہے اور یہ دونوں مراتب جملہ ممکنات کے حقائق ہیں۔ الٰہی حقائق ممکنات کا دوسرا نام اعیانِ ثابتہ ہے۔

ابنِ عربی کی اصطلاح میں اعیانِ ثابتہ علمِ الٰہی کے تعیّنات ہیں جو حق تعالےٰ کے علم میں ثابت ہیں۔ ان کو وجودِ خارجی نصیب نہیں ہوتا۔ ثبوتِ علمی رکھتے ہیں۔

تعیّنِ ثالث

اس مرتبہ کا نام عالمِ ارواح یا عالمِ ملکوت ہے۔ تعیّنِ ثانی یعنی وحدت بصورت روح یا ارواح نزول کرتی ہے اور اپنے آپ کو بہت سی ارواح میں تقسیم کر دیتی ہے۔

تعیّنِ رابع

اس مرتبہ کا نام تنزلِ مثالی ہے جس سے عالمِ مثال ظہور میں آتا ہے۔ عالمِ مثال عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کے درمیان تعلق پیدا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ عالمِ

Marfat.com

ارواح بوجہ غایت لطافت کے عالمِ اجسام سے جس میں غایت کثافت ہے مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے درمیان عالمِ مثال ایک برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔
عالمِ مثال میں ہر چیز کی ایک مثال اور صورت ہوتی ہے اور یہ مثالی صورت اس ظاہری اور جسدی صورت سے زیادہ لطیف ہوتی ہے یہ مثالی صورت مُدرک اور باخبر ہوتی ہے۔

تعیّن خامس

یعنی تنزّل کا پانچواں مرتبہ۔ اس مرتبہ کو عالمِ ناسوت کہتے ہیں۔ یہ عالمِ اجسام کے ظہور کے مرتبہ کا نام ہے۔ یہی ظاہر دنیا ہے جو ذات احدیت اور مرتبہ لاتعین سے تنزّلاتِ خمسہ کے ذریعہ وجود کے ظاہر آئینہ میں جلوہ گر ہوئی۔
ان تعیّناتِ خمسہ کے بعد سب سے آخری اور سب سے کامل تعیّن عالمِ انسان ہے۔

تعیّن سادس

یہ عالمِ انسان ہے۔ اس مرتبہ کو شیخ اکبرؒ مرتبۂ کونِ جامع نام دیتے ہیں۔ عالمِ ناسوت میں سب سے آخر انسان پیدا ہوا۔ انسان سے مراد حقیقتِ انسانیہ ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات متجلی ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے جمال کا آئینہ بنایا۔ اسی وجہ سے انسان مستحقِ خلافت ہے۔ اور اسی وجہ سے ملائکہ پر اسے فضیلت حاصل ہوئی۔
اب یہ کل چھ ظہور ہو گئے۔ ان چھ ظہور کو تنزّلاتِ ستّہ کہتے ہیں اور تعیّنات یا مراتبِ ستّہ بھی نام دیتے ہیں۔ مرتبہ ذاتِ حق یا ذات بحت اس کے علاوہ ہے۔ مرتبہ ذاتِ حق سمیت اوّل کے تین مراتب، مراتبِ الٰہیہ ہیں۔ اور باقی تین مراتب، مراتب کونیہ ہیں۔

Marfat.com

انسان کامل

افرادِ انسانیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس مظہرِ اتم ہے۔ اسی لئے آپ سید الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔ انسان کامل وہ انسان ہے جس میں کمالِ الٰہی کے کل معانی متحقق ہوں اور جمیع صفاتِ الٰہی نے اس میں ظہور کیا ہو۔ ان معنوں میں انسان کامل کے زمرہ میں صرف انبیاء و اولیاء ہیں۔ اور اس سے انبیاء و اولیاء کا تشخص مراد نہیں۔ بلکہ ان کے حقائق مراد ہیں۔ ان جملہ انبیاء و اولیاء کے حقائق کی سردار حقیقتِ محمدیہ ہے۔ شیخ اکبر کے نزدیک اسی حقیقتِ محمدیہ کا نام کلمہ محمدیہ یا النور المحمدی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ذاتِ محمدی اور حقیقتِ محمدی بالکل دو جداگانہ حقائق ہیں۔

محی الدین ابن عربی کے نزدیک توحید کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے سوا اور کوئی چیز عالم میں موجود نہیں ہے۔ یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے سب خدا ہی ہے۔ اس کو ہمہ اوست بھی کہتے ہیں۔ تمام عالم اسی ہستیٔ مطلق کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں اور تعدّد جو محسوس ہوتا ہے وہ اعتباری ہے۔ وہ ایک ہی ذات ہر اسم کی مسمی، ہر مظہر کی اصل اور ہر تعین کی حقیقت ہے، کوئی غیر نہیں۔ ہر جگہ اسی کا ظہور ہے۔ ہر وجود کے ساتھ خواہ وہ ذہنی ہو یا خارجی، خدا کا وجود ظاہر ہے۔ کیونکہ وجود تو اسی کا ہے۔ دوسرے کا نہیں۔

کائنات کی ساری جلوہ آرائیاں اسی جمیل مطلق کا پرتو ہیں۔ دنیا میں اگر کوئی دانا ہے تو اس پر اسی کی ذات کا پرتو ہے۔ اگر کوئی بینا ہے اسی کے عکس کی تجلی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی کمالات اور معاف سمجھے جاتے ہیں۔ سب اسی کے مظاہر و اظلال ہیں اسی کل اور مطلق نے اوجِ کلیت و اطلاق سے تنزل کر کے اپنی تجلیات کو جزئیت و تقید میں رونما کیا ہے۔ وحدت میں کثرت کی نزکتانہ حقیقت میں عین مجازہ ذات سے صفات، صفات سے افعال، کمال سے نقصان، نقصان سے کمال، مسمّی سے اسم، روح سے جسم

Marfat.com

بلندی سے لیتی، پستی سے ہستی، یہ سب کچھ اسی وجودِ مطلق کی نمائش ہے۔

رہِ عقل جُز پیچ در پیچ نیست

برِ عارفاں جز خدا ہیچ نیست

انسان اور خدا کے مابین نسبت کے متعلق شیخ اکبر یہ فرماتے ہیں کہ یہ نسبت سریان الذات یا قرب کی ہے۔ حقیقتاً قرب کے معنی جیسا کہ قرآن کی آیت سے ظاہر ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں) اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ خدا خود بندہ کے اعضاء و جوارح کی حقیقت ہے۔ نیز ذیل کی روایت خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (خداوند تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا) اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان میں خدا کی تمام صفات موجود ہیں اور درحقیقت یہ اس کی صفات ہیں جن میں انسان کا ظہور ہوا ہے۔ یعنی وہ صفات مجسم ہو کر انسان میں موجود ہیں اور جیسا کہ کہا جاتا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کہ جس نے اپنے نفس کو جان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خودی کی معرفت خدا کی معرفت ہے۔

شیخ اکبرؒ نے ذیل کی روایت بیان کر کے سمجھایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پہلے درجۂ تنزیہہ میں تھی پھر اس نے کس طرح درجۂ تشبیہہ میں نزول فرمایا۔

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ

ترجمہ:۔ میں پردہ تنزیہہ میں ایک گنج مخفی تھا۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے خلقت کو پیدا کیا تاکہ اس عالمِ امکان میں اپنے آپ کو ظاہر کروں۔

اس روایت نے خالق کے ظہورِ خلق کی اور درجۂ تنزیہہ سے درجۂ تشبیہہ میں نزول کی کیفیت سمجھائی ہے۔

Marfat.com

شیخ محی الدینؒ المعروف شیخ اکبر کے نزدیک جب تک ذاتِ باری تعالےٰ مرتبۂ احدیت میں ہے وہ ذات منزّہ ہے اور اس درجہ میں اسے شانِ تنزیہہ حاصل ہے لیکن وہ ذات جس وقت تجلّی کے ذریعہ ظہور فرماتی ہے تو اس وقت وہ صورتِ تشبیہہ میں تجلّی فرماتی ہے۔ کیونکہ صورت یا تعیّن کے بغیر ظہور ناممکن ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کی ذات تنزیہہ اور تشبیہہ دونوں کی جامع ہے۔

شیخ محی الدینؒ نے وحدت الوجودی تصوف کو باقاعدہ قرآن و حدیث کے حوالوں سے اسلام کا مسلّمہ عقیدہ ثابت کیا۔ اور اپنی کتاب فصوص الحکم میں ذاتِ منزّہ حق تعالےٰ کا مرتبۂ احدیت سے مرتبۂ انسان تک تنزلات کا بیان نہایت جامعیت اور تفصیل سے کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف نے اپنا رنگ بدل لیا۔ تصوف کے اندر وحدت الوجودیت داخل ہو گئی پھر آہستہ آہستہ حلول و اتحاد کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ ظاہر و باطن کی حد بندی شروع ہو گئی شریعت کے سقوط اور احکامِ شریعت سے استغنا کا دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف رموز و اسرار اور معرفت کے بھیدوں کو فروغ ہوا۔ اہلِ سلوک اور اہلِ تصوف نے عمل پر زور دینے کی بجائے مختلف الٰہی مسائل کی فلسفیانہ تعبیر پر زور دیا۔ اہلِ سلوک حقیقتِ انسانیہ، عروج الی اللہ، حقیقتِ محمدیہ، قرب و حضور وغیرہ اسرار کی طلب و جستجو کے درپے ہوئے اور نفس کی وجدانی کیفیتوں سے گزر کر حقائق نفس الامریہ علیٰ ما ھی علیہ کی تحقیق پر کمربستہ ہوئے۔

شیخ محی الدینؒ اور ان کے شاگردوں کی طفیل محقق طوسی، فارابی، ابنِ سینا اور ابنِ رشد جیسے فلسفیوں کی اصطلاحات اس تصوف نے اپنے اندر جذب کر لیں۔ بڑی بڑی خانقاہیں اور ادارے اس تصوف کے علمبردار بن گئے۔ بڑے بڑے نامی علماء اور محققین تک اس وحدت الوجودی تصوف کے اثر سے بچ نہ سکے۔ ایران کے شعراء نے اس فلسفۂ تصوف کو اپنی شاعری کے قالب میں ڈھالا اور فلسفۂ وحدت الوجود کو مختلف پیرایوں اور اشعار کے ذریعہ بیان کیا۔ غرضیکہ اب تصوف سے مراد یہی وحدت الوجودی

Marfat.com

تصوف اور صوفی سے مراد وحدت الوجودی صوفی سمجھا جانے لگا۔

شیخ محی الدینؒ نے قرآن مجید کی ایک نئے انداز سے وتیلہ کے سامنے تفسیر پیش کی۔ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ لِکُلِّ اٰیَۃٍ ظَاہِرًا وَبَاطِنًا وَحَدًّا وَمَطْلَعًا اِلٰی سَبْعَۃِ اَبْطُنٍ

ترجمہ:۔ یعنی ہر ایک آیت کے لئے ظاہر و باطن و حد ہے سات باطنوں تک

شیخ نے اپنی شخصیت اور علم و فضل کے زور سے عقیدہ وحدت الوجود کو اسلامی دنیا کا ایک جزو لاینفک بنا دیا۔ سوءِ اتفاق سے مسلمان صوفیوں میں جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں مصری اور شامی عیسائیوں کے اثرات کی وجہ سے غیر اسلامی تصوف کے کچھ ایسے عوامل کارفرمائی کر چکے تھے جن کی بدولت عقیدہ وحدت الوجود کو مسلمانوں میں بہت آسانی سے قبولِ عام کی سند حاصل ہو گئی۔

فنا فی اللہ کا عقیدہ پہلے سے موجود تھا، مصر و شام، عراق اور ایران میں لوگوں نے نہایت گرمجوشی سے شیخ اکبر کی تعلیمات کا استقبال کیا۔ بالخصوص ایرانی شعراء نے اپنا سارا زورِ کلام شیخ اکبر کے خیالات کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔

اس ضروری تمہید کے بعد شیخ مجددؒ کے مکتوبات کی وہ عبارتیں جن میں انہوں نے وجودی تصوف کے بعض غلط نظریات کی تردید کی ہے۔ درج کرتا ہوں۔

ولایت کو نبوت سے افضل کہنا

وجودی تصوّف کا ایک نظریہ یہ ہے کہ ولایت اور نبوت دونوں باعتبار ایک ہی چیز ہیں۔ بلکہ بعض نے ولایت کو نبوت پر افضلیت دی ہے۔ حضرت شیخ مجددؒ نے اہلِ وجود کے اس نظریہ کا رد فرمایا۔

دریائے محیط را نسبتے است بقطرہ۔ درا ینجا آں نسبت ہم منقود است۔ مگر آنکہ گیم

نسبت مقام نبوت بمقام ولایت ہمچوں نسبت غیر متناہی است بہ متناہی ۔ سبحان اللہ جاہلے ازیں سیر میگوید۔

اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

دیگر از عدم آگاہی ایں معاملہ در توجیہہ ے گوید۔

وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ

کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ۔ (مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ:۔ دریائے محیط قطرہ سے کچھ نسبت رکھتا ہے ۔ اس مقام پر وہ نسبت بھی مفقود ہے ۔ مگر ہم یہی کہیں گے ۔ کہ مقام نبوت اور مقام ولایت کی باہمی نسبت ایسی ہے جیسی غیر متناہی کی نسبت متناہی کے ساتھ ہے ۔ سبحان اللہ! کچھ جاہل نے اس سلسلہ میں کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اصل حقیقت سے بے خبری کی وجہ سے اس عبارت کی یہ توجیہہ کرتا ہے کہ نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے سو یہ کیسا خطرناک کلمہ ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔

دوسرے مقام پر اس کا یوں رد فرماتے ہیں:۔

وآنکہ گفتہ اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ از ارباب سکر است واز اولیاء غیر مرجوع کہ نصیب وافر از کمالات نبوت ندارد۔ (مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے ۔ وہ ارباب سکر اور اولیائے غیر مرجوع میں سے ہیں جن کو کمالات نبوت سے زیادہ حصہ نہیں ملا۔

ولایت را از نبوت افضل گفتن وسکر را بہ صحو ترجیح دادن در رنگ آنست کہ کسے کفر را بر اسلام ترجیح دہد وجہل را از علم بہتر داند ۔ زیرا کہ کفر وجہل مناسب مقام ولایت است واسلام ومعرفت مناسب مرتبۂ نبوت ۔ (مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۲۶۸)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ولایت کو نبوت سے افضل کہنا اور سکر کو صحو پر ترجیح دینا ایسا حکم رکھتا ہے جیسا کوئی کفر کو اسلام پر ترجیح دے اور جہل کو علم سے بہتر جانے۔ کیونکہ کفر و جہل مقام ولایت کے مناسب ہے اور اسلام و معرفت مرتبۂ نبوت سے مناسبت رکھتا ہے۔

فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی حقیقت

وحدت الوجودیوں کے ہاں فنا و بقا وجودی ہے کہ صوفی ان تمام مقامات و منازل روحانی کو طے کرکے جو بندے اور خدا کے درمیان حائل ہیں، خدا کی ذات تک رسائی حاصل کرکے اپنے آپ کو خدا کی ذات میں فنا کر دے اور اس کی ذات میں فنا ہونے کے لئے ان تمام حجابات اور پردوں کو ہٹا دے جو روح انسانی اور خدا کی راہ میں حائل ہیں۔ اس مقام کا نام ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ۔ حضرت مجدد اہل وجود کے فنا و بقا کے نظریہ کا رد کرتے ہیں۔ اور فنا و بقا کے صحیح معنی بتلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

ومقصود از فنا و بقا کہ ولایت عبارت از تحصیل این دو امت است ہمیں یقین است وبس ما گر از فنا فی اللہ و بقا باللہ معنی دیگر خواہند کہ بحالیت و محلیت موہم باشد خود عین الحاد است و زندقہ است۔ در غلبۂ حال و سکر چیزہا ظاہر مے شوند کہ آخر ازاں باید گزشت و مستغفر باید شد۔

ابراہیم بن شیبان کہ از مشائخ طبقات است قدس اللہ تعالیٰ روحہ میگوید کہ علم الفناء والبقاء یدور علی اخلاص الوحدانیۃ وصحۃ العبودیۃ وما سوای ذلک فمغالیط وزندقۃ والحق کہ راست مے فرماید۔ واین کلام از استقامت او خبر میدہد۔ فنا فی اللہ عبارت از فنا در مرضیات او است سبحانہ وعلیٰ ہذا القیاس۔ السیر الی اللہ والسیر فی اللہ معنی ہما۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۹۷)

Marfat.com

ترجمہ:- اور فنا و بقا سے مقصود جس کے حصول پر ولایت کا دار مدار ہے یہی یقین ہے اور بس۔ اگر فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے کچھ اور معنی مراد لیں جس سے حالیت اور محلیت (خدا کا بندے میں حلول کرنا) کا وہم ہے تو عین الحاد و زندقہ ہے۔ غلبۂ حال اور سکر میں ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جن سے آخر ہٹنا پڑتا ہے اور توبہ کرنی پڑتی ہے۔

ابراہیم بن شیبان جو مشائخ طبقات (قدس سرہم) میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فنا و بقا کا علم وحدانیت کے اخلاص اور عبودیت کی صحت کے محور پر گھومتا ہے اور اس کے سوا سب مغالطے اور زندقہ ہے۔ خدا کی قسم کیا سچی بات کہی۔ اور یہ کلام ان کے استقامتِ حال کی خبر دیتا ہے۔ فنا فی اللہ سے یہی مراد ہے کہ آدمی اللہ تعالےٰ کی مرضیات میں فنا ہو جائے۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کا بھی یہی مفہوم ہے۔

فنا و بقا شہودی ہے وجودی نہیں ہے

فنا و بقا شہودیست وجودی نیست کہ بندہ ناچیز نہ شود و بحق تعالےٰ متحد نگردد والعبدُ عبدٌ دائماً والربُّ ربٌّ سرمداً زنادقہ اند کہ فنا و بقا را وجودی تصور می نمایند و می انگارند کہ بندہ رفع تعینات وجودی نمودہ باصل خود کہ منزہ از تعینات و قیود است متحد میگردد و از خود ناچیز گشتہ بر ترتیب خود بقا پیدا می کند، در رنگ قطرہ کہ از خود فانی گشتہ بدریا ملحق شود و رفع قید خود نمودہ بمطلق متحد گردد اعاذنا اللہ سبحانہٗ عن معتقداتہم السوء حقیقتِ فنا عبارت از نسیان ما سوائے اوست، و عدم گرفتاری است بغیر او تعالیٰ و پاک ساختن ساحت سینہ است از جمیع مرادات و خواستہائے خود کہ مناسب مقامِ بندگی است و مناسب مقام بقا قیام عبد است، بمرادات

مولائے خود جل سلطانہٗ و مرادات او سبحانہٗ عین مرادات خود یافتن است۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۹۹)

ترجمہ:۔ فنا و بقا شہودی ہے وجودی نہیں کیونکہ بندہ ناچیز نہیں ہوتا اور نہ ہی حق تعالٰے کے ساتھ متحد ہوتا ہے۔ بندہ بندہ ہے اور خدا خدا ہے۔ فنا و بقا کو وجودی خیال کرنے والے زندیق ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اپنے وجودی تعینات کو رفع کر کے اپنے اصل سے متحد ہو جاتا ہے۔ وہ اصل جو تعینات و قیود سے پاک ہے اور یہ کہ بندہ اپنے آپ سے فانی ہو کر دریا سے مل جاتا ہے۔ اور قید سے آزاد ہو کر مطلق سے متحد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالٰے ہم کو ان کے بُرے عقیدے سے بچائے۔

فنا کی حقیقت یہ ہے کہ انسان ماسوی اللہ بھول جائے اور حق تعالٰے کے سوا غیر کی گرفتاری اور تعلق سے دور ہو جائے اور جیسے کہ بندگی کے مناسب ہے سینہ اور دل کا میدان جملہ مرادوں اور خواہشوں سے پاک و صاف کر لے۔ بقا یہ ہے کہ بندہ اپنے مولائے جل شانہٗ کی مرادوں پر قائم رہے اور حق تعالٰے کی مرادوں کو عین اپنی مرادیں بنا لے۔

حضرت منصور اور حضرت بایزید بسطامی کے سُکریہ کلمات کو دلیل پکڑنا

دریں زمان بسیارے ازیں طائفہ کہ بزیِ صوفیاں خود را وا نمایند و توحید وجودی را شارع ساختہ اند و کمال را جز آں نمے دانند و بعلم اِذ عین باز ماندہ اند و آں اقوال مشائخ را بمعانی منتخبہ خود فرود آوردہ مقتدائے روزگار خود ساختہ اند و بازار کاسد خود را بایں تخیلات رائج داشتہ اند و اگر بالفرض در عبارات بعضے مشائخ ما تقدم الفاظے کہ تصریح بتوحید وجودی دارند واقع شدہ اند محمول بر آں باید کرد کہ در ابتدا در مقام علم الیقین

بایں کلمات تکلم فرمودہ اند و در آخر کار ازاں مقام گذرانیدہ از علم بعین بردہ اند۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۴۳)

ترجمہ:۔ اس زمانے میں اس طائفہ کے بہت سے لوگوں نے صوفیوں کا لباس پہن کر توحید وجودی کو شائع کیا ہوا ہے اور اسی میں کمال جانتے ہیں اور علم الیقین پر مطمئن ہو کر عین الیقین سے ہٹ رہے ہیں۔ اور مشائخ کے ان خلافِ شریعت اقوال کو اپنے متخیلہ معانی کا لباس پہنا کر اپنے زمانہ کا مقتدا بنایا ہوا ہے اور اپنے کاسد بازار کو انہی تخیلات سے رونق دی ہوئی ہے اگر بالفرض بعض مشائخ سلف سے ان کی عبارتوں میں ایسے الفاظ پائے جائیں جن میں توحید وجودی کی صراحت پائی جائے تو انہیں اس امر پر محمول کرنا چاہیئے کہ ابتدا میں علم الیقین کی منزل میں ان سے یہ کلام سرزد ہوئی لیکن آخر کار وہ اس منزل سے گزر کر عین الیقین کی منزل میں پہنچ گئے۔

منصور الحلاج اور بایزید بسطامیؒ کے اقوال کی توجیہہ

پس اقوال بعضے از مشائخ کہ بظاہر شریعت حقہ مخالفت مے نمایند و توحید وجودی بعضے مردم آنہا را فرود مے آرند مثل قول ابن الحلاج اَنَا الحق و ابی یزید البسطامیؒ سُبحَانی و امثال آنہا اولیٰ و انسب آنست کہ بتوحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید ساخت، ہرگاہ ماسوائے حق سبحانہٗ از نظر ایشاں مختفی شدہ در غلبہ آں حال بایں الفاظ تکلم فرمودند و غیر از حق سبحانہٗ اثبات نمودند، معنی اَنَا الحق آں است کہ حق است نہ من، چوں خود را نمے بیند۔ اثبات نمے کند، نہ آنکہ خود را مے بیند و آں را حق مے گوید ایں خود کفر است۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۴۳)

ترجمہ:۔ بعض مشائخ کے ایسے اقوال کہ بظاہر شریعت حقہ کے مخالف

Marfat.com

دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ توحید وجودی کے ثابت کرنے کے لئے ان سے دلیل پکڑتے ہیں۔ مثلاً ابن الحلاج کا قول انا الحق اور بایزید بسطامی کا قول سبحانی وغیرہ ایسے اقوال کے لئے انسب اسلم و بہتر یہ ہے کہ ان کو توحید شہودی پر چسپاں کریں اور مخالفت کو دور کریں چونکہ ان بزرگواروں کی نظر سے ماسوا حق پوشیدہ ہو گیا۔ غلبۂ حال میں ان سے یہ کلام سرزد ہوئی اور حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا انہوں نے کسی چیز کا اثبات نہ کیا۔ انا الحق کے معنی ہیں کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں۔

چونکہ اپنی ہستی کو نہیں دیکھتا اس واسطے اثبات نہیں کرتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اسے حق کہتا ہے۔ یہ تو یقیناً کفر ہے۔

وحدت الوجودیوں پر انتہائی خفگی

فیا لیت شعری ما حملهم علی التفوه بأمثال هذه الکلمات المرعجة خلاف الشریعة۔ منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات احوال، اما این قسم کلام از احوال نیست تعلق بعلم دارد و مستند بتاویل است عذر را نمے شاید و بہیچ تاویلے دریں مقام مقبول نیست۔ فان کلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاهر لا غیر۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۰۰)

ترجمہ:۔ میں حیران ہوں کہ اس قسم کے بیہودہ اور یاوہ کلمات پر جو صراحت سے شریعت کے خلاف ہیں انہیں کس چیز نے آمادہ کیا۔ اگر منصور انا الحق کہتا ہے اور بایزید بسطامی سبحانی کا نعرہ لگاتا ہے۔ تو وہ معذور ہیں اور مغلوب الحال ہیں۔ مگر اس قسم کی کلام احوال سے تعلق نہیں رکھتی علم سے

Marfat.com

تعلق رکھتی ہے۔ اور تاویل کی محتاج ہے۔ دوسروں کے لئے عذر کی گنجائش نہیں رکھتی اور کوئی تاویل مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ صرف اہلِ سُکر کی کلام اپنے ظاہر سے محمول کی جا سکتی ہے اور اسے دوسرے معانی پر پھیرا جا سکتا ہے۔ نہ کہ غیر اہلِ سکر کی کلام کو۔

بحث کا لُبِّ لباب

قائل آں سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی درکار است نہ کلام محی الدین عربی وصدر الدین قونوی وعبدالرزاق کاشی، ما را بہ نص کار است نہ بفص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔ (دفتر اوّل۔ مکتوب ۱۰۰)

ترجمہ:۔ اس قسم کے اقوال کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی ہمیں کلامِ محمد عربی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سروکار ہے نہ کہ محی الدین ابنِ عربی یا ان کے شاگردان صدر الدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی سے۔ ہمیں نص یعنی قرآن وحدیث سے کام ہے نہ کہ فصوص الحکم سے ہمیں فتوحاتِ مدنیہ یعنی سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ محی الدین کی کتاب فتوحاتِ مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی بزرگی تسلیم مگر ان کے علوم سے احتراز واجب

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے باوجودیکہ شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ کے نظریۂ وحدت الوجود کو دلائل قاہرہ اور حجج باہرہ سے پارہ پارہ کر دیا ہے۔ لیکن شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی ذات کے لئے اپنے قلب میں شفقت واحترام کا پہلو رکھتے ہیں۔ ان کی کشفی کلام کی جو شریعت اور علومِ نبوت کے خلاف ہے جہاں تک امکان ہو سکتا ہے نیک تاویلات اور

Marfat.com

عمدہ توجیہات کرتے ہیں۔ مکتوبات میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

وحضرت خواجہ قدس سرہٗ میفرمودند شیخ محی الدین ابن عربی بقدم ارواح مکمل قائل اند۔ ایں سخن را ظاہر مصروف باید داشت و محمول بر تاویل باید ساخت تا با جماع اہل ملل مخالف نہ شود۔ (مکتوبات۔ دفتر اول، مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ ارواح کاملین کے قدم کے قائل ہیں۔ اس سخن کو ظاہر سے پھیرنا چاہیئے۔ اور نیک تاویل پر اسے محمول کرنا چاہیئے۔ تاکہ اہل ملل کے اجماع کے مخالفت نہ ہو۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

عجائب کاروبار است شیخ محی الدینؒ از مقبولاں در نظر مے آید و اکثر علوم او کہ مخالف آرای اہل حق اند خطا و ناصواب ظاہر مے شود۔ مانا کہ بخطائے کشفی معذور داشتہ اند و در رنگ خطائے اجتہادی از ملامت مرفوع ساختہ وایں اعتقادِ خاص است ایں فقیر را در بارۂ شیخ محی الدینؒ کہ او را از مقبولان میداند و علوم مخالف او را خطا و مضر مے بیند۔ جمعے ہستند از یں طائفہ کہ ہم شیخ را طعن و ملامت میکنند و ہم علوم او را تخطیہ مے نمایند و جمعے دیگر از یں طائفہ تقلید شیخ را اختیار کردہ جمیع علوم او را اثبات مے نمایند و شک نیست کہ ایں ہر دو فریق راہ افراط و تفریط اختیار کردہ و از توسط حال دور ماندہ، شیخ را کہ از اولیاء مقبولاں است بواسطہ خطاء کشفی چگونہ رد کردہ شود و علوم او را کہ از صواب دور اند و مخالف آرای اہل حق اند چگونہ بتقلید قبول تواں کرد۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ:۔ عجب کاروبار ہے کہ شیخ محی الدینؒ مقبولین کے زمرہ سے نظر آتا ہے۔ اور اس کے اکثر علوم جو اہل حق کی رائے کے برخلاف ہیں خطا اور نادرست نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے خطائے کشفی کے باعث اسے معذور گردانا جائے اور خطائے اجتہادی کے اصول کے ماتحت ملامت کو ان سے ہٹا رکھا جائے۔ شیخ محی الدینؒ

Marfat.com

کے حق میں اس فقیر کا اعتقادِ خاص یہی ہے کہ اسے مقبولوں سے جانتا ہے اور اس کے مخالف شریعت علوم کو خطا اور مضر سمجھتا ہے۔

اس طائفہ میں سے بعض لوگ شیخ کو طعن و ملامت کرتے ہیں اور ان کے علوم کو ضرر رساں جانتے ہیں اور بعض لوگ شیخ کی تقلید اختیار کر کے ان کے علوم کو صحیح اور ثواب جانتے ہیں۔ بلاشک دونوں فریق افراط و تفریط کی راہ اختیار کر کے راہِ اعتدال سے دور ہٹ گئے ہیں۔ شیخ کو جو اولیاء مقبولین سے ہے کشفی خطا کے باعث ہم رد نہیں کر سکتے۔ اور ان کے علوم کو جو صواب سے دور اور اہل حق کی آراء کے مخالف ہیں محض تقلید سے ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

حضرت مجددؒ کا نظریۂ وحدت الشہود

شیخ مجددؒ کے ارتقائے سلوک کے تین مدارج ہیں :-

(۱) وجودیت (۲) ظلیت (۳) اور عبدیت -

درجۂ اوّل میں انہیں وحدت الوجود کا کشف حاصل ہوتا ہے - ایک مکتوب میں حضرت شیخ مجددؒ فرماتے ہیں :-

فقیر از خوردی بامشرب اہلِ توحید بود - والد فقیر قدس سرہٗ بظاہر برہمیں مشرب بودہ اند - بر سبیلِ دوام بر ہمیں طریق اشتغال داشتہ اند - (مکتوبات - دفتر اول - مکتوب ۳۱)

ترجمہ :- یہ فقیر بچپن سے توحید وجودی کے مشرب پر کاربند رہا ہے - فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہٗ کا بھی یہی مشرب رہا ہے - اور ہمیشہ ان کا طریق اشتغال بھی یہی رہا ہے -

اسی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ :-

توحید وجودی کے جملہ حقائق و معارف اس فقیر پر منکشف ہو گئے اور یہ فقیر توحید وجودی کے مقام نہایت تک پہنچ گیا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ :-

ورائے این توحید امر دیگر عالی ترمے دانست و بہ تضرع و زاری دعامے کرد کہ این معرفت زائل نہ گردد ، تا آنکہ حجب تمام از روئے کار زائل گشتند و حقیقت کما ینبغی منکشف شد - (مکتوبات - دفتر اوّل - مکتوب ۳۱)

Marfat.com

ترجمہ:- اس توحید وجودی کے ورے اس سے عالی تر کوئی دوسرا امر نہیں جانتا تھا۔ اور تضرع وزاری سے دعا کیا کرتا تھا کہ یہ معرفت زائل نہ ہو۔ یہاں تک کہ اس معاملہ کے تمام حجابات دور ہو گئے اور اصل حقیقت منکشف ہو گئی۔

فرمایا:-

وایں حال تا مدتِ مدید کشید از شہور بہ سنین انجامید، ناگاہ عنایت بیغایت حضرت اللہ جل سلطانہٗ از دریچۂ غیب در عرصۂ ظہور آمد و پردہ کہ رُوپوش بیچونی و بیچگونی را برانداخت، علومِ سابق کہ منبئی از اتحاد و وحدت وجود بودہ اندر رُو بزوال آوردند و احاطہ و سریان و قرب و معیتِ ذاتیہ کہ دراں مقام منکشف شدہ بود مستتر گشتند۔ و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہٗ با عالم ازیں نسبت ہائے مذکورہ ہیچ ثابت نیست، احاطہ و قرب او تعالےٰ علمی است چنانچہ مقررِ اہلِ حق است شکر اللہ سعیہم و او سبحانہٗ باہیچ چیز متحد نیست او او است تعالیٰ و تقدس و عالم عالم، او سبحانہٗ بیچون و بیچگونہ است و عالم سراسر بداغ چونی و چگونگی متسم بیچون را عین چوں نتواں گفت، واجب تعالیٰ را عین ممکن نتواں خواند، قدیم ہرگز عین حادث نشود۔ (مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۳۱)

ترجمہ:- اور یہ حال ایک مدت تک مجھ پر گزرا اور مہینوں سے سالوں تک طوالت پکڑ گیا کہ ناگہانی رحمتِ الٰہی غیب کے جھروکوں سے میدان میں جلوہ گر ہوئی اور بیچونی و بے چگونی پر جو پردہ پوشی کر رہا تھا اسے اتار پھینکا اور سابقہ علوم جو وحدتِ وجودی اور اتحاد کے خبر دہندہ تھے مائل بہ زوال ہو گئے اور احاطہ و سریان اور قرب و معیّت ذاتیہ کے جو کوائف اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور یقین سے معلوم ہو گیا کہ صانع عالم کو ان مذکورہ نسبتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احاطہ وجوب علمی ہے جیسا کہ اہلِ حق

Marfat.com

کے ہاں مسلم ہے۔ اللہ سبحانہ کسی چیز سے متحد نہیں ہے۔ وہ ہے بلند شان والا اور پاک اور عالم عالم ہے ۔ اس کی پاک ذات بیچون و بیچگونہ ہے۔ اور عالم سراسر چونی وچگونی سے نشاندار ہے ۔ اس بیچون ذات کو چونی کس طرح کہہ سکتے ہیں واجب تعالیٰ ہرگز ممکن نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی قدیم حادث ہو سکتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ اس عالم کو معدوم و موہوم سمجھتے ہیں اور نفس الامر میں موجود فی الخارج ہونے سے انکار کرتے ہیں ۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی کو معذور گردانتے ہوئے یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ ابن عربیؒ کو تجلی ذاتی کے مقام پر یہ محسوس ہوا کہ وہ ذات احدیت کو بے نقاب دیکھ رہے ہیں ۔ اس مقام پر ان کی توجہ ذاتِ احدیت پر مرکوز ہوئی اور ما سوا سے نسیان کلی پیدا ہو گیا اور یہ ایسا مقام ہے جہاں سالک کو سوائے خدا کے کچھ مشہود نہیں ہوتا اور ما سوا سے اسے نسیانِ کلی پیدا ہو جاتا ہے ۔

حضرت شیخ مجددؒ فرماتے ہیں کہ محی الدین ابن عربیؒ اس مقام پر کھوئے گئے ۔ اگر وہ اس مقام سے ترقی کر کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتے اور مقامِ فنا تک انہیں پوری پوری رسائی ہوتی تو انہیں اپنی غلطی واضح ہو جاتی اور وہ جان لیتے کہ خدا تعالےٰ وراء الوراء ہے یعنی وہ ذات ہمارے کشف و شہود سے بالا تر ہے ۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو ایک نہایت مفید اور عمدہ مثال دے کر سمجھایا ہے ۔

شخصے کہ یقینے بوجود آفتاب پیدا کرد استیلائے این یقین مستلزم آں نیست کہ ستارہ ہا را در آں وقت منتفی و معدوم داند ۔ اما وقتے کہ آفتاب را دید البتہ ستارہ ہا را نمے بیند میداند کہ ستارہ ہا معدوم نیستند بلکہ میداند کہ ہستند اما مستور اند و در شعشعان نور آفتاب مغلوب اند وایں شخص با جماعہ کہ نفی وجودِ ستارہ ہا در آں وقت کنند در مقام انکار است و میداند کہ آں معرفت غیر واقع است ۔ پس توحید وجودی کہ نفی ما سوا یک ذات است تعالیٰ و تقدس با عقل و شرع در جنگ است انخلاف شہودی کہ در یک دبدن مخالفت صریح ندارد

نیست۔ مثلاً در وقت طلوعِ آفتاب ستارہا را نفی کردن و معدوم دانستن مخالف واقع است اما ستارہا را در آں وقت نادیدن ہیچ مخالفت نیست بلکہ آں نادیدن بواسطۂ غلبۂ نورِ آفتاب است و ضعفِ بصرِ رائی، اگر بصرِ رائی بنورِ ہماں آفتاب مکتحل شود۔ و قوت پیدا کند ستارہا را از آفتاب جدا بیند۔ (مکتوبات۔ دفتر اول مکتوب ۴۳)

ترجمہ:۔ ایک شخص کو آفتاب کے وجود کا علم ہو گیا تو اس یقین کا غلبہ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ستاروں کو اس وقت نیست و نابود جانے، لیکن جب آفتاب کو دیکھے گا اس وقت ستاروں کو نہ دیکھے گا۔ اور آفتاب کے سوا اسے کچھ نظر نہ آئے گا اور اس وقت بھی جب کہ ستاروں کو نہیں دیکھتا وہ جانتا ہے کہ ستارے نیست و نابود نہیں ہیں بلکہ جانتا ہے کہ ستارے موجود ہیں لیکن چھپے ہوئے ہیں۔ اور سورج کی روشنی میں مغلوب ہیں اور یہ شخص ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کرتے ہیں انکار کے مقام میں ہے اور جانتا ہے کہ یہ معرفت صحیح نہیں ہے پس توحید وجودی کہ ما سوائے ذاتِ حق کی نفی ہے عقل و شرع کے ساتھ مخالفت رکھتی ہے برخلاف توحید شہودی کے کہ ایک کے دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔ مثلاً آفتاب کے طلوع کے وقت ستاروں کی نفی کرنا اور ان کو معدوم سمجھنا خلاف واقع ہے۔ لیکن ستاروں کو اس وقت نہ دیکھنا کچھ مخالف نہیں ہے بلکہ وہ نہ دیکھنا آفتاب کی روشنی اور دیکھنے والے کی کمزوری بصارت کے باعث ہے۔ اگر دیکھنے والا نورِ آفتاب سے روشنی حاصل کر کے آنکھوں میں قوت پیدا کرے تو وہ ستاروں کو آفتاب سے جدا دیکھے گا۔

Marfat.com

مجدّدی تصوّف میں ذکرِ لطائف اور حقیقتِ لطائف

باتفاق عقلا انسان بسیط نہیں بلکہ ذہنًا و خارجًا مرکب ہے۔ حکماء اسلام کے نزدیک صرف نفسِ انسان غیر مادی ہے اور علاوہ نفسِ انسان کے اور کوئی چیز غیر مادی نہیں ہے۔ کیونکہ نفسِ انسان کے علاوہ کسی اور جزء کے غیر مادی ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔

لیکن حضرات صوفیاء کے ہاں انسان دس اجزا سے مرکب ہے جن میں پانچ مادی اور پانچ غیر مادی ہیں۔

مادی اجزاء یہ ہیں۔

عناصر اربعہ و نفس

غیر مادی اجزاء یہ ہیں۔

قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔

اجزائے خمسہ غیر مادیہ کا نام لطائف خمسہ ہے۔ بعض صوفی ان ہی نفس کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور مجموعہ کو لطائفِ ستّہ کہتے ہیں۔

صوفیا کے نزدیک عناصر اربعہ اور نفس کی پیدائش کا تعلق، عالمِ خلق سے ہے۔ اور لطائف خمسہ غیر مادیہ کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ عالمِ خلق کی پیدائش تدریج سے ہوئی ہے اور عالمِ امر کا ظہور محض اللہ تعالےٰ کے امرِ کُن سے ہوا۔

Marfat.com

نفس کا محل و مقام

صوفیا کے ہاں نفس کا محل و مقام تحت السرہ ہے۔ گو نفس کا تمام بدن سے تعلق ہے لیکن ما تحت السرہ سے اس کا مخصوص تعلق ہے۔ یہ مقام انسان میں سب سے زیادہ محل شہوت ہے کیونکہ یہاں معدہ اور مزاج کا اتصال ہے اور یہ دونوں مقامات اصل الشر اور اُمّ القبائح ہیں۔ نفس کا فعل شہوت و غفلت ہے۔ اور بالذات ساتھ خبائث و شرارت کے متصف ہے۔ لیکن جب اس کی اصلاح مجاہدات و طاعات سے ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رذائل چھوڑ کر درگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو وہ جملہ لطائفِ انسانی سے بالادست ہو جاتا ہے۔ یہ نفس جو انسان کے اندر سب سے زیادہ خبیث ہے پاک اور منوّر ہونے کے بعد سب سے اشرف ہو جاتا ہے اور حصولِ کمال کے بعد تختِ صدر پر صاحبِ اجلاس ہوتا ہے۔ اگر یہ نفس اوصاف ذمیمہ سے متصف ہو تو تمام لطائف کو فاسد کر دیتا ہے۔

نفس کی تین حالتیں

انسان طاعات و ریاضات اور مجاہدہ و زہد کے ذریعہ جب نفس کو مغلوب کرنا چاہتا ہے تو نفس مقاومت کرتا ہے اور نفس کی تین حالتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر نفس نے شانِ اطاعت پیدا کر لی اور فرمانبردار ہو گیا تو اسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں اور اگر نفس کبھی غالب اور کبھی مغلوب رہے۔ یعنی مطیع اور مُطاع دونوں حالتیں اختیار کرے تو اسے نفس لوّامہ کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں نفس افعالِ شنیعہ سے نادم بھی ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملامت بھی کرتا ہے۔

اگر نفس پوری طرح سرکش ہے اور مغلوب و مطیع ہونے کی بجائے غالب اور مُطاع

Marfat.com

ہی رہے۔ بدی کی راہیں تبلاتا رہے تو اسے نفس امّارہ بالسّوء کہتے ہیں۔

نفس مطمئنہ امور خیر میں مقاومت تو نہیں کرتا لیکن وساوس اور خطرات اسے پیش آجاتے ہیں۔ مگر سالک کے اشارہ پر درست ہو جاتا ہے جس سے انسان کے اجر و کمال میں زیادتی ہوتی ہے۔

لطیفۂ قلب کا بیان

حضرات صوفیاء کے نزدیک قلب کے دو معنی ہیں۔ ایک تو گوشت کا وہ لوتھڑا و مضغۂ لحم جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے اور سینے کے بائیں طرف رکھا گیا ہے۔ اس کے اندر تجویف ہے۔ اس تجویف میں خون ہے اور یہی روح کا منبع سمجھا جاتا ہے۔ اس قلب سے اطبار بحث کرتے ہیں۔ یہ دل بہائم میں بھی ہے اور مردے کے جسم میں بھی ہوتا ہے۔ یہ صنوبری شکل کا قلب جزو جسد ظاہری ہے۔ لیکن قلب کا ایک مفہوم اس سے نہایت بلند تر ہے۔ اسے لطیفۂ قلب کہتے ہیں۔ اس معنی میں وہ ایک لطیفۂ ربانی و روحانی ہے۔ اس لطیفہ کو قلب جسمانی سے افاضۂ آثار و انوار کا تعلق ہے یہی لطیفۂ ربانی حقیقتِ انسان ہے۔ اسی کو ادراک علم و عرفان ہوتا ہے۔ اس کا تعلق لحم صنوبری سے ایسا ہوتا ہے جیسے مرض کا جسم سے اور صفت کا موصوف سے، متمکن کا مکان سے، مستعمل آلہ کا آلہ سے۔ اس قلب کے متعلق کہا گیا ہے۔

ماہیتِ دو عالم کھاتی پھرے ہے غوطے
یک قطرۂ خون، یہ دل بھی طوفاں ہے ہمارا

ذکرِ لطائف، سیرِ لطائف اور محالِ لطائف

لطیفۂ قلب کا محل قلبِ صنوبری ہے جو پستانِ چپ کے نیچے ہے۔ لطیفۂ روح کا محل پستانِ راست کے دو انگل نیچے قلب صنوبری کے محاذی ہے۔ لطیفۂ سر کا محل سینہ

Marfat.com

کا وسط ہے۔ لطیفۂ خفی کا محل دونوں ابروؤں کے درمیان ہے۔ فلاسفہ اس مقام کے قرب کو مجمع النور کہتے ہیں۔ لطیفۂ اخفیٰ کا محل اُمّ الدماغ ہے۔ اُمّ الدماغ، دماغ میں ایک نکتہ ہے جس کو جوہر دماغ کا مرکز کہا جاتا ہے۔

صوفیا کے نزدیک ان لطائف کا اصل مقام فوق العرش ہے۔ جسے لامکان اور عالمِ ارواح کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے وہاں سے ان لطائف کو اتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ دے کر بدنِ انسانی سے اس کا نعشق و تعلق پیدا کر دیا۔ جس طرح عالمِ خلق اور عالمِ امر کے درمیان عرش مجید برزخ ہے اسی طرح قلبِ انسانی بھی عالمِ خلق اور عالمِ امر کے درمیان برزخ ہے جس طرح مجموعۂ کائنات کو عالمِ کبیر کہتے ہیں انسان کو عالمِ صغیر کہتے ہیں کیونکہ انسان جن اجزا سے مرکب ہے انکی اصلیں عالمِ کبیر میں ہیں۔

ان لطائف خمسہ کے افعال کے درجات مختلف ہیں۔ لطیفۂ قلب کا فعل ذکر ہے۔ لطیفۂ روح کا فعل حضور ہے۔ لطیفۂ سر کا فعل مکاشفہ ہے۔ لطیفۂ خفی کا فعل شہود و مشاہدہ و قلب ہے۔ لطیفۂ اخفیٰ کا فعل معائنہ فناء الفنا ہے۔

ہر لطیفہ کی ولایت ایک ایک اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے نیچے رکھی گئی ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم کے زیرِ قدم ہے۔ روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے۔ سر کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے۔ خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ کے زیر قدم ہے اور اخفیٰ کی ولایت حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے۔

ان لطائف کی تجلیاتِ مثالیہ کے خاص الوان بھی ہیں۔ ان لطائف کو جب ذاکر بنایا جائے تو وہ الوان ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ:۔

نفس کا لون زرد ہے، قلب کا سرخ ہے، روح کا سفید ہے، سر کا سبز ہے خفی کا نیلگوں ہے۔ اخفیٰ کا سیاہ مثل مردمکِ چشم ہے۔

Marfat.com

ذکرِ قلب

سب سے اوّل لطیفہ قلب کو ذاکر بنایا جاتا ہے اور صرف لطیفۂ قلب کے ذکر کی بطرزِ معہود و مخصوص اس قدر مشق کرائی جاتی ہے کہ لطائف خمسہ علیحدہ علیحدہ خود بخود ذاکر ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے خود بخود مخصوص افعال کا صدور ہونے لگتا ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہ بتایا جائے کہ یہ فعل کس لطیفہ کا ہے۔ کیونکہ ان لطائف خمسہ کا باہمی خاص اتصال ہے اس لئے صرف ذکرِ قلب سے بقیہ لطائف میں آثار و افعال سرایت کر جاتے ہیں۔

ذکر لطائف دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک ذکر، دوسرے شغل، شغل سے مراد ہیئتِ ذکر ہے۔ یعنی یہ تصوّر کیا جائے کہ فلاں موقعہ جو فلاں لطیفہ کا محل ہے۔ وہ بھی مشغولِ ذکر ہے۔ یعنی جس طرح جارحۂ لسان ذاکر ہے۔ اسی طرح یہ محلّ بھی ذاکر ہے۔ لطیفہ قلب میں لسانی ذکر کے ساتھ یہ بھی تصوّر کیا جاتا ہے کہ قلب صنوبری بھی محوِ ذکر ہے۔ گویا شغل اس چیز کا نام ہے کہ لطائف میں یہ تصوّر کیا جائے کہ ذکرِ الٰہی میں محالِ لطائف بھی ہمنوائے انسان ہیں۔

مزاولتِ ذکر اور مواظبتِ فکر سے ان محالّ لطائف کے مناسب الفاظ و اصوات کا بھی احساس ہوتا ہے۔ مزاولتِ ذکر و فکر سے جو آثار مترتّب ہوتے ہیں وہ محبوب کی صورت کی مانند ہیں جو عاشق کے ذہن میں فرطِ محبّت کی وجہ سے جم جاتی ہے۔

کیفیّاتِ ذکر

ذاکر کو درجہ اوّل میں یہ کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ وہ محبوب کو ایسی حالت میں یاد کر رہا ہے جو سامنے موجود نہیں بلکہ غیر موجود اور غائب ہے۔

Marfat.com

درجہ دوم میں وہ محبوب موجود تو ہے لیکن مسافت بعیدہ پر ہے جس کے خط و خال اچھی طرح نظر نہیں آتے۔

درجہ سوم میں محبوب مسافتِ قریبہ پر موجود ہے اور اس کے خط و خال اچھی طرح نظر آرہے ہیں۔

درجہ چہارم میں محبوب کے تصوّر و دیدار میں اس قدر محویّت ہو جاتی ہے کہ فرط عشق و محبّت کی وجہ سے ذاکر کو اپنی خبر بھی نہیں رہتی۔

درجہ پنجم میں وہ محویّت یہاں تک ترقی کر جاتی ہے کہ اسے بے خبری کی بھی خبر نہیں رہتی۔

ذکر نفی و اثبات کی ایک صورت

ذکر نفی و اثبات سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر ہے۔ طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ ذاکر مؤدب دو زانو قبلہ رو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفۂ نفس (مقام ناف) سے کھینچے۔ اور لطیفہ سِرّ اور لطیفہ خفی پر تھوڑا سا توقف کر کے لطیفۂ اخفیٰ پر جا پہنچے۔ اور لفظ اللہ کو لطیفۂ اخفیٰ سے کھینچ کر لطیفۂ روح پر متوجہ ہو اور اِلَّا اللہ کو لطیفہ قلب پر ضرب کرے۔ اس شغل سے لطائف میں ایک قسم کی گرمی اور صفائی پیدا ہوگی۔ جب یہ شغل اپنے کمال کو پہنچ جائے گا تو طالب کو ایک شعلہ جوّالہ معلوم ہونے لگے گا۔ یہ ذکر نفی و اثبات ساتھ قوّتِ خیالیہ کے عمل میں لا دے۔ زبان سے کچھ نہ کہے۔ اس شغل سے طالب پر نورانیت کے پردے کھل جائیں گے۔

ذکر نفی و اثبات کی دوسری صورت

نقشبندی حضرات کے ہاں ذکرِ نفی و اثبات کی ترتیب یہ ہے کہ لب کو لب پر

Marfat.com

رکھ کر منہ بند کرے اور زبان تالو سے لگائے ۔ اور دم کو روکے مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے اور حقیقت دل کو جو ایک لطیفہ درّاکہ ہے اور ایک لحظہ میں زمین و آسمان پر سیر کر سکتا ہے ۔ اور تمام جہان میں پھر سکتا ہے ۔ سب فکروں اور اندیشوں سے خالی کر کے اور اس کو دل مجازی کی طرف جو بائیں پہلو میں صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے متوجہ کرے ۔ اور ذکر میں اس طرح مشغول ہو کہ کلمہ لا الٰہ کو ناف کے متصل دائیں طرف سے کھینچے اور دائیں مونڈھے کو حرکت دے کر بائیں مونڈھے تک پہنچائے اور کلمہ الا اللہ کی ضرب دل صنوبری شکل پر اس طرح زور سے لگائے کہ اس کی گرمی تمام اعضا میں پہنچے اور محمد الرسول اللہ کو بائیں طرف سے دائیں طرف لے جائے اور جب لا الٰہ الا اللہ کہے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ کوئی موجود نہیں ۔ جملہ اشیاء کو مع اپنے وجود کے فانی اور نیست و نابود سمجھے اور الا اللہ کہنے کے وقت یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک موجود اور حق ہے ۔ اور ہمیشہ کی بقا اسی کو ہے ۔ طالب کو چاہیئے کہ نفی و اثبات کے ذکر میں رات دن مستغرق رہے اور اپنا سونا جاگنا سب اسی پر منحصر کرے (مکاتیب شریفہ حضرت غلام علی شاہ دہلویؒ مکتوب)

Marfat.com

بدعت اور اہل بدعت سے حضرت شیخ مجددؒ کا جہاد

بدعت کیا چیز ہے

کسی نئی چیز کو دین سمجھ کر اپنا لینا اور اس پر ثواب اور نہ کرنے پر عذاب تجویز کر لینا بے حد بری بلا ہے۔ یہ شریعت میں مداخلت اور فرمان الٰہی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی تغلیط و توہین ہونے کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریع میں مقابلہ ہے۔ بدعت مختلف طبقوں میں ظہور کرتی ہے۔ علماء، امراء، صوفیاء اور عوام سب اس کا شکار ہوتے ہیں۔ بدعت کا منبع ہے ہوائے نفس، خود رائی اور دنیا کا لالچ۔ بندہ ہوائے نفس آنحضرت صلعم کی شریعت، عمل اور فیصلہ کو اپنی نفسانی خواہشات کی راہ میں آڑ سمجھ کر سنت برافروختہ ہوتا ہے اور خود دین کے اندر نئی ایجادات کرتا ہے اور اس فعل کو دین کا درجہ دیتا ہے۔ چونکہ اس ایجاد کردہ دین کو وہ دین و مذہب کا چولہ اڑھاتا ہے اس لئے اس کے برے اور غلط ہونے کا اس کو وہم بھی نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ بدعت سے بدعتی کو توبہ کی توفیق بہت کم نصیب ہوتی ہے۔ شرک اور کفر سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ یہ بدعت ایسی بری چیز ہے کہ واجبات و فرائض تک کو مسخ و نسخ اور رفع کر دیتی ہے۔ فرائض کی وقعت دل سے اٹھا دیتی ہے۔ یہ تجاوز عن الشرع کا لپکا بڑھتے بڑھتے جب قلوب و اذہان میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو شریعت کی جملہ حدود و قیود اڑ جاتی ہیں۔ اور غیر مشروع اعمال کا شمار حسنات میں ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بدعت کے متعلق قرآن پاک، تفسیر، حدیث، کتب فقہ

Marfat.com

عقائد اور ارشادات علمائے سلف سے اختصار کے ساتھ معلومات ہدیۂ ناظرین کروں ان معلومات کی روشنی میں امام اہلِ سنت حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات دربارہ حقیقتِ سنت و بدعت ذہن کے زیادہ قریب ہو جائیں گے۔ حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوبات میں اس مسئلہ کو خصوصیت سے اپنی توجہات کا مرکز بنایا ہے اور بدعت کی حقیقت کو پوری وضاحت سے کھول کر بیان کیا ہے۔

قرآن پاک اور تفاسیر

امام ابن کثیرؒ تفسیر ابنِ کثیر ج ۳ صفحہ ۱۰۷ پر تحت تفسیر آیۂ ذیل:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (سورۂ کہف ۱۰۳)

ترجمہ:- کیا ہم ان لوگوں کی خبر دیں جو عملوں میں بہت بڑھ کر گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت ہی اچھے عمل کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہر اس شخص کے حق میں ہے جو خلافِ سنت طریقہ پر عبادت کرے اور عقیدہ یہ رکھے کہ اس عمل پر اسے اجر دیا جائے گا اور اس کے عمل مقبول ہوں گے۔ باوجودیکہ وہ خطاکار ہے اور اس کے عمل مردود ہیں۔

وہ اہلِ بدعت ایسے اعمال کرتے ہیں جو باطل ہیں۔ غیر مشروع ہیں۔ ناپسندیدہ و غیر مقبول ہیں۔ باوجود اس کے وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ کسی حقانیت پر مبنی ہیں اور ان کا شمار مقبولین و محبوبین کی فہرست میں ہے۔

صاحبِ تفسیر خازن نے اپنی تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ پر تحتِ تفسیر آیۂ ذیل:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے فرقہ فرقہ تجھے
ان سے کچھ کام نہیں۔

فرماتے ہیں کہ بروایت حضرت ابوہریرہؓ اس سے مراد اس امت کے گمراہ لوگ ہیں
اور ایک مرفوع حدیث میں نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اس آیت سے اس امت کے بدعتی،
اہلِ شبہات اور گمراہ لوگ مراد ہیں۔

بدعت کی حقیقت

السیّد جمال الدین القاسمی الدمشقی نے اپنی کتاب اصلاح المساجد (البدع والعوائد)
ص۱۱۲ مطبوعہ سلفیہ مصر قاہرہ، میں بدعت کی حقیقت پر ایک جامع ومانع اور کافی وشافی
مقالہ سپردِ قلم کیا ہے ۔ فرماتے ہیں:۔

بدعت کے معنی دین کے کامل ہو جانے کے بعد دین کے اندر ایک نئی چیز پیدا کرنا
ہے۔ اور وہ ہر وہ چیز ہے جس کا وجود نبی کریم صلعم کے زمانہ میں بصورتِ فعل یا تقریر موجود
نہ ہو اور نہ شریعت کے قواعد کی رُو سے اس میں اذن معلوم ہو اور نہ انکار کا ہونا پایا جائے
اور اس تعریف کے لحاظ سے نہ اس کا وجود صحابہ کرام کے زمانہ میں پایا جائے کہ جس پر
قولاً وفعلاً یا تقریراً ان کا اجماع ثابت ہو۔

ان کے غیر کو کسی نئی چیز کے پیدا کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ان کا کام صرف اتباع
ہے۔ کیا ہی اچھا فرمایا حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے:

"خدا نے تمہیں کوئی ایسی بھلائی عطا نہیں کی جو اس نے صحابہ کرام سے چھپا
رکھی ہو۔ حالانکہ وہ اس کے رسُول کے ساتھی تھے۔ اور اس کی مخلوق سے
بہترین طبقہ تھے۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ دین میں غلو ترک

Marfat.com

کرنا چاہیئے۔ اور محض سلفِ صالحین کی اقتداء کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:۔

"اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور خدا پر سوا حق کے اور کوئی بات نہ کہو۔"

پس ہر وہ شخص جو ایسا عمل کرے جو مشروع نہ ہو اور وہ اسے مشروع تصور کرے پس وہی دین میں غلو کرنے والا اور بدعت پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اپنی زبانِ حال اور زبانِ حال سے اللہ پر ناحق بات کہتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ میں احرام کہاں سے باندھوں؟

فرمایا:۔ جہاں سے نبی کریم صلعم نے باندھا تھا۔

اس نے کہا: کہ اگر میں اس سے پرے باندھوں تو کیا حرج ہے؟

فرمایا:۔ ایسا نہ کر کیونکہ میں تجھ پر فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہوں۔

اس نے کہا۔ کہ بھلائی کی زیادتی میں بھلا کیا فتنہ ہو سکتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے قرآن کی آیت پڑھی۔

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کے امر سے مخالفت کریں انہیں ڈرنا چاہیئے۔

فرمایا:۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے کہ تو ایسی بزرگی کو خاص کر رہا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص نہ کیا تھا۔

کتب عقائد و فقہ میں بدعت کی تعریف

کشف بزدوی میں ہے:۔

بدعت دین میں ایک نو پیدا شدہ چیز ہے جس پر صحابہؓ اور تابعینؒ کا تعامل نہ تھا۔

شرح مقاصد میں لکھا ہے:۔

Marfat.com

بدعت مذمومہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ دین میں ایک پیدا شدہ امر ہے جو صحابہؓ و تابعینؒ کے زمانہ میں نہ تھا۔ اور نہ ہی اس پر کوئی شرعی دلیل ہی دلالت کرتی ہے۔

مجالس الابرار مصنفہ شہاب الدین آفندی متوفی ۹۸۱ھ میں مذکور ہے:۔

جان لیں کہ بدعت کے دو معنی ہیں، ایک لغوی، جس کے معنی مطلق نو پیدا شدہ چیز کے ہیں۔ خواہ وہ عبادات میں سے ہو یا عادات میں سے۔ دوسرے اصطلاحی شرعی ہیں۔ اور اس کا مطلب دین میں کسی چیز کا زیادہ کرنا یا کم کرنا ہیں صحابہ کے بعد جس میں شارع علیہ السلام کی طرف سے کسی قسم کی فعلی یا قولی صراحتاً یا اشارتاً کوئی اجازت موجود نہ ہو۔

کتب حدیث میں بدعت کی حقیقت

مسلم شریف

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خطبہ ارشاد فرماتے۔ آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتا اور غصہ سختی اختیار کر جاتا۔ گویا آپ ایک حملہ آور لشکر سے خبردار کر رہے ہیں کہ وہ صبح یا شام چڑھائی کر دے گا۔ فرماتے میری بعثت اور قیامت میں صرف اتنا فاصلہ ہے اور حضورؐ اپنی انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ کو ساتھ ملاتے پھر آپ ارشاد فرماتے:۔

"اما بعد۔ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ حضرت محمد صلعم کا ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے پیدا ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کے لائق ہے۔"

بخاری شریف

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس تین جماعتیں آئیں اور نبی کریم صلعم کی عبادت کے متعلق کیفیت دریافت کی جب انہیں خبر دی گئی تو انہوں نے اسے قلیل گردانا اور کہا کہ ہماری نبی کریم صلعم سے کیا

Marfat.com

نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو نبی کریم صلعم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آج کے بعد تمام رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور کبھی وقفہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا۔ میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں حضرت نبی کریم صلعم تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ:۔

تم وہی لوگ ہو جنہوں نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں تم سب سے بہت زیادہ اپنے رب سے ڈرنے والا ہوں۔ مگر دیکھو میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ اور نماز تہجد بھی پڑھتا ہوں۔ سوتا بھی ہوں اور عورتوں کے ساتھ نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو کوئی میری سنت سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کے علمائے مبتدعین کے ساتھ قلمی و لسانی جہاد کیا۔ جس کی تفصیل جا بجا مکتوبات میں ملتی ہے۔ حضرت شیخ کے یہ مقالات خصوصیت سے پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے ہر قسم کی بدعت کی مذمت کی ہے۔ خواہ اسے حسنہ کے نام سے موسوم کیا جائے یا سیئہ کے نام سے، اپنے زمانے کے علماء مبتدعین کا بہت رونا رویا ہے اور نہایت شدت سے ان کا اور ان کی پیدا کردہ بدعات کا رد کیا ہے۔ آپ کے نزدیک کسی بدعت کے اندر حسن نہیں، نورانیت نہیں، قبولیت نہیں، سنت و بدعت کے بارے میں حضرت شیخ کے نظریات اس قدر واضح ہیں کہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔

دور حاضرہ میں فتنۂ تلقینِ بدعات

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بریلوی حضرات کے نزدیک دور حاضرہ کے مجدد ہیں اور جنہیں حضور پر نور اعلیحضرت امام اہل سنت عظیم البرکت مجدد مائۃ

حاضرہ کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے برعکس بدعات کی خوب تلقین کی۔ بلکہ بدعات کی نشر واشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف رکھی۔ فرماتے ہیں:۔

"نیک بات اگرچہ بدعت و نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا۔ تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمادیا۔ اور اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی۔ اور یہ کہ جو ایسی باتیں نکالے گا ثواب پائے گا۔ اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے۔ سب کا ثواب اسے ملے گا، تو اچھی بات سنت ہی ہے۔"

امام نووی نے فرمایا۔ جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو۔ اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور"۔۔۔۔۔

(فتاویٰ افریقہ ص۹۹ مصنفہ احمد رضا خاں)

اسی کتاب میں ص۹۷ پر فرماتے ہیں:۔

"افعالِ تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہِ احداث کشادہ ہیں جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجا لائیں۔ جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً مخالفت نہ ہو۔ جیسے سجدہ، وہاں خاص ثبوت مانگنے والا اللہ عزّ و جلّ کا مقابلہ کرتا ہے" (فتاویٰ افریقہ ص۹۷)

مولانا احمد رضا خاں صاحب کی روش اور طرزِ انشا جو انہوں نے شیخ مجددؒ کے بارے میں اپنی تصانیف میں اختیار فرمائی ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ حضرت شیخ مجددؒ کے متعلق اپنے دل میں استکبار و خلش اور دلی غیظ کا پہلو رکھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی کتاب "کوکبۂ شہابیہ" میں حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے نام کا بار بار تکرار فرمایا لیکن کسی جگہ دعائیہ کلمہ "رحمۃ اللہ علیہ" نہیں لکھا۔ بلکہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمہم اللہ علیہم اور ان کے خاندان کے باقی افراد کے بارے میں بھی ان کا یہی وطیرہ ہے۔ ان کے ناموں کے ساتھ تعظیم و تکریم کے القاب اور دعائیہ کلمات استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ شیخ مجددؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے بارے میں بھی طنز اور طعن کرتے ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کے پیشوا ہیں جن کے ایک نہیں ستر کفریات ہیں نے اپنے رسالہ میں جمع کئے ہیں۔

اب قارئین کرام مجدد عہد اسلامی اور مجدد عہد برطانی کی تعلیمات کے تقابل سے خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگوار ہرگز ہرگز مجدد نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے صرف ایک ہی مجدد ہو سکتا ہے۔ ایک بدعات کو مٹانا چاہتا ہے اور دوسرا بدعات کو نشر و فروغ دیتا ہے۔ شَتَّانَ مَا بَیْنَهُمَا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سارا خاندان چبھتا ہے۔ جب کبھی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کا تعارف کرانا منظور ہوتا ہے تو یوں گویا ہوتے ہیں۔

"وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی"۔ (رحمۃ اللہ علیہ ندارد)

(احکام شریعت صفحہ ۱۳۵)

اور شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو یوں طنز کی:۔

"تمام خاندان دہلی (یعنی مصنف تقویۃ الایمان کے آباؤ اجداد) کے آقائے نعمت، خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفزع و ملجا و سید و مولانا جناب شیخ مجدد" (الکوکبۃ الشہابیہ زیر بحث کفریات مولانا اسماعیل شہید از ص ۵۳-۵۰)

سامعین وقارئین حیران ہوں گے کہ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا۔ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی ہر تصنیف میں شیخ مجدد اور شاہ ولی اللہ رحمہا اللہ تعالے

کے متعلق یہی وطیرہ ملحوظ رکھا ہے۔ ؎

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

مجدد مائتہ حاضرہ کے تجدیدی کارناموں کا یہیں سے اندازہ لگالیں۔

کاسۂ بدعت پر شیخ مجدّد کی پہلی ضرب

اجتناب از اسم و رسم بدعت، تا از بدعتِ حسنہ در رنگِ بدعت سیئہ احتراز ننماید، بوئے ازیں دولت بمشامِ جانِ او نرسد۔ وایں معنی امروز متعسر است کہ عالم در دریائے بدعت غرق گشتہ است و بظلماتِ بدعت آرام گرفتہ است، کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت زند و باحیائے سنّت لب کشاید۔ اکثر علماء ایں وقت رواج دہندہائے بدعت اند و محو کنندہائے سنّت، بدعت ہائے پہن شدہ را تعاملِ خلق دانستہ، بجواز بلکہ باستحسانِ آں فتوٰی میدہند و مردم را ببدعت دلالت مے نمایند۔ چہ مے گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود تعامل گردد۔ مگر نمے دانند کہ تعامل دلیل استحسان نیست۔ تعاملے کہ معتبر است ہماں است کہ از صدر اوّل آمدہ است یا باجماع جمیع مردم حاصل گشتہ۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۴)

ترجمہ:۔ جب تک بدعتِ حسنہ کے اسم و رسم سے ایسا ہی اجتناب اختیار نہ کریں جیسا کہ بدعتِ سیئہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تب تک اس دولتِ ایمان کی خوشبو جان کے دماغ میں نہیں پہنچتی۔ آج یہ بات بہت مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ تمام جہان دریائے بدعت میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ بدعت کو دور کرنے کا دم مارے۔ اور سنت کو زندہ کرنے کا دعوٰے کرے۔ اس زمانہ کے اکثر علماء سنتوں کو محو کرنے

Marfat.com

اور بدعتوں کو رواج دینے کے درپے ہیں ۔ شائع شدہ اور پھیلی ہوئی بدعتوں کو تعامل جان کر ان کے جواز بلکہ استحسان کا فتوے دیتے ہیں ۔ اور لوگوں کو بدعت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ اگر گمراہی اشاعت پذیر ہو جائے اور باطل متعارف و مشہور ہو جائے تو تعامل کا حکم رکھتا ہے مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ تعامل استحسان کی دلیل نہیں ہے ۔ جو تعامل معتبر ہے وہ، وہ ہے جو صدرِ اول سے آیا ۔ یا اجماعِ کل سے حاصل ہوا ۔

کاسۂ بدعت پر شیخ مجددؒ کی دوسری ضرب

نورِ سنّتِ سَنیّہ را علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلامُ والتحیۃُ کدوراتِ امورِ محدثہ ضائع گردانیدہ ۔ عجب تر آنکہ جمعے آں محدثات را امورِ مستحسنہ میدانند و آں بدعات را حسنات مے انگارند و تکمیلِ دین و تتمیمِ ملت ازاں حسنات مے جویند و در اتیانِ آں امور ترغیبات مے نمایند ھداھم اللہ سبحانہٗ سَواءَ الصِّراط مگر نمے دانند کہ دین پیش ازیں محدثات کامل شدہ بود و نعمت تمام گشتہ و رضائے حضرتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ بحصولِ پیوستہ کما قال اللہ تعالیٰ: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

پس کمالِ دین ازیں محدثات جُستن فی الحقیقت انکار نمودن است بمقتضائے ایں آیہ کریمہ ۔ (مکتوبات ۔ دفترِ اوّل ۔ مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ :۔ روشن سنتوں کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں نے پوشیدہ کر دیا ہے اور ملّتِ مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رونق کو امورِ محدثہ کی کدورتوں نے ضائع کر دیا ہے ۔ پھر اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ ان محدثات کو امورِ مستحسنہ جانتے ہیں اور ان بدعتوں کو حسنہ خیال کرتے ہیں

Marfat.com

اور ان حسنات سے دین کی تکمیل اور ملت کی تتمیم ڈھونڈتے ہیں اور ان امور کے بجالانے میں ترغیبیں دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ دین تو ان محدثات سے پہلے ہی کامل ہو چکا اور نعمتِ خداوندی تمام ہو چکی اور حق تعالےٰ کی رضامندی اس سے حاصل ہو چکی ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:۔

ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمالیا۔

پس ان بدعات سے دین کا کمال طلب کرنا درحقیقت قرآن پاک کی اس آیۂ کریمہ کے مضمون سے انکار کرنا ہے۔

کاسۂ بدعت پہ شیخ مجددؒ کی تیسری ضرب

از حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ بتضرع و زاری و التجا و افتقار و ذُلّ و انکسار در ستر و جہار مسألت مے نماید کہ ہر چہ در دین مُحدَث شدہ است و مُبتدَع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفائے راشدینِ او نبودہ علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات، اگرچہ آں چیز در روشنی مثل فلق صبح بود ایں ضعیف را باجمعے کہ باو متسند اند گرفتار آں عمل محدث نگرداناد و مفتون آں مبتدع نکناد بحرمتِ سید المختار و آلہ الابرار علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

گفتہ اند کہ بدعت بر دو نوع است حسنہ و سیئہ۔ حسنہ آں عمل نیک را گویند کہ بعد از زمانِ آں سرور و خلفائے راشدین علیہ و علیہم من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت نماید و سیئہ آنکہ رافع سنت باشد۔ ایں فقیر در ہیچ بدعتے از ہں بدعتہا حسن و نورانیت مشاہدہ نمیکند و جز ظلمت و کدورت احساس نے نماید اگر فرضاً عمل مبتدع را امروز بواسطہ ضعف بصارت بطراوت و نضارت ببنید فردا کہ

Marfat.com

حدید البصر گردند دانند کہ جز خسارت و ندامت نتیجہ نداشت ۔ بیت :-

بوقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

(مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ :- عاجزی و فروتنی، التجا اور محتاجی، ذلت و پستی کے ساتھ ظاہراً و باطناً یہ فقیر حق تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سوال کرتا ہے کہ جو کچھ اس دین میں نئی پیدا شدہ چیزیں داخل ہوگئی ہیں جو رسولِ پاک صلعم کے زمانہ میں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں نہ تھیں ۔ اگرچہ وہ روشنی میں صبح کی سفیدی کی مانند چمکیلی ہوں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے زمرے میں جو ان بدعات سے منسوب ہیں ۔ ان محدث امور کے عمل میں گرفتار نہ کرے اور نہ ہی ان بدعات کے حسن پر فریفتہ کرے ۔ بحرمتِ سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ علماء کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے ۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ ۔ حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدینؓ کے زمانہ کے بعد پیدا ہُوا ہو اور وہ سنت کو رفع نہ کرے ۔ یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت مشاہدہ نہیں کرتا ۔ اور ظلمت و کدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتا ۔ اگرچہ آج بدعت کے عمل کو ضعف بصارت کے باعث طراوت و تازگی میں دیکھیں لیکن کل جب کہ بصارت تیز ہوگی تو معلوم ہو جائیگا کہ اس کا انجام سوا خسارہ اور ندامت کے کچھ نہ تھا ۔

صبح کے وقت جب روشنی نمودار ہوگی تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو نے اندھیری شب کس کے عشق میں بسر کی ۔

سنتوں کو زندہ کرو اور بدعتوں کو ہلاک کرو

سعادت مند کسے است کہ دریں غربت احیائے سنتے از سنن متروکہ نماید و اماتت بدعتے از بدع مستعملہ فرماید۔ ایں آں وقت است کہ ہزار سال از بعثت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام گذشتہ است و علامات قیامت پرتو انداختہ است و سنن بواسطۂ بعد عہد نبوت مستور شدہ است و بدعت بعلت افشاء کذب جلوہ گر گشتہ۔

شاہبازے باید کہ نصرت سنت فرماید و ہزیمت بدعت نماید۔ ترویج بدعت موجب تخریب دین است و تعظیم مبتدع باعث ہدم اسلام مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ شنیدہ باشند ہمگی ہمت و تمامی نہمت متوجہ آں باید بود کہ ترویج سنتے از سنن نمودہ آید و رفع بدعتے از بدع کردہ آید ہمہ وقت خصوصاً دریں اوان ضعف اسلام اقامت مراسم اسلام منوط بترویج سنت است و تخریب بدعت۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۲۳)

ترجمہ:۔ سعادت مند وہ ہے جو اس غربت میں متروکہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور معمولہ بہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو مارے۔ اب وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر کی بعثت سے ہزار سال گزر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پرتو ڈالا ہوا ہے۔ سنت عہد نبوت کے بعد کے باعث پوشیدہ ہو گئی ہے۔ اور بدعت جھوٹ کے ظاہر ہونے کے باعث جلوہ گر ہو گئی ہے۔ اب ایک ایسے بہادر جوانمرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو گرانے کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے

Marfat.com

رہیں مدد دی۔ پورے ارادہ اور کامل ہمت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ سنتوں میں سے کوئی سنت جاری ہو جائے اور بدعتوں میں سے کوئی بدعت دور ہو جائے۔ خصوصًا ان دنوں میں کہ اسلام ضعیف ہو رہا ہے۔ اسلام کے مراسم تبھی قائم رہ سکتے ہیں جب کہ سنتوں کو جاری کیا جائے اور بدعتوں کو دور کیا جائے۔

ہر قسم کی بدعت کا دروازہ بند ہونا چاہیئے

گذشتگان در بدعت حُسنے دیدہ باشند کہ بعض افراد آں را مستحسن داشتہ اند اما ایں فقیر با ایشاں دریں مسئلہ موافقت ندارد و ہیچ فرد بدعت را حسنہ نمیداند و جز ظلمت وکدورت دراں احساس نمے نماید۔

قَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وے یابد کہ دریں غربت وضعفِ اسلام سلامتی منوط باتیان سنت است وخرابی مربوط بتحصیل بدعت، ہر بدعت کہ باشد بدعت را در رنگ کلند میداند کہ ہدم بنیاد اسلام مے نماید وسنت را در رنگ کوکب درخشاں مے یابد کہ در شب دیجور ضلالت ہدایت مے فرماید۔

(مکتوبات - دفتر دوم - مکتوب ۲۳)

ترجمہ:- گذشتہ لوگوں نے شاید بدعت میں کچھ حسن دیکھا ہوگا۔ جو انہوں نے بدعت کے بعض افراد کو مستحسن اور پسندیدہ سمجھا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسین نہیں جانتا بلکہ سوائے ظلمت اور سیاہی کے اس میں کچھ محسوس نہیں کرتا ہے۔ رسول پاک صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔ اسلام کے اس ضعف و غربت کے زمانہ میں کہ سلامتی سنت کے بجا لانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت

Marfat.com

کے حاصل کرنے پر وابستہ ہے، ہر بدعت کو کلہاڑی کی طرح جانتا ہے جو بنیادِ اسلام کو گرا رہی ہے اور سنت کو چمکنے والے ستارے کی طرح جانتا ہے جو گمراہی کی شبِ تاریک میں مشعلِ ہدایت کا کام دے رہی ہے۔

علمائے وقت کی خدمت میں حضرت شیخ کی اپیل کہ کسی بدعت کے جواز کا فتوےٰ نہ دیں

علمائے وقت را حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ توفیق دہاد کہ بحسن ہیچ بدعت لب نکشائند و باتیان ہیچ بدعت فتوٰی ندہند اگرچہ آں بدعت در نظرِ شاں در رنگ فلق صبح روشن در آید۔ چہ تسویلاتِ شیطان را در ما ورائے سنت سلطانِ عظیم است در ازمنۂ ماضیہ چوں اسلام قوت داشت ناچار تحمّل ظلماتِ بدع مے نمودند شاید کہ بعضے ازاں ظلمات در شعشعانِ نورِ اسلام نیز بعضے را نورانی متخیل مے شد و باعثِ حکم بحسن آں مے گشت اگرچہ فی الحقیقت ہیچ حسن و نورانیت نداشت۔ بخلاف ایں وقت کہ وقتِ ضعفِ اسلام است تحمّلِ ظلماتِ بدع صورت ندارد کہ ایں جا فتوٰی متقدمین و متاخرین متمشی نباید ساخت۔ چہ ہر وقت را احکام علیحدہ است۔ درین وقت عالم بواسطہ کثرتِ ظہورِ بدعت در رنگ دریائے ظلمت بنظر مے در آید و نورِ سنّت باغربت و ندرت دراں دریائے ظلمانی در رنگ کرمہائے شب افروز محسوس مے گردد و عمل بدعت ازدیادِ آں ظلمت مے نماید و تقلیلِ نورِ سنت مے سازد و عمل سنت باعثِ تقلیل آں ظلمت است و تکثیرِ آں نور، فمن شاء فلیکثر ظلمۃ البدعۃ ومن شاء فلیکثر نور السنۃ ومن شاء فلیکثر حزب الشیطان ومن شاء فلیکثر حزب اللہ الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون - الا ان حزب اللہ هم المفلحون۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۲۳)

ترجمہ:- حق تعالیٰ علمائے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسن کہنے کی جرأت نہ کریں - اور نہ کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ دیں - خواہ وہ بدعت ان کی نظروں میں صبح کی سفیدی کی طرح روشن ہو - کیونکہ سنت کے ماسوا میں شیطان کے مکر کو بڑا دخل ہے - گذشتہ زمانہ میں چونکہ اسلام قوی تھا اس لئے بدعت کے ظلمات کو اٹھا سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ بعض بدعتوں کے ظلمات نورِ اسلام کی چمک میں نورانی معلوم ہوتے ہوں - اور حسن کا حکم پا لیتے ہوں - اگرچہ ان میں درحقیقت کسی قسم کا حُسن اور نور نہ ہو گا - مگر اس وقت کہ اسلام ضعیف ہے - بدعتوں کے ظلمات کو نہیں اٹھا سکتا - اس وقت متقدمین و متاخرین کے فتویٰ کو جاری نہیں کرنا چاہیئے - کیونکہ ہر وقت کے احکام جدا ہیں - اس وقت تمام جہان بدعتوں کے بکثرت ظاہر ہونے کے باعث دریائے ظلمت کی طرح نظر آ رہا ہے - اور سنت کا نور باوجود غربت و ندرت کے اس دریائے ظلمانی میں کرمِ شب افروز یعنی جگنو کی طرح محسوس ہو رہا ہے - اور بدعت کا عمل اس ظلمت کو اور بھی زیادہ کرتا جاتا ہے - اور سنت کے نور کو گھٹا رہا ہے - سنت پر عمل کرنا اس ظلمت کو کم کرنے اور اس کے نور کو زیادہ کرنے کا باعث ہے -

اب اختیار ہے کہ کوئی شخص خواہ بدعتوں کے اندھیروں کو بڑھائے یا سنت کے نور کو بڑھائے - جو چاہے اللہ کا گروہ بڑھائے اور جو چاہے شیطان کا گروہ بڑھائے - خبردار ! اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے اور شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے -

---

Marfat.com

معرکۂ سنت و بدعت

بدعت میں نہ کوئی نور ہے اور نہ کسی بیماری کی شفا ہے

اَلنَّصِيْحَةُ هِيَ الدِّيْنُ وَمُتَابَعَةُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِتْيَانُ السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ الْبِدْعَةِ الْغَيْرِ الْمَرْضِيَّةِ وَاِنْ كَانَتِ الْبِدْعَةُ تُرٰى مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ لِاَنَّهٗ فِي الْحَقِيْقَةِ لَا نُوْرَ فِيْهَا وَلَا ضِيَاءَ وَلَا لِلْعَلِيْلِ مِنْهَا شِفَاءٌ وَلَا لِلدَّاءِ مِنْهَا دَوَاءٌ كَيْفَ وَالْبِدْعَةُ اِمَّا رَافِعَةٌ لِلسُّنَّةِ اَوْ سَاكِتَةٌ عَنْهَا وَالسَّاكِتَةُ لَابُدَّ وَاَنْ تَكُوْنَ زَائِدَةً عَلَى السُّنَّةِ فَتَكُوْنُ نَاسِخَةً لَهَا فِي الْحَقِيْقَةِ اَيْضًا لِاَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ لَهٗ فَاِذًا الْبِدْعَةُ كَيْفَ كَانَتْ تَكُوْنُ رَافِعَةً لِلسُّنَّةِ نَقِيْضَةً لَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْهَا وَلَا حُسْنَ فِيْهَا وَلَيْتَ شِعْرِيْ مِنْ اَيْنَ حَكَمُوْا بِحُسْنِ الْبِدْعَةِ الْمُحْدَثَةِ فِي الدِّيْنِ الْكَامِلِ وَالْاِسْلَامِ الْمَرْضِيِّ بَعْدَ اِتْمَامِ النِّعْمَةِ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ الْاِحْدَاثَ بَعْدَ الْكَمَالِ وَالْاِتْمَامِ وَحُصُوْلِ الرِّضَا بِمَعْزِلٍ مِنَ الْحُسْنِ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ وَلَوْ عَلِمُوْا اَنَّ الْحُكْمَ بِحُسْنِ الْمُحْدَثِ فِي الدِّيْنِ الْكَامِلِ مُسْتَلْزِمٌ لِعَدَمِ كَمَالِهٖ وَمُنْبِئٌ عَنْ عَدَمِ تَمَامِ النِّعْمَةِ لَمَا اجْتَرَءُوْا عَلَيْهِ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۱۹)

ترجمہ:۔ سب سے اعلیٰ نصیحت یہی ہے کہ حضرت سید المرسلین کا دین اور متابعت اختیار کریں۔ روشن سنت کو بجا لائیں۔ اور ناپسندیدہ

Marfat.com

بدعت سے پرہیز کریں۔ اگرچہ بدعت صبح کی سپیدی کی مانند روشن ہو لیکن درحقیقت اس میں کوئی روشنی اور نور نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں کسی بیماری کی دوا ہے۔ اور نہ کسی دُکھ کی شفا ہے کیونکہ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہو سکتی۔ یا تو سنت کی رافع ہو گی یا اس سے ساکت ہو گی۔ ساکت ہونے کی صورت میں ضرور سنت پر زاید ہو گی۔ اور سنت پر زیادتی گویا سنت کو نسخ کرنا ہے۔ کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو سنت کی رافع اور اس کی نقیض ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی خیر نہیں۔ اور نہ کوئی حسن ہے۔ ہائے افسوس! انہوں نے دینِ کامل اور اسلام پسندیدہ میں جب کہ نعمت تمام ہو چکی ہے بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا کس طرح فیصلہ دیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ دین کے اکمال واتمام پر اور رضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں کوئی نیا کام پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ۔ اگر یہ لوگ جانتے کہ دین میں محدث امر یعنی بدعت کو حسن کہنا دین کے کامل نہ ہونے کو مستلزم ہے اور نعمت کے ناتمام رہنے پر دلالت کرتا ہے تو ہرگز اس قسم کے حکم پر دلیری نہ کرتے۔

بدعت کی شامت

سید البشر میفرماید علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ چیزیکہ مردود باشد حسن از کجا پیدا کند و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ

Marfat.com

وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّهٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔ ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد و ہر بدعت ضلالت پس معنی حسن در بدعت چہ بود ایضاً آنچہ از احادیث مفہوم میگردد آنست کہ ہر بدعت رافع سنت است تخصیص بہ بعض ندارد پس ہر بدعت سیّئہ بود ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّةٍ خَیْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِیْ دِیْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا یُعِیْدُهَا اِلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۔

(مکتوبات ۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ :۔ حضرت خیر البشر فرماتے ہیں کہ جس نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے ۔ اور جو چیز مردود ہے اس میں حُسن کہاں سے آسکتا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ سب سے اچھی کلام کتاب اللہ ہے اور بہتر رستہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رستہ ہے اور تمام امور سے بدتر محدثات ہیں اور ہر محدث (نو پیدا شدہ) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔ نیز آپ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکموں کو سنو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام ہو ، کیونکہ جو کوئی تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا ۔ پس تمہیں لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کے ساتھ پنجہ مارو ۔ اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو اور نئے پیدا ہوئے ہوئے امور سے بچو ۔

Marfat.com

کیونکہ ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پس جب ہر بدعت گمراہی ہے تو بدعت میں حسن کیا ہو سکتا ہے۔ نیز جو کچھ حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بدعت سنت کی رافع ہے۔ بعض کی کوئی خصوصیت نہیں۔ پس ہر بدعت سیئہ ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے تو اس کی مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔ پس ایک سنت کے ساتھ چنگل مارنا بدعت کے پیدا کرنے سے اچھا ہے۔ حضرت حسانؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے تو خدا تعالےٰ اس کی مثل ایک سنت کھینچ لیتا ہے اور پھر قیامت تک وہ سنت دوبارہ ان کی طرف نہیں لوٹاتا۔

شیخ مجددؒ کو سنّت سے عشق

ایں فقیر از لقد وقت خود مے نویسد کہ مدتہا از علوم و معارف و از احوال و مقامات در رنگ ابر نیساں ریختند و کار یکہ باید کرد بعنایت اللہ سبحانہٗ کردند الحال آرزوئے نماندہ است۔ الا آنکہ احیائے سنتے از سنن مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نمودہ آید و احوال و مواجید مر ارباب ذوق را مسلم باشد۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۴۷)

ترجمہ:۔ یہ فقیر اپنی حالت کا جائزہ لے کر لکھتا ہے کہ مدتوں تک علوم و معارف اور احوال و مقامات کی بارشیں موسم برسات کی بارشوں کی طرح مجھ پر برسائی گئیں اور جو کام کرنا چاہیئے تھا وہ عنایتِ ایزدی سے ہو گیا۔ اب بجز اس کے کوئی آرزو باقی نہیں رہی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ ہو سکے اور احوال و مواجید

Marfat.com

کا معاملہ اہلِ ذوق کے سپرد کیا جائے۔

چند بدعات کی تفصیل

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں کئی بدعات پیدا ہو چکی تھیں۔ نہ صرف عوام بلکہ طبقۂ خاص کے لوگ یعنی علماء و مشائخ بھی ان پر عامل تھے۔ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام بدعات کا رد کیا۔ اس زمانہ کے مشائخ اور علماء نے حضرت شیخ مجددؒ کی بڑی مخالفت کی۔ اور ان کے راستے میں بڑی بڑی مشکلات حائل کر دیں۔ بدعت کی حمایت میں کئی قسم کے دلائل دیئے کبھی کہتے کہ ان بدعات پر عمل کرنے سے ذوق و شوق بڑھتا ہے۔ کبھی کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ ملبوسات جو آج پہنے جاتے ہیں کب معمول تھے۔ غرضیکہ ان کے عہد میں امورِ دین میں جتنی بدعات پیدا ہو چکی تھیں نام لے لے کر ان کی تردید کی۔ ان بدعات کی ظاہری پرفریب شکل سے نہ متاثر ہوئے اور نہ دھوکا کھایا۔ ہمارے زمانہ میں جو بدعات پیدا ہوئی ہیں اگر اس زمانہ میں ہوتیں تو ان کا بھی رد فرماتے۔ آج اندھیر گردی کا زمانہ ہے۔ شرک کا نام اسلام ہے۔ توحید بے دینی شمار ہوتی ہے۔ بدعتیں سنتیں ہو گئی ہیں۔ سنت پر عمل کرنا عیب گنا جاتا ہے۔ ملک میں مشرکانہ اعمال پر کوئی قدغن نہیں۔ توحید و سنت کا نام لینے والوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو چکا ہے۔ اے کاش اس زمانہ میں حضرت شیخ مجدد کا مثیل پیدا ہو اور پھر از سرِ نو دینِ محمدی صلعم کو زندہ کرے۔

ذکر جہر بدعت ہے، عبادت و عادت کا فرق

پرسیدہ بودند کہ منع از ذکر جہر مے کنند کہ بدعت است با آنکہ ذوق و شوق مے بخشد۔ چرا از چیز ہائے دیگر کہ در زمان آں سرور نبودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام منع

نمے کنند مثل لباس فرجی وسراویل۔ مخدوما عمل آنسرور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بردو نوع است۔ بر سبیل عبادت است یا بر طریق عرف وعادت عملیکہ بر سبیل عبادت بودہ خلاف آں را بدعتہائے منکر میدانیم ودر منع آں مبالغہ مے نمائیم کہ احداث در دین است وآں مردود است۔ وعملیکہ بر عرف وعادت است خلاف آں را بدعت منکر نمے دانیم۔ ودر منع آں مبالغہ نمے نمائیم کہ بدین تعلق نمے دارد ووجود وعدم آں مبنی بر عرف وعادت است نہ بر دین وملت۔ (مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۲۳۱)

ترجمہ:۔ آپ نے دریافت فرمایا تھا کہ ذکر جہر سے یہ کہہ کر کہ بدعت ہے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے ذوق وشوق بڑھتا ہے اور چیزوں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھیں۔ مثل لباس فرجی (کھلی قبا) شال اور شلوار سے کیوں نہیں روکتے۔ حالانکہ ان چیزوں کا استعمال بھی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں نہ تھا۔ میرے مخدوم! آنحضرت صلعم کا عمل دو طرح پر ہے ایک عبادت کے طریق پر دوسرا عرف وعادت کے طریق پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعتِ منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں پوری جانفشانی سے کام لیتا ہوں۔ کیونکہ یہ دین میں نئی بات ہے جو مردود ہے اور وہ عمل جو عرف وعادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کو بدعتِ منکرہ نہیں جانتا۔ اور نہ ہی اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا اس کا ہونا نہ ہونا عرف وعادت پر مبنی ہے نہ کہ دین وملت پر۔

اگر کوئی امر سنت وبدعت کے درمیان دائر ہو تو اسے ترک کیا جائے

مقرر علما است کہ باحتمال ضرر منافع کثیرہ را میتواں گزاشت۔ نزدیک ایں معاملہ

Marfat.com

است آنچه علماء فرموده اند شکر اللہ سعیہم کہ اگر امرے دائر باشد میاں سنت و بدعت ترک بدعت بہتر است از اتیان سنت رچہ در بدعت احتمال ضرر است و در سنت توقع منافع، پس احتمال ضرر را بہ توقع منافع ترجیح دادہ ترک بدعت باید نمود۔

(دفتر اول ۔ مکتوب ۳۱۴)

ترجمہ:۔ علماء کے ہاں یہ مسلم ہے کہ احتمالِ ضرر کے لئے منافع کثیرہ کو چھوڑنا چاہیئے ۔ اسی کے قریب وہ کلام ہے کہ اگر کوئی معاملہ سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو عمل سنت سے ترک بدعت بہتر ہے ۔ کیونکہ بدعت کے کرنے میں احتمال ضرر ہے اور سنت میں توقع منافع ہوتا ہے پس ضرر کے احتمال کو نفع کی امید پر ترجیح دے کر بدعت کو ترک کر دینا چاہیئے ۔

جواز و عدم جواز میں تعارض کا حل

اگر تعارض در جواز و عدم جواز و حل و حرمت واقع شود ۔ ترجیح جانبِ عدم جواز است۔ دفتر اول ۔ مکتوب ۳۱۲)

ترجمہ:۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں فقہائے کے درمیان جواز و عدم جواز اور حلال وحرام کا تعارض (اختلاف) واقع ہو جائے تو عدم جواز کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی ۔

مسئلہ ہذا کی مزید تفصیل

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ قول مفتی بہ اختیار فرماتے چنانچہ زبدۃ المقامات مطبع نولکشور ص۱۸۷ میں آپ کے دستور فقہی کے متعلق لکھا ہے:۔

Marfat.com

وہمگی ہمت ایشاں آں بود کہ عمل بمفتی بہ و مختار فقہائے کبار نمودہ آید و بر عملے کہ بعضے از فقہاء بر جواز آں بودہ اند و بعضے بر کراہت آں، ایشاں ترجیح جانب کراہت دادہ براں عمل نمے کردند و مے فرمودند۔ اگر تعارض در جواز و عدم جواز و حل و حرمت واقع شد ترجیح جانب عدم جواز است و جانب حرمت را۔

ترجمہ:۔ یعنی آپ پوری عزیمت سے فقہاء کبار کے مختار اور مفتی بہ قول پر عمل کرتے تھے۔ اور ایسا عمل جس میں کچھ جواز کا اور کچھ کراہت کا پہلو فقہاء بیان کرتے تو آپ کراہت کے پہلو کو ترجیح دے کر اس پر عمل نہ کرتے اور فرماتے کہ اگر جواز و عدم جواز اور حل و حرمت کا اختلاف ہو جائے تو جانب عدم جواز اور جانب حرمت کو ترجیح دینی چاہیئے۔ حنفی فقہ کا مسئلہ بھی اس بارے میں یہی ہے۔

قَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْھُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ مَا تَرَدَّدَ بَیْنَ السُّنَّۃِ وَالْبِدْعَۃِ فَتَرْکُہٗ لَازِمٌ، لِاَنَّ تَرْکَ الْبِدْعَۃِ وَاجِبٌ وَاَدَاءُ السُّنَّۃِ غَیْرُ لَازِمٍ۔

ترجمہ:۔ کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہ جو امر درمیان سنت اور بدعت کے دائر ہو تو اس کا ترک کرنا لازم ہے۔ کیونکہ بدعت کا ترک کرنا لازم ٹھہرتا ہے اور ایسی "متردد" سنت کا ادا کرنا غیر لازم۔

بدعتی کی صحبت کی خرابی

یقین تصور فرمایند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است۔
(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۵۴)

ترجمہ:۔ یقین جاننا چاہیئے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بڑھا ہوا ہے۔

Marfat.com

عبادت کے لئے اپنی طرف سے تقررِ ایّام اور تعیّن صورت تجویز کرنا

روزِ عاشورہ و شب برات و شب بست و ہفتم ماہ رجب و اول شب جمعہ ماہ مذکور کہ آں را لیلۃ الرغائب نام نہادہ اند۔ کمال اہتمام را مرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میگزارند و آں را نیک و مستحسن مے پندارند، نمے دانند کہ ایں تسویلاتِ شیطان است کہ سیئات را بصورت حسنات مے نماید۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۲۸)

ترجمہ:۔ یہ (بدعتی) لوگ روزِ عاشورہ اور شب برات اور ماہ رجب کی ستائیسویں رات اور ماہ رجب کے اوّل جمعہ کی رات کو جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے۔ بڑا اہتمام کرتے ہیں اور نوافل کو بڑی جمیعت سے ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک و مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ سب شیطان کے حیلے ہیں۔ جو بُرے کاموں کو اچھے کاموں کی صورت میں ظاہر کرکے دھوکا دیتا ہے۔

مکروہ امر کو مستحسن جاننا جرمِ عظیم ہے

نمازے کہ در روزِ عاشورہ و شب برات و لیلۃ الرغائب نماز بجماعت میگزارند دو دو صد دو صد یا کم و بیش کہ در مسجدہا جمع شوند و آں نماز را با اجتماع و جماعت را مستحسن مے پندارند مرتکبان امر مکروہ اند باتفاق فقہاء و مکروہ را مستحسن دانستن از اعظم جنایات است۔ چہ حرام را مباح دانستن منجر بکفر است و مکروہ را حسن پنداشتن یک مرتبہ ازاں پایاں است۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۸۸)

ترجمہ:۔ وہ نماز جو روزِ عاشورہ اور شب برات اور لیلۃ الرغائب میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے

کم وبیش آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ باتفاق فقہاء امر مکروہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو حسن جاننا ایک مرتبہ اس سے کم جرم ہے۔

سنّت پر زیادتی سنّت کی رافع ہے

بعضے از بدعتہا کہ علماء و مشائخ آنرا حسنہ دانستہ اند چوں نیک ملاحظہ نمودہ مے آید معلوم مے شود کہ رافع سنت اند مثلاً در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ با آنکہ ہمیں بدعت رافع سنت است، چہ زیادتی بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است و نسخ عین رفع، و ہمچنیں مشائخ ارسال فش را بجانب جانب چپ مستحسن داشتہ اند و سنت در فش ارسال آں بین الکتفین است، پر ظاہر است کہ ایں بدعت رافع سنت است و ہمچنیں آنچہ علماء در نیت نماز مستحسن داشتہ اند کہ باوجود ارادہ قلب بزبان نیز باید گفت و حال آنکہ از آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت نہ شدہ است، نہ بروایت صحیح نہ بروایت ضعیف و نہ از اصحاب کرام و تابعین عظام کہ بزبانِ نیت کردہ باشند بلکہ چوں اقامت مے گفتند تکبیر تحریمہ مے فرمودند۔ پس نیت بزبان بدعت باشد وایں بدعت را حسنہ گفتہ اند وایں فقیر میداند کہ ایں بدعت چہ جائے رفع سنت کہ رفع فرض مے نماید۔ چہ در تجویز آں اکثر مردم بزبان اکتفا مے نمائند واز غفلتِ قلبی باک ندارند پس دریں ضمن فرضے از فرائض نماز کہ نیت قلبی باشد متروک مے گردد و بفسادِ نماز مے رساند۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۸۶)

ترجمہ۔ جاننا چاہیئے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء و مشائخ نے سنت سمجھ رکھا ہے جب ان میں اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کی

Marfat.com

رفع کرنے والی ہیں۔ مثلاً میّت کے کفن دینے میں عمامہ کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہی بدعت رافع سنت ہے۔ کیونکہ عدد مسنون یعنی تین کپڑوں پر زیادتی نسخ ہے اور نسخ عین رفع ہے اور ایسے ہی مشائخ نے شملۂ دستار کو بائیں طرف چھوڑنا پسند کیا ہے حالانکہ سنت شملہ کا دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بدعت رافع سنت ہے۔ ایسے ہی وہ امر جو علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود ارادہ دل کے زبان سے بھی نیت کہنی چاہئے۔ حالانکہ آنحضرت صلعم سے کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا۔ اور نہ اصحاب کرام اور تابعین عظام سے کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو۔ بلکہ جب اقامت کہتے تھے فقط تکبیر تحریمہ ہی کہتے تھے۔ پس زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا ہے اور یہ فقیر جانتا ہے کہ یہ بدعت رفع سنت تو بجائے خود رہا۔ فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس کی تجویز میں اکثر لوگ زبان پر کفایت کرتے ہیں اور دل کی غفلت کا کچھ ڈر نہیں کرتے۔ پس اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔

قیاس اور اجتہاد بدعت کے حکم سے باہر ہیں

فَعَلَيْكُمْ بِالْاِقْتِصَارِ عَلٰى مُتَابَعَةِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْاِكْتِفَاءِ عَلَى اقْتِدَاءِ اَصْحَابِهِ الْكِرَامِ فَاِنَّهُمْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وَاَمَّا الْقِيَاسُ وَالْاِجْتِهَادُ فَلَيْسَ مِنَ الْبِدْعَةِ فِيْ شَيْءٍ فَاِنَّهٗ مُظْهِرٌ لِمَعْنَى النُّصُوْصِ لَا مُثْبِتٌ اَمْرًا زَائِدًا۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ۔ پس آپ پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور اور اصحاب کرام کی اقتدا پر کفایت کریں کیونکہ یہ ستاروں کی مانند ہیں جن کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے۔ لیکن قیاس اور اجتہاد کوئی بدعت نہیں۔ کیونکہ وہ نصوص کے مطلب کو ظاہر کرتے ہیں کسی زائد امر کو ثابت نہیں کرتے۔

Marfat.com

دربارِ جہانگیری کے ارکان و اُمرائے کے نام مراسلات

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مقربانِ سلطانی کی طرف جو مکتوبات لکھے ہیں وہ اپنے اندر ایک نرالی شان رکھتے ہیں۔ ہر دردمند دل کو یہ مکتوبات نہایت گہرائی سے پڑھنے چاہئیں۔ اور ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مضطر اور دلِ بے قرار کی دھڑکنوں کا ان مکتوبات میں مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ حکومت کی غفلت اور بے پرواہی کی وجہ سے اسلام پر تنزل و انحطاط آچکا ہے۔ ہندؤوں کا غلبہ ہے۔ شعائرِ اسلام کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ مسلمان کمزور و ضعیف ہیں۔ حضرت شیخ مجددؒ مقربینِ حکومت کو جھنجھوڑتے ہیں اور غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اور انہیں ترغیب دیتے ہیں کہ بادشاہ کے کانوں تک کلمۂ حق پہنچائیں۔ حضرت مجددؒ تڑپ تڑپ کر اور لوٹ لوٹ کر انہی مقربانِ سلطنت سے بادشاہ کے کانوں تک اپنی دعوتِ اصلاح اور ہدایت پہنچانے کا کام لیتے ہیں۔ حضرت مجددؒ کا احساس ملی نہایت بےچینی اور بے تابی سے اس ساعتِ سعید کا منتظر ہے جب کہ کفر و ادبار کی شبِ تاریک ختم ہو۔ اور اس کی جگہ آفتابِ حق پوری تابانی سے جلوہ افروز ہو جائے۔ مکتوبات شریف میں اس قسم کے مضامین کا ایک کافی ذخیرہ موجود ہے۔ ان مکاتیب میں داعیانِ اسلام اور علمائے حقانی کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو حکومت کے کل پرزے ہیں اور حکومت کی کلیدی اسامیوں پر متمکن ہیں۔ اپنے حلقۂ اثر اور دائرہ عقیدت سے نہ نکلنے دیں بلکہ انہیں اپنی ہدایات و تعلیمات کا ریکارڈ بنائیں۔ اور قرآنی تعلیمات

Marfat.com

اور پیغمبرانہ سُنن ان تک پہنچانے کا ایسا اسلوب اختیار کریں جو ان کے لئے جاذب ہو بطور نمونہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس قسم کے مکاتیب و مراسلات کے کچھ اجزاء اور اقتباسات ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ان سے سبق حاصل کیا جائے۔

گورنر لاہور شیخ فرید کے نام خط

نواب مرتضیٰ شیخ فریدؒ دورِ مغلیہ میں اکبر کے عہد میں بخشی کے عہدے پر مامور تھے۔ جہانگیر کے عہد میں گجرات کے والی بنا دیئے گئے۔ بعد ازاں پنج ہزاری منصب پر فائز ہوئے اور لاہور کے گورنر ہو گئے۔ نسباً سادات تھے۔ علماء و مشائخ کی نظر میں ان کی بہت عزت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حساس قلب اور بیدار مغز عطا کیا تھا حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی انقلابی تحریک میں ان سے دستِ راست کا کام لیا۔ مکتوبات کے ہر سہ دفتر میں ان کے نام بہت مکاتیب ہیں ۱۰۲۵ھ، ۱۶۱۶ء میں لاہور ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ دہلی میں ان کو سپردِ خاک کیا گیا۔ عہدِ اکبری کے آخر میں دربارِ اکبری سے علماء کو موقوف کر دیا گیا تھا۔ عہدِ جہانگیری میں بھی یہی سلسلہ رہا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی پیہم کوششوں سے جب بادشاہ کے رجحانات میں نمایاں تبدیلی ہوئی تو دربار میں چار عالموں کا رکھا جانا منظور ہوا۔ جو بادشاہ کے مشیر کار ہوں اور مسائل شرعیہ بتایا کریں تاکہ بادشاہ خلاف شرع قدم نہ اٹھائے۔ ان علماء کی تقرری کا حکم شیخ فریدؒ کو ملا۔ حضرت مجددؒ رحمۃ اللہ علیہ کو اس خبر پر بے حد مسرت ہوئی لیکن چونکہ معلوم تھا کہ اکبر کو انہی علماء سوء نے بگاڑا ہوا تھا اس لئے آپ نے شیخ فریدؒ اور صدر جہاں اور دیگر مقربین دربارِ سلطانی کو ارقام فرمایا کہ وہ علماء کے انتخاب کے بارے میں نہایت احتیاط ملحوظ رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر اسی ٹائپ کے علماء دربار میں جمع ہو جائیں اور کیا کرایا سب خاک میں مل جائے۔ اس سلسلہ میں آپ نے شیخ فریدؒ کو ذیل کا زبردست مکتوب ارقام فرمایا:۔

Marfat.com

شنیده شد که بادشاهِ اسلام از حسنِ نشاء مسلمانی که در نهاد خود دارند بالیشاں فرموده اند که چهار کس از علماء دیندار پیدا کنند که ملازم باشند و بیان مسائل شرعیه مے کرده باشند تا خلافِ شرع امرے واقع نشود الحمد لِلّٰہ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ مسلمانان را به ازیں چه بشارت و ماتم زدگاں را به ازیں چه نوید۔ لیکن چوں حقیر بواسطۂ ہمیں غرض متوجه خدمتِ علیه است۔ چنانچه مکرّر اظہارِ آں نموده بضرورت دریں باب بگفتن و نوشتن خود را معاف نخواہد داشت۔ امید است که معذور خواہند فرمود صَاحِبُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ۔

معروض مے گرداند که علماء دیندار خود اقلّ قلیل اند که از حُبِّ جاه و ریاست گزشته باشند و مطلبے غیر از ترویجِ شریعت و تائیدِ ملت نداشته باشند۔ بر تقدیر حبِ جاه ہر کدام ازیں علماء طرفے خواہد گرفت و اظہارِ فضیلت خود خواہد نمود و سُخنانِ اختلافی درمیان خواہد آورد و آں را توسّل قربتِ بادشاه خواہد ساخت، ناچار مُہم دین ابتر خواہد شد۔ در قرنِ سابق اختلافات علماء عالم را در بلا انداخت و ہماں صحبت در پیش است، ترویج چه گنجائش دارد که باعثِ تخریبِ دین خواہد شد والعیاذ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذٰلِکَ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْعُلَمَاءِ الخ۔ اگر یک عالم را از برائے ایں غرض انتخاب کنند بہتر مے نماید۔ اگر از علماء آخرت پیدا شد چه سعادت که صحبت او کبریتِ احمر است و اگر پیدا نشود بعد از تأمّل صحیح بہترین ایں جنس را اختیار کنند مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ۔

نمیدانم چه نویسم۔ ہمچنانکه خلاصی خلائق وابسته بوجود علماء است خسرانِ عالم نیز بالیشاں مربوط است۔ بہترینِ علماء بہترینِ عالم است و بدترینِ ایشاں بدترینِ خلائق۔ ہدایت و اضلال را بالیشاں مربوط ساخته اند۔

عزیزے ابلیس لعین را دید که فارغ و بیکار نشسته است، سرِّ آں را پرسید گفت علماء ایں وقت کار ما مے کنند و در اغواء و ضلال کافی اند۔

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

غرض کہ دریں باب فکرِ صحیح وتامل صادق مرعی داشتہ اقدام خواہند نمود۔ چوں کار از دست برود علاجے نمے پذیرد۔ ہر چند شرم مے آید کہ کسے آمثال ایں سخناں بارباب فطانت صحیحہ اظہار سازد اما ایں معنی را وسیلہ سعادت خود دانستہ مُصدِع مے گردد۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۵۳)

ترجمہ :۔ سننے میں آیا ہے کہ بادشاہ نے اپنی فطری مسلمانی کی تحریک سے آپ کو فرمایا ہے کہ ایسے چار علماء دیندار کا انتخاب کریں جن کو شاہی دربار میں شرعی مسائل بیان کرنے کے لئے ملازم رکھا جائے تاکہ خلاف شرع کوئی امر صادر نہ ہو۔ اس پر خدا تعالےٰ کی حمد بجا لاتا ہوں۔ مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر کونسی خوشی ہوگی۔ اور ماتم زدوں کو اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت ہو سکتی ہے۔ چونکہ فقیر اسی غرض کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہے اس لئے اس معاملہ میں چند ضروری باتیں کہہ اور لکھ رہا ہوں۔ امید ہے آپ معذور سمجھیں گے۔ کیونکہ صاحبِ غرض دیوانہ ہوتا ہے۔

غرض یہ کرنا ہے کہ ایسے دیندار علماء جنہیں جاہ و مال کی کوئی پرواہ نہ ہو اور جن کا نصب العین صرف ترویج شریعت اور احیائے دین ہو قلیل اقل ہیں اور ظاہر ہے کہ علماء کے طبقہ میں منصب وعزت کی خواہش ہوگی تو ان میں کھینچا تانی شروع ہو جائے گی اور ہر ایک اپنی طرف کھینچے گا اور اپنی بڑائی جتانے کی کوشش کرے گا۔ پھر ان میں اختلافات رُونما ہو جائیں گے اور انہی اختلافات کو وہ قرب بادشاہی کا ذریعہ بنائیں گے۔ لامحالہ معاملہ بگڑ جائے گا۔ دورِ سابق میں علماء سوء کے اختلافات ہی نے دنیا کو بلا میں

Marfat.com

ڈالا تھا۔ اب وہی معاملہ پھر درپیش ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دین کی ترویج کی جا بجا تخریب ہی شروع ہو جائے (العیاذ باللہ) اگر بجائے چار کے ایک ہی عالم کا انتخاب ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر ایسا آدمی علماء ربانی میں سے مل جائے تو کیا کہنا۔ ایسے لوگوں کی صحبت کبریت احمر ہے۔ اور اگر کوئی خاص اللہ والا میسر نہ ہو تو پھر خوب غور و فکر سے جس کو مناسب سمجھیں اختیار فرمائیں۔ جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے دم سے وابستہ ہے۔ بہترین علماء بہترین خلائق ہیں۔ ہدایت اور گمراہی انہی سے وابستہ ہے۔ ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بیکار اور نچنت بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ تو ابلیس نے جواب دیا کہ اس زمانہ کے علماء میری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ اور دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے وہی کافی ہیں ؎

جس عالم کا کام محض اپنی مقصد برآری اور تن پروری ہو وہ خود گم ہے۔ خلقت کی وہ کس طرح رہبری کرے گا۔

میرا مقصد یہ ہے کہ اس معاملہ میں اچھی طرح غور و فکر کر کے قدم اٹھائیں۔ جب بات ہاتھ سے نکل گئی تو پھر کوئی علاج نہیں ہو سکے گا۔

شیخ فرید کے نام ایک اور مکتوب

بادشاہ نسبت بعالم در رنگ دل است نسبت ببدن، کہ اگر دل صالح است بدن صالح است واگر فاسد است فاسد، صلاح بادشاہ صلاح عالم است و فسادِ او فسادِ عالم، میدانند کہ بر قرنِ ماضی بر سرِ اہل اسلام چہا گذشتہ است، زبونی اہل اسلام باوجود کمال غربت در قرون سابقہ ازیں نگذشتہ بود کہ مسلماناں بردین خود باشند و کفار

برکشِ خود آیہ کریمہ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ بیان ایں معنی است کہ در قرنِ ماضی کفار برملا بطریق استیلا اجرار احکام کفر در دار اسلام مے کردند و مسلماناں از اظہار احکام اسلام عاجز بودند و اگر مے کردند بقتل مے رسیدند۔ وَا وَیْلَا! وَا مُصِیْبَتَا! وَا حَسْرَتَا! وَا حُزْنَا!

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ محبوب ربّ العالمین است مصدقانِ او ذلیل وخوار بودند و منکرانِ او بعزت واعتبار مسلمانان با دلہائے ریش در تعزیتِ اسلام بودند و معاندانِ بسخریہ واستہزا بر جراحتہائے ایشاں نمک پاشیدند۔ آفتابِ ہدایت در تتقِ ضلالت مستور شدہ بود و نورِ حق در حجبِ باطل منزوی ومعزول، امروز کہ نوید زوالِ مانعِ دولتِ اسلام وبشارت جلوس بادشاہ اسلام بگوش خاص وعام رسیدہ اہلِ اسلام بر خود لازم دانستند کہ ممد ومعاون بادشاہ باشند و بر ترویج شریعت و تقویت ملت دلالت نمایند۔ ایں امداد وتقویت خواہ بزبان میسر شود خواہ بدست، سابق ترینِ دولت مدد ہا تبیین مسائلِ شرعیہ است و اظہار عقائد کلامیہ بر طبق کتاب و سنت واجماعِ امت تا مبتدعے وضالے درمیان آمدہ از راہ نبرد و کار بفساد نہ انجامد۔ ایں قسم امداد مخصوص بعلماء اہلِ حق است کہ رُو باخرت دارند، علماء دنیا کہ ہمتِ ایشاں دنیائے دنیّہ است صحبتِ ایشاں زہرِ قاتل است وفسادِ ایشاں فساد متعدی۔

شعر

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(دفتر اول۔ مکتوب ۴۷)

ترجمہ:۔ بادشاہ کی نسبت جہان کے واسطے ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ، اگر دل اچھا ہے تو بدن بھی اچھا ہے۔ اگر دل بگڑ گیا تو بدن بھی بگڑ گیا۔ ایسے ہی جہان کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے اور اس کے بگڑنے سے جہاں کا بگڑنا وابستہ ہے۔ آپ جانتے

Marfat.com

ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں اہلِ اسلام کے سر پر کیا کیا مصائب گزرے ہیں۔
گزشتہ زمانہ میں باوجود انتہائی غربت کے خرابی اس حد سے نہ بڑھی تھی
کہ مسلمان اپنے طریق پر قائم رہیں اور کفار اپنے طریق پر بحکم قرآن لَكُمْ
دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ لیکن اس کے بعد کا زمانہ ایسا آیا کہ کفار علی الاعلان
بر سبیلِ غلبہ دارِ اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے۔ اور اہلِ اسلام
اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاجز تھے اور اگر کرتے تھے تو قتل
کیے جاتے تھے۔ وائے غم و مصیبت! وائے حسرت! وائے ہلاکت و
بربادی! کہ محبوب رب العٰلمین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ماننے والے ذلیل و خوار تھے اور منکرین آنحضرت صلعم باعزت و باوقار۔
مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کی ماتم پرسی کرتے اور دشمنان اسلام
استہزاء و تمسخر سے ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی
کے پردہ میں روپوش تھا اور حق کا نور باطل کے پردوں میں چھپا ہوا تھا۔

آج کہ دولتِ اسلام کی ترقی اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی خاص و
عام کے کانوں تک پہنچی۔ اہلِ اسلام نے لازم جانا کہ بادشاہ کے مددگار
اور معاون ہوں اور شریعت کے رواج دینے اور مذہب کے تقویت دینے
میں اس کی مدد کریں، خواہ بہ تقویت و امداد و زبان سے ہو سکے خواہ ہاتھوں سے
سب سے بڑھ کر مدد یہ ہے کہ کتاب و سنت اور اجماع امت کے
طریق پر شرعی مسائل بیان کئے جائیں اور عقائد کلامیہ کو ظاہر کیا جائے تاکہ
کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان حائل ہو کر قطع الطریقی نہ کرے اور کام خراب
نہ کر دے۔ اس قسم کی امداد علماء حق کے لئے مخصوص ہے جن کا مطمع نظر
آخرت ہے۔ علماء دنیا جن کا مقصد صرف دنیائے دنی ہے ان کی صحبت

Marfat.com

زہر قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی ہے

وہ عالم جو ہر دم تن کو پالے
وہ خود گمراہ ہے کس کو راہ بتائے

شیخ فرید کے نام (۳)

در قرنِ ماضی ہر بلائے کہ بر سر آمد از شومئی ایں جماعہ بود۔ بادشاہاں را ایشاں از راہ مے بردند۔ ہفتاد و دو ملت کہ راہِ ضلالت اختیار کردہ اند، مقتدایان ایں ہا علماء سوء بودند۔ غیر از علماء کہ بضلالت رفت کم است کہ ضلالتِ او بدیگرے تعدی کند۔ و اکثر جہلاء صوفی نمائے ایں زمانہ حکم علماء سوء دارند۔ فسادِ ایں ہا نیز فساد متعدی است و ظاہراً اگر کسے باوجود استطاعتِ امداد ہر قسم مددے کہ باشد تقصیر نماید و در کار خانۂ اسلام فتورے واقع شود آں مقصر معاتب گردد۔ و بناءً علیٰ ذالک ایں حقیر قلیل البضاعت نیز مے خواہد کہ خود را در جرگہ ممدان دولتِ اسلام اندازد و دریں باب دست و پائے بزند بحکم من کثّر سواد قوم فھو منھم یحتمل گر ایں بے استطاعت را داخل آں جماعہ کرام سازند مثل خود را مثل آں زال مے انگارد کہ ریسماں چند تنیدہ خود را در سلک خریداراں حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ساختہ بود۔ امید است کہ دریں نزدیکی انشاء اللہ العزیز بتشرف حضور مشرف گردد و متوقع از جناب شرف ایشاں آں است کہ چوں استطاعت و قرب بادشاہ بروجہ اتم ایشاں را حق سبحانہ و تعالیٰ میسر ساختہ است در خلا و ملا در ترویج شریعت محمدی علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوٰۃ افضلھا و من التسلیمات اکملھا کوشند و مسلماناں را از غربت بر آرند۔ (مکتوبات۔ دفتر اول مکتوب ۴۷)

ترجمہ:۔ گذشتہ زمانہ میں جو بلا۔ بلادِ اسلام کے سر پر آئی وہ اسی جماعت کی بدبختی کی وجہ سے تھی۔ بادشاہوں کو انہوں نے ہی بہکایا۔ بہتر مذاہب

جو گمراہی کا راستہ اختیار کر گئے ان کے مقتدا اور پیشوا یہی علماء سوء ہیں۔ ایسے لوگ جو علماء کے بغیر گمراہ ہوئے ہوں اور ان کی گمراہی کا اثر دوسرے لوگوں تک پہنچا ہو بہت کم ہیں۔ اکثر جہال جنہوں نے صوفیوں کا لباس پہن رکھا ہے وہ بھی علماء سوء کا حکم رکھتے ہیں۔ ان کا فساد بھی متعدی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود مدد کی استطاعت کے مدد کرنے میں کوتاہی کرے اور کارخانۂ اسلام میں فتور پڑ جائے۔ تو اس کوتاہی کرنے والے کو ملزم ٹھہرایا جائے گا۔ اس لئے یہ فقیر بے سروسامان بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو "جرگہ مددان دولتِ اسلام، دولتِ اسلامیہ کے مددگار گروہ میں داخل کرے اور اس بارہ میں کوشش کرے جس نے قوم کے گروہ کو زیادہ کیا وہ انہی میں سے ہے" کے بموجب ہو سکتا ہے کہ اس فقیر کو ان بزرگوں کی جماعت میں داخل کر لیں۔ یہ فقیر اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح خیال کرتا ہے جو اپنا تھوڑا سا سوت لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو گئی تھی۔ امید ہے فقیر جلد ہی انشاء اللہ العزیز حاضر خدمت ہونے کا شرف حاصل کرے گا۔ آپ کی جناب شریف سے امید ہے کہ جب حق تعالےٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو آپ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو رواج دینے کی ظاہری و باطنی کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو غریبی سے نکالیں گے۔

خان جہان کے نام مکتوب (۱)

خان جہان جہانگیر کا خاص مقرب تھا۔ جہانگیر ان کی بات سنتا بھی تھا اور مانتا بھی تھا۔ اس لئے حضرت شیخ مجدد کی ان کی اصلاح کی طرف خاص توجہ

Marfat.com

تھی۔ مکتوبات کے ہر سہ دفتروں میں ان کے نام بہت سے خطوط ہیں۔ مکتوبات کے دفتر دوم میں مکتوب نمبر ۶۷ ایک طویل مکتوب ہے۔ اس مکتوب میں شیخ مجددؒ نے دین کی تمام مہمات، ضروری مقاصد اور ارکانِ اسلام کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے بیان فرمانے کے بعد حرفِ مطلب جس عمدہ انداز سے بیان فرمایا۔ اس سے ان کی خاص شان مجددیت ظاہر ہوتی ہے فرماتے ہیں:۔

دولتے کہ حضرتِ حق سبحانہٗ وتعالےٰ شمارا بآں ممتاز ساختہ است و مردم ازاں دولت غافل اند بلکہ نزدیک است کہ شما ہم آنرا در نیابید آنست کہ بادشاہ وقت کہ بہفت پشت مسلمان آمدہ است و از اہلِ سنت است و حنفی مذہب ہر چند چند سال است کہ دریں آوانِ قربِ قیامت است۔ و بعد عہد نبوت بعضے از طلبہ علوم بشومیٔ طمع کہ ناشی از خبثِ باطن است بامراء و سلاطین تقرّب جستہ براہ خوشامد ایشاں درآمدند و در دینِ متین تشکیک نمودند و شبہا پیدا کردند و سادہ لوحاں را از راہ بردند۔ این چنیں بادشاہ عظیم الشان ہر گاہ سخن شما را بحُسنِ استماع و بہ قبول تلقّی میںماید۔ چہ دولت است کہ بصریح یا باشارت کلمۂ حق یعنی کلمۂ اسلام کہ موافق معتقدات اہل سنت وجماعت است شکر اللہ سعیہم گوش زد ایشاں نماید و ہر قدر کہ گنجائش دانید سخن اہلِ حق را عرضہ دارید بلکہ ہموارہ مترصد و منتظر باشید کہ تقریبے پیدا شود سخن مذہب وملت درمیان آید تا اظہار حقیقت اسلام نمودہ آید و بیان بطلان وشناعتِ کفر و کافری کردہ شود۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۶۷)

ترجمہ:۔ وہ دولت جس کے ساتھ حق تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اور شاید آپ بھی اس سے بے خبر ہوں، یہ ہے کہ بادشاہِ وقت ہفت پشت سے مسلمان چلا آتا ہے اور اہلِ سنت والجماعت سے ہے اور حنفی مذہب پر ہے۔ اس کے عہدِ ہمایوں میں چند سال ہوئے کہ اس

Marfat.com

زمانہ میں جو قربِ قیامت کا اور عہدِ نبوت سے بعد کا زمانہ ہے۔ بعض طالب علموں نے خبثِ باطن کی بنا پر طمع کی بدبختی کے لئے امیروں اور بادشاہوں کا تقرب ڈھونڈا ہے اور ان کی خوشامد وچاپلوسی کا وطیرہ اختیار کر کے دینِ متین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانا شروع کر دیا ہے۔ جب ایسا عظیم الشان بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن سکتا ہے اور قبول کر سکتا ہے تو یہ کیسی دولت ہے کہ آپ تصریح یا اشارہ کے طور پر کلمۂ حق یعنی کلمۂ اسلام اہلِ سنت والجماعت کے معتقدات کے مطابق اس کے گوش گزار کر دیا کریں اور جہاں تک ہو سکے اہلِ حق کی باتوں کو پیش کر دیا کریں۔ بلکہ ہمیشہ اس کے امیدوار اور منتظر رہا کریں۔ کہ کوئی عمدہ موقع میسر آئے جس میں مذہب و ملت کی نسبت گفتگو شروع ہو جائے تاکہ اسلام کی حقیقت آشکارا اور کفر و کافری کا بطلان ہو۔

خان جہاں کے نام (۲)

بر سر اصل سخن رویم وگویم کہ معلوم الشاں است کہ سلطان کالروح ست وسائر الانسان کالجسد۔ اگر روح صالح است بدن صالح واگر روح فاسد است بدن فاسد است پس در اصلاح سلطان کوشیدن در اصلاح جمیع بنی آدم کوشیدن است واصلاح در اظہار کلمۂ اسلام است۔ بہر روش کہ گنجائش وقت باشد وانگذشت کلمۂ اسلام از معتقدات اہل سنت وجماعت نیز گاہ وبے گاہ گوش زد باید ساخت ورد مذہب مخالف باید نمود۔ اگر ایں دولت میسر گردد وراثت عظمیٰ از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بدست آید۔ شمارا ایں دولت مفت بدست آمدہ است۔ قدر آنرا بدانند۔ زیادہ چہ مبالغہ

Marfat.com

نماید۔ ہر چند مبالغہ و ابرام ایں جا مستحسن است و اللہ سبحانہٗ الموفق۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۶۷)

ترجمہ:۔ اب میں اصل بات کی طرف پلٹتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بادشاہ مثل روح کے ہے اور رعایا مثل جسم کے ہے۔ اگر روح ٹھیک ہے تو جسم بھی ٹھیک ہے اور جب روح بگڑ گیا تو جسم خواہ مخواہ بگڑ گیا۔ پس بادشاہ کی اصلاح کرنا گویا تمام انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے اور یہ اصلاح اس طرح ہو سکتی ہے کہ جب موقع ملے اور کوئی گنجائش نظر آئے۔ بادشاہ کے کانوں میں صحیح اسلامی تعلیمات ڈالی جائیں اور مخالفین کے مذاہب باطلہ کا رد کیا جائے۔ اگر یہ دولت آپ نے حاصل کی تو سمجھئے کہ آپ کو انبیاء علیہم السلام کی وراثت مل گئی۔ بڑی سعادت ہے کہ آپ کو یہ دولت مفت مل رہی ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے۔

خان جہان کے نام مکتوب

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند

کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

تلذذات و تنعمات دنیویہ فانیہ وقتے گوارا افتد و تحلیل رود کہ در ضمن آں عمل بمقتضائے شریعت غراء کردہ آید و بآخرت جمع شود و الّا حکم سُمّ قاتل دارد کہ بہ شکر شُش اندودہ اند و ابلہے را بآں فریب دادہ۔ وائے اگر معالجۂ آں بتریاق حکیم مطلق نمودہ نہ آید و تلافی آں شیرینی تلخی آوامر و نواہی شرعیہ کردہ نشود۔ بالجملہ باندک سعی و تردد بر وفق شریعت کہ مبنائے آں بر سہولت است ملک ابدی بدست مے آید و باندک غفلت و فراغت آں دولت جاودانی از دست بیرود۔ عقل دور اندیش را کار باید فرمود و در رنگ طفلاں

بجوزے و مویزے عوض نباید کرد۔

ہمیں خدمت کہ در پیش دارند۔ اگر آنرا باتیاں شریعت مصطفویہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ جمع سازند کار انبیار کردہ باشند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و دینِ متین را منور ساختہ و معمور گردانیدہ باشند۔ ما فقیراں اگر سالہا جاں بکنیم دریں عمل بگرد شما شاہبازاں نرسیم۔

(مکتوبات۔ دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۴۵)

ترجمہ :۔ دنیائے فانی کی لذتیں اس وقت گوارا اور حلال ہوتی ہیں جب کہ ان کے ہوتے ہوئے روشن شریعت کے مطابق عمل کو بجالایا جائے اور آخرت کے لئے ذخیرہ جمع کیا جائے ورنہ یہ لذتیں اس زہر قاتل کی طرح ہیں جسے شکر میں لپیٹ کر کھلایا جائے۔ جس پر نادان اور بے وقوف دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اگر حکیم مطلق جل شانہ کے بتلائے ہوئے تریاق سے اس کا علاج نہ کیا جائے اور شریعت کے اوامر و نواہی کی تلخی سے اس زہر آلود شرینی کا تدارک نہ کیا جائے تو سراسر ہلاکت کا موجب ہوگا۔ شریعت کے موافق عمل کرنے سے جس میں سراسر سہولت اور آسانی ہے۔ تھوڑے سے تردد و کوشش سے نہایت آسانی سے دائمی ملک ہاتھ آجاتا ہے اور تھوڑی سی غفلت و سستی سے یہ جاودانی دولت ہاتھ سے نکل جاتی ہے عقل و دوراندیشی سے کام لینا چاہیئے اور بچوں کی طرح جوز و مویز پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہی خدمت جو آپ بجالا رہے ہیں۔ اگر اسے احکام شرع محمدی کے ساتھ جمع کرلیں تو پیغمبرانہ فرائض بجالائیں گے اور دینِ متین کو منوّر و معمور فرمائیں گے۔ اگر ہم مدت دراز تک جان ماریں تو بھی آپ جیسے شاہسواروں کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ توفیق و سعادت کا گیند میدان

Marfat.com

میں پڑا ہوا ہے۔ کوئی سوار میدان میں نہیں آتا۔

حضرت مجددؒ کے صدر جہاں کے نام مکتوبات

جہانگیر صدر جہاں کو بہت مانتا تھا۔ صدر جہاں کا عہد اکبری میں منصب معمولی تھا۔ جہانگیر کے بچپن میں صدر جہاں نگران تعلیم رہا تھا۔ جہانگیر نے یکدم منصب چار ہزاری پر سرفراز کر دیا۔ شیخ مجددؒ ضعفِ اسلام پر آنسو بہاتے اور اس مکتوب کے ذریعہ اسلام و اسلامیان کی حالت کا نقشہ کھینچ کر صدر جہاں سے توقع رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ تحریک ہو اور اسلام کی حالت کا نقشہ بدل جائے۔

اکنوں کہ انقلاب دول بظہور پیوستہ و سورت عناد اہل ملل برہم شکستہ بر ائمہ اسلام صدور عظام و علماء کرام لازم است کہ تمام ہمت خود را مصروف رواج شریعت غرا ساختہ در ہدایت امر ارکان اسلام منہدمہ را برپا سازند کہ در تسویف خیریت ظاہر نمے شود۔ دلہائے غریباں ازیں تاخیر در اضطراب است، شدت ہائے قرن سابق در دلہائے مسلماناں متمکن است۔ مبادا تلافی آں نہ شود و غربت اسلام تبطویل انجامد۔ ہرگاہ بادشاہاں را گرمی ترویجِ سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ نباشد و مقربانِ ایشاں نیز دریں باب خود را معاف دارند و حیاتِ چند روزہ را عزیز شمرند کار بر فقراء اہلِ اسلام بسیار تنگ و تیرہ خواہد بود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

عزیزے مے فرماید:

آنچہ از من گم شدہ گر از سلیماں گم شدے
ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۹۵)

ترجمہ:۔ آہ! جو دولت مجھ سے چھن گئی ہے۔ اگر وہ جناب سلیمان علیہ السلام

Marfat.com

کے ہاتھ سے ضائع ہوتی تو وہ خود اور ان کے ہمراہ دیو پری سب کے سب خون کے آنسو بہاتے ۔ اب جب کہ سلطنتوں میں انقلاب برپا ہو گیا ہے اور دشمنی اور فساد نے اہلِ مذہب کو لگاڑ دیا ہے ۔ اسلام کے پیشواؤں یعنی امرا و کبار اور علماء عظام پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترقی و ترویج پر لگا دیں سب سے اوّل اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں کیونکہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل اس تاخیر سے بے قرار ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ ان کا تدارک نہ ہو سکے ۔ اور اسلام کی غربت اس سے بھی بڑھ جائے ۔ جب بادشاہ سنت مصطفویہ کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور مقربین بادشاہ بھی اپنے آپ کو الگ رکھیں اور صرف چند روزہ زندگی کو عزیز جانیں تو فقرائے اسلام پر زمانہ بہت تنگ ہو جائے گا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

ہائے مجھ پر ایسی مصیبتیں گریں اگر وہ روشن دن پر گرتیں تو وہ شب تاریک میں تبدیل ہو جاتا ۔

صدر جہاں کے نام ایک اور مکتوب

استماع سخناں ترویجِ احکامِ شرعیہ و تذلیل اعداءِ ملّتِ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ مسلمانانِ ماتم زدگان را فرح بخش و روح افزا است ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَالْمِنَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ وَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَلْمَلِکُ الْغَنِیُّ بِیَرَا زُدِیَادُ ھٰذَا الْاَمْرُ الْخَطِیْرِ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلٰوۃِ

اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُهَا۔ یقین است کہ مقتدایانِ اسلام از سادات عظام و علماء کرام در خلاء و ملاء متصدی ازدیادِ ایں دینِ متین و تکمیلِ ایں صراطِ مستقیم خواہند بود۔ بیسر و برگے دریں باب چہ دراز نفسی نماید۔ شنیدہ شد کہ بادشاہ اسلام از حسن استعداد اسلامی خواہاں علماء اند۔ الحمد للہ سبحانہٗ علی ذٰلک۔ معلوم شریف است کہ در قرنِ سابق ہر فساد یکہ پیدا شد از شومئی علماء سوء بظہور آمد۔ دریں باب تتبع تمام مرعی داشتہ از علماء دیندار انتخاب نمودہ اقدام خواہند فرمود۔ علماء سوء لصوص دین اند۔ مطلب ایشاں حبِ جاہ و ریاست و منزلت نزدِ خلقت است والعیاذ باللہ سبحانہ من فتنتہم۔ آرے بہترین ایشاں بہترین خلائق است۔ ایشانند کہ فردائے قیامت سیاہی ایشاں را بخونِ شہدائے فی سبیل اللہ وزن خواہند کرد و پلہ سیاہی خواہد چربید۔ شَرُّ النَّاسِ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَخَیْرُ النَّاسِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۱۹۴)

ترجمہ:۔ احکام شرعیہ کے جاری ہونے اور مذہب مصطفوی علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمنوں کی خواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اس بات پر اللہ تعالےٰ کا حمد و احسان ہے اور اللہ مالک و قدیر کی جناب سے سوال ہے کہ آپ کو وہ بشیر و نذیر کے صدقے اس بڑے کام میں برکت بخشے۔ مجھے یقین ہے کہ اسلام کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علماء کرام خلوت و جلوت میں اس دین متین کی ترقی اور اس صراط مستقیم کی تکمیل کے فکر میں ہوں گے۔ بھلا کوئی بے سرو سامان آدمی کیا دم مار سکتا ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ بادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی سے متاثر ہو کر علماء اسلام کا خواہاں ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ آپ کو معلوم

Marfat.com

ہے کہ زمانۂ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ علماء ہی کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا۔ اس بارہ میں امید ہے پورا پورا تتبع مدّ نظر رکھ کر علماء دیندار کے انتخاب میں آپ پیش دستی فرمائیں گے ۔ علماء بد دین کے چور ہیں۔ ان کا مقصود ہمہ تن یہ ہے کہ مخلوق کے نزدیک ریاست وجاہ اور برطائی حاصل ہو جائے ۔ اللہ تعالےٰ ان کے فتنہ سے بچائے ۔ ان میں سے جو بہتر ہیں وہ سب سے بہتر ہیں ۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو شہدائے فی سبیل اللہ کے خون سے تولیں گے تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری رہے گا۔ سب لوگوں میں سے بدترین بھی علماء ہیں اور سب خلقت سے بہترین بھی علماء ہیں ۔

موت وحیات کی اس کارگاہ میں وقت کی پکار پر شیخ احمد سرہندیؒ نے نہایت مجدّدانہ شان سے لبیک کہا ۔ حکام وقت اور عمّال حکومت کو للکارا ۔ جہانگیر کے تاج کو جھنجھوڑا کہ جب خدا نے تم کو تاج وتخت عطا کیا ہے اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرو۔ اگر پورا نہیں کرو گے تو یہ تاج وتخت تم سے چھین کر وہ کسی اور کے سپرد کر دے گا ۔ یہ تاج وتخت بنی نوعِ انسان کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہے ۔ اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ صلعم کے دین وسنت کی حفاظت کے لئے ہے ۔ اس تخت وتاج کا مقصد خدمتِ دین ہے ۔ ریاست نہیں ۔ یہاں غلامی مقصود ہے ، بادشاہی مقصود نہیں اس بادشاہت کا یہ مقصد نہیں کہ مخلوق خدا تمہاری تعظیم کے لئے سربسجود ہو ۔ تم رقص و سرود اور فسق وفجور میں زندگی بسر کرو ۔ اور مخلوق تمہارے سامنے کورنش بجا لائے ۔ اس اخلاص بھری آواز کا جواب گوالیار کے قلعہ میں قید اور نظر بندی کی صورت میں دیا گیا ۔ آخر ان کی قربانی رنگ لائی ۔ حکومت کو جیل کے دروازے کھولنے پڑے ۔ نظر بندیوں کے جال تار تار ہو کر رہ گئے ۔ اسلام کا بول بالا ہوا ۔ بگڑے ہوئے حالات

Marfat.com

درست ہوئے۔ بسلسلہ مضمون سابق اب مزید مراسلات ملاحظہ ہوں۔

حکومت کے ایک رکن لالہ بیگ کے نام مکتوب

لالہ بیگ جہانگیر کے بہت معتمد تھے۔ صوبہ بہار کا نظم و نسق انہی کے ذمہ تھا گویا وہ بہار کے گورنر تھے۔ حضرت شیخ اپنے اس مکتوب میں تڑپ تڑپ کر لالہ بیگ کو اسلامی خدمت کے لئے یوں اُبھارتے ہیں۔

غربتِ اسلام نزدیک بیک قرن است برہنجے قرار یافتہ است کہ اہلِ کفر مجرد اجرائے احکامِ کفر برملا در بلادِ اسلام راضی نمے شوند۔ میخواہند کہ احکامِ اسلامیہ بالکلیہ زائل گردند و اثرے از مسلمانان و مسلمانی پیدا نہ شود۔ وکار را تا آں سرحد رسانیدہ اند کہ اگر مسلمانے از شعارِ اسلام اظہار نماید بقتل مے رسد۔ ذبحِ بقرہ در ہندوستان از اعظم شعارِ اسلام است، کفار بجزیہ دادن شاید راضی شوند اما بتذبیحِ بقرہ ہرگز راضی نخواہند شد۔

در ابتدائے بادشاہت اگر مسلمانی رواج یافت و مسلمانان اعتبار پیدا کردند فبہا۔ واگر عیاذاً باللہ سبحانہ در توقف افتاد کار بر مسلمانان بسیار مشکل خواہد شد، الغیاث، الغیاث، ثم الغیاث۔ تا کدام صاحبِ دولت بایں سعادت متسعد گردد وکدام شاہباز بایں دولت دستِ بُرد نماید۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (مکتوبات۔ دفتر اوّل۔ مکتوب ۸۱)

ترجمہ:۔ اسلام کی کس مپرسی کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی کا زمانہ گزر چکا ہے اور اب یہ حالت ہو چکی ہے کہ اسلامی شہروں کے اندر احکامِ کفر کے محض جاری ہونے پر کفار راضی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ احکامِ اسلامی بالکل زائل ہو جائیں اور اسلام و اہلِ اسلام

Marfat.com

کا نشان تک باقی نہ رہ جائے اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلامی اختیار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اسلام بالکل ملیا میٹ ہو جائے۔ ملک ہندوستان میں ذبح گاؤ اسلامی شعاروں میں سے ایک شعار ہے۔ کفار ہند جزیہ دینے پر راضی ہو سکتے ہیں مگر ذبح گاؤ پر کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ابتدائے بادشاہت میں ہی اگر مسلمانی کو رواج دیا گیا اور مسلمانوں کا سکہ بیٹھ گیا جب تو خیر ہے ورنہ اگر مسلمان ڈھیلے پڑ گئے تو مسلمانوں کو بڑی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بس اللہ ہی مدد فرمائے۔ اسی کی ذات فریاد رس ہے۔ دیکھئے کس کے بازو کو خدا اس خدمت کی توفیق دیتا ہے اور کون سا شاہباز اور قسمت کا دھنی اس سعادت کو حاصل کرتا ہے۔

نوٹ: یہ سعادت و توفیق لاریب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی۔ اس مکتوب سے حضرت کی غیرت و حمیت دینی اور جوش اسلامی کا کس قدر زور ہویدا ہے۔ کلمۂ حق کہنے میں نہ کسی سے ڈرتے ہیں نہ دبتے ہیں اور نہایت جاہ و جلال سے علی الاعلان حق کی صدا بلند کرتے ہیں۔

مقرب دربارِ جہانگیری خان اعظم کے نام ایک دل ہلا دینے والا مراسلہ

غربتِ اسلام تا بحدے رسیدہ است کہ کفار برملا طعنِ اسلام و ذمِ مسلمانان مے نمایند و بے تحاشی اجراء احکامِ کفر و مداحی اہلِ آں در کوچہ و بازار مے کنند، و مسلماناں از اجرائے احکام اسلام ممنوع اند، و در اتیانِ شرائع مذموم و مطعون سے

پری نہفتہ رو و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است

سبحان اللہ وبحمدہٖ اَلشَّرْعُ تَحْتَ السَّیْفِ گفتہ اند و رونقِ شرع شریف را بسلاطین وابستہ اندر قضیہ منعکس گشتہ است و معاملہ انقلاب پیدا کردہ است۔ واحسرتا! واندامتا! وا ویلا! امروز وجود شریف شمارا مغتنم مے شمریم و مبارزِ دریں معرکہ ضعیف و شکست خوردہ جز شمارا نمیدانیم حق سبحانہٗ و تعالیٰ مؤید و ناصر شما باد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام در خبر وارد است، "لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ مَجْنُوْنٌ" و دریں وقت آں جنوں کہ مبنا آں فرطِ غیرتِ اسلام است۔ در نہاد شما محسوس است اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ

امروز آں روز است کہ عملِ قلیل را اجرِ جزیل با غنماء تمام قبول مے فرمایند از اصحاب کہف غیر از ہجرت عملے دیگر نمایاں نیست کہ ایں ہمہ اعتبار پیدا کردہ است سپاہیاں در وقت غلبہ اعداء اگر اندک تردد مے کنند اعتبار بسیار پیدا مے کنند بخلاف در وقتِ امن و تسکین اعداء وایں جہاد قولی کہ امروز شمارا میسر شدہ است جہادِ اکبر است مغتنم دانید و ھل من مزید بگوئید۔ وایں جہاد گفتن را بہ از جہاد کشتن دانید، امثال ما مردم فقر لب دست و پا ازیں دولت محروم ایم ؎

هَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهَا
وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْکِیْنِ مَا یَتَجَرَّعُ

؎ دادیم ترا از گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہٗ مے فرمودند کہ اگر من شیخی کنم ہیچ شیخ در عالم مرید نیابد اما مرا کار دیگر فرمودہ اند و آں ترویج شریعت و تائید ملت است لاجرم بصحبت سلاطین میرفتند و بتصرف خود ایشاں را منقاد میساختند و بتوسل

Marfat.com

ایشاں ترویج شریعت مے فرمودند۔ ملتمس آنست کہ چوں حق تعالیٰ سبحانہ ببرکت محبت شما باکار این خانوادہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سخن شمارا تاثیرے بخشیدہ است وعظمتِ مسلمانی شما در نظر اقران ظاہر گشتہ سعی فرمایند کہ لااقل احکامِ کبیرہ اہل کفر کہ در اہل اسلام شیوع پیدا کردہ اند منہدم ومندرس گردند واہلِ اسلام ازاں منکرات محفوظ مانند جزاکم اللہ سبحانہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء در سلطنت پیشین عناد مے بدین مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مفہوم مے شد و دریں سلطنت ظاہر آں عناد نیست اگر ہست از عدم علم است۔ ترس آں است کہ مبادا ایں جا ہم کار بعناد انجامد و بر مسلماناں معاملہ تنگ ترا فتد۔ مصرع

چو بید بر سر ایمان خویش مے لرزم

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۶۵)

ترجمہ۔ اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور اہلِ اسلام کی مذمت کرتے ہیں۔ اور ہر کوچہ و بازار میں نڈر ہو کر کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہلِ کفر کی مدح کرتے ہیں۔ مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں اور شرائع کے بجالانے میں مذموم و مطعون ہیں ؎

پری نہفتہ چھپائے ہوئے ہے اور دیو کرشمہ و ناز کر رہا ہے سا س بوالعجبی پر میری عقل حیرت سے جل گئی۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ، داناؤں نے کہا ہے کہ الشرع تحت السیف یعنی شرع تلوار کے نیچے ہے اور شرع شریف کی رونق بادشاہوں پر منحصر ہے لیکن اب قضیہ برعکس ہو گیا ہے اور معاملہ بدل گیا ہے۔ افسوس! صد افسوس! ہم ایسے نازک وقت میں آپ کے وجود مبارک کو غنیمت سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

اور اس معرکۂ ضعف وشکست میں آپ کے سوا کسی کو بہادر لڑاکا نہیں پہچانتے حق تعالےٰ اپنے نبی اور ان کی آل صلی اللہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی طفیل آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔

حدیث میں وارد ہے لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُقَالَ لَهٗ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ۔ یعنی تم سے کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کو دیوانہ نہ کہا جائے۔

اس وقت وہ جنون جو غیرتِ اسلام کی زیادتی پر مبنی ہے سا یہ آپ ہی طبیعت میں محسوس ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔ آج وہ دن ہے کہ تھوڑے سے عمل کو بڑے اجر کے بدلے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اصحاب کہف سے ہجرت کے سوا اور کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا جس نے اتنا اعتبار پیدا کیا ہے ۔ سپاہی دشمنوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردد کریں تو بڑا اعتبار رکھتا ہے ۔ برخلاف دشمنوں کے امن و آرام کے وقت کے ۔ یہ قولی جہاد جو آپ کو حاصل ہے ۔ یہی جہادِ اکبر ہے ۔ اس کو غنیمت جانیں اور ھل من مزید کہیں ۔ اور اس جہادِ قولی کو جہادِ قتال سے بلند و بہتر جانیں ۔ ہم جیسے بے دست و پا فقیر اس دولت سے محروم ہیں۔

ترجمہ شعر :- اصحاب نعمت کو ان کی نعمت مبارک ہو ۔ اور عاشق مسکین کو درد و اندوہ مبارک ہو جسے وہ اپنے اندر رکھتا ہے ۔

ہم نے تجھ کو گنج مقصود کا نشان بتا دیا ۔ ہم اگر نہیں پہنچے ہیں شاید آپ پہنچ جائیں ۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں شیخی کروں تو جہاں میں کسی شیخ کا مرید نہ رہے لیکن میرے متعلق کچھ اور کام ہے اور وہ شریعت کو رواج دینا اور مذہب کی تائید کرنا ہے ۔ اسی واسطے

Marfat.com

بادشاہوں کی صحبت میں جایا کرتے تھے۔ اور اپنے تصرف سے ان کو مطیع کرتے تھے۔ اور پھر ان کے ذریعہ شریعت کو رواج دیتے تھے۔ التماس یہی ہے کہ جب حق تعالےٰ نے اس بزرگ خاندان کے بزرگواروں کی محبت کی برکت سے آپ کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عزت ہمسروں کی نظر میں ظاہر ہے تو کوشش فرمائیں اور زیادہ نہ سہی تو اس قدر تو ہو کہ اہل کفر کے احکام جو اہلِ اسلام میں شائع ہیں معدوم ہو جائیں۔ اور اہل اسلام ان کے بیہودہ عملوں سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پہلی سلطنت میں دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی مفہوم ہوتی تھی۔ اور اس سلطنت میں ظاہر طور پر وہ عناد نہیں ہے اگر ہے تو بے علمی کے باعث ہے۔ یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو عناد کی دشمنی تک نوبت پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے ؎

میں بید کی طرح اپنے ایمان پر کانپتا ہوں۔

علامہ اقبالؒ اور شیخ مجددؒ کی یاد

حاضر ہوا میں شیخ مجددؒ کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

Marfat.com

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار (بالِ جبریل)

میر محمد نعمان کے نام مکتوب

و در مکتوب شریف شمّہ از حُسن نشأۂ خدا طلبی سلطان عہد اندراج یافتہ بود و رمزے از عدالت والتزام احکامِ شرعیہ رفتہ بود۔ مطالعہ آں فرحتِ فراواں حاصل گردانید و ذوقے پیدا گشت۔ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ چنانچہ عالم را بنورِ عدل و عدالتِ پادشاہِ وقت منوّر ساختہ است۔ شریعتِ مو ملّتِ محمدیہ را نیز بحسن اہتمام ایشاں نصرت و عزت بخشند۔ محبت آثارا الحکمُ الشّرعُ تحتَ السّیفُ رواج شریعت غرا مربوط بحسنِ اہتمام سلاطین عظام است۔ ایں معنی چندگاہ است کہ ضعف پیدا کردہ است۔ ناچار اسلام ضعیف گشتہ۔ کفار ہند بے تحاشی ہدم مساجد مے نمایند و در آنجا تعمیر معبد ہائے خود مے سازند۔ و در تھانیسر درونِ حوض کرکھیت مسجدے بود و مقبرۂ عزیزے آں را ہدم کردہ بجائے آں دیہرہ کلاں راست ساختہ اند۔ و نیز کفار بر ملا مراسم کفر بجا مے آرند و مسلماناں دراجرائے اکثر احکامِ اسلام عاجز اند۔ روز ایکادسی ہنود کہ ترک اکل و شرب مے نمایند اہتمام دارند کہ در آں روز در بلادِ اسلام ہیچ مسلمانے در بازار نان پنزد و نفروشند و در ماہِ مبارک رمضان بر ملا نان و طعام میپزند و مے فروشند و ہیچکس از زبونیٔ اسلام منع آں نمے تواند نمود۔ افسوس صد ہزار افسوس بادشاہِ وقت از ماست و ما فقیراں بایں زبونی و خرابی۔ باکرام و اعزاز ایں صاحبِ دولتاں اسلام رونق داشت و علماء و صوفیہ معزز و محترم بودند و بتقویتِ اینہا در ترویج شریعت میکوشیدند۔ شنیدہ ام کہ روزے صاحبقراں امیر تیمور گورگان علیہ الرحمۃ بکوچہ بخارا میگذشت اتفاقاً درویشاں خانقاہِ حضرتِ خواجہ نقشبند قدس سرہ، دراں کوچہ گلیمہائے خانقاہِ خواجہ را مے افشاندند و

از گرد پاک میکرد ند امیر از حسن نشاد مسلمانی کہ داشت درآں کوچہ توقف فرمود تاگرد ہائے خانقاہ را عنبر وصندلِ خود ساختہ بہ برکات وفیوض درویشاں مشرف گردد مگر بایں تواضع وفروتنی کہ باہل اللہ نمودہ بحسنِ خاتمہ مشرف گشتہ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۹۲)

ترجمہ:۔ آپ کے مکتوبِ گرامی میں بادشاہ وقت کی خدا طلبی کے کچھ حالات جو اس سے بوجہ اس کی طبعی نیکی کے ظہور میں آئے ہیں۔ درج تھے اور کچھ ذکر اس کے عدل وانصاف اور شرعی احکام کی پابندی کا بھی تھا۔ اس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی اور دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح بادشاہِ وقت کے عدل وعدالت کے نور سے جہاں کو منور کیا ہوا ہے۔ اسی طرح ان کے حسنِ اہتمام سے محمدی شریعت وملت کو بھی نصرت وعزت عطا کرے۔ میرے پیارے آپ جانتے ہیں کہ بموجب ضرب المثل الشرع تحت السیف (شریعت کا زور تلوار کے بل پر ہے) روشن شریعت کا رواج گرامی قدر بادشاہوں کی کوششوں سے وابستہ ہے۔ کچھ مدت سے اس معاملہ میں سستی واقعہ ہوچکی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں اسلام کی حالت ضعیف ہوگئی ہے۔ کفّار ہند اعلانیہ نہایت جرأت سے مسجدوں کو گرا رہے ہیں۔ اور اپنے مندر ان کی جگہ تعمیر کر رہے ہیں۔ شہر تھانیسر میں ایک مسجد تھی اور ایک عزیز کا مقبرہ تھا۔ اسے گرا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک گوردوارہ تعمیر کرلیا گیا۔ کفّار اپنے مذہبی مراسم کو برملا ادا کر رہے ہیں اور اہل اسلام اکثر احکام کے اجرا میں عاجز ہوچکے ہیں۔ اہلِ ہنود اپنے مذہبی تیوہار کے روز جسے وہ ایکاؤسی کہتے ہیں اور جس دن وہ کھانا پینا ترک کرتے ہیں اس دن وہ مسلمانوں پر پوری پابندی لگادیتے ہیں کہ مسلمان بازاروں

Marfat.com

میں کھانا نہ پکائیں اور نہ فروخت کریں اور اس کے برعکس ماہِ رمضان میں یہ حال ہے کہ اہل ہنود ماہِ رمضان میں اعلانیہ بازاروں میں کھانا پکاتے اور بیچتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے جذبات کا کچھ احترام نہیں کرتے اور اسلام کے ضعف کی وجہ سے کسی کو تاب نہیں کہ انہیں روکے۔ افسوس صد افسوس! بادشاہ ہمارا ہو اور ہم درویشوں کا ایسا زبون و خراب حال ہو۔ انہی بادشاہوں کے اعزاز و تکریم سے اسلام کی رونق تھی اور علماء و صوفیا کی عزت و حرمت باقی تھی۔ اور انہی کی تقویت کے باعث وہ شریعت کی ترویج میں کوشاں تھے۔ میں نے سنا ہے کہ امیر تیمور گورگانیؒ ایک دن شہر بخارا کے کوچہ سے گزر رہا تھا۔ راستہ میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے درویش خانقاہ کی گودڑیوں کو جھاڑ رہے تھے تاکہ وہ گرد سے پاک ہو جائیں امیر تیمور اپنی پیدائشی اور جبلّی نیکی کی بنا پر اس کوچہ میں ٹھہر گیا تاکہ خانقاہ کی گرد کو عنبر اور صندل کی طرح اپنے اوپر ڈال کر درویشوں کے برکات و فیوض کا مستحق بنے اور شاید اس فروتنی اور تواضع کے باعث جو اہل اللہ کے حق میں بجالایا حسنِ خاتمہ کا امیدوار ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ فرمایا کرتے تھے کہ امیر تیمور مرگیا اور با ایمان مرا۔

قلیج خاں گورنر لاہور کے نام مکتوب

اظہارِ محمدت و شکر گزاریِ ایشاں مے نماید کہ در بلدۂ معظمہ لاہور بوجودِ ایشاں بسیارے از احکامِ شرعیہ دریں طور زمانہ رواجے پیدا کردہ است و تقویتِ دین و ترویجِ ملت دراں بقعہ حاصل گشتہ است و آں بلدہ نزد فقیر ہمچو قطب ارشاد است نسبت بسائر بلادِ ہندوستان، خیر و برکت آں بلدہ بجمیع بلادِ ہندوستان ساری است اگر آنجا

Marfat.com

دین را ترویج است در ہمہ جا نحوے از رواج متحقق است رحق تعالےٰ مؤید و ناصر الیشان باد۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۶۷)

ترجمہ:۔ لاہور کے مبارک و بزرگ شہر میں آپ کے وجود کی وجہ سے بہت سے شرعی احکام جاری ہو گئے ہیں۔ دین کو تقویت حاصل ہوئی اور ملت کی ترویج ہوئی۔ آپ کی ستائش اور شکرگزاری کا حق ادا کرتا ہوں۔ اس فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں کی نسبت یہ شہر قطب ارشاد کا حکم رکھتا ہے۔ اس شہر لاہور کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں جاری و ساری ہے۔ اگر اس شہر میں دین کو رواج ہو گیا تو یوں سمجھنا چاہیئے گویا تمام علاقوں میں دین کا ڈنکا بج گیا۔ اللہ رب العزت آپ کا حامی و ناصر ہو۔

نوٹ:۔ قطب ارشاد کے معنی ہیں۔ مرکز رشد و ہدایت، بموجب فرمان حضرت سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علماء کو بالخصوص اور بہی خواہان ملک و ملت کو بالعموم شہر لاہور کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت مجددؒ کی نگہ میں شہر لاہور کو نہایت بلند مرتبہ اور اونچا مقام حاصل ہے۔ لاہور پاکستان کی جان ہے۔ ہر شر اور فساد سے اسے پاک رکھنا چاہیئے۔ اور اس کی کھیتی کی دین و ایمان کے پانی سے آبیاری کرنی چاہیئے۔ خدا اس شہر کو آباد رکھے اور اس کے روحانی معماروں کو حق گوئی کی جرأت عطا کرے۔

نواب عبدالرحیم خان خاناں سنہ ۹۶۳ھ سے سنہ ۱۰۳۶ھ

حضرت مجدد رحمہ اللہ کے ایک ممدوح عبدالرحیم خان خاناں ہیں ان کے نام ہر سہ دفتروں میں کئی مکتوب ہیں۔ یہ عبدالرحیم بیرم خاں کا رکا تھا۔ اپنے زمانہ کا جید عالم، انشاپرداز، سخن سنج اور شاعر تھا۔ دنیا کی بہت سی زبانوں پر قدرت رکھتا تھا۔

Marfat.com

ماثر الامرا میں لکھا ہے:۔

خان خاناں در قابلیت و استعداد یکتائے روزگار بود و او عربی، فارسی و ترکی و ہندی رواں داشت۔ شعر خوب مے نویسد۔ رحیم تخلص مے کرد۔ گویند کہ اکثر زبانہا کہ در عالم رائج است حرف مے زد۔

ترجمہ:۔ خان خاناں قابلیت و استعداد میں یکتائے روزگار تھا عربی وفارسی اور ترکی و ہندی میں نہایت روانی کے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ شعر خوب سمجھتا تھا۔ اس کا تخلص رحیم تھا۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی اکثر رائج زبانوں میں کلام کر سکتا تھا۔

مشائخ و صوفیا سے محبت رکھنے کا اسے بہت شوق تھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے اسے خصوصی عقیدت تھی۔ مکتوبات میں کئی مکتوبات اس کے نام ہیں۔ اس کی بہادری و سخاوت اور شجاعت و شہامت کے کئی افسانے اور کارنامے کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت مجددؒ کے علاوہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی نظر میں بھی اسے عزت کا مقام حاصل تھا۔ اپنے عہد میں مختلف صوبوں کی گورنری کا اسے موقع ملا۔

مندرجہ ذیل کتابیں اس کے حالات کی ماخذ ہیں:۔

ماثر رحیمی، عبدالباقی نہاوندی۔ ماثر الامرا حصہ دوم شعر العجم۔ کتاب المکاتیب والرسائل۔ گلزار ابرار۔ دربار اکبری۔

حضرت شیخ مجددؒ کی رگِ فاروقی پھڑک اٹھی

قصبہ سامانہ کے خطیب نے خطبہ عید قربان میں خلفائے راشدین کے نام کا ذکر حذف کر دیا تھا۔ حضرت مجددؒ نے سنا تو قصبہ سامانہ کے ساداتِ عظام قاضی اور دیگر ارباب حل و عقد کو تنبیہ کے لئے ایک پُر جوش خط لکھا۔ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

(۱) باعث تصدیع خدام ذوی الاحترام سادات عظام و قضاۃ و اہالی و موالی کرام بلدۂ سامانہ آنکہ شنیدہ شد کہ خطیب آں مقام در خطبۂ عید قربان ذکر خلفائے راشدین را رضی اللہ تعالٰے ترک کردہ و اسامی متبرکہ ایشاں را نخواندہ و نیز شنیدہ شد کہ چوں جمعے باو تعرض نمودند بسہو و نسیاں خود اعتذار ناکردہ تمرد پیش آمدہ و گفتہ کہ چہ شد اگر اسامی خلفائے راشدین مذکور نہ شدند۔ و نیز شنیدہ کہ اکابر و اہالی آں مقام دریں باب مساہلہ ورزیدند و بشدت و غلظت بآں خطیب پیش نہ آمدند ؎

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے

ذکر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست و لیکن از شعائر اہل سنت است۔ شکر اللہ سعیہم۔ ترک نہ کند آں را بالعمد و تمرد مگر کسے کہ دلش مریض است و باطنش خبیث۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۱۵)

ترجمہ:۔ قصبہ سامانہ کی تمام معزز ہستیوں کو، اہل سادات کو، قضاۃ کو اور دیگر ارباب کو تکلیف دینے کا موجب بنتا ہوں کہ سننے میں آیا ہے کہ اس قصبہ کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفائے راشدین کے مبارک اسماء کا ذکر ترک کر دیا ہے اور اس بارے میں جب لوگوں نے اس سے تعرض کیا۔ تو بجائے سہو و نسیان کے عذر کے نہایت سرکشی سے پیش آیا اور کہا کہ اگر خلفائے راشدین کا نام مذکور نہیں ہوا تو پھر کیا اندھیر پڑ گیا۔ نیز یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے اکابر اور دیگر باشندگان نے اس بارے میں سستی اختیار کی ہے اور اس بے انصاف خطیب سے سختی و شدت سے باز پرس نہیں کی ؎

افسوس صد افسوس

خلفائے راشدین کا ذکر اگرچہ خطبہ کے شرائط میں سے نہیں ہے

Marfat.com

لیکن اہل سنت کے شعائر میں سے ہے (خدا تعالےٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ یہ ذکر عمداً یا نخوت سے وہی ترک کرتا ہے جس کا قلب مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔

(۲) نزدیک است کہ ازیں معاملہ تمام شہر متسم گردد بلکہ اعتماد از ہندوستان مرتفع شود سلطانِ وقت نصرہ اللہ علی اعداء الاسلام از اہل سنت است و حنفی مذہب در زمانِ او ایں چنیں بدعت نمودن نہایت جرأت است۔ بلکہ فی الحقیقت معارضہ کردن است با سلطان و خروج است از اطاعتِ اولی الامر و مع ذلک عجب است کہ مخادیم عظام آں مقام دریں واقعہ خود را معاف دارند و مساہلہ فرمایند۔ قال اللہ تبارک وتعالےٰ فی ذم اہل الکتاب لولا ینہاھم الربانیون و الاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون وقال اللہ تعالےٰ ایضًا کانوا لا یتناھون عن منکرٍ فعلوہُ لبئس ما کانوا یفعلون ؀

دریں طور واقعات تغافل ورزیدن مبتدعان را دلیر ساختن است و رخنہ در دین کردن از مساہلات است کہ جماعہ مہدویہ آنجا برملا اہل حق را بباطل خود دعوت مے نمایند و در اندک مدت یک دو را در رنگ گرگاں از رمہ مے ربایند۔ زیادہ چہ تصدیع دہد چوں اسماع ایں خبر وحشت انگیز در شورش آورد و رگِ فاروقیم را حرکت داد بچند کلمہ اقدام نمود معذور خواہند داشت۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب نمبر ۱۵)

ترجمہ:۔ نزدیک ہے کہ اس معاملہ سے سارا شہر رفض سے متہم ہو جائے اور ہندوستان سے اعتماد زائل ہو جائے۔ بادشاہِ وقت اللہ تعالےٰ دشمنانِ اسلام پر انہیں فتح و نصرت عطا کرے اہلِ سنت اور حنفی مذہب کا پابند

ہے۔ اس کے عہد میں اس قسم کی بدعت کا ارتکاب نہایت جرأت ہے۔ بلکہ درحقیقت بادشاہ کے ساتھ مقابلہ اور اولی الامر کی اطاعت سے خروج کرنا ہے۔ اور پھر بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ اس قصبہ کے بزرگ اور رئیس لوگ اس واقعہ سے خاموشی اور سستی اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "کیوں نہیں۔ ان کے علماء اور خدا پرست لوگ ان کو ان کی بری باتوں سے اور رشوت و سود کھانے سے منع کرتے۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں کتنی بری بات ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشادِ باری ہے :۔

"یہودی لوگ ایک دوسرے کو برُے فعل کرنے سے نہ روکتے تھے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے بہت بری بات تھی۔"

اس قسم کے واقعات میں تغافل و سستی کرنا گویا بدعتیوں کو دلیر کرنا اور دین میں رخنہ ڈالنا ہے۔ اسی سستی اور غفلت کا نتیجہ ہے کہ یہ جماعت کے لوگ کھلم کھلا اہلِ حق کو اپنے باطل مذہب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور موقع پا کر بھیڑیوں کی طرح ریوڑ سے ایک دو کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا تکلیف دی جائے۔ اس وحشت انگیز خبر کو سن کر مجھ پر ایک شورش سی پیدا ہو گئی۔ اور میری فاروقی رگ پھڑک اٹھی۔ اس لئے چند کلمے لکھے گئے۔ امید ہے معاف فرمائیں گے۔ والسلام

نوادراتِ ادب و حکمت و نصائح

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ کے سینکڑوں بیش بہا ملفوظات، گراں مایہ نصائح اور علمی و ادبی نوادرات مکتوبات میں موجود ہیں۔ جو حضرت شیخ کے علمی کمال پر شاہد عادل ہیں۔ میں نے ان میں سے چند ایک کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ان ادبی شاہپاروں اور عارفانہ جواہر ریزوں کی دل سے قدر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جس گلستاں کے تم گلِ تر ہو
خار اسی بوستاں کے ہم بھی ہیں

مقامِ عشق و محبت کی کیفیت

ایں جا آرام در بے آرامی است و ساز در سوز است و قرار در بیقراری و راحت در جراحت، در یں مقام فراغت طلبیدن خود را در محنت انداختن است تمام خود را بمحبوب باید سپرد، ہر چہ از وے بیاید بہ اشتدِ رضا باید قبول کرد۔ آبرو نباید پیچید (دفتر اول مکتوب ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں آرام بے آرامی میں ہے اور ساز سوز میں اور قرار بیقراری میں اور راحت جراحت میں۔ اس مقام میں آرام طلب کرنا اپنے آپ کو رنج میں ڈالنا ہے۔ اپنے آپ کو ہمہ تن محبوب کے حوالے کر دینا چاہیئے اور جو کچھ اس کی طرف سے آئے خوشی سے قبول کرنا چاہیئے اور اس سے

Marfat.com

ہرگز سرتابی نہیں کرنا چاہیئے۔

فقراء کی اغنیاء سے آشنائی کیسے ہو؟

مخدوما! فقرا را با اغنیاء آشنائی کردن دریں زمان بسیار متعسر است۔ اگر فقراء بگفتن یا نوشتن راہِ تواضع و حُسنِ خلق کہ از لوازمِ فقر است پیش مے گیرند کوتہ اندیشاں از سوءِ ظن خود مے انگارند کہ طامع و محتاج اند۔ لاجرم دریں ظن خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ مے گردند۔ واز کمالات ایں بزرگواراں محروم میمانند۔ واگر فقراء باستغناء حرف مے زنند قاصر نظران از بد خلقی خود قیاس مے کنند کہ متکبر و بدخلق اند نمیدانند کہ استغناء نیز از لوازمِ فقر است۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۱۹۸)

ترجمہ:- میرے مخدوم! فقیروں کو دولت مندوں سے محبت لگانی اس زمانہ میں بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اگر فقراء تحریر میں یا تقریر میں تواضع اور حسن خلق کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ فقر کے لوازمات سے ہے تو کوتاہ نظر دولت مند سُوءِ ظنی سے سمجھتے ہیں کہ یہ فقراء بوجہ طمع اور لالچ کے خوشامد اور چاپلوسی کر رہے ہیں۔ اور وہ بوجہ اس بدظنی کے دنیا اور آخرت کا خسارہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان بزرگواروں کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔ اور اگر اس کے برعکس یہ فقراء استغناء اور بے نیازی کی روش اختیار کریں۔ جیسا کہ یہ بھی فقر کے لوازمات سے ہے تو یہ کوتاہ نظر اسے ان کی بدخلقی اور نخوت پر محمول کرتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ استغناء بھی لوازمِ فقر سے ہے۔

بندۂ مقبول کون ہے؟

بندۂ مقبول آں ست کہ بفعلِ مولا خود راضی باشد و آنکہ تابع رضائے خود ست

بندۂ خود ست۔ اگر مولے بر حلقومِ بندہ اجرائے کارد نماید باید کہ بندہ دراں وقت شاداں وخنداں باشد وہماں فعل مولیٰ را مرضی خود باید بلکہ بآں فعل متلذذ بود واگر عیاذاً باللہ سبحانہٗ اورا ازیں فعل کراہت پیدا آید وسینہ او تنگی آرد از دائرہ بندگی او دور است واز قرب مولیٰ مطرود ومہجور۔

(دفتر دوم۔ مکتوب ۸۸)

ترجمہ:۔ بندۂ مقبول وہ ہے کہ اپنے آقا کے فعل پر راضی ہو اور جو اپنی رضا کے تابع ہے وہ اپنی ذات کا بندہ ہے۔ اگر آقا اپنے بندے کے حلقوم پر چھری بھی رکھ دے تو بھی بندہ کو نہایت خوشی اور مسرت سے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ اور اپنے آقا کے فعل میں ہی اپنی رضا ڈھونڈنی چاہیئے بلکہ اسی فعل سے لذّت اندوز ہونا چاہیئے اور اگر عیاذاً باللہ بندہ کو آقا کے فعل سے ناپسندیدگی پیدا ہو اور سینہ میں تنگی واقع ہو جائے تو وہ اپنے آقا کی بندگی سے دور اور اس کے قرب سے پھینکا ہُوا ہوگا۔

دنیا دارِ عمل ہے

ہر آنے کہ میگذرد لختے از عمر کم مے نماید واجل مسمّٰی را قریب میسازد۔ امروز اگر متنبّہ نہ شد فردا غیر از حسرت وندامت نقد وقت نخواہد بود واہتمام باید کرد کہ دریں چند روز حیات بروفق شریعت غرّا زندگی نمودہ آید تا نجات متصوّر شود۔ ایں وقت وقتِ عمل است وقت عیش درپیش است کہ ثمرہ ایں عمل است سر دِ عمل عیش کردن زراعت خود را سبز خوردن ست واز ثمرہ آں باز داشتن است۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۸۹)

ترجمہ:۔ ہر ساعت جو گزرتی ہے عمر کا ایک پارہ گھٹاتی ہے اور موت کو قریب لاتی ہے۔ اگر آدمی آج اس حقیقت سے آگاہ نہ ہُوا کل ماسوا شرمندگی

Marfat.com

وندامت کے کچھ موقع نہیں ہوگا۔ اس امر کا پورا اہتمام ہونا چاہیئے کہ اس عارضی زندگی کو روشِ شریعت کے مطابق گزارا جائے تاکہ نجات کی امید ہو سکے۔ یہ وقت عمل کا وقت ہے۔ عیش کا وقت آگے آئے گا۔ جو کہ درحقیقت اس امر کا ثمرہ ہے۔ عمل کے وقت عیش کرنا گویا اپنی سبز کھیتی کو کھانا اور اس کے ثمرہ سے باز رہنا ہے۔

دنیا کے ظاہر و باطن کا نقشہ

اے فرزند! دنیا محلِ آزمائش و ابتلاء است۔ ظاہر او را بانواع مزخرفات مموّہ و مزیّن گردانیدہ اند۔ صورت او را بخال و خط و زلف و خد موہوم مزیّب ساختہ اند۔ بصورت شیرینست و بطراوت و نضارت متخیّل۔ لیکن فی الحقیقت جیفہ ایست عطر اندودہ و مزبلہ ایست پُر از ذباب و دود، سرابیست آب نما و شکریست زہر آسا، باطن او سراسر خراب و ابتر است، معاملہ او با بنائے خود با ہمہ گندگی از ہر چہ گوئی بدتر۔ فریفتہ او دیوانہ و مسحور است۔ گرفتار او مجنوں و مخدوع ہر کہ بظاہر او مفتون گشت بداغِ خسارت ابدی متّسم شد و ہر کہ بحلاوت و طراوت او نظر کرد ندامتِ سرمدی نصیب او آمد۔ (دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۳)

ترجمہ:۔ دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو طرح طرح کی آرائشوں سے ملمع اور آراستہ کیا گیا ہے اور اس کی صورت کو وہمی خدو خال اور زلف و چہرہ سے سجایا گیا ہے۔ یہ دیکھنے میں شیریں اور تر و تازہ نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت میں عطر میں لبا یا ہوا مردار یا مکھیوں اور کرموں سے بھرا ہوا گندہ کوڑا یا آب نما سراب یا زہر آلودہ شکر ہے۔ اس کا باطن سراسر خراب اور ابتر ہے۔ باوجود اس قدر گندہ ہونے کے اس کا معاملہ

Marfat.com

اہلِ دنیا کے ساتھ اس سے بھی بدتر ہے کہ بیان میں آسکے۔ اس کا فریفتہ دیوانہ اور جادو کا مارا ہوا ہے۔ اس کا شیدا دھوکہ زدہ اور مجنوں ہے جو شخص اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوا ہمیشہ خسارے میں رہا اور جس نے اس کی تازگی اور شیرینی کی طرف نگاہ کی دائمی ندامت اس کو نصیب ہوئی۔

در جوانی توبہ کردن!

در موسمِ جوانی کہ آوان سلطان نفس امارہ است و قہرمان شیطان لعین قلیل عمل را بکثیر اجرمے بردارند و فردا کہ بار ذل عمر رسانند حواس و قویٰ سستی پیدا کنند و اسباب جمعیت تشتت نمایند غیر از ندامت و پشیمانی محصّل نہ خواہد بود وبسیا راست کہ تا فردا نگذارند و فرصت ندامت و پشیمانی کہ نحوے از توبہ است میسّر نہ شود۔ (مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۹۶)

ترجمہ:۔ جوانی کے وقت جو نفسِ امّارہ اور شیطان لعین کے غلبہ کا وقت ہے تھوڑے عمل کو بہت سے اجر کے عوض قبول کرتے ہیں اور کل جب کہ بڑھاپے کی عمر تک پہنچ جائیں گے۔ اور حواس و قویٰ میں ضعف آجائے گا۔ اور جمعیّت کے اسباب پراگندہ ہو جائیں گے تو سوائے ندامت و پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ کل تک مہلت سے بھی مایوس ہونا پڑے اور ندامت و پشیمانی بھی جو کہ ایک قسم کی توبہ ہے میسر نہ ہو۔

عطیّاتِ الٰہی کا نہ کوئی شمار ہے نہ حد

اگر وجود است از جناب قدس او تعالےٰ موہوب است و اگر بقا است ہم ازاں حضرت جلّ شلطانہٗ عطا است و اگر صفاتِ کاملہ است ہم از رحمتِ شاملہ او است

Marfat.com

سبحانہٗ و تعالیٰ۔ زندگی و دانائی و توانائی و بینائی و شنوائی و گویائی ہمہ ازاں حضرت جلّ شانہ مستفاد است و انواعِ نعم و صنوفِ کرم از حدِ بسیروں است ہم ازاں جناب قدس مفاض۔ ازالہ عسر و شدت او مے فرماید تعالیٰ۔ و اجابت دعوت و دفع بلا او مے نماید سبحانہٗ۔ رزّاق است کہ از کمالِ رأفت خود را رزق عباد را بعلّت گناہانِ شان منع نکند۔ ستّار است کہ از وفورِ عفو و تجاوز ہتک حرمت شان بارتکاب سیئات نماید۔ حلیم است کہ در مواخذہ و عقوبتِ شان استعجال نہ فرماید۔ کریم است کہ عموم کرم خویش از دوست و دشمن باز ندارد و اجلّ و اعظم این نعم و اعزّ و اکرم اینہا دعوت باسلام است و ہدایت بدار السلام۔ (مکتوبات۔ دفترِ سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ :- اگر وجود ہے تو اس کا بخشا ہوا ہے اور اگر بقا ہے تو اسی کی عطا ہے اور اگر صفاتِ کاملہ ہیں تو اسی کی رحمتِ شاملہ سے حاصل ہیں۔ زندگی و دانائی، توانائی و شنوائی، بینائی و گویائی سب اسی کا عطیہ ہے۔ ہر طرح کے انعام و اکرام جو حدِ شمار سے باہر ہیں، سب اسی کا فیضان ہے۔ وہی سختی و تنگی کو دور کرتا ہے وہی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہی بلا کو دفع کرتا ہے وہ ایسا رزاق ہے کہ بندوں کے گناہوں کے باوجود روزی کو بند نہیں کرتا۔ وہ ایسا ستار ہے کہ وفورِ عفو و درگزر کی بنا پر بندوں کی برائیوں کی وجہ سے ان کی پردہ دری نہیں کرتا۔ وہ ایسا حلیم ہے کہ ان کے عذاب و مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا۔ وہ ایسا کریم ہے کہ اپنی عام بخشش کو دوست و دشمن سے ہٹا نہیں رکھتا۔ ان تمام نعمتوں سے اعظم و اجل اور اعزّ و اکرم نعمت اسلام کی طرف دعوت دینا اور دار السلام کی طرف ہدایت کرنا ہے۔

Marfat.com

اسرار و دقائق خصوصی

از انعامات حق جلّ سلطانہٗ چہ نویسد و چساں شکر آں نماید۔ علوم و معارفیکہ افاضہ میشود و بتوفیق خداوندی جلّ شانہٗ اکثر آں در قید کتابت مے آید و بسمع اہل و نااہل مے رسد۔ اما اسرار و دقائقے کہ باں متمیز است رشحہ ازاں بظہور نمے تواند آورد بلکہ برمز و اشارت نیز ازاں مقولہ سخن نمے تواند کرد۔ فرزندی اعزّی کہ مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات سلوک و جذبہ رمزے ازیں اسرار دقیقہ باد در بیان نمے آرد و بہ شیخ تمام در استتار آں میکوشد باآنکہ مے داند کہ فرزندی از محرماں اسرار است و از خطا و غلط محفوظ۔ امّا چہ کند کہ دقّتِ معانی زبان را مے گیرد و لطافت اسرار لب ہا را مے بندد وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ نقد وقت است۔ آں اسرار نہ از قبیل اند کہ در بیان نیایند بلکہ در بیان نمے آرند ے

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست

ہم قصّہ غریب و حدیث عجیب است

ایں دولت کہ در استتار آں مے کوشیم مقتبس از مشکوٰۃ نبوت انبیا است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و ملائکہ اعلےٰ شریک ایں دولت اند و از متابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہر کہ را بایں دولت مشرف سازند۔

(مکتوبات۔ دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۶۷)

Marfat.com

ترجمہ:- حق جل سلطانہٗ کے انعامات کیا کیا لکھے اور ان کا کیسے شکر ادا کرے۔ وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا ہے خداوند جل سلطانہٗ کی توفیق سے ان میں سے اکثر لکھے جاتے ہیں۔ اور اہل و نااہل اور کس و ناکس کے گوش گزار ہوتے رہتے ہیں۔ وہ خاص اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر متمیز ہے ان کا تھوڑا سا حصّہ بھی یہ فقیر ظاہر نہیں کر سکتا۔ بلکہ رمز و اشارہ کے ساتھ بھی اس مقولہ کی نسبت گفتگو محال ہے بلکہ اپنے فرزند عزیز کے ساتھ بھی جو فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقاماتِ سلوک و جذب کا نسخہ ہے۔ ان اسرار و دقائق کی کوئی رمز بیان نہیں کرتا اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں بڑی کوشش کرتا ہے حالانکہ فقیر جانتا ہے کہ فرزند عزیز محرمان راز و اسرار سے ہے اور خطاء و غلط سے محفوظ ہے لیکن کیا کرے کہ معانی کی دقّت و باریکی زبان کو گرفت کر لیتی ہے اور اسرار کی لطافت لبوں کو جنبش نہیں کرنے دیتی۔ میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور زبان نہیں چل سکتی اور وہ اسرار اس قسم کے نہیں ہیں کہ فقیر ان کو بیاں نہیں کرتا بلکہ وہ ایسے ہیں کہ بیان میں لائے ہی نہیں جا سکتے۔

ترجمہ شعر:- حافظ کی فریاد بے فائدہ نہیں ہے یہ ایک عجیب و غریب قصّہ اور نادر حکایت ہے۔

یہ دولت جس کے چھپانے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے چراغ نبوّت سے مقتبس ہے اور ملاءِ اعلیٰ بھی اس دولت میں شریک ہیں اور حضرات انبیاء کرام کے تابعداروں میں سے جس کسی کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ اس دولت میں میرا شریک ہے۔

Marfat.com

اسرار و معارف

روزے بعد از نماز بامداد در حلقۂ یاراں نشستہ بود بےخواست یا بےخواست توجہے بجانب شما پیدا شد و درصدد رفع بقایائے آثار کہ بنظر مے در آمد گشت و اہتمام در دفع ظلمات و کدورات کہ محسوس مے گشت نمود تا آنکہ ہلال کمالِ شما بدر کامل گشت و آنچہ در آفتاب ہدایت ودیعت نہادہ بودند ہمہ دراں بدر منعکس شد حتی کہ در جانبِ کمال ہیچ منتوقعے و منتظرے نماند۔ اِلَّا اَنْ یَّتَّسِعَ الظَّرْفُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَیَاْخُذَ بِقَدْرِ وُسْعَتِہٖ شَیْئًا فَشَیْئًا و زمان طویل صورت مثالیہ ایں معنی را در نظر داشت تا یقینے کہ مصداق صدق است حاصل آمد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۴۶)

ترجمہ:۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ بے خواستہ آپ کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور بقایا آثار جو نظر آتے تھے ان کے دور کرنے کے درپے ہوا اور وہ ظلمتیں اور کدورتیں جو محسوس ہو رہی تھیں ان کے دفع کرنے کی کوشش کرنے لگا یہاں تک کہ آپ کے کمال کا ہلال بدرِ کامل ہو گیا اور جو کچھ ہدایت کے آفتاب میں امانت رکھا تھا سب اس بدر میں منعکس ہوا حتی کہ کمال کی جانب کچھ متوقع اور منتظر نہ رہا (سوائے اس کے کہ ظرف وسیع ہو جائے اور اپنی وسعت کے مطابق کچھ حاصل کرے) اور بہت دیر تک اس معنے کی مثالیہ صورت نظر میں رہی یہانتک کہ وہ یقین جو صدق کا مصداق ہے حاصل ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِكَ۔

Marfat.com

علوم ومعارف

علوم ومعارف در رنگ بارانِ نیساں مے ریزند وبر عجائب وغرائب اسرار اطلاع مے بخشند، محرمان ایں راز فرزندانِ گرامی اند علی قدر الاستعداد۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۴۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کی عنایت سے علوم ومعارف بھاری بادل کی طرح برس رہے ہیں۔ اور عجیب وغریب اسرار پر اطلاع بخش رہے ہیں۔ اس راز کے محرم اپنی اپنی استعداد کے موافق میرے بزرگوار فرزند ہیں۔

علوم ومعارف

بیان طریقیکہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایں فقیر را باں طریق ممتاز ساختہ است ازبدائت تا نہایت وبنیادش نسبت نقشبندیہ است کہ متضمن اندراج نہایت در بدایت است بریں بنیاد عمارتہا ساختہ اند و کوشکہا بنا فرمودہ، اگر ایں بنیاد نمے بود معاملہ تا ایں جا نمے افزود۔ تخم از بخارا و سمرقند آوردہ در زمین ہند کہ مایہ اش از خاک یثرب وبطحا است کشتند وباب فضل سالہا آں را سیراب داشتند و تربیت احسان مربّے ساختند چوں آں کشت وکار بکمال رسید ایں علوم ومعارف ثمرات بخشید۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ:۔ جس طریقہ کے ساتھ حق تعالےٰ نے اس حقیر کو ممتاز کیا ہے۔ اس کی بنیاد نسبتِ نقشبندیہ ہے۔ جس کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔ اسی بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا۔ یعنی بخارا اور سمرقند سے

Marfat.com

اس بیج کو لا کر زمینِ ہند میں جس کا خمیر یثرب و بطحا کی خاک سے ہے بو دیا اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی پرورش کی۔ جب وہ کھیتی کمال تک پہنچ گئی ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔

انکساری کی حد

این حقیر قلیل البضاعت از کمالاتِ ایشاں چہ گوید و از فضائل ایشاں چہ بیان نماید۔ ذرہ راچہ یارا کہ از آفتاب گوید و قطرہ راچہ مجال کہ حدیث بحرِ عمان بر زبان آرد۔

(مکتوبات۔ دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ۔ یہ قلیل البضاعت بے سرو سامان ان کے کمالات کو کیا بیان کرے اور ان کے فضائل کو کیسے ظاہر کرے۔ ذرہ کی کیا طاقت کہ آفتاب کی نسبت گفتگو کرے اور قطرہ کی کیا مجال کہ بحرِ عمان کی بات زبان پر لائے

شیخ کامل کی تعریف

باید دانست کہ سلوک ایں طریقِ عالی مربوط است برابطہ محبت بشیخ مقتدا کہ بہ سیر مرادی بایں راہ یافتہ باشد، و بقوتِ انجذاب بایں کمالات منصبغ گشتہ، نظر او شافی امراض قلبیہ است و توجہ او دافع عِلل معنویہ، صاحب ایں کمالات امامِ وقت است و خلیفۂ روزگار۔ اقطاب و بدلا بہ ظلالِ مقامات او خورسند و اوتاد و نجبا از بحارِ کمالات او بقطرہ قانع، نورِ ہدایت و ارشادِ او در رنگ نور آفتاب بے خواست او بر ہمہ کس فائض است فکیف کہ بخواہد۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ اس طریقہ علیہ کا سلوک شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔ اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی مرضوں کو دور کرتی ہے۔ ان کمالات کا صاحب اپنے وقت کا امام ہے۔ زمانہ کا خلیفہ ہے۔ اقطاب و ابدال اس کے مقامات کے ظلال میں خوش ہیں اور اوتاد و نجبا اس کے کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ پر قناعت کئے بیٹھے ہیں۔ اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے ارادہ و خواہش کے بغیر آفتاب کے نور کی طرح سب پر چمکتا ہے۔ پس کس طرح نہ چمکے جب کہ وہ خود چاہے۔

افادہ و استفادہ

افادہ و استفادہ انعکاسی و انصباغی است، مرید برابطۂ محبت کہ بشیخ مقتدا دارد ساعۃً فساعۃً برنگ او منصبغ میگردد بطریق انعکاس بانوار او منور مے شود۔

(مکتوبات۔ دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ:۔ ہمارے اس طریقہ میں افادہ و استفادہ انعکاسی اور انصباغی ہے۔ مرید محبت کے رابطہ سے جو وہ اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ رکھتا ہے۔ دم بدم اس کا رنگ پکڑتا جاتا ہے۔ اور انعکاس کے طریق پر اس کے نور سے منور ہوتا جاتا ہے۔

حضرت مجددؒ کا فقہی مسلک

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی مسلک حنفی تھا اور اسی مسلک سے آپ

Marfat.com

کو زیادہ تعلق اور لگاؤ تھا سا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و اجتہاد کی رفعت اور ورع و عبادت کی عظمت جابجا اپنے مکتوبات میں زیب رقم فرماتے ہیں بعض لوگوں نے حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت اور اجتہاد پر اعتراضات کئے۔ حضرت شیخ نے امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے جچی تلی مدافعت کی۔ میں پہلے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جلالتِ شان کے بارے میں اصحابِ رجال اور اکابر امت کی جو رائے ہے بطور تمہید زیبِ رقم کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام اندازہ لگا سکیں کہ شیخ مجددؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق کس قدر بجا، برحق اور موزوں الفاظ استعمال کئے ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ

حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے آئمہ حدیث کے طبقات میں ایک کتاب تذکرۃ الحفاظ کے نام سے لکھی ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کو حدیث کے حفاظ و ائمہ میں شمار کیا ہے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۹ جلد اول میں لکھتے ہیں:-

"ابوحنیفہؒ سب سے بڑے امام، عراق کے فقیہ نعمان بن ثابت کوفی، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور انس بن مالکؓ صحابی کو آپ نے کوفہ میں کئی بار دیکھا ہے۔ عطاء بن ابی رباحؒ، عبدالرحمان بن ہرمزؒ، عدی بن ثابت سلمہ کہیلؒ، عمرو بن دینارؒ، محمد بن علی قتادہؒ، ابی اسحاقؒ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت علمِ حدیث میں آپ کے اساتذہ ہیں اور زفر بن ہذیلؒ داؤد الطائیؒ، قاضی ابویوسفؒ، محمد بن حسنؒ، اسد بن عمرؒ، حسن بن زیادؒ، علمِ فقہ میں آپ کے تلامذہ ہیں۔ وکیع بن جراحؒ، یزید بن ہارونؒ، سعد بن صلتؒ، ابوعاصمؒ، عبدالرزاقؒ، عبیداللہ بن موسیٰؒ

Marfat.com

ابونعیمؒ، عبدالرحمٰن مقری اور ایک کثیر تعداد علمِ حدیث میں آپ کے تلامذہ ہیں۔ ابوحنیفہؒ عبادت گزار، عامل، عالم، متقی بڑی شان کے امام تھے۔ بادشاہوں کے تحائف کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ یزید بن ہارونؒ سے پوچھا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ زیادہ فقیہہ ہیں یا امام ثوریؒ زیادہ فقیہہ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ زیادہ فقیہہ ہیں اور سفیانؒ حدیث کے زیادہ حافظ ہیں۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ افقہ الناس ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

الفقہاءُ کُلُّھُمْ عیالُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ کہ تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں۔

یزید بن ہارونؒ کہتے ہیں :-

میں نے ورع میں اور عقل میں ابوحنیفہؒ سے زیادہ کسی دوسرے کو نہیں دیکھا ہے۔

احمد بن محمدؒ کہتے ہیں۔ ابنِ معینؒ نے فرمایا۔ ابوحنیفہؒ پر کوئی تہمت نہیں۔ روایت حدیث میں ابوحنیفہؒ کا کوئی بھی حرج نہیں ہے۔ ابنِ ہبیرہؒ نے ابوحنیفہؒ کو قضا کے قبول کرنے پر ایذا دی۔ آپ نے انکار کیا تھا۔ ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہؒ امام تھے

تہذیب الاسماء واللُّغات

حافظ ابوزکریا محی الدین بن شرف النوویؒ نے تہذیب الاسماء واللُّغات میں امام ابوحنیفہؒ کو مجتہدین حدیث اور حفاظ حدیث کی فہرست میں ابوحنیفہؒ کو امام کے لقب اور منصب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

Marfat.com

"ابو حنیفہ الامام، ہو الامام البارع المسریع" وہ ذکی الفہم امام ہیں۔ ابو حنیفہ اور نعمان بن ثابت آپ کا نام ہے۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ عمر ۷۰ سال کی تھی۔ آپ کے زمانہ میں انس بن مالکؓ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ، سہل بن سعدؓ، ابو الطفیلؓ چار صحابہ زندہ موجود تھے۔ ابو یحییٰ حمانیؒ عبداللہ بن مبارکؒ، وکیع بن جراحؒ، یزید بن ہارونؒ، علی بن عاصمؒ، عبدالرزاقؒ وغیرہ حضرات علم حدیث میں آپ کے تلامذہ ہیں۔ ابو حنیفہؒ سے ایک دن امیر المومنین ابی جعفر نے پوچھا کہ آپ نے کس سے علم حاصل کیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا:۔ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی عن عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم

ابو جعفر نے فرمایا۔ آپ کا علم پورا اور پختہ ہے۔ منصور کے پاس ایک دن ابو حنیفہؒ تشریف لے گئے۔ اس نے کہا آج کے دن ابو حنیفہؒ اہل دنیا کے عالم ہیں۔ (تہذیب الاسماء واللغات ص۲۱۶ ج ۲ للنوویؒ)

میزان کبریٰ للشعرانی

ابو مطیعؒ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن کوفہ کے جامع میں ابو حنیفہؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ سفیان ثوریؒ، مقاتل بن حیانؒ، حماد بن سلمہؒ، جعفر صادق وغیرہ حضرات فقہاء ابو حنیفہؒ کے پاس تشریف لائے اور ابو حنیفہؒ سے بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ دین میں زیادہ قیاس کرتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ نے صبح سے زوال تک ان کے ساتھ بحث کی اور اپنا مسلک ان کو پیش کیا اور پڑھ کر سنایا اور فرمایا میں پہلے کتاب کو لیتا ہوں۔ اس کے بعد سنت کو لیتا ہوں، اس کے بعد صحابہؓ کے آثار کو لیتا ہوں اور صحابہؓ کے ان آثار کو مقدم کرتا ہوں جن

Marfat.com

پر صحابہ کو اتفاق ہے اور جب ان میں کوئی دلیل میرے پاس نہ ہو تو پھر قیاس کرتا ہوں۔ یہ سن کر سب اٹھے وَقَبَّلُوْ يَدَهٗ وَرُكْبَتَهٗ آپ کا ہاتھ اور گھٹنے چومے اور کہا۔ انت سید العلماء یعنی آپ علماء کے سردار ہیں اور ہم نے معلوم کئے بغیر آپ کے بارے میں جو غلطی کی ہے اس کو معاف کر دیجئے۔

ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ اللہ ہمیں اور تمہیں سب کو معاف فرمائے۔ سفیانؒ نے پہلے اگر ابو حنیفہؒ کے بارے میں کچھ کہا بھی تھا تو اپنی غلطی مان لی اور معافی مانگی اور ان حضرات نے ابو حنیفہؒ کی سیادت کا اعتراف کر لیا۔

شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں ابو حنیفہ اَوْرَعُ النَّاسِ اَعْلَمُ النَّاسِ اَعْبَدُ النَّاسِ، اَكْرَمُ النَّاسِ ہیں۔ ابو حنیفہؒ دین میں احتیاط کرنے والے ہیں اور دین میں رائے اور قیاس سے سب سے زیادہ احتراز کرنے والے ہیں۔ آپ کی مجلس میں ایک ایک مسئلہ پر پوری بحث ہوتی تھی۔ اور جب اہلِ مجلس کو اتفاق ہوتا تھا کہ وہ مسئلہ شریعت کے موافق ہے تو اس کے بعد ابو یوسفؒ کو امام ابو حنیفہؒ اس کے لکھنے کو فرماتے تھے۔

اور امام ابنِ مبارکؒ فرماتے ہیں جب میں کوفہ پہنچا اور وہاں کے علماء سے دریافت کیا کہ تمہارے شہر میں سب سے بڑے عالم کون ہیں اور جب پوچھا تم میں سے سب سے زیادہ متقی اور زاہد کون ہیں اور جب پوچھا علم میں سب سے زیادہ مشغول کون ہیں تو ہر ایک سوال کا یہی جواب ملتا تھا کہ ابو حنیفہؒ سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے زاہد، اور سب سے زیادہ علم میں مشغول ہیں۔ ہم جیسے لوگوں کو ابو حنیفہؒ جیسے امام اعظم پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ ابو حنیفہؒ کے علم و جلالت، ورع و زہد و عفت، عبادت کی کثرت اور اللہ عزّ و جلّ میں مراقبہ پر لوگوں کو اتفاق ہے۔ ابو حنیفہؒ پر اعتراض کرنے والا اللہ کی قسم بصیرت میں اندھا ہے جس نے بھی ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تفتیش کی ہے اس نے دین میں ابو حنیفہؒ کو بڑا محتاط

Marfat.com

پایلہے۔ اور اس نے جان لیا ہے کہ ابو حنیفہؒ دین میں مذموم رائے سے پاک اور بیزار ہیں۔ اور جس نے ایسا کہا ہے وہ اپنے سقیم اور خطا کار فہم سے ائمۂ ہدایٰ پر انکار کرنے والا جاہل اور متعصب ہے۔ (میزان کبریٰ للشعرانی ص۶۰ تا ۶۹)

سُنّت، قیاس اور امام ابو حنیفہؒ

امام ابو حنیفہؒ اپنی زندگی میں ہی مخالفِ حدیث ہونے کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ آپ کے مخالفین نے آپ پر یہ بھی الزام لگایا کہ آپ قیاس کو سنت پر ترجیح دیتے ہیں۔ انہوں نے آپ کا حدیث پر اعتماد کم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کے واضح الفاظ میں اپنی ذات سے خود ہی اس بہتان کا ازالہ فرما دیا ہے۔

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں اس نے افترا پردازی سے کام لیا۔ کیا نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔" (المیزان للشعرانی ص۶۱)

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ نے صراحت سے فرمایا:۔

"ہم شدید ضرورت کے وقت قیاس کرتے ہیں کیونکہ مسئلہ کی دلیل کتاب وسنت اور فتاویٰ صحابہؓ سے تلاش کرتے ہیں۔ دلیل کے فقدان کی صورت میں غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کرتے ہیں۔"

(المیزان للشعرانی صفحہ ۶۱)

ایک دوسری روایت میں فرمایا:۔

ہم پہلے کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر سنتِ نبوی سے، پھر قضایائے صحابہؓ سے، صحابہؓ جس پر متفق ہوں۔ ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اگر

Marfat.com

صحابہؓ میں اختلاف پایا جائے تو ہم علتِ جامعہ کی بنا پر ایک حکم کو دوسرے حکم پر قیاس کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔"

(المیزان للشعرانی صفحہ ۶۱)

خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہؒ کو لکھا:۔

"مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ امام صاحب نے جواب میں لکھا "امیر المومنین! بات یوں نہیں، جیسے آپ کو پہنچی۔ میں تو پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں۔ پھر حدیث رسولؐ پر، پھر حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کے فیصلوں پر۔ پھر بقیہ صحابہ کے قضایا پر۔ صحابہؓ میں اختلاف ہو تو میں قیاس کرتا ہوں۔ اور خالق و مخلوق کے درمیان کوئی قرابتداری نہیں ہے (جس کی بنا پر کسی کی بات باعث ترجیح بن جاتی ہو)

(المیزان للشعرانی ج ۱ صفحہ ۶۲ طبع مصر)

یہ نصوص صراحۃً امام صاحبؒ سے منقول ہیں لہذا قیاس کو حدیث پر مقدم کرنا ہرگز امام صاحب کا مسلک نہ تھا۔ بلکہ پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان فقیہہ قیاس ظنی کو حدیث پر مقدم کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

اصحابِ امام ابو حنیفہؒ کا فقہی کارنامہ

امام کے تلامذہ نے آپ کے مذہب کو نقل کر کے محفوظ کر دیا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم خدمت ہے۔ اس سے امام کی جلالتِ شان میں قابلِ قدر اضافہ ہوا۔ کیونکہ یہ اصحاب بذاتِ خود ائمہ فقہ تھے۔ مثلاً امام ابو یوسفؒ کتنے بڑے جلیل القدر امام تھے وہ عرصہ دراز تک عباسی خلافت کے قاضی القضاۃ رہے۔ اسی طرح امام محمدؒ فقہ الرای اور فقہ الحدیث کے جامع تھے۔ وہ ایک طرف عراقی فقہ کے راوی تھے تو دوسری جانب

Marfat.com

موطائے امام مالک کے راوی، پھر دونوں میں مناسب جمع و تطبیق بھی پیدا کردی۔

امام صاحب کے یہ رفقا اپنے استاد کے راوی اور ان کی فقہ کے ناقل تھے۔ اس طرز عمل سے آنے والے عصور و ادوار میں امام ابوحنیفہ رح کی فضیلت علمی کو چار چاند لگ گئے۔

امام صاحب کی فقہ ان کے تلامذہ سے ہی ہم اخذ کر سکتے ہیں۔ اور بجز اس کے اور کوئی ذریعہ ممکن نہیں۔ انہی تلامذہ نے فقہ حنفی کی تدوین میں حصہ لیا۔ سب سے زیادہ کسب فیض قاضی ابو یوسف رح نے آپ سے کیا۔ قاضی ابو یوسف رح کوفہ میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم پائی۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ عربی النسل تھے۔ ۱۱۳ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ قاضی ابو یوسف پہلے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے شاگرد تھے۔ پھر امام ابوحنیفہ رح کے لبستہ فتراک ہو گئے۔ امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں۔ قاضی ابو یوسف بڑے فقیہہ عالم اور حافظ تھے۔ حفظ حدیث میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ بڑے کثیر الحدیث تھے۔ آپ تین خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون رشید کے قاضی رہے۔ ابن عبد اللہ کہتے ہیں۔ ہارون رشید آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ابو یوسف رح ان کے ہاں بڑے مؤقر و مکرم تھے۔ (الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۷۲)

امام ابو یوسف رح کی تصانیف

فقہ حنفی کو امام ابو یوسف رح کی طفیل لاتعداد فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ عہدۂ قضا پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ نے فقہ حنفی کو عملی طور پر منتقل کر دیا۔ کیونکہ قضا میں اکثر لوگوں کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ آپ عباسی خلافت کے اولین قاضی قرار پائے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ حنفی فقہ کے شیوع و فروغ کو بڑا عروج حاصل ہوا اور اثر و نفوذ میں بے حد اضافہ ہوا۔

امام ابو یوسف رح نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ان کتابوں میں انہوں نے

Marfat.com

لینے بعد اپنے استاد کے افکار و نظریات کو مدون کر دیا ہے۔

ان میں سے ایک کتاب "کتاب الآثار" ہے۔ اس کتاب کو یوسفؒ اپنے والد ابو یوسفؒ اور وہ ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد سند رسول اللہ صلعم، یا صحابی تک یا آپ کے پسندیدہ تابعی تک متصل ہے۔ بنا بریں یہ کتاب گویا امام ابو حنیفہؒ کی مسند ہے جو امام ابو یوسفؒ اور ان کے فرزند کے توسط سے ہم تک پہنچی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتاب فقہائے کوفہ کے فتاویٰ پر بھی مشتمل ہے۔

امام ابو یوسفؒ کی ایک کتاب "کتاب الخراج" ہے۔ یہ کتاب درحقیقت قاضی ابو یوسفؒ کا ایک خط ہے جو انہوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے نام لکھا۔ اس میں وہ حکومت کے مالی وسائل اور ذرائع آمدنی کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہیں۔

ایک کتاب "اختلافِ ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ" امام ابو یوسفؒ کی تصنیف ہے ایک کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" ہے۔ اس میں امام ابو یوسفؒ نے امام اوزاعی کے ان مسائل کی تردید کی ہے جن میں وہ امام ابو حنیفہؒ کے خلاف ہیں۔ ان مسائل کا تعلق زیادہ تر احکامِ جنگ اور ان سے متعلقہ مسائل سے ہے۔ ان مسائل میں انہوں نے امام اوزاعی کے خلاف اپنے استاد کی حمایت کی ہے۔ کتاب ہذا میں امام ابو حنیفہؒ کے دلائل، طریقِ استنباط اور مسالک استدلال کی اصلی صورت دیکھی جا سکتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے نامور شاگرد امام محمد بن حسنؒ ہیں۔ آپ کا نام محمد بن حسن شیبانی اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۳۲ھ میں اور وفات سنہ ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ آپ نے امام ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ امام مالکؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور تین سال تک ان کے ہاں قیام کیا۔ ہارون رشید کے عہد میں قضا کے عہدہ پر فائز ہوئے لیکن قاضی القضاۃ نہ بن سکے۔ بالغ النظر ادیب تھے۔ لسانی

Marfat.com

بیانی خصوصیات سے بھی بہرہ ور تھے۔ بڑے بارعب اور جاذبِ نظر تھے۔ الانتقاء میں ان کے بارے میں امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے۔

"امام محمد بن حسن قلب و نظر کو رعب سے بھر دیتے تھے۔ نیز یہ کہ آپ فصیح ترین انسان تھے۔ جب بولتے تھے تو سامع محسوس کرتا کہ قرآن آپ کی زبان میں اترا ہے۔" (الانتقاء ص۱۷۴)

امام محمدؒ کی تصانیف

امام محمدؒ کی تصانیف فقہ حنفی کا اولین مرجع سمجھی جاتی ہیں۔ خواہ وہ کتابیں آپ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہیں یا اہلِ عراق کی عام متداول فقہ سے مدوّن کی ہوں۔ فقہ حنفی کا بیشتر اعتماد امام محمدؒ کی کتب ظاہر الروایۃ پر ہے۔ کتب ظاہر الروایۃ مندرجہ ذیل چھ کتب ہیں۔

(۱) المبسوط (۲) الزیادات (۳) الجامع الصغیر (۴) السیر الکبیر (۵) السیر الصغیر (۶) الجامع الکبیر۔

ان کو اصول کہتے ہیں۔ ان کو ظاہر الروایۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ امام محمدؒ سے بطریق متواتر مروی ہیں۔ اور انہیں مشہور کا درجہ حاصل ہے۔

کتاب المبسوط:۔ یہ اصل کے نام سے معروف ہے۔ اور امام محمدؒ کی طویل ترین کتاب ہے۔ اس کتاب کو روایت کرنے والے آپ کے شاگرد احمد بن حفصؒ ہیں۔ ان کتب ظاہر الروایۃ کے علاوہ امام محمدؒ کی اور بھی کتابیں جن کا عام طور پر علماء ذکر نہیں کرتے مگر شہرت کے اعتبار سے وہ کتب ظاہر الروایۃ سے کسی طرح کم نہیں۔

(۱) الردّ علیٰ اہل المدینہ:۔ امام شافعیؒ نے یہ کتاب اپنی مشہور کتاب الاُمّ میں نقل کی اور اس پر بیش قیمت حواشی لکھے ہیں۔ یہ کتاب دو لحاظ سے بڑی قیمتی ہے۔ اوّل

Marfat.com

یہ کہ سنداً ثابت اور روایتہً صادق ہے اس کے مستند ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ امام شافعیؒ نے کتاب الأم میں اسے روایت کیا ہے اور اس کی تدوین فرمائی ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ کتاب مدلل ہے اور اس میں قیاس سنت اور آثار پر مشتمل دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ گویا یہ فقہ کے تقابلی مطالعہ کی کتاب ہے۔

ایسی ہی دوسری کتاب "کتاب الآثار" ہے۔ اس میں انہوں نے وہ احادیث اور آثار جمع کر دیئے ہیں جنہیں امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے۔ اس کی اکثر روایات امام ابویوسفؒ کی کتاب الآثار سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں امام ابوحنیفہؒ کے حدیث و آثار اور صحابہ و تابعین سے متعلق مقدارِ علم کا پتہ دیتی ہیں۔

کتب ظاہر الروایۃ ہی فقہ حنفی کا اصل و ماخذ تصور کی جاتی ہیں۔ ان میں جو مسئلہ مذکور ہے اسی کو مذہب حنفی سمجھا جاتا ہے۔

چوتھی صدی میں الحاکم الشہید نے کافی کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ اس میں اس نے ان چھ کتابوں کے مندرجات کو جمع کر دیا ہے۔ مکرر مسائل حذف کر دیئے ہیں۔ پھر شمس الائمہ سرخسی نے المبسوط کے نام سے کافی کی شرح تحریر کی۔ سرخسی کی کتاب المبسوط فقہ حنفی میں آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں و تاباں شیریں بیان (جزیل الالفاظ) اور ابہام و تعقید سے خالی ہے اور یہ کتاب حنفی فقہ میں وہ مقام رکھتی ہے کہ اس کے مخالف فقہی اقوال قابلِ عمل نہیں سمجھے جائیں گے۔ صرف اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اسے ہی لائقِ اعتماد و استناد سمجھا جائے گا۔

امام صاحب کے ایک اور مشہور اور نامور شاگرد زفر بن ہذیل ہیں۔ وہ ۱۸۵ھ میں اڑتالیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ قیاس و اجتہاد میں بڑے تیز تھے۔ اور زورِ کلام اور قوتِ بیان سے بھی متصف تھے۔ انہوں نے کتابیں تصنیف نہیں کیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے بعد ان کے حلقۂ درس کے جانشین امام زفر ہوئے اور امام ابوحنیفہؒ کے آٹھ

Marfat.com

سال بعد فوت ہو گئے۔

اصحاب امام ابو حنیفہؒ کا امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ بہت سے جزئی مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتے ہیں جن علماء اصول نے ان قواعد کے بارے میں گفتگو کی ہے جن پر فقہی مسائل مبنی ہیں ان کا خیال ہے کہ آپ کے تلامذہ نے بعض ایسے قواعد میں بھی آپ سے اختلاف کیا ہے جو اصولِ استنباط کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تلامذہ کے اقوال اختلاف پر مبنی ہوں یا اتفاق پر، حنفی مذہب میں یہ اقوال، اقوالِ امام کے برابر سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ حنفی مذہب صرف امام ابو حنیفہؒ کی شخصی تقلید کا نام نہیں ہے بلکہ دراصل اسی فقہی مکتبِ فکر کے مجموعہ اقوال کا نام ہے جن کی سیادت و ریاست کا سہرا امام ابو حنیفہؒ کے سر ہے۔ نیز اس لئے کہ جن فقہی اصولوں پر احکام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ احکام مخالفانہ ہوں یا موافقانہ مجموعی اعتبار سے متحد ہیں اور تفصیل کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اصولی اختلاف ان میں شاذونادر ہی ہوتا ہے اور اس سے اتحاد مسلک اور وحدت استنباط میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ تلامذہ کے اقوال اس اعتبار سے امام کے اقوال شمار ہوتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا۔ میرے صرف انہی اقوال کو لو جو دلائل پر مبنی ہوں نیز اس لئے کہ فرمایا تھا اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ۔ یعنی صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ امامؒ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ میرے انہی اقوال سے استناد کریں جو دلائل پر مبنی ہوں۔ لہذا اس لحاظ سے ان کے اقوال بھی امامؒ کے نظریات شمار کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ انکا رو آراء امام کے وضع کردہ قواعد پر مبنی تھے۔

Marfat.com

حنفی مذہب کا شیوع اور اشاعت عام

حنفی مذہب کا مولد کوفہ ہے سا امام ابوحنیفہ رح کے بعد علماء نے بغداد میں اس کو پڑھا پڑھایا۔ امام ابوحنیفہ رح کے اولین شاگرد امام ابویوسف رح ہارون رشید کے زمانہ میں منصب قضاۃ پر فائز ہوئے تو اس مذہب کی نشر واشاعت میں بڑی ترقی ہوئی اور اکثر اسلامی ممالک یعنی مصر و شام، بلادِ روم و عراق اور ماوراء النہر تک وسیع ہو گیا۔

پھر عربی ممالک کی حدود سے نکل کر سرزمینِ ہند وچین میں پہنچ گیا جہاں کوئی مذہب اس کا مزاحم نہ ہو سکا اور ان ممالک کے دور افتادہ گوشوں میں اب تک ایک منفرد مذہب کی حیثیت سے زندہ ہے۔ اقصائے مشرق سے لے کر شمالی افریقہ تک تمام بلاد اسلامیہ میں جو قاضی مقرر کئے جاتے وہ امام ابویوسف رح کے انتخاب کردہ ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے عراق کے افکار و آرار بلادِ اسلامیہ میں پھیل گئے۔ ہرچند حنفی مذہب کے اثر و نفوذ کا اولین سبب حنفی قاضیوں کا تقرر تھا لیکن ان سیاسی اثرات کے علاوہ کچھ دیگر اسباب بھی حنفی مذہب کی ہر دلعزیزی کا باعث ہیں۔ علمار حنفیہ کی مساعی جمیلہ کہ انہوں نے اس مذہب کو مقبولِ عام بنانے کے لئے باوجود سیاسی قوت کے کمزور ہو جانے کے جاری رکھیں، ضرور قابلِ قدر ہیں۔ حنفی فقہ کے قواعدِ تخریج سے اب بھی ایسے احکام استنباط کئے جا سکتے ہیں جو اس کائناتِ ارضی پر بسنے والے تمام بنی نوع آدم کے لئے یکساں سازگار ہیں۔

شیخ مجدد کی امام ابوحنیفہ رح سے بے پناہ عقیدت

اب اس تمہید کے بعد ملاحظہ ہو کہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ورع و تقوے، متابعتِ سنت اور اجتہاد و استنباط میں بلندیٔ پایہ کے

Marfat.com

متعلق کیا کچھ تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کہ ببرکت ورع و تقوے و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اند و مجتہدات او را بواسطۂ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند واو را و اصحاب او را اصحاب رائے پندارند۔ کل ذٰلک لِعدم الوصول الٰی حقیقۃ علمہ و درایتہ وعدم الاطلاع علیٰ فہمہ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۵۵)

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی سی ہے۔ جنہوں نے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد و استنباط میں وہ درجہ حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ اور ان کے اجتہادات کو دقت معانی کے باعث کتاب و سنت کے مخالف جانتے ہیں۔ اور ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحاب رائے گمان کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی حقیقت و درایت تک نہ پہنچنے اور ان کے فہم و فراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔

(۲) و فراست امام شافعی بکر شمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ۔ وائے از جرأتہائے قاصر نظراں کہ قصور خود را بدیگرے نسبت نمایند۔ (مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۵۵)

ترجمہ:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہ جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ فقہاء سب کے سب امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں۔ ان کم ہمت معترضین پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسرے کے ذمہ لگاتے ہیں۔

Marfat.com

(۳) بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ مے شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی
در رنگ دریائے عظیم مینماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر مے درآیند
و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید۔ سوادِ اعظم از اہلِ اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان
و ایں مذہب با وجود کثرتِ متابعاں در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در
استنباط طریقِ علیحدہ دارد و ایں معنی منبیٔ از حقیقت است۔ عجب معاملہ است امام
ابوحنیفہؒ در تقلیدِ سنت از ہمہ پیش قدم است حا احادیث مرسل را در رنگِ احادیث
مسند شایانِ متابعت میداند و برائے خود مقدم مے دارد و ہمچنیں قولِ صحابی را
بواسطۂ شرف صحبتِ خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات بر رائے خو مقدم میدارد
و دیگراں نہ چنیں اند مع ذٰلک مخالفاں او را صاحب رائے میدانند و الفاظے کہ منبئی
از سوء ادب اند باو منتسب مے سازند با وجود آنکہ ہمہ بکمال علم و وفور ورع و تقویٰ او
معترف اند حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ ایشاں را توفیق دہاد کہ آزارِ راس دین و رئیس
اہلِ اسلام ننمایند و سواد اعظم اسلام را ایذا نکنند۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ
بِاَفْوَاهِهِمْ۔ (مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۵۵)

ترجمہ:۔ بلا تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہبِ حنفی کی نورانیت کشفی
نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں
اور نہروں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اور بادی النظر میں بھی ملاحظہ کیا جائے
تو اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہؒ کا متبع ہے۔ یہ مذہب باوجود متبعین
کی کثرت کے اصول و فروع میں دیگر مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط میں
اپنا خاص طریقہ رکھتا ہے اور یہ معنی حقیقت کی آگہی کرتے ہیں۔ بڑے تعجب
کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ
احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور اپنی

Marfat.com

رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صحابہؓ کے قول کو حضرت خیر البشرؐ کی صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں۔ دوسروں کا ایسا حال نہیں ہے۔ پھر بھی مخالفین ان کو صاحب رائے کہتے ہیں اور ایسے ایسے الفاظ ان سے منسوب کرتے ہیں جو بے ادبی کی خبر دیتے ہیں۔ باوجودیکہ سب کے سب ان کے کمال علم اور پرہیزگاری کی کثرت کے معترف ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو توفیق عطا کرے کہ دین کے امام اور اہلِ اسلام کے سرمایہ کے آزار سے وہ باز آجائیں اور اسلام کے سب سے بڑے گروہ کی ایذا رسانی نہ کریں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے گل کر دیں۔

(۴) جماعہ کہ ایں اکابرِ دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاناں بہ رائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمے نمودند پس سوادِ اعظم از اہلِ اسلام بزعمِ فاسد ایشاں ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگہ اہلِ اسلام بیرون بوند۔ ایں اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطالِ شطر دین است۔ ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفتہ اند و احکامِ شریعت را منحصر دراں ساختہ اند و ماورائے خود را نفی مے نمایند و آنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی مے سازند ؎

چوں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسمانِ اُو ہماں است

وائے ہزار وائے از تعصبہائے باردِ ایشاں و از نظر ہائے فاسد ایشاں، بانی فقہ ابو حنیفہ است و سہ حصہ از فقہ اُو را مسلم داشتہ اند و در رُبع باقی ہمہ شرکت دارند باوے۔ در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگراں ہمہ عیال وے اند۔ باوجود التزامِ ایں مذہب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است و بزرگ میدانم لہذا در بعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب او مے نمایم۔ اما چہ کنم کہ دیگراں را باوجود وفورِ علم و کمالِ تقوی در جنب امام ابو حنیفہؒ در رنگ طفلاں مے یابم۔

(مکتوبات۔ دفتر سوم۔ مکتوب ۵۵)

Marfat.com

ترجمہ:- وہ لوگ جو دین کے ان بزرگواروں کو صاحبِ رائے جانتے ہیں اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار صرف اپنی رائے ہی پر حکم کرتے تھے اور کتاب و سنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سوادِ اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہ اسلام سے باہر شمار ہوگا۔ اس قسم کا اعتقاد وہی بے وقوف جاہل کر سکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا پھر ایسا زندیق جس کا مقصود یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصّہ باطل ہو جائے ان چند ناقصوں نے چند احادیث کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف جانتے ہیں اور اپنی معلومات کے سوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ثابت نہیں ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس کرم کی سی ہے جو پتھر میں نہاں ہے اور وہ پتھر ہی اس کا زمین و آسمان ہے۔

ایسے لوگوں کے بیہودہ تعصبوں اور فاسد ظنوں پر ہزار افسوس! فقہ کا بانی ابو حنیفہؒ ہے اور فقہ کے تین حصّے ان کو مسلم ہیں اور باقی چہارم حصّے میں سب شریک ہیں۔ فقہ میں صاحبِ خانہ وہی ہے اور دوسرے سب اس کے عیال ہیں۔ باوجود اس مذہب کے التزام کے امام شافعیؒ سے مجھے ذاتی محبت ہے اور میں انہیں بزرگ جانتا ہوں اس واسطے بعض اعمالِ نافلہ میں اس کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں، دوسرے لوگ باوجود کمالِ علم اور کمالِ تقوٰے کے امام ابو حنیفہؒ کے سامنے بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

وَالْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ اور دعوتِ توحید

مسئلہ توحید میں سراج الامۃ رئیس الموحدین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بہت بلند، روشن اور سلجھا ہوا ہے۔ اس بارے میں ان کا ہر مسئلہ شرک کی رگِ جاں پر ایک کاری ضرب کا کام دیتا ہے۔ ان کا نظریۂ توحید عین قرآن کا آئینہ ہے۔

آج دنیا پرست علماء کا ایک گروہ فقہ حنفی اور تقلیدِ امام ابوحنیفہؒ کی آڑ لے کر ایسا دین پیش کر رہا ہے جو نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ کا ہے نہ خیر قرون کا ہے نہ ائمہ اربعہ کا ہے نہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بلکہ سراسر یہ دین حنفی مذہب سے دور اور اس کے خلاف ہے۔ یہ دنیا پرست علماء جو اپنے آپ کو حنفی، مقلد، سُنّی اور صوفی ظاہر کرتے ہیں سب سے زیادہ دشمن فقہ حنفیہ کے اور امام ابوحنیفہؒ کے یہی لوگ ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور فقہ حنفیہ کا ہر ایسا مسئلہ جو ان کی ہوائے نفسانی اور دکانداری کے خلاف ہو نہایت صراحت سے اس سے انکار کر دیتے ہیں۔ حنفی مذہب کی بدنامی کا باعث درحقیقت یہی لوگ ہیں۔ سب سے زیادہ توحید کا علمبردار حنفی مذہب ہے۔ حنفی مذہب نے شرک کے تمام چور دروازے بند کر دیئے لیکن ان محبانِ رسالت نے اپنے مزعومہ شرکیہ عقائد کو فروغ دینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصنوعی محبت کے پردہ میں شریعت کے تمام حدود اور پیمانے پھاند کر اسلام کے اندر ایسے اختراعی عقائد داخل کئے جو قرآنی تعلیمات کے بالکل متناقض ہیں۔ عوام ناواقفی کی وجہ سے اصل

Marfat.com

حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ سلور محبت کا ظاہری عنوان دیکھ کر ان کا شکار ہو گئے۔ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ اسلامی توحید کی اہمیت بالکل ختم ہو گئی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک توحید کا مطلب یہ ہے کہ خدائے واحد کے سوا کسی اور کی عبادت و پرستش نہ کی جائے۔ اور نہ خدا تعالے کے سوا کسی اور کی الوہیت و خداوندی کا اعتراف کیا جائے سا سلام نام ہے صرف خدا کے حضور میں اپنے آپ کو سپرد کر دینے کا۔ جو شخص عبادت میں کسی شخص یا کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے یا مخلوق کو کسی پہلو میں ہی خالق کے برابر قرار دیتا ہے وہ خدا کے سوا ایک اور خدا بنا لیتا ہے۔ دعا کرنا، فریاد کرنا اور کسی کے نام کی دہائی دینا بھی عبادت ہی کی ایک صورت ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر طرح کی عبادت اور نیاز کی مستحق صرف خدا تعالے کی ذات ہے۔ اگر عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو توحید کا اعتقاد باقی نہ رہا وہی حلالِ مشکلات۔ کارساز، بگڑی کا بنانے والا۔ فریاد کا سننے والا روزی دینے والا۔ ہر کسی کی مصیبت میں کام آنے والا ہے جس کو جو کچھ ملتا ہے اسی کے در سے ملتا ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ایک ذرّہ بھی نہیں ہل سکتا۔ وہ مخلوقات اور کائنات کے رتی رتی بھر حال کی خبر رکھتا ہے۔ وہ عزّت و ذلّت کا دینے والا ہے اس کے حکم کے آگے کسی کو مجالِ دم زدن نہیں۔ سب اسی کے چشم کرم کے امیدوار اسی کے در کے سوالی، اور اسی کے آستانہ کے فقیر و بھکاری اور اسی کے چشم کرم کے امیدوار ہیں۔ وہی انسانوں کی پکار کو سنتا ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے ساگر انسان نے دعاؤں اور طلبگاریوں میں کسی دوسری ہستی کو شریک کر لیا تو خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کر لیا استعانت، رکوع و سجود، عجز و نیاز، توکّل اور دیگر عبادت گزارانہ اور نیازمندانہ اعمال و اعتقادات صرف خدا تعالے ہی کے لئے ہیں۔ اگر ان اعمال میں کسی دوسری ہستی کو شریک کر لیا۔ تو خدا تعالے کے رشتۂ معبودیت کی یگانگی باقی نہ رہی۔ قرآن پاک اسی توحید کی دعوت

Marfat.com

سے بھرا پڑا ہے اور اخروی نجات و سعادت اسی توحید سے وابستہ ہے امام صاحب نے توحید کے مسائل کو جن کا ذکر کتب فقہ حنفیہ میں موجود ہے نہایت وضاحت اور صفائی سے بیان کیا ہے بلکہ شرک کے تمام چور دروازے بند کر دیئے ہیں۔

مشائخ کے نام پر نذر و نیاز کے عقیدہ کا حنفی فقہ میں پوسٹ مارٹم

صاحب درمختار صفحہ ۹۴ پر فرماتے ہیں:-

جان لینا چاہیئے کہ نذر جو اکثر عوام کی طرف سے اموات کے نام پر واقع ہوتی ہے اور جو کچھ اولیاء کی قبور کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ تقرب حاصل کرنے کے لئے عوام وہاں دراہم، موم بتیاں، تیل اور دیگر اجناس پہنچاتے ہیں ایسا کرنا باتفاق فقہاء کرام حرام ہے۔

شامیؒ شارح درالمختار اپنی کتاب ردالمحتار جلد دوم طبع مصر ص ۱۲۱، سطر ۱۳ پر اس کی مزید تشریح فرماتے ہیں:-

اولیاء اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ عوام کہا کرتے ہیں کہ اے میرے سید! اگر میرا گم شدہ آدمی لوٹ آیا یا میرا مریض تندرست ہو گیا یا میری حاجات بر آئیں۔ تو میں تیرے نام پر اتنا سونا یا چاندی یا موم یا تیل نذر کروں گا۔ ایسی نذر باطل اور حرام ہے بوجوہات حسب ذیل:-

ایک یہ کہ وہ نذر مخلوق کے نام پر ہے اور نذر چونکہ عبادت ہے اور عبادت چونکہ اللہ کے لئے مخصوص ہے اس لئے مخلوق کے واسطے ہرگز درست نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کے نام کی نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نذر کرنے والے کا عقیدہ ہوتا ہے کہ میت امور میں تصرف کرتی ہے۔ یعنی بگڑے کاموں کو سنوارتی ہے وغیرہ اور

Marfat.com

ایسا اعتقاد رکھنا کہ خدا کے ورے کوئی اور بھی تصرف کر سکتا ہے کفر ہے۔

بحرالرائق کے مصنف علامہ زین الدین ابن نجیم نعمان ثانیؒ محرر مذہب امام ابو حنیفہ اپنی کتاب بحر الرائق جلد ثانی ص ۲۹۸ فصل سوم "النذر" میں نذر مشائخ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

جو کہ عوام صلحا کے مزارات پر جا کر ان کی قبور کے پردے اٹھا کر یوں متکلم ہوتے ہیں کہ اے میرے سردار اگر میرا گم شدہ مال لوٹ آئے یا میرا مریض شفایاب ہو جائے یا میری حاجت بر آئے تو تیرے نام پر اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا طعام یا اتنا پانی یا تیل وغیرہ نذر کروں گا۔

اس قسم کی نذر ماننا کئی وجوہ سے باطل ہے۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ:۔

نذر صرف خدا کے لئے ہو سکتی ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہو سکتی۔

دوم وجہ یہ ہے کہ:۔

جس کے نام کی نذر کی جاتی ہے وہ میت ہے اور میت تملیک کی صفت نہیں رکھتی۔

وجہ سوم یہ ہے کہ:۔

نذر کرنے والے کا عقیدہ ہے کہ میت خدا کے علاوہ اور خدا کے ورے ورے امور میں تصرف کی قدرت رکھتی ہے اس کا ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ اَللّٰھُمَّ (اے اللہ!) اے بار الہ! اس عقیدہ سے بچائیو اور راہ حق دکھائیو)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور حنفی فقہاء

تمام ایسے ذبائح جو غیر اللہ کے نام بغرض تقرب و نذر مشہور و منسوب کئے جائیں

وہ بہ نصِ قرآن پاک حرام ہیں۔

صاحبِ تفسیر نیشاپوری صـ۱۰۲ علی حاشیہ تفسیر ابن جریر طبری مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں کہ:۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جانور ذبح کرے اور اس قربانی سے غیر اللہ کے تقرب کا قصد کرے تو وہ شخص مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہوگا۔

حضرت شیخ مجدد اپنے مکتوبات دفتر اوّل مکتوب ۴۱ میں فرماتے ہیں:۔
حیوانات راکہ نذر مشائخ مے کنند و بر سر قبرہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات را ذبح مے نمایند در روایات فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند ممنوع شرعی است۔

ترجمہ:۔ حیوانات کو کہ مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں۔ فقہاء نے اس عمل کو شرک میں داخل کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے۔

نواب قطب الدین خاں دہلویؒ جانشین حضرت شاہ اسحٰق دہلویؒ جنہوں نے مظاہرِ حق کے نام سے اردو زبان میں مشکوٰۃ کی شرح لکھی ہے۔ وہ اپنی مشہور تفسیر جامع التفاسیر ص۰ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ مطبع نظامی کانپوری میں سورۃ السباء ع ۲۔ آیت ۲۲ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ الآخر کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ سوا اللہ کے کوئی مالک نفع و ضرر کا نہیں۔ یہ اسی قادرِ مطلق میں قدرت ہے کہ جس کو چاہے نفع پہنچائے اور جس کو چاہے ضرر۔ پس بعضے نادان جو بزرگوں کی قبروں پر چوکیاں بھرتے ہیں یا چلّے باندھتے ہیں یہ ناک گھسنی کرتے ہیں یا کسی بزرگ کا توشہ وغیرہ مانتے ہیں۔ بنظر حصول منفعت اور دفع ضرر کے محض

Marfat.com

خبط ہے اور باطل ہے۔

فقہی حوالوں سے بدعت پسند طبقہ کا گریز

مسئلہ ہذا میں تمام حنفی فقہا کا اتفاق ہے کہ جو جانور اس طرح مشہور کیا جائے کہ اس سے غیر اللہ کی تعظیم و تقرب مراد ہو وہ جانور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے حکم میں آئے گا خواہ یہ شہرت بوقت ذبح ہو یا قبل ذبح۔ اہلال لغیر اللہ کو صرف وقت ذبح سے مخصوص کرنا شارح کی غرض کو فوت کرنا ہے۔ اس مسئلہ میں بدعت پسند طبقہ نے عجیب روش اختیار کی ہے۔ کبھی وہ حنفی فقہا کا مذاق اڑاتے ہیں کہیں فقہی حوالجات سے تلعب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ذبائح کے حلال ہونے میں صرف یہ شرط ہے کہ بوقت ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بولی جائے۔ اگرچہ اس سے تقرب و تعظیم اور نذر لغیر اللہ کا قصد ہو اور خواہ اس قصد کو پیشتر سے مشہور بھی کر دیا جائے اس سے شرعاً کچھ خرابی لازم نہیں آتی ایسا ذبیحہ حلال و طیب ہے۔

مولوی محمد عمر صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت ایڈیشن ثانی کے صفحہ ۲۱۴ سے ۲۴۳ تک وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ پر بحث کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ بکرا چھترا صرف اسی صورت میں حرام ہوتا ہے جب ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ بے شک ذبح سے پہلے پہلے مشائخ کے نام بکرے چھترے چھوڑے جائیں ان کی نذر مانی جائے اور ان کے تقرب کی نیت کی جائے مگر جب ذبح کے وقت اللہ کے نام کی تکبیر بولی گئی تو وہ ذبیحہ حلال و طیب ہو گا۔ چونکہ مسئلہ ہذا میں حنفی فقہ کے حوالہ جات ان کا ساتھ نہیں دیتے اس لئے اس مسئلہ میں فقہ کو مس نہیں کرتے بلکہ فقہ کو ٹھکرا کر قرآن و حدیث سے خود مسائل کا استنباط شروع کر دیتے ہیں اور اپنے استنباطات اور اجتہادات کے مقابلہ میں حنفی فقہا کو کسی خاطر اور شمار میں نہیں لاتے

Marfat.com

مقیاس حنفیت صفحہ ۳۱ پر ایک عجیب وغریب دلیل بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی بزرگ کے نام بکرا چھترا بغرض نذر منسوب کرنے سے وہ بکرا چھترا حرام کردگے توجس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام پکاری جاوے گی۔ اب جبکہ اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو وجہ پکارے جانے غیر اللہ کا نام وہ عورت حرام رہے گی اس سے نکاح نہ ہو سکے گا۔

پھر فرمایا:۔

عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے تو ان پہ بھی غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے بلکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ قصاب نے نہ اللہ کے واسطے خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا ہے لہذا وہ بھی حرام ہے (مقیاس حنفیت ص۳۱)

فیا للعجب! یہ ہے ہمارے علمائے کرام کا مبلغ علم۔
اب اس تمہید کے بعد کتب فقہ حنفیہ کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

فتاوائے غرائب اور شامی کا حوالہ

فتاوائے غرائب حنفی فقہ کے فتاویٰ کی مشہور و معروف اور مقبول و متداول کتاب ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ سرہندی اپنے مکتوبات میں اس کتاب کی توثیق فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مکتوبات دفتر اول مکتوب ۳۱۲ ص ۱۱، مطبوعہ لاہور۔ صاحب فتاوائے غرائب فرماتے ہیں:۔

"ذبیحہ میں ایک شرط تو یہ ہے کہ صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور

دوسری شرط یہ ہے کہ قصدِ تقرب بھی صرف اللہ وحدہٗ کا کیا جائے ۔ اگر ذبح کے ساتھ قصدِ تقرب و تعظیم اللہ تعالےٰ کی نہ ہو اور تقرب و رضا آدمی کی مقصود ہو تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اگرچہ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ساتھ ذبح کیا ہو ۔ پس بنابریں جہال جیسا کہ پیروں اور شہیدوں کی قبور پر اور مکان کے خریدنے پر ، اول نئی بنا پر اور گھروں کے دروازوں پر ، کنوؤں کے پاس ، حوضوں پر کسی امیر کے شہر میں داخل ہونے پر اور اس کی مثل ، ذبح کرتے ہیں ۔ پس چونکہ یہ فعل غیر اللہ کے قصد سے ہوتا ہے اس لئے تحریم کا موجب ہوجاتا ہے ۔ اگرچہ اس پر اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کریں ۔ ایسا کرنے میں لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ۔ اس بارے میں طبقہ خاص کے لوگ بے خبر و غافل ہیں ۔ عوام کا کیا کہنا (بحوالہ مدفع الہٰی ص ۲۵۵) اسی فتاوائے غرائب میں ہے :-

اگر ذبح کے وقت مہمان کے تقرّب کی نیت کرے اور اس کی تعظیم کا قصد ہو تو یہ امر حرمت کو واجب کر دیتا ہے اور ذبح کرنے والا مشرک ہوجاتا ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کی تعظیم کر کے اللہ تعالےٰ کے اس قول کے تحت میں داخل ہوجاتا ہے وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۔

صاحب شامی ردالمختار میں فرماتے ہیں :-

لِاَنَّهٗ لَمَّا كَانَ فِیْ ذٰلِكَ تَعْظِیْمُ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَمْ یَكُنِ التَّسْمِیَةُ مُجَرَّدَةً لِلّٰهِ تَعَالٰی حُكْمًا كَمَا لَوْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاسْمِ فُلَانٍ

(مدفع الہٰی صفحہ ۲۵۵)

ترجمہ :- چونکہ اس قسم کے ذبیحہ میں غیر اللہ کی تعظیم ہوتی ہے اس لئے محض بسم اللہ کہنی خالص اللہ تعالےٰ کے حکم میں نہیں آتی ۔ یہ تو ایسا ہی ہے ۔

Marfat.com

جیسے کہہ دیا جائے بسم اللہ و اسم فلان۔

صاحب درِ مختار فرماتے ہیں:۔

ذُبِحَ لِقُدُومِ الامیرِ وَنَحْوِہٖ کَوَاحِدٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ یُحَرَّمُ لِاَنَّہٗ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَلَوْ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(مدفع الٰہی ص ۲۵۵)

اشباہ والنظائر میں آیا ہے:۔

لو ذُبِحَ لِقُدُومِ الْاَمِیْرِ اَوْ وَاحِدٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ یُحَرَّمُ وَاِنْ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ مِمَّا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔

(مدفع الٰہی صفحہ ۲۵۵)

ترجمہ:۔ اگر کسی امیر یا باعظمت ہستی کی آمد کی تعظیم پر جانور ذبح کیا گیا تو ایسا جانور حرام ہوگا۔ اگرچہ اس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے کیونکہ یہ ذبیحہ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کے تحت میں آجاتا ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر دلپذیر

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ”وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ“ کی تفسیر فرماتے ہیں:۔

”وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا یہ مطلب ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا کسی روحِ خبیث یا پیر یا پیغمبر کا نام پکارا جائے اور ان جانوروں کی جان ان کی نذر کرکے ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے ان کی جان نکالنی مقصود ہو۔ ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو۔ کیونکہ جان کو جان آفرین کے سوا کسی دوسرے کے لئے نذر و نیاز کرنا ہرگز درست نہیں۔ اس لئے کہ جس جانور

کی جان غیر اللہ کی نذر کی جائے تو اس کی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مردار میں تو یہی خرابی تھی کہ اس کی جان اللہ کے نام پر نہیں نکلی اور اس کی جان تو غیر اللہ کے لئے نامزد کر دی گئی - جو عین شرک ہے ۔ جیسے خنزیر کتے پر بوقت ذبح تکبیر کہنے سے حلت نہیں آسکتی اور مردار پر اللہ کا نام لینے سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا ۔ ایسے ہی جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر اور اس کے نام پر نامزد کر دی گئی ہو اس پر ذبح کے وقت نام الٰہی لینے سے ہرگز ہرگز کوئی نفع اور حلت اس میں نہیں آسکتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے :-

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ -

ترجمہ :- جو غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کی نیت سے جانور ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے ۔ (ذبح کے وقت اللہ پاک کا نام لے یا نہ لے)

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں

کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریبی یا پیر یا بزرگ کو پہنچا دے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لئے ہرگز نہیں۔

بعضے اپنی کج روی سے یہ حیلہ ایسے مواقع میں بیان کرتے ہیں کہ پیروں کی نیاز وغیرہ میں ہم کو تو یہی مقصود ہوتا ہے کہ کھانا پکا کر مردہ کے نام سے صدقہ کو دیا جائے اول تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے سامنے جھوٹے حیلوں سے بجز مضرت کے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ۔ دوسرے ان سے پوچھا جائے کہ جس جانور کو تم نے غیر خدا کی نذر مانی ہے اگر اسی قدر گوشت اس جانور کے عوض خرید کر اور پکا کر فقیروں کو کھلا دو تو تمہارے نزدیک بے کھٹکے وہ نذر ادا ہو جاتی ہے یا نہیں ۔ اگر بلا تامل تم اس کو کر سکتے ہو اور

Marfat.com

اپنی نذریں کسی قسم کا خلل تمہارے دل میں نہیں رہتا۔ تو تم سچے ورنہ تم جھوٹے اور تمہارا یہ فعل شرک اور وہ جانور مردار اور حرام (قرآن مطبوعہ مکتبہ نورانی اچھو حاشیہ ملخص)

مفسر قرآن حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کیا فرماتے ہیں؟

رئیس المفسرین خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ اپنی تفسیر عزیزی فارسی ص ۵۱۳ پر اس مسئلہ کا کیا اچھا فیصلہ فرماتے ہیں اور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی کیسی عمدہ تفسیر بیان کرتے ہیں:۔

دیگراں جانور کہ آواز برآوردہ شد و شہرت دادہ شد در حقِ آں جانور کہ برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت باشد یا روحے خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنامِ او بدہند و خواہ جنے مسلط بر خانہ یا سرائے کہ بدوں دادن جانور از ایذائے سکنہ آنجا دست بردار نشود یا توپ را روانہ کردن ندہد۔ و خواہ پیرے و پیغمبرے را بایں وضع جانورے زندہ مقرر کردہ بدہند کہ ایں ہمہ حرام است و در حدیث صحیح وارد است کہ مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی ہر کہ ذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است و خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نے زیرا کہ چوں شہرت دادکہ ایں جانور برائے فلانے است ذکر نامِ خدا وقتِ ذبح فائدہ نکرد چہ آں جانور منسوب بآں غیر گشت و خبثے درو پیدا گشت کہ زیادہ از خبث مردار است زیرا کہ مردار بے ذکر نامِ خدا جان دادہ است و جانِ ایں جانور را غیر خدا قرار دادہ کشتہ اند و آں عین شرک است و ہرگاہ ایں خبث درو سرایت کرد دیگر بذکر نامِ خدا حلال نمے شود مانند سگ و خوک۔

ترجمہ:۔ دوسرا وہ جانور کہ جس کے حق میں غیر خدا کے نام پر آواز بلند کی گئی ہو اور شہرت کر دی گئی ہو خواہ وہ غیر بت یا روح خبیث ہو

جیسے بھوگ کے نام دیتے ہیں خواہ وہ کسی جن کے نام ہو کہ کسی گھر پر مسلط ہو۔ اور بدوں یعنے جانور کے دستبردار نہ ہوتا ہو اور خواہ کسی پیر و پیغمبر کے نام زندہ جانور نامزد کر دیں کہ یہ سب حرام ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو غیر خدا کے تقرب کے واسطے ذبح کرے وہ شخص ملعون ہے اور ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے۔ اس واسطے کہ جب شہرت کر دی کہ یہ جانور فلاں کے واسطے ہے تو وقت ذبح خدا کا نام کچھ مفید نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ وہ جانور لغیر خدا منسوب ہوگیا۔ اور اس میں پلیدی سرایت کر گئی۔ اس کا خبث مردار کے خبث سے بھی زیادہ ہے اس واسطے کہ مردار بغیر ذکر نام خدا کے مر گیا اور یہ جانور غیر خدا کے نام پر مارا گیا اور یہ عین شرک ہے اور جب یہ خبث سرایت کر گیا تو ذکر نامِ خدا سے حلال نہیں کر سکتا جیسا کہ کتا اور سور کہ اگر نامِ خدا لے کر ذبح کئے جائیں حلال نہ ہوں گے۔

رفع اشکال

وَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (الانعام ۹۔ آیت ۱۱۸)

ترجمہ:۔ پس جن پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے انہیں کھاؤ اگر اللہ کی آیتوں پر تم ایمان لانے والے ہو۔ اور کیا سبب کہ تم نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔

بدعت پسند طبقہ اس آیتِ قرآنی سے یہ دلیل پکڑتا ہے کہ نذر و نیاز کے جو جانور اولیاء اللہ اور مشائخ کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں۔ جب ان پر بوقتِ ذبح

Marfat.com

اللہ کے نام کی تکبیر پڑھ دی جاتی ہے تو وہ اس آیت کی رُو سے حلال اور طیب ہیں۔ ان کو کھانے میں کچھ تامل نہیں کرنا چاہیئے۔

کفار مکہ ہر ایسا جانور جو از خود مر جاتا یا بتوں پر چڑھایا جاتا یا اور کسی طرح مر جاتا اس کو بھی کھا لیا کرتے تھے۔ سو اس کی مخالفت کے لئے یہ فرمایا کہ تم خاص وہی جانور کھاؤ جس پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ یعنی صرف بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز کفار مکہ یہ بھی حجت پیدا کرتے تھے کہ اہل اسلام اللہ کی ماری ہوئی (یعنی مردار) نہیں کھاتے اور اپنی ماری ہوئی یعنی ذبح کردہ کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان شبہات کی طرف کچھ خیال نہ کرو۔ جن ذبیحوں پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے کھانے میں کچھ تامل نہ کرو۔ جو چیزیں تمہارے لئے ناجائز اور حرام ہیں ان کی تفصیل کر دی گئی ہے۔ آیت ہذا کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر جانور جس پر بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر ذبح کر دیں وہ حلال ہو جائے گا یہ حکم عام نہ ہو گا۔ بلکہ اس میں خصوصیت ہے کہ جس جانور کو بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر ذبح کریں اس میں مندرجہ ذیل شرطیں پائی جائیں۔

اول یہ کہ وہ جانور حلال ہو۔ دوسری یہ کہ ملکیت ہو۔ تیسری یہ کہ ذابح مسلم ہو غیر مسلم نہ ہو، یا مسلم ہو تو بحالتِ احرام نہ ہو۔ چہارم یہ کہ اس ذبیحہ سے تقرب غیر اللہ مقصود نہ ہو۔

لہذا یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ آیت کُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ عام مخصوص البعض ہے۔ یعنی ذکر اسم اللہ عام ہے۔ قبل ذبح ہو یا عند الذبح ہو یا عند القطع بعد الذبح ہو یا عند الطبخ ہو یا عند الاکل ہو۔ اس کی تخصیص عند الذبح کے ساتھ کی گئی۔ پھر ذکرِ اسْمُ اللّٰہِ جانور حلال پر ہو یا حرام پر۔

مثلاً کلب و خنزیر وغیرہ پر تو اس کی تخصیص ساتھ حلال ماکول اللحم کے کی گئی

Marfat.com

ہے ایضاً عام ہے کہ اس میں تنہا بسم اللہ پڑھی جائے یا باسمِ اللہ و اسمِ محمد یا اسمِ مسیح وغیرہ کے ساتھ ملا کر تو اس کی تخصیص کی گئی ہے کہ تنہا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے نام کے ساتھ ذبح کیا جائے۔ پس اس میں اتنی تخصیصات ہیں اور آیت مَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ اور آیت مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ ایسا عموم ہے کہ بالکل محفوظ ہے۔ اس سے ایک صورت بھی مخصوص نہیں اور عام غیر مخصوص البعض احناف کے نزدیک دلیل قطعی ہوتی ہے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ مذبوح کتابی کا اس سے خاص کیا گیا ہے تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ کتابی کا مذبوح بھی وہی حلال ہے جو اللہ کے نام پر ہو۔ جب کہ مسلمان غیر کے نام پر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے تو کتابی کا کیوں حرام نہ ہو۔ لہٰذا جو جانور بوجہ نذر یا تقرب لغیر اللہ کے شہرت دینے کے حرام ہو چکا ہے وہ ہرگز ہرگز بوقت ذبح کے بسم اللہ کے ذکر کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ذبح کرنے سے پیشتر توبہ کر کے نیت صحیح نہ کی جائے۔

اہلِ بدعت کی کٹ حجتیاں

بدعت پسند طبقہ کہتا ہے کہ اگر یہ درست ہے کہ ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے تو لغوی معنی کو بحال رکھنے سے صرف جانور کی قید باقی نہیں رہے گی۔ جس چیز کی غیر اللہ کی طرف نسبت کرو گے۔ وہی حرام ہو جائے گی خواہ تقرب کی نیت سے ہو یا کسی اور نیت سے، مثلاً زید کا بکرا، عمر کی بھینس، زید کے آم۔ بکر کا باغ، فلاں کی بیوی، ام سعد کا کنواں، فلاں کی مسجد، میرا گھر وغیرہ وغیرہ یعنی یہ سب ہی نسبتیں ناجائز اور حرام ہوں گی۔ بلکہ بعض اوقات غیر اللہ کی نسبت سے چیز کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ عورت جب تک اللہ کی بندی کہلائیگی سب کے لئے حرام رہے گی جب اس پر غیر خدا کا نام آیا اور فلاں کی زوجہ بنے گی

Marfat.com

تب فلاں کو حلال ہوگی۔ اگر زندہ پر غیر اللہ کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔
تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے
نہیں خریدے جاتے بلکہ غیر اللہ کے نام ہی سے خریدے جاتے ہیں۔ پھر تو قصاب
سے گوشت لے کر کھانا بھی حرام ہو جائے گا کیونکہ قصاب نہ اللہ کے واسطے خریدتا
ہے نہ اللہ کے واسطے فروخت کرتا ہے یعنی غیر اللہ کے لئے اس سے خرید ا اور
غیر اللہ کو فروخت کرنے کی نیت سے اس نے ذبح کیا۔

(مقیاس الحنفیت ص ۱۳۱ مصنفہ مولانا محمد عمر صاحب)

ان بودے دلائل سے صرف شریعت کا استہزاء مقصود ہے۔ عقیقہ، ولیمہ،
مہمان نوازی، قصاب کا گوشت وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں از قسم عبادت نہیں ہیں۔ نذر و
نیاز عبادت ہے اور عبادت پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ مگر اہل بدعت نے نذر
کو عبادت ماننے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

حالانکہ حنفی فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ:۔

ترجمہ:۔ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہو سکتی۔ اس
لئے نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں ہے۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸)

بحر الرائق کے اسی صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے۔

ترجمہ:۔ پس جب تم نے یہ دلائل معلوم کر لئے تو دراہم، شمع، تیل وغیرہ
کی قسم سے جو چیزیں لی جاتی ہیں اور اولیاء کے مقابر پر تقرباً حاضر کی جاتی ہیں
تو فقہاء کے اجماع سے ایسا کرنا حرام ہے۔

مقیاس الحنفیت میں حضرت شاہ عبد القادر دہلویؒ ترجمان القرآن برادر حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے ترجمہ قرآن سے بار بار حوالے پیش کئے جاتے ہیں
مسئلہ نذر لغیر اللہ کے بارے میں حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مقامات

Marfat.com

پر تفسیری نوٹ ارشاد فرمائے۔ چنانچہ آیت ذیل :-

ترجمہ:۔ سو بچے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے، کی

تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

اور بچو بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات

سے یعنی جو کسی کے نام کا کہہ کر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے (ترجمہ و تفسیر

موضح القرآن ص ۴۱۳ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۰ھ)

پھر فرمایا:۔

مواشی ذبح کرنے نیاز اللہ کے ہر دین میں عبادت رکھا ہے، اس کے

سوا اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہو گئی۔ تو مشرک ہو گیا۔

(تفسیر موضح القرآن ص ۴۱۳ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۰ھ)

پھر آیت ۲۷۰ پ ۳ کی تفسیر میں فرمایا:۔

نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیئے۔ بلکہ یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلاں

شخص کو دوں گا (تفسیر موضح القرآن ص ۴۴ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۰ھ)

Marfat.com

مشرکینِ مکّہ اور حال کے اہلِ بدعت

مشرکین مکّہ کی عاداتِ قبیحہ کا ذکر قرآن میں، زمانۂ حال کے اہلِ بدعت عبرت پکڑیں

عرب جاہلیت کے شرک کے اقسام معلوم کرنا ہر طالبِ توحید کے لئے ضروری ہے تاکہ آدمی اپنے معتقدات کا جائزہ لے سکے کہ کہیں معلوم طور پر یا نامعلوم طور پر شرک اور جہالت کے اسی بھنور میں مبتلا نہ ہو جائے جس میں عرب مبتلا تھے۔ اولاً یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کفارِ عرب صانع و خالقِ عالم کے قائل تھے بلکہ کفارِ عالم کے کل انواع، یہود و نصاریٰ، مجوس و ہنود وغیرہ سب کے سب صانعِ عالم کے قائل ہیں۔ ان میں سے کوئی گروہ بھی منکرِ واجب الوجود نہیں۔ ان کا اصل کفر یہ ہے کہ وہ صفاتِ کمالِ الٰہیہ عزوجلّ کے منکر ہیں۔ اور صفاتِ کمال کے انکار پر اللہ عزوجلّ نے قرآنِ پاک میں ان سے بحث کی ہے اور ان کو خطاب کیا ہے۔ مشرکینِ مکّہ کسی کو خدا تعالےٰ کا مستقل شریک نہیں سمجھتے تھے بلکہ جس کو خدائی صفات کا شریک بناتے تھے اس کو خدا تعالےٰ ہی کا مملوک اور تابع فرمان سمجھتے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ ان کے معبود ذاتی طور پر کسی قدرت کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ عطائی طور پر خدا تعالےٰ نے انہیں قدرتیں بخشی ہوئی ہیں۔ چنانچہ مشرکینِ مکہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ اِلَّا شَرِیْكٌ ھُوَ لَكَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَكَ

(مسلم ج ۱ ص ۳۷۶)

Marfat.com

ترجمہ:- یا اللہ ہم حاضر ہیں تیرا ذاتی اور مستقل طور پر کوئی شریک نہیں۔ مگر وہ شریک جس کو تو نے اختیارات دے رکھے ہیں۔ وہ تیرا ہی مقرر کردہ ہے تو اس کا بھی مالک ہے اور اس چیز کا بھی جو اس کے تصرّف میں ہے۔

کفار مکہ جو ہر صبح ایک نئے معبود کے آگے سر جھکاتے تھے اور جنہوں نے مکّہ میں بتوں کی ایک دکان سجا رکھی تھی وہ بھی اصل معبود الٰہ الآلٰہ خدائے واحد ہی کو مانتے تھے۔ دوسروں کو اس کے دربار کا شفیع اور اس کی بارگاہ کا مقرّب قرار دیتے تھے اور انہیں دنیوی بادشاہوں پر قیاس کر کے یہ سمجھتے تھے کہ خدا پر ان کا اثر ہے اور وہ ان شفعار کی بات ماننے پر مجبور ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کارخانۂ عالم کے مختلف امور خدا تعالٰے نے ان چھوٹے معبودوں کے سپرد کر رکھے ہیں۔ یہ اگرچہ مملوک ہیں مگر کارخانۂ عالم کے امور کی سرانجام دہی میں اس کے شریک ہیں اور اپنی محدود خدائی قوتوں کے ساتھ خداوند اعلیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی حاجت روائی و مشکلکشائی کرتے ہیں۔

آج لاکھوں مسلمان ایسے ملیں گے کہ جب ان گمراہیوں اور بدعتوں پر ٹوکا جائے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو خدا تک ان کے ذریعہ اپنی درخواستیں بھیجتے ہیں۔ یہ جواب درحقیقت اپنے شرک اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لئے دیتے ہیں۔ عملاً ان کی ساری نیازمندی صرف انہی ذریعوں اور واسطوں سے ہوتی ہے۔ جس ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ وہ ان ذریعوں اور واسطوں کے حضور میں جاتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی خدا کی بارگاہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تک پہنچنے کے لئے اولیاء اللہ اور مشائخ اس طور سے واسطہ ہیں کہ مخلوق اپنی ضروریات کو ان کے سامنے پیش کرتی ہے اور وہ اللہ تعالٰے سے

Marfat.com

پیش کر دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ ان کے توسط اور سفارش سے رزق دیتا ہے اور حاجات پوری کرتا ہے۔ اس خیال کے پیش نظر ان لوگوں نے مشائخ کی قبور و ارواح کے متعلق وہ وہ اعتقادات قائم کر رکھے ہیں۔ جو اللہ کے سوا اور کسی سے قائم کرنے جائز نہیں۔ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے ہاں تقرب حاصل ہو گیا تو بارگاہ ایزدی میں بھی نزدیکی حاصل ہو گئی۔ جس طرح دنیا میں بادشاہوں اور رئیسوں کے ہاں وہی لوگ مقرب ہوتے ہیں جو بادشاہوں اور رئیسوں کے دوست احباب اور اعزہ و اقربا وغیرہ سے ربط و ضبط اور میل جول رکھتے ہیں۔ سورہ یونس میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ترجمہ:- اور یہ کفار اللہ کے سوا ایسوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکیں اور نہ بنا سکیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں۔ ۱۱/۲

حضرت شاہ عبد القادر دہلویؒ اس آیت کے فوائد میں فرماتے ہیں:-

"جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور شریک اس کی طرف سے ہم پر مختار ہیں تو فرمایا اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے کیوں منع کرتا۔"

سورہ نحل میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

ترجمہ:- اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو کہ مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان میں اور زمین میں کچھ اور نہ کچھ مقدور رکھتے ہیں۔ ۱۴/۱۳

حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"مشرک کہتا ہے کہ مالک اللہ ہی ہے یہ لوگ اس کی جناب میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجتے ہیں۔ سو یہ غلط مثال ہے۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا

Marfat.com

ہے۔ کسی کے سپرد نہیں کر رکھا۔

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ اور بندہ مومن (نکاح کے لئے) بہتر ہے ایک مشرک سے اگرچہ وہ مشرک تم کو پسند آئے۔ ۲۲۱/۲

حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔
"شرک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفت کسی اور میں جانے۔ مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا بُرا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر"
(قرآن مترجم حضرت شاہ عبد القادر ص ۴۳ مطبع دہلی ۱۳۰۰ھ)

سورۂ نحل میں ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ اے ہمارے رب یہ ہمارے شرکاء ہیں جن کو ہم تیرے علاوہ پکارا کرتے تھے۔ ۸۶/۱۶

حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلوی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔
"جو لوگ اپنے بزرگوں کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ شیطان اس بزرگ کا نام رکھ کر پجواتا ہے" (قرآن مترجم شاہ عبد القادر دہلوی۔ مطبع دہلی سنہ ۱۳۰۰ھ ص ۲۷۷)

قرآن پاک میں سورۂ نحل میں ارشاد باری ہے:۔

ترجمہ:۔ اور وہ ہستیاں جن کو مشرکین پکارتے ہیں اللہ کے ورے ورے وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور وہ مخلوق ہیں۔ ۲۰/۱۶

حضرت شاہ عبد القادر دہلوی اس آیت کے فوائد میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"شاید یہ ان کو فرمایا جو اپنے بزرگوں کو پوجتے ہیں اور وہ بزرگ مرے ہوئے ہیں" (قرآن مترجم حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی ص ۲۶۹ مطبوعہ دہلی ۱۳۳۰ھ)

یہ امر ظاہر ہے اور قرآن کے مسلمات میں سے ہے کہ مشرکین مکہ توحید ذات باری تعالیٰ کے قائل تھے۔ قرآن پاک میں متعدد بار اس کا ذکر آتا ہے۔ ان کا کفر اور شرک یہ تھا کہ وہ اپنے بتوں کو جو انہوں نے اپنے اسلاف اور صالحین کے نام پر بنائے ہوئے تھے۔ خدا تعالےٰ کی صفت الوہیت میں شریک کر کے ان سے حاجات طلبی کرتے تھے اور غائبانہ ان کو پکارتے تھے۔ با ایں ہمہ پھر بھی ان کا اعتقاد تھا کہ خوفناک اور بھیانک مصیبتوں میں صرف خدا اور خدا تعالےٰ ہی کو پکارنا چاہیئے بلکہ توقع مصیبت کے وقت بھی حق تعالےٰ ہی کو ندا کرتے ہیں۔

ارشادات ربانی ملاحظہ ہوں:۔

(۱) ترجمہ:۔ اور جب سمندروں کی تھپیڑیں سائبانوں کی طرح ان کو (مشرکین مکہ کو) ڈھانک لیتی ہیں۔ تو وہ نہایت خلوص سے اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔ (۲۱/۳۲)

(۲) جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ (۲۱/۶۵)

(۳) اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ مصیبت نے انہیں گھیر لیا ہے تو وہ نہایت اخلاص مندی سے اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔

دور حاضرہ کا غلط رو مسلمان

توحید الٰہی فطرت انسانی کا اصل تقاضا ہے۔ ضمیر و وجدان کی پہلی اور آخری آواز ہے۔ انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب تک وہ آرام و اطمینان اور عیش و راحت

Marfat.com

کی حالت میں رہتا ہے اسے خدا یاد نہیں آتا اور اسباب سے بڑھ کر مسبب الاسباب تک اس کی نظر نہیں پہنچتی۔ اگر خدا کی طرف دھیان بھی کرتا ہے تو بہت سے شرکاء و شفعاء و وسطاء کی فوج اپنے ہمراہ شامل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں ظاہری اسباب کے سہارے ایک ایک کرکے ٹوٹ جاتے ہیں تو اس کا وجدانِ خفتہ یک بیک بیدار ہو جاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اب معاملہ ان ماتحت خداؤں کی حدود سے باہر ہے اور اس خدائے اعلیٰ و اجل کے سوا کوئی ہماری مشکل حل نہیں کر سکتا۔ ایسے عالم میں سراپا سب وسطاء و شفعاء کو نظر انداز کر دیتا ہے اور ہمہ تن جذبۂ اطاعت بن کر کامل اخلاص، دل کی پوری توجہ اور زبان کی پوری طاقت سے صرف خدائے وحدہٗ کو انجاح حاجات اور رفع مصائب کے لئے پکارتا ہے۔

غرضیکہ عرب جاہلیت کے اصولوں میں سے یہ اصول تھا کہ آسمان و زمین اور جواہرات جو زمین اور آسمان کے درمیان ہیں ان کا خالق خدا تعالےٰ ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ بے شک اگر تو ان لوگوں سے دریافت کرے کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ سب کہہ دیں گے کہ خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔

دوسرے مقام پر قرآن نے فرمایا۔

ترجمہ:۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین سے تمہیں روزی کون دیتا ہے اور کانوں اور آنکھوں پر کس کا قبضہ ہے اور مردہ سے زندہ کو نکالنا اور زندہ سے مردہ کرنا اور امور کی تدبیر کرنا کس کے قبضہ میں ہے تو یہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالےٰ ہی سب کچھ کرتا ہے تو آپ کہیں کیا پھر تم ڈرتے نہیں۔ (الخ)

Marfat.com

قرآن پاک میں اس مضمون کی کثرت سے آیات ہیں کہ مشرکین مکہ اپنا خالق، رب، مالک، روزی رسان اللہ تعالےٰ ہی کو سمجھتے تھے۔ وہ بنی اسماعیل تھے اور بنی اسماعیل کی نسلوں میں ان کے جدِ اکبر حضرت اسماعیل کا طریقہ برابر نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا تھا۔ وہ لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ ہم ملت ابراہیمی کے پابند ہیں مگر اس وجہ سے کہ صدہا سال تک ان میں کوئی نبی نہیں ہوا تھا۔ بری طرح گمراہی آگئی تھی۔ جس طرح کوئی قدیم عمارت صدہا سال تک مرمت نہ کرنے سے جابجا ٹوٹ جاتی ہے مگر کچھ تھوڑے در و دیوار کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں۔ یہی حال ملت ابراہیمی کا تھا اوّل ان میں یہ مرض پھیلا کہ خدا تعالےٰ کو انہوں نے دنیا کے شاہنشاہوں پر قیاس کیا کہ جس طرح دنیوی بادشاہوں سے عرض معروض اور حاجت برآری و کارگزاری بغیر وزیروں اور مشیروں اور عملہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح خدا نے اپنے بعض خاص بندوں کو قدرت و اختیارات دے رکھے ہیں اور اپنی الوہیت کی خلعت ان کو پہنا دی ہے۔ ان کے وسیلہ کے بغیر نہ خدا تعالےٰ کسی کی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ حاجت روائی فرماتا ہے۔

ملت ابراہیمی کو کس نے بدلا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً تین سو سال پیشتر عرب میں ایک شخص عمرو بن لحی خزاعی مکہ کا بادشاہ ہو گیا یہی شخص ملت ابراہیمی کے بدلنے کا باعث ہوا۔ دین اسماعیلی کو چھوڑا۔ بت پرستی کی رسوم قریش میں داخل کیں۔ بت پرستی کا موجد ہوا۔ سینکڑوں چیزیں از خود حرام کر دیں اور سینکڑوں حلال کر دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عمرو بن لحی کو خواب میں دیکھا کہ اس کی چوٹی آگ میں کھینچی جاتی تھی اور دوزخ والے اس کی بدبو سے تکلیف میں تھے۔

Marfat.com

شعائر الٰہی کی حرمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھٹے سال عمرہ کے لئے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور مع صحابہ مکہ کے متصل ایک مقام حدیبیہ میں آکر خیمہ زن ہوئے۔ مشرکین مکہ نے جنگ کی تیاری کردی اور شہر مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ بالآخر ایک عہد نامہ ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ صحابہ واپس چلے گئے۔ مگر صحابہ کو ان کی سرکشی بہت ناگوار معلوم ہوئی۔ انہوں نے انتقاماً مکہ کے حج کو آنے والے مشرکین کو اور ان کے ہدایا کو روکنا اور ان کے قافلوں سے تعرض کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تبارک تعالےٰ نے ہجرت کے آٹھویں سال سورۂ مائدہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں جن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ:-

"اے اہلِ اسلام ضد میں آکر بدلہ لینے کے لئے حرماتِ الٰہی اور شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو۔"

لفظ شعائر اللہ گو اپنے وسیع معنوں میں دین کے تمام ارکان پر حاوی ہے مگر اس خاص مقام میں اس سے مراد یہ ہے کہ جن بعض حلال اور طیب چیزوں کو حرام اور احرام میں خانہ کعبہ کی تعظیم کے لئے حرام کر دیا ہے ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ ان میں سے ایک تو قربانی کے جانور ہیں جو خانہ کعبہ میں قربانی کے لئے لائے جاتے ہیں۔ وَلَا الْهَدْيَ سے مراد وہ نذر و نیاز کے جانور ہیں جو اللہ کے لئے خانہ کعبہ میں بھیجے جاتے ہیں۔ اونٹ، گائے اور بکری۔ وَلَا الْقَلَائِدَ یہ قلادہ کی جمع ہے اس سے مراد قربانی کے وہ جانور ہیں جن کے گلے میں قلادہ یعنی بالوں کی رسی بٹ کر ڈال دیتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ کی نیاز ہے۔ آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ بیت الحرام کا قصد کرنے والے یعنی جو حج و عمرہ کے لئے کعبہ کا قصد کرنے والے ہوں انہیں ایذا نہ

Marfat.com

دو۔ اسی طرح حرم میں اور احرام میں لکڑی گھاس کاٹنا، شکار کھیلنا بھی اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے۔ شعائر میں مناسک وارکان حج اور صفا و مروہ کی پہاڑی بھی داخل ہے یہ وہ مواضع ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت و برکت کی علامات رکھی گئی ہیں۔ اور جہاں اس کی رحمت کے کرشمے دکھائے گئے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ان تمام شعائر الٰہی کی تعظیم و حرمت بجالاؤ۔ اور ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ہی حرمت والے مہینوں کی بے حرمتی کرو۔ عرب میں قدیم سے دستور چلا آتا تھا کہ اور مہینوں میں جنگ و جدال مار دھاڑ کرتے تھے مگر ان چار مہینوں میں کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا تھا۔ ہر ایک امن میں رہتا تھا۔ یہ چار مہینے یہ تھے۔ ذیقعد، ذوالحجہ، محرّم اور رجب۔ چونکہ قبائل عرب انہی مہینوں میں کعبہ میں نذر و نیاز لایا کرتے تھے۔ اس لئے ان مہینوں کی تخصیص کرنی پڑی تو گویا جو چیزیں حق تعالےٰ کی عظمت و معبودیت کے لئے علامات و نشانات خاص قرار دی گئی ہیں ان کی حرمت کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ ان حرمت والی چیزوں کا نام ہے تحریماتُ اللہ۔

تحریماتِ غیر اللہ

جس طرح اللہ تعالےٰ نے بعض حلال، طیّب چیزوں کو خاص مقامات میں اور خاص اوقات میں حرام قرار دیا ہے مشرک لوگ انہی معنوں میں اپنے بزرگوں کے مشاہد پر اور اپنے اصنام و معابد پر درخت، گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے تھے قرآن پاک نے اس قسم کی تحریمات کے لئے جو تحریماتِ الٰہی کے مقابلہ میں ہوں یہ حکم دیا ہے کہ ان خود ساختہ تحریمات کو توڑو اور انہیں حرام سمجھ کر تحریماتِ الٰہی کا درجہ نہ دو۔ انہی معنوں میں مشرکینِ مکّہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ جانور غیر خدا کی تعظیم و تقرب کے لئے چھوڑتے تھے اور یہ فعل موجبِ رضا و اطاعت باری تعالےٰ سمجھتے تھے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کا یوں رد فرمایا:۔

"نہیں بنایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام کو مگر جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں" (مائدہ آیت ۱۰۲)

حام وہ جانور ہے جسے چند اونٹنیوں کے حاملہ کرنے پر معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ وہ جانور ہے کہ جس کا دودھ معبودوں کے لئے روکا جاتا تھا۔ سائبہ وہ جانور ہے جسے اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادتے تھے۔ وصیلہ وہ جانور ہے جس سے دو بچے پیدا ہو چکے ہوں اس کے بعد اسے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

ایسی تحریمات کا حکم یہ ہے کہ جو یہ تحریمیں کر رہا ہے اس کے لئے تو یہ چیزیں حرام نہیں ہوئیں اسے چاہیئے کہ انہیں استعمال کرے۔ انہیں حرام سمجھنا شرک کا ارتکاب کرنا ہے اس کے سوا باقی لوگوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اس تحریمہ کو غلط سمجھیں لیکن مالک کی رضامندی کے بغیر اس کو استعمال نہ کریں۔

Marfat.com

حنفی فقہ اور مراسم شرک کا استیصال

چونکہ تحریمات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب حلال اشیاء کے حرام سمجھنے میں کرتے تھے اس لئے قرآن پاک میں ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ ان تحریمات کو مٹا دو اور ان اشیاء کیساتھ حلال والا معاملہ کرو۔

تحریمات غیر اللہ اور نیازات غیر اللہ کی تفسیر کا سمجھنا مہمات قرآنیہ میں سے ہے ان میں سے ہر ایک مستقل اور مقصودی مسئلہ ہے۔ اکثر لوگ اس میں غلطی کھا جاتے ہیں اور ایک کی تفسیر میں دوسرے کو ذکر کر دیتے ہیں۔

منجملہ ان مشرکانہ رسومات کے جن کا مشرکین مکہ ارتکاب کرتے تھے سے ایک بات یہ تھی کہ کھیتی اور چارپایوں میں سے باوجودیکہ ان کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ ہے کچھ حصہ جانوروں کا اور کھیتی کا اللہ کے نام لگا رکھتے تھے اور کچھ حصہ اپنے بتوں کے نام نامزد کر دیتے تھے۔ پھر اس پر لطف یہ تھا کہ اللہ کی ڈھیری میں سے بتوں کی ڈھیری میں کچھ جا ملتا تھا تو نہ اٹھاتے تھے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا یعنی بتوں کی ڈھیری سے خدا کی ڈھیری میں جا ملتا تھا تو اٹھا کر بتوں کی ڈھیری میں ملا دیتے۔ اس گمان سے کہ وہ زیادہ حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالے اس پر فرماتے ہیں کہ ان کا کیا ہی برا فیصلہ ہے۔ یہی حال آج کل اہل بدعت اور جہلا کا ہے۔ جب اناج اٹھاتے ہیں تو اس میں سے کچھ ڈھیریاں لگاتے ہیں کہ یہ اللہ کے نام کی ہے اور یہ فلاں مدار یا قلندر کے نام کی ہے۔ اسی طرح اسی اعتقاد سے جانوروں کو چھوڑتے ہیں۔

Marfat.com

کہ یہ بکرا شیخ سدو کے نام کا ہے۔ مجال نہیں کہ ایسے بکرے کی طرف کوئی نظر اٹھا کر دیکھے۔ جتنی حرمت ان پیروں کے نام پر چھوڑے ہوئے بکروں کی بجا لاتے ہیں قربانی کے بکرے کی اس کا عشر عشیر بھی بجا نہیں لاتے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اور اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں سے مشرکین اس کے لئے حصّہ نکال کر اپنے خیال سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے۔ پھر جو ان معبودوں کا ہو جاتا ہے وہ خدا تک نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کا ٹھہرتا ہے وہ ان کے معبودوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔" (سورہ انعام سآیت ۱۳۵)

منجملہ ان عادات ورسومات مشرکانہ کے ان میں ایک بات یہ تھی کہ وہ اپنے فرضی معبودوں سے اولاد کا سوال کیا کرتے تھے۔ اور جب کئی اولادیں ہوتی تھیں تو ایک کو اس بت خانہ کے پاس لے جا کر اس بت کے نام سے قربانی کر دیتے تھے اور اس میں بتوں کی خوشنودی گمان کرتے تھے جس طرح کہ ہنود بتوں پر جانوروں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اور یہ رسم بابل اور نینوا میں بھی تھی۔ پھر کہیں ایک دن مقرر ہوتا تھا کہ جس میں اس قسم کی نذریں یعنی بے زبان معصوم بچے آگ میں ڈالے جاتے تھے اور کہیں ذبح کئے جاتے تھے۔ ہنود میں بھی یہ رسم تھی۔ جن کی صحبت سے جہال اسلام ذبح تو نہیں کرتے مگر سر پر کسی پیر کی چوٹی رکھوا دیتے ہیں اور پھر بوقت معیّن اس کی خانقاہ پر لے جا کر منڈواتے ہیں۔ یا کئی لوگ بجائے ذبح کرنے کے اپنے بچے کو خانقاہ پر بطور چڑھاوا چڑھا دیتے ہیں۔ یا اسی نیت سے اپنے بیٹوں کا نام پیر بخش اور پیرا ندتہ وغیرہ رکھ دیتے ہیں کہ یہ ان کے نذر اور غلام ہو چکے، یہ تمام صورتیں قریب قریب ہیں اور ان میں ایک ہی روح کارفرمائی کر رہی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"اور اکثر مشرکین کو ان کے معبودوں نے اولاد کا قتل کرنا پسندیدہ کردیا ہے تاکہ ان کو تباہی میں ڈالیں۔ اور تاکہ ان کا دین ان پر چھپادیں اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے، تو ان کو اور ان کے ڈھکوسلوں کو چھوڑ دے۔"
(الانعام ۔ آیت ۱۳۶)

منجملہ ان خرابیوں کے ایک خرابی یہ تھی کہ یہ مشرکین اپنی کھیتی اور چارپایوں سے بتوں کے نام جو چڑھاوا چڑھاتے تھے اسے حجر کہتے تھے یعنی اچھوتا کہ بجز پجاریوں اور مجاوروں کے کوئی دوسرا اس کو نہیں کھا سکتا تھا۔ عورتوں کے لئے بھی اس کا کھانا ممنوع تھا اور تعظیماً ان جانوروں پر سوار ہونا بھی برا اور حرام تھا۔ انہیں میں سائبہ بحیرہ وغیرہ بھی شامل تھے۔ یہ حال آج بھی پایا جاتا ہے۔ کئی کھانے بطور نذرانوں کے ایسے پکائے جاتے ہیں جنہیں صرف عورتیں ہی کھا سکتی ہیں۔ مردوں پر وہ حرام گنے جاتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

"اور کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی اچھوتی ہے۔ اس کو وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے خیال پر۔ اور بہت سے ایسے چارپائے ہیں کہ جن پر چڑھنا لادنا حرام کر رکھا ہے اور ایسے بھی چارپائے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر جھوٹ باندھ کر۔ اللہ تعالے قریب ہی ان کو ان کے اس افترا کی سزا دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چارپایوں کے پیٹ میں ہے وہ مخصوص ہے ہمارے مردوں کے لئے اور وہ ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو جائے تو پھر اس میں سب شریک ہو جاتے ہیں۔ ابھی ان کو وہ سزا دے گا ان کی حرکتوں کی۔ بے شک خرابی میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بربنائے بے وقوفی جہالت سے قتل کر ڈالا۔ وہ راہ راست سے گمراہ ہو گئے اور ہدایت پانے کے وہ لائق بھی نہ تھے۔"
(سورۃ الانعام ۔ آیت ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹)

Marfat.com

غرض کہ جس جانور کے گوشت یا دودھ یا سواری وغیرہ سے منتفع ہونے کو حق تعالےٰ نے جائز رکھا ہے اس کی حلت وحرمت پر اپنی طرف سے قیود لگانا، گویا اپنے لئے منصب تشریع تجویز کرنا ہے۔ بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ مشرکین اپنی ان مشرکانہ رسوم کو حق تعالےٰ کی خوشنودی اور قربت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک نے ان مشرکین مکہ کو یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہرگز یہ رسوم مقرر نہیں کیں۔ ان کے بڑوں نے خدا پر بہتان باندھ کر بدوں حکم شارع کے محض اپنی آراء وا ہوا سے کسی کو حلال اور کسی کو حرام تجویز کر لیا۔

تعظیم مراسم شرک اور شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ

و تعظیم مراسم شرک و مواسم کفر بہ لا قدم راسخ است در شرک، و مُصَدِّقِ دینین از اہل شرک است و متشبث مجموع احکام اسلام و کفر مشرک، تبری از کفر شرط اسلام است و بیزاری از شائبہ شرک شرط توحید

(مکتوبات شیخ مجدد۔ دفتر سوم۔ مکتوب ۴۱)

ترجمہ:۔ شرکیہ مراسم کی تعظیم اور کفر کے میلوں اور تہواروں کی تعظیم کو شرک میں بڑی اہمیت ہے۔ دو دینوں کو بیک وقت سچا جاننے والا اہل شرک سے ہے اور اسلام و کفر دونوں کے احکام پر عمل کرنے والا مشرک ہے۔ کفر سے تبری اور بیزاری اسلام کے لئے شرط اول ہے اور شرک کے شائبہ تک سے نفرت کا نام توحید ہے۔

طواغیت سے استمداد اور طلب حوائج

واستمداد از اصنام وطاغوت در دفع امراض واستقام کہ در جہلۂ اہل اسلام

Marfat.com

شائع گشت است عین شرک وضلال است وطلب حوائج از سنگہائے تراشیدہ وناتراشیدہ نفس کفر وانکار از واجب الوجود تعالےٰ وتقدس قال اللہ تبارک وتعالےٰ شکایۃً عن حالِ بعضِ اھلِ الضلالِ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔

اکثر زناں بواسطۂ کمال جہل کہ دارند بایں استمداد ممنوع مبتلا اند وطلب دفع بلیہ ازیں اسمائے بے مسمیٰ مے نمایند وبادائے مراسم اہل شرک گرفتار اند۔ علی الخصوص ایں معنی از نیک وبد ایشاں در وقت عروض مرض جُدری کہ در زبان ہندیہ بہ سیتلہ معروف است مشہود ومحسوس است۔ کم زنے باشد کہ از دقائق ایں شرک خالی بود وبرسمے از رسوم آں اقدام ننماید الا من عصمہا اللہ تعالیٰ۔

(مکتوبات شیخ مجددؒ۔ دفتر سوم۔ مکتوب ۴۱)

ترجمہ:- امراض اور بیماریوں کے دور کرنے میں اصنام سے اور معبودانِ باطل سے مدد طلب کرنا جس کا جاہل مسلمانوں میں رواج پڑ گیا ہے عین شرک اور گمراہی ہے۔ تراشیدہ اور ناتراشیدہ پتھروں سے اپنی ضرورتیں مانگنا حق تعالےٰ کا صاف صاف انکار اور عین کفر ہے اللہ تعالےٰ بعض گمراہوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مقدمات طواغیت کے پاس لے جائیں۔ حالانکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ ان طواغیت کا انکار کردیں اور شیطان انہیں بہکا کر بہت دور پھینکنا چاہتا ہے۔"

اکثر عورتیں اپنی نادانی کی وجہ سے غیر اللہ سے ایسی مدد طلب کرنے میں مبتلا ہیں جس کو شریعت نے منع کیا ہے ـــــ خصوصیت کے ساتھ اس مشرکانہ عقیدہ اور مشرکانہ اعمال ورسوم کا مشاہدہ اور

Marfat.com

احساس اس وقت ہوتا ہے جب چیچک کا مرض جو ہندوستان میں سیتلا کے نام سے مشہور ہے پیش آجائے اس وقت اچھی بُری عورتیں سب اس عام جہالت اور کفر میں مبتلا نظر آتی ہیں بمشکل سے کوئی عورت ہوگی جو اس شرک کی باریکیوں سے محفوظ ہو اور اس کے رسوم میں سے کسی رسم کی طرف اس موقع پر وہ پیش قدمی نہ کرے بجز اس کے جسے اللہ بچالے۔

شرک فی العبادت کی وُسعت

وازیں عالم است صیام نساکہ بہ نیت پیراں و بیبیاں نگاہ دارند و اکثر نامہائے ایشاں را از نزد خود تراشیدہ روزہ ہائے خود را بنام آں ہا نیت کنند و در وقتِ افطار از برائے ہر روزہ خاص بوضع مخصوص تعین مے نمایند و تعین ایام نیز مے کنند از برائے صیام مطالب و مقاصد خود را بایں روزہ ہا مربوط مے سازند، و بتوسل ایں روزہ ہا ازیں ہا حوائج مے خواہند و روائے حاجتِ خود را از آں ہا مے دانند، ایں شرک در عبادت است و بتوسل عبادتِ غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن است شناعتِ ایں فعل را نیک باید دریافت۔

(مکتوبات شیخ مجددؒ - دفتر سوم - مکتوب ام)

ترجمہ:- اسی قبیل سے عورتوں کا روزہ بھی ہے جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں اور اکثر ان کے نام اپنی طرف سے تراش کر ان کے ناموں پر اپنی نیت کرتی ہیں۔ اور ہر روزہ کے افطار کے لئے خاص طریقہ اختیار کرتی ہیں اور روزہ کے لئے دنوں کا تعین بھی کرتی ہیں اپنے مطالب اور مقاصد کو ان روزوں سے وابستہ کرتی ہیں اور ان

روزوں کے وسیلہ سے پیروں سے اور بیبیوں سے اپنی مرادیں طلب
کرتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ انہیں کی طرف سے ان کی حاجت روائی
ہوتی ہے۔ یہ عبادت میں شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت کے
وسیلہ سے غیر اللہ سے حاجات کا طلب کرنا ہے۔ اس عمل کی خرابی
اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

شیخ مجددؒ اور مسئلہ تکفیرِ مسلم

مومن بارتکابِ معاصی اگرچہ کبائر باشند از ایمان بیرون نرود و داخلِ دائرہ کفر نہ گردد۔ منقول است کہ روزے امامِ اعظمؒ با جمعے از علماء کبار نشستہ بودند شخصے آمدہ پرسید کہ چہ مے گوئید در حقِ مومن فاسق کہ پدرِ خود را ناحق بکشد و سرِ او را از تنِ او جدا سازد و در کاسۂ سرِ او شراب اندازد و بخورد و بعد از شراب خوردن با مادرِ خود زنا کند آیا مومن است یا کافر۔ ہر کدام از علماء در حقِ او غلطہا نمودند و دور از معاملہ ساختند۔ امام اعظم دریں اثنا، فرمود کہ او مومن است و بارتکابِ ایں کبائر از ایمان نہ برآمدہ است۔ ایں سخنِ امام بر علماء گراں آمد و زبان طعن و تشنیع ایشاں را دراز ساخت۔ آخر چوں سخنِ امام برحق بود ہمہ قبول نمودند و اعتراف فرمودند۔ اگر مومن عاصی پیش از غرغرہ توبہ یافت امیدِ نجات عظیم است کہ وعدۂ قبول توبہ است و اگر بتوبہ و انابت مشرف نگشت امرِ او بخدائے است سلطانہٗ اگر خواہد عفو کند و بہ بہشت فرستد و اگر خواہد بقدرِ معصیت عذاب کند بآتش و بہ غیر آتش، اما آخر کارِ او نجات است و مآلِ او بہ بہشت است، زیرا کہ در آخرت حرمان از رحمتِ خداوندی جل سلطانہٗ مخصوص باہلِ کفر است۔ و ہر کہ ذرہ از ایمان دارد امیدوارِ رحمت است۔ اگر بواسطۂ علّتِ معصیت برحمت در ابتدا نرسد در انتہا لعنایۃ اللہ سبحانہٗ میسّر است۔

(مکتوباتِ شیخ مجددؒ۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۶۷)

Marfat.com

ترجمہ:- مومن گناہوں کے ارتکاب سے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہوں ۔ایمان سے خارج نہیں ہوتا ۔ اور کفر کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتا ۔منقول ہے کہ ایک روز علماء کبار کے ایک بڑے مجمع میں حضرت امام ابوحنیفہ رح بیٹھے ہوئے تھے ۔ ایک شخص آیا اور اس نے اس محفل میں یہ مسئلہ پیش کیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء کبار ایک ایسے فاسق مومن کے حق میں جس نے ناحق اپنے باپ کو قتل کیا اور اس کا سر تن سے جدا کر کے سر کا کاسہ بنا کر اس میں شراب ڈالی اور پی لی اور شراب نوشی کے بعد اپنی ماں سے زنا کیا ۔ کیا وہ شخص مومن ہے یا کافر؟ اس علماء کے زمرہ میں سے ہر ایک نے اس کے حق میں بڑھ چڑھ کر غلو سے کام لیا اور ایمان سے اسے خارج بتلایا ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی دوران میں فرمایا کہ وہ شخص مومن ہے اور ان کبائر کے ارتکاب سے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوا ۔ امام صاحب کی یہ بات دوسرے علماء کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی اور اس پر انہوں نے طعن و تشنیع کی زبان کو دراز کیا ۔ بالآخر بحث مباحثہ کے بعد امام صاحب کی بات کو سب نے قبول کیا اور اس کے درست ہونے کا اعتراف کیا ۔ اگر ایک گنہگار مومن موت کے غرغرہ سے پہلے پہلے توبہ کی سعادت و توفیق سے ہمکنار ہو جائے تو نجاتِ عظیم کا امیدوار ہے ۔ کیونکہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے اور اگر توبہ و انابت کی اسے توفیق میسر نہ ہوئی تو پھر اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے خواہ معاف کر دے اور خواہ بقدر معصیت کے اسے آتشیں یا غیر آتشیں عذاب دے لیکن آخر کار وہ نجات پائے گا اور اس کا انجام بہشت ہو گا ۔

Marfat.com

کیونکہ رحمتِ خداوندی سے آخرت میں محرومی اہلِ کفر کے لئے مخصوص ہے۔ اور جس کے قلب میں ایمان کا ذرہ بھی ہے وہ رحمتِ خداوندی کا امیدوار ہے۔ اگر وہ بوجہ معصیت کے ابتدا میں رحمتِ خداوندی کو نہ پہنچے گا۔ مگر خدا کے فضل وکرم سے انتہا میں وہ رحمتِ خداوندی سے نوازا جائے گا۔

تکفیرِ مسلم بڑے سے بڑا گناہ ہے

کسی مسلمان کو کافر کہنا اکبر الکبائر ہے یعنی بڑے سے بڑا گناہ جو ایک مسلمان سے سرزد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کی تکفیر کی جائے۔ تمام ائمہ نے بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ میں طالب علمی کے زمانہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام کے موضوع پر ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جبریوں، قدریوں اور معتزلیوں کے عقائد پر بحث کرتے ہوئے امام صاحب نے فرمایا۔

روم وخراسان اور ہند کے ہزار کافر کو کافر نہ کہنا خدا کے نزدیک اتنا جرم نہیں ہے جتنا ایک مسلمان کو کافر کہہ دینا جرم ہے۔

فقہاء کرام کا صحیح ومعتمد اور مفتیٰ بہ فتوے یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو ازراہِ اعتقاد کے نہیں محض بطور دشنام کے کافر کہے تو وہ بھی کافر ہے۔ صحیحین کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا زَادَ مُسْلِمٌ

Marfat.com

ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔

ترجمہ:۔ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے۔ ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔ اگر جسے کہا وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بحوالہ طبرانی مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من کفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۔

ترجمہ:۔ حضورؐ نے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کی تکفیر کی وہ خود کفر سے زیادہ قریب ہے۔

ریاض الصالحین تالیف شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے باب:۔

اجراء احکام الناس علی الظاھر و سرائرھم الی اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ:۔ "یعنی شریعت کے احکام کا اجرا لوگوں کے ظاہر پہ ہوتا ہے۔ اور ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے" کا ملاحظہ ہو۔

بروایت مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا اور غیر اللہ کی پرستش کا انکار کیا اس کا مال اور اس کا خون مسلمانوں کے لئے حرام ہو گیا۔ اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

(ریاض الصالحین ص ۱۹۶۔ مطبع مصطفی البابی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے دشمن کے ایک آدمی پر قابو پا لیا تو اس آدمی نے زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ بلند کیا۔ انصاری حملہ سے رک گیا۔ مگر میں نے اپنا نیزہ اس کی چھاتی میں پیوست کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ جب ہم مدینہ شریف لوٹ کر آئے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ اسامہ! یہ درست ہے کہ لا الہ الا اللہ کے اقرار کے بعد تو نے اس آدمی کو قتل کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے محض جان بچانے کے لئے یہ کلمہ کہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ، سہ بارہ بلکہ کئی بار یہی دہرایا:۔

یا اسامۃ! اقتلتہ بعد ما قال، لا الہ الا اللہ؟

ترجمہ:۔ اے اسامہ! کیا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد تو نے اسے قتل کر ڈالا

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے:۔

افلا شققت علی قلبہ حتی تعلم اقالہا ام لا

ترجمہ۔ تو اس کے قلب کو چیر کر دیکھ لیتا کہ اس نے بربنائے اخلاص یہ کلمہ کہا ہے یا محض تلوار سے بچنے کے لئے۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قلق و اضطراب سے میں نے دل میں آرزو کی کہ کاش میں آج ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا۔ مسلم کی ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ اے اسامہ!

فکیف تصنع بلا الہ الا اللہ اذا جاءت یوم القیامۃ۔ اور بار بار حضور انور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی کلمہ دہرایا کہ اے اسامہ! قیامت کے روز جب یہ کلمہ پاک خدا کی جناب میں استغاثہ کرے گا کہ کلمہ توحید پڑھنے والے کو کیوں قتل کیا گیا تو اس وقت تو کیا جواب دے گا۔

(ریاض الصالحین للنووی ص ۱۹۸/۱۹۹ مطبع مصطفی البابی بمصر)

بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ایک مشہور حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

من صلی صلوا تنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔

ترجمہ:۔ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو یہ شخص مسلم ہے۔ جس کے لئے اللہ کا عہد ہے اور اللہ کے رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ کے عہد کو نہ توڑو۔

بخاری شریف کتاب الایمان میں ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار کیا اور اس کے قلب میں برابر جَو کے بھلائی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا۔ اور جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا اور اس کے قلب میں گندم کے دانہ کے برابر بھلائی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا۔ اور جس کلمہ گو کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا۔ حدیث میں بھلائی اور نیکی سے مراد ایمان ہے۔ قرآن پاک میں سچے اور پختہ مومن کی نشانی یہ ہے۔

"سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب آیاتِ الٰہی ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔ وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی ہیں سچے ایمان دار ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں درجات ہیں۔ گناہوں کی معافی ہے اور عزت و آبرو کی روزی ہے (سورۃ انفال آیت ۲-۳)

سورۃ النساء آیت ۹۴ میں ارشاد باری ہے:۔

Marfat.com

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی عَلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔

ترجمہ:۔ اے اہلِ ایمان جو تمہیں السلام علیکم کہے۔ اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

اس آیت میں قرآن کریم نے یہ موٹا اور واضح اصول اسلام کا تبلا دیا ہے۔ کہ جو شخص السلام علیکم کہہ کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے اسے کافر مت کہو۔ اس صریح حکم کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کافر کہنا کھلم کھلا قرآنِ الٰہی سے انحراف اور بغاوت ہے۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ جب ایک قوم نے جن کے خلاف جنگ ہو رہی تھی۔ صرف یہ کہا کہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا۔ یعنی کہ ہم صابی ہیں ہم صابی ہیں۔ جس سے مراد ان کی یہ تھی کہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ مسلمانوں کو صابی کہتے تھے مگر حضرت خالدؓ نے ان کے اس اعلان کے باوجود پھر بھی لڑائی جاری رکھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالدؓ پر سخت ناراض ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ

ترجمہ:۔ اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ بات صاف ہے کہ کسی کافر کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے صرف کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرایا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر اس ساعت تک ساری امتِ محمدیہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اسی پر عامل ہے پس جس کلمہ کے ذریعہ ایک کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ جب تک ایک مسلمان اس کا انکار نہ کرے۔ وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ پس جو لوگ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بناتے ہیں وہ قرآن، صاحبِ قرآن اور روایاتِ اسلامی کی صریحًا خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ وہ کوئی اسلامی خدمت بجا نہیں لا رہے۔ ایک

Marfat.com

مسلمان کو کافر کہنا قتل مسلم کے برابر ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام کی آغوش میں لیا جاتا تھا اور آج اچھے بھلے مسلمان کو دائرۂ اسلام سے باہر نکالا جا رہا ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے جو شخص نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، حج کرتا ہے، قرآن و سنت کا اتباع کرتا ہے۔ یقیناً مسلمان ہے۔ دلوں کا حال خدا جانتا ہے۔ ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں۔

ہمارے ائمہ کبارؒ نے اہلِ قبلہ کی تکفیر کو ہمیشہ ناواجب ٹھہرایا ہے۔ امام طحاویؒ نے کیا خوب بات کہی کہ جس اقرار کے بعد کوئی مسلمان ہوتا ہے جب تک اس اقرار سے برگشتہ نہ ہو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ (الدر المختار ج ۳ ص ۲۱)

فقہ حنفی کی جملہ مستند کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ سنت والجماعت کے قواعد میں سے ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

وفی المنتقیٰ عن ابی حنیفۃ لم نکفر احدا من اهل القبلة وعلیه اکثر الفقهاء (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹)

ترجمہ:- منتقیٰ میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ ہم اہل قبلہ سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اور فقہاء کی اکثریت اسی پر ہے۔

واختار الرازی ان لا یکفر احدا من اهل القبلة (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹)

ترجمہ:- اور ابوبکر رازی نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

قال شارح المواقف ان جمهور المتکلمین والفقهاء علی انه لا یکفر احد من اهل القبلة (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹)

ترجمہ:- اور اسی طرح شارح المواقف نے بیان کیا ہے کہ جمہور متکلمین

اور فقہاء اسی پر ہیں کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

الدّرالمختار میں ہے:۔

"کسی مسلمان کی تکفیر نہ کی جائے جب تک اس کے کلام کے اچھے معنے نہ لئے جائیں۔"

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے:۔

"اگر کسی مسئلہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو قاضی کا فرض ہے کہ اس احتمال کو اختیار کرے وہ جو نفی کفر کا ہے۔"

غرضیکہ ائمہ اسلام اور فقہائے عظام نے بالاتفاق از راہ شفقت وحسنِ ظن تمام ایسے فرقوں کو جو اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور قرآن مجید کو کلامِ الٰہی مانتے ہیں داخل اسلام جانا ہے اور کسی کو خارج از اسلام قرار نہیں دیا۔

قادیانی اور فتویٰ تکفیر

بعض علماء کرام کو امام ابوحنیفہؒ کے عدم تکفیر اہل قبلہ کے قول سے بہت تردد اور اشکال واقع ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اہلِ قبلہ میں تو قادیانی احمدی بھی ہیں پھر ان کی تکفیر کیوں کی جاتی ہے۔ میں بجائے اس کے کہ ایک طویل بحث چھیڑوں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ قادیانی مرزائیوں کا معاملہ جمہور اہل اسلام سے مختلف ہے انہوں نے خود جمہور اہلِ اسلام سے مقاطعہ کیا ہے اور اہلِ اسلام کے حلقہ اخوت سے اپنے کو خود خارج کیا ہے۔ وہ روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں مسلمانوں کو کافر کہنے کی سزا یہی ہونی چاہیئے تھی کہ بموجب حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کفر اُلٹ کر انہیں پر پڑے۔

Marfat.com

قادیان کے دار الخلافت کا اعلان

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمد صلعم کو نہیں مانتا اور یا محمد صلعم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفضل - ریویو آف ریلیجنز ع۱۴ صفحہ ۱۱۰)

قادیان کے دار الخلافت کا دوسرا اعلان

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔

میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے وہی مذہب شریعت ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ تو پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پس ماندگان کے لئے، اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی کوئی ایسا شخص جو حضرت مرزا صاحب کو سچا جانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالےٰ کوئی سزا نہ دے لیکن شریعت

Marfat.com

کا فتوے ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں بھی اس کے متعلق یہی کرنا چاہیئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ (انوارِ خلافت ص ۹۳)

قادیان کے دار الخلافت سے تیسرا فتوے

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی آدمی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اسے نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے اور اگر وہ شخص خدا کے نزدیک بخشش کا مستحق ہے تو ہمارا جنازہ پڑھنے کے بغیر ہی خدا اسے بخش دے گا اور اگر وہ بخشش کے لائق نہیں تو ہمارا جنازہ پڑھنے سے بھی نہیں بخشا جائے گا۔ (الفضل ۶ مئی ۱۹۱۹ء)

اس متذکرہ اعلان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کی کوئی وقعت باقی نہیں رہی۔ سوائے اپنی مخصوص جماعت کے روئے زمین کے مسلمانوں کا جنازہ ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کو ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ قادیانیوں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ وہ ملت اسلام کا ایک جزو بن کر رہیں۔ انہوں نے دنیائے اسلام سے اپنی راہ الگ پسند کی۔ وہ فی الحقیقت ایک الگ امت ہیں اور باقی کل مسلمان ایک الگ امت ہیں اور ایسے ہیں کہ ایک ہی مرکز سے پیوست ہیں۔

تکفیرِ مسلم اور دیوبندی بریلوی علماء کا فرض

اس وقت پاکستان میں مذہبی گروہ بندیاں شدت اختیار کر چکی ہیں۔ ہر طرف مذہبی عصبیت کا سکہ جاری ہے۔ ہر فرقہ اپنے مذہبی پیشوا کی تعریف میں رطب اللسان

Marfat.com

ہے۔ دوسرے فرقوں کے مذہبی پیشواؤں کی تحقیر و تنقیص جزو دین و ایمان سمجھتا ہے۔ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے۔ تکفیر و تفسیق کی گرم بازاری ہے۔

باہم ربط، تنظیم، رواداری اور مصالحت کی بنیاد یہ ہے کہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی خوبیوں کا اعتراف کرے اور مابہ الاشتراک کو تعاون کی اساس قرار دے۔ ہمارے بزرگوں کا کیا حال تھا جن کے نقش قدم پر ہم نے چلنا ہے۔ وہ دن بھر قال اللہ و قال الرسول کی محفل گرم رکھتے، رات مصلوں پر کھڑے ہو کر صبح کر دیتے، چٹائیوں اور بوریوں پر بیٹھ کر تعلیم دیتے۔ پرائیویٹ زندگی فقیرانہ بسر کرتے۔ انہی بزرگوں نے دین کی حفاظت کی۔ بیرونی دشمنوں کے حملوں سے اسلام کو بچایا۔ عیسائیت کے روز افزوں طوفان کو روکا۔ آریوں کو گنگ اور ان کی قلموں کو توڑ دیا۔ یہ لوگ دین کا سچا جذبہ لے کر اُٹھے۔ اتحاد و یگانگت اور اخلاص کا علم ہاتھ میں لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ استخلاص وطن کے لئے قربانیاں دیں۔ دین حق کی نشر و اشاعت میں دن رات مشغول رہے۔ آج یہی لوگ ہدف مطاعن بنے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے ہماری زبان سے کوئی خیر کا کلمہ نہیں نکلتا۔

یارب کجاست محرمِ رازے کہ یک زماں
دل شرحِ آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید

سمندر متلاطم ہے، ہوا مخالف، ہم سب ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں۔ ہم نے پاکستان کا دفاع کرنا ہے اور اسلام کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ ہماری گردنوں پر نہایت اہم ذمہ داریاں ہیں۔ میرا روئے سخن دیوبندی، بریلوی مناقشات کی طرف ہے۔ اس فتنہ کی تخم ریزی گورنمنٹ برطانیہ نے کی۔ یہ فتنہ پھلا پھولا۔ اور خوب بڑھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رخصت ہونے پر یہ فتنہ خود بخود فرو ہو جاتا۔ مگر اس کے برعکس اس فتنہ نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی۔ ایک محاذ پر تو جمع ہونا درکنار ایک مجلس میں بھی جمع نہیں ہو سکتے دیہ دونوں جماعتیں بنیادی لحاظ سے اہل سنت والجماعت ہیں۔

Marfat.com

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

قرآن و حدیث، فقہ و سیرت، عقائد و کلام میں دونوں مکاتبِ فکر میں ایک ہی نصابِ تعلیم رائج ہے۔ دونوں جماعتیں اسلاف کی تفاسیر اور شروح حدیث سے استناد کرتی ہیں۔ اور یہ دونوں جماعتیں فقہ حنفی کا اتباع کرتی ہیں لیکن بایں ہمہ ان دونوں جماعتوں کے درمیان اتنی بڑی تفریق پیدا ہو چکی ہے کہ سارا پاکستان اس کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ مسلمانوں کے ہر جلسے ہر اجتماع اور ہر مجلسِ وعظ میں خواہ وہ کسی کے نام سے ہو انہی خانہ برانداز متنازعہ فیہ مسائل پر طبع آزمائی ہوتی ہے۔ ان مسائل نے پبلک کے دلوں میں کدورتیں بڑھا دی ہیں۔ میں اس وقت چاہتا ہوں کہ اپنا اصل مدعا بیان کرنے سے پہلے ان دونوں جماعتوں کا پس منظر بیان کروں بریلوی علماء کرام ہر چند حنفی المذہب ہیں لیکن وہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مکتبِ فکر کے متبع ہیں۔ بریلوی علماء کے نزدیک مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے زمانہ کے مجدد اور امامِ اہل سنت ہیں۔ ان کی ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بمقام بریلی ہوئی۔ غدر دہلی کے وقت ان کی عمر بمشکل ایک سال کی تھی۔ مولانا کے اسلاف قندھار کے رہنے والے تھے۔ سلاطینِ مغلیہ کے درباروں میں مناصبِ جلیلہ پر ممتاز رہے۔ جدِ امجد کا نام رضا علی خاں ہے۔ موافق و مخالف ان کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ ان کی مشہور ترین تصنیف

Marfat.com

خطب علمی ہے ۔ مولانا کے والد کا نام محمد نقی علی خاں ہے ۔ اپنے والد کی وفات کے بعد مولانا احمد رضا خاں صاحب مسندِ علم و افتا پر رونق افروز ہوئے ۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو اڑسٹھ برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی ۔ بریلوی حضرات مذہبی امور میں باوجود حنفی المذہب ہونے کے ادعا کے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحکیم و تفسیر اور توجیہہ و تاویل کو حرفِ آخر مانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی دوسرے امام و محدث و مفسر و فقیہہ کو ترجیح دینے پر آمادہ نہیں ہیں ۔ اسی ملک ہند میں حنفی مذہب کا ایک مشہور اور نامور ادارہ دارالعلوم دیوبند ہے جس کی ہزار ہا شاخیں اس وقت پاکستان اور بھارت میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ دارالعلوم دیوبند کے بانیاں اور شیوخ میں سے نامور ہستیاں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ، مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ ، مولانا اشرف علی تھانویؒ ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ ، مولانا انور شاہؒ ، اور مولانا حسین احمد مدنیؒ ہیں ۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ان تمام دیوبندی بزرگواروں اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کو تکفیر کا نشانہ بنایا انہیں مرتد قرار دیا ۔ انہیں کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا ۔ اپنے رسالوں اور فتووں میں ایسے گندے عقیدے جو بالکل منافیٔ اسلام ہیں اور جن کی نقل سے ایمانی روح لرزتی ہے ان کی طرف منسوب کئے ۔ تازیست احمد رضا خاں صاحب کا یہ مشن جاری رہا اپنے ایک ایک رسالہ اور فتوے میں کئی کئی وجوہ سے ان کی تکفیر کی ، کھلے بندوں ارتداد کا حکم ان کے بارے میں جاری کیا ۔ مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ کی جائیں ۔

۱ ۔ احکامِ شریعت حصہ اول صفحات ۶۰ ، ۶۱ ، ۶۹ ، ۶۸ ، ۷۳ ، ۷۷ ، ۹۰ ۔

۲ ۔ احکامِ شریعت حصہ سوم صفحات ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۱۵۲ ۔

۳۔ احکام شریعت حصہ دوم صفحات ۱۴۲، ۱۳۶۔

۴۔ وقعات السنان صفحات ۴۹، ۵۱، ۶۶، ۶۸، ۶۰، ۲۷، ۳۱

۵۔ خالص الاعتقاد ص ۲۲

۶۔ اعلام الاعلام ص ۲۲، ۱۵

۷۔ الکوکبۃ الشہابیہ ص ۴۳

۸۔ الملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحات ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۱۱۱، ۴۶، ۱۰۶، ۱۰۸، ۹۰، ۱۰۹،

۹۔ الملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحات ۸۷، ۱۰۵۔

۱۰۔ فتاویٰ افریقہ صفحات ۵۴، ۱۵۵، ۱۱۵، ۱۵، ۱۴، ۹۱، ۱۲۲، ۱۰۳

۱۱۔ ازالۃ العار صفحات ۳، ۱۴، ۲۰، ۲۹، ۲۳

۱۲۔ بذل الجوائز ص ۱۵

۱۳۔ کشف ضلال دیوبند ص ۹

۱۴۔ فتاویٰ رضویہ ص ۶۰

الغرض اہل دیوبند کے خلاف سینکڑوں رسالے اور کتابیں شائع کیں۔ بالآخر خود اور دعاۃ کے ذریعہ تحریری و تقریری طور پر عوام میں نفرت و حقارت کا ہیجان پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

تکفیر کے فتووں کے لئے چونکہ فقہائے احناف اور عقائد و کلام کے ائمہ کے اصول و قواعد اور ضابطے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا ساتھ نہیں دیتے تھے اس لئے تکفیر کی عمومی اشاعت کے لئے اور اس کے حلقے کو وسیع کرنے کے لئے خود قواعد وضع کئے۔ مثلاً دیکھو اعلام والاعلام ص ۱۵۔

"جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماع مسلمین یقیناً قطعاً

Marfat.com

کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) پڑھے۔ پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے۔ بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے۔ عمر میں ہزار بار حج کرے۔ لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا میں دے۔ واللہ باللہ۔

ہرگز ہرگز مقبول نہیں جب تک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا (۹۹۹) نوسو ننانوے کا" (اعلام الاعلام ص ۱۵)

نوٹ:۔ اعلام الاعلام کا پورا نام "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" ہے۔ یعنی ہندوستان دارالاسلام ہے۔ ہرگز دارالحرب نہیں۔ کیونکہ اہل اسلام اس ملک میں جمعہ و عیدین ادا کرتے ہیں اور نکاح و طلاق وغیرہ بموجب شریعت علی الاعلان سر انجام پاتے ہیں۔

الغرض مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ان مجاہدین ملت اور ان عاشقان رسُول کو اپنے قلم و دہان سے سخت اور سنگین سے سنگین سزا فتووں کی صورت میں جو ان کے امکان میں تھی دی۔

فقہ حنفی کا استخفاف یوں کیا ہے:۔

اس فرقہ بیدین کا مکر سوم یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے کہ جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔ اولاً یہ مکرِ خبیث سب مکروں سے بدتر و ضعیف جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بت پوجے سنکھ پھونکے گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے۔ (تمہید ایمان ص ۲۸)

Marfat.com

اہلِ اسلام سے اپیل

میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور جمہور اہلِ اسلام اور علمائے کرام سے اپیل کرتا ہوں کہ حالات بدل چکے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ اپنا بستر بوریا اٹھا کر رخصت ہو چکی ہے۔ یہ سب کرشمے اسی گورنمنٹ برطانیہ کے تھے۔ ہندوستان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ نے بہت کھیل کھیلے۔ یہ ایک بڑی طویل اور دردناک داستان ہے۔ ہمارے بھولے بھالے بھائی اس جال میں شکار ہوتے رہے۔

اب حکومت اہلِ اسلام کی ہے۔ ان غلط در غلط فتووں سے بچو۔ یہی تقاضا ہے اسلام کا اور یہی تقاضا ہے اس وقت ہمارے ملک کا۔ خدا تعالےٰ نے تم کو بھائی بھائی بنایا۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا۔ خدا کا فرمان ہے گروہ گروہ نہ بنو۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ اے اہلِ اسلام سب کے سب مل کر اللہ کی مضبوط رسی کو تھامو۔

کلمہ طیبّہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے حقائق و معارف

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر کلمہ طیبّہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے فضائل و برکات، لفظی و معنوی محاسن اور اسرار و رموز پر تفصیل سے کلام کی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو دفتر اوّل، مکتوب ۳۷، ۱، مکتوب ۲۴۰ دفتر دوم مکتوب ۹، مکتوب ۳۷، مکتوب ۴۶، مکتوب ۷۱، دفتر سوم مکتوب ۳، میں انشاء اللہ ایک نہایت مفید کارآمد اور پُر از معلومات تمہید لکھنے کے بعد ان مکتوبات کے ضروری اجزا مع ترجمہ ہدیۂ ناظرین کروں گا۔

Marfat.com

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہئے
وہ رمز شوق کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے
طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہئے
سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہئے
مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہئے

ہم ہمیشہ کلمہ پاک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے ہیں مگر بہو رے سی ہی کبھی اس کے معنوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ورنہ توحید کا سبق سکھانے کے لئے یہ کلمہ بالکل کافی وشافی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسی ذات خداوند تعالےٰ کی ہے نہ ایسی کسی کی ذات ہے نہ اس جیسی کسی کی صفات ہیں اور نہ ہی ان کاموں کے لئے جو اس کی ذات سے مختص ہیں کوئی دوسرا ہے۔ یہ کلمہ ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ :-

ہر وصف جو خدا تعالےٰ کے لئے مانا جائے اور ہر کام جو خدا تعالےٰ کے لئے کیا جائے وہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کے لئے نہ کیا جائے۔ مثلاً جب ہم نے مانا کہ دُور اور نزدیک کی پکار کا سننے والا خدا تعالیٰ ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اور کوئی ایسا نہیں کہ ہماری دور و نزدیک کی پکار کو سُن سکے۔ جب ہم نے مال و اولاد کا دینے والا اور مرادوں کا برلانے والا اللہ تعالےٰ کو مانا تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ کوئی اور ایسا نہیں جو ہم کو مال و اولاد اور رزق دے۔ اور ہماری مرادوں

اللہ رب العزت کی طرف سے بنی نوع انسان کی طرف لے کر آئے۔ توحید کا یہ پیغام اسلام کی اصل اور اساس ہے بلکہ سارے قرآن کا خلاصہ اور کل انبیاء کرام کی دعوتوں کا نچوڑ ہے۔ اسی توحید کی اشاعت کی خاطر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار مکہ کے ہاتھوں دکھ اٹھائے، تکلیفیں سہیں اور اسی توحید کی خاطر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں پروانہ وار قربان کیں۔

موجودہ تاریک ماحول میں قرآن پاک کی حقیقی روح یعنی توحید الٰہی ایک طرف سوء عقیدگی کے ابھرتے ہوئے سیل وطوفان اور دوسری طرف تہذیب مغربی کے الحاد اور مادہ پرستی کے امنڈتے ہوئے بحر مواج میں محجوب ومستور ہو کر رہ گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن طوق وسلاسل کی آہنی زنجیروں کو جو خدا اور بندے کے درمیان حائل کر دی گئی تھیں اور جن سے انسانیت دبی چلی آتی تھی، اپنی مقدس تعلیمات اور ربانی ارشادات سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انسانیت کو براہ راست خدا تعالےٰ کی چوکھٹ پر جھکا دیا تھا۔ آج اسلام کے نام لیواؤں ہی نے اس سچی توحید سے ایسی بیگانگی اختیار کی کہ ان شکستہ زنجیروں کے بکھرے ہوئے ٹکڑے پھر جمع کئے اور انہیں نظر فریب اور زرنگار نقابوں کے اندر مستور کر کے خود بھی پہنا اور مسلمانوں کو بھی پہنایا۔

بدل کے بھیس یہ آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات ومنات

یہ توحید جس پر اسلام کو ناز تھا جو دور سلف کے مسلمانوں کے لئے طرۂ امتیاز تھی، دور حاضر کے مسلمان کے ہاتھوں اس کی ایسی درگت بنی کہ اسے صفحۂ قرطاس پر لاتے ہوئے انگلیاں لرزتی ہیں۔ اگر آج کے مسلمان کی توحید کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں کیا ہو گا، مشرکانہ توہم پرستی، عجمی تصورات، اسرائیلی

Marfat.com

افسانے، کلیسا کی تعلیمات اور برہمنیت، موجودہ مسلمان ان غیر فطری تعلیمات کا آشنا خوگر ہو چکا ہے اور اس کے اثرات اس کے رگ و پے میں اس قدر سرایت کر گئے ہیں کہ اب اسلام کی اصل روح یعنی توحید کی طرف آنے سے اس کی طبیعت ابا کرتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے رموزِ بے خودی میں اسی بات کا نوحہ کیا ہے۔

مُسلم از سِرّ نبی بیگانہ شد
باز ایں بیت الحرم بت خانہ شد
از منات و لات و عزّیٰ و ہُبل
ہر یکے دارد بُتے اندر بغل
شیخ ما از برہمن کافر تر است
زانکہ اُو را سومنات اندر سر است

ترجمہ: مسلمان اپنے نبی کے دین کے سر سے بیگانہ ہو گیا اور یہ بیت الحرم دوبارہ بت خانہ میں تبدیل ہو گیا۔
کسی نے لات و منات کو کسی نے عزّیٰ کو اور کسی نے ہُبل کو غرضیکہ ہر ایک نے ایک ایک بت اپنی بغل میں چھپا رکھا ہے۔
ہمارا شیخ برہمن سے بڑھ کر کافر ہے۔ کیونکہ سومنات کا بُت خانہ ہمارے شیخ کے سر کے اندر نقش ہو چکا ہے۔

فکرِ انساں بت پرستے بت گرے
ہر زماں در جُستجوئے پیکرے
باز طرحِ آذری انداخت است
تازہ تر پروردگارے ساخت است
مے تر اشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر
رست از یک بت تا افتاد در بند دگر

ترجمہ:- انسان کا فکر بُت پرست اور بُت گر ہے۔ ہر آن ایک نئے
پیکر کی جستجو میں رہتا ہے۔ اس نے آذر کا طریقہ اختیار کر لیا ہے اور
ایک تازہ پروردگار ڈھال لیا ہے۔ ہمارا فکر ہر آن ایک نیا خدا تراشتا
ہے جب ایک کی قید سے آزاد ہوتا ہے تو دوسرے کی قید میں جا پڑتا ہے۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ہر دور میں ایسے ہوئے ہیں جن کے دلوں میں مجاہدانہ جوش اور سچا ولولہ رہا ہے۔ جن کی نگاہوں میں قرآنی بصیرت تھی۔ اور جنہوں نے شرک و بدعت کے اس قسم کے بھیانک اور خوفناک طوفانوں کا پوری طرح مقابلہ کیا اور ان فتنوں کی پوری طرح روک تھام کی۔ لیکن دورِ حاضر میں شرک و بدعت کا طوفان اتنی شورانگیزیوں کے ساتھ اٹھا ہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر علمار نے ساکت و صامت رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی ہے۔ توحید کا مسئلہ اس بات کا متقاضی تھا کہ علمار حق پرست اپنے جزوی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے اسلاف کی طرح سچ کو جھوٹ سے، حقیقت کو فریب سے، حق کو باطل سے، اصل کو نقل سے الگ الگ کر کے ان تمام رنگارنگ کے پردوں کو اٹھا دیتے جن کے اندر توحید کو چھپا دیا گیا ہے۔

یہی دین محکم یہی فتح باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

لا الٰہ الا اللہ میں نفی و اثبات کا مطلب

قرآن پاک کا اسلوب بیان یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا صحیح تصور قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام غلط اور باطل عقائد کو بھی سامنے لاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق انسانی ذہن کی تخلیق ہیں اور پھر ان غلط تصورات اور توہمات

Marfat.com

کے تمام گوشوں کو اجاگر کر کے ان کی تردید کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا سچا اور خالص تصور منواتا ہے۔ قرآن پاک نے توحید کے مسئلہ کو بیان کرنے کے لئے دو پہلو اختیار کئے ہیں۔ ایک سلبی پہلو اور ایک ایجابی پہلو۔ یعنی بعض امور سے انکار کرواتا ہے اور بعض امور منواتا ہے یہ کامل توحید کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے اندر پوری جامعیت سے موجود ہے۔ سلبی پہلو گویا ایک تخریبی پہلو ہے۔ یعنی انسان کے ذہن میں جو خیالی اور غیر فطری تصورات موجود ہیں ان سے وہ انکار کر دے اور اپنے دل کی تختی سے مٹا دے اور اس کے بعد اقرار کرے کہ صرف ایک ہستی ہے جو اس تمام نظامِ کائنات کی مالک و مختار ہے۔ وہی ذات ہے جس کے سامنے سر جھکایا جائے۔ اسی کی غلامی اختیار کی جائے اور اسی کو اپنی حاجات کا قبلۂ مقصود سمجھا جائے۔ یہ ایجابی یا تعمیری پہلو ہے۔ عربی زبان میں لانفی جنس کے لئے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ الوہیت کی حقدار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تمام وہ صفات جو خاصۂ الوہیت ہیں وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی میں موجود نہیں۔ الٰہ ہونے کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور کوئی ہستی الٰہ ہونے کا استحقاق نہیں رکھتی۔ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل تھے بلکہ یہ امر قرآن کے مسلمات سے ہے۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتے تھے لیکن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا کلمہ نہیں سن سکتے تھے اس لئے کہ وہ کلمہ کے الفاظ کے معانی سمجھتے تھے کہ یہ کلمہ ہمارے تمام خداؤں کی خدائی کو ختم کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو الٰہ ماننے کے معنی یہ ہیں کہ صرف وہی معبود و رب ہے۔ ایک مومن ذلت و فقر کی نسبت صرف حق تعالیٰ ہی سے جوڑ سکتا ہے اسی سے نفع و ضرر کی توقع رکھتا ہے اس کا سر اگر جھک سکتا ہے تو بس اللہ کے آگے جھک سکتا ہے جو اس کا خالق ہے، مربی ہے۔ مالک و حاکم ہے۔

مومن یقین و عزم کے ساتھ اللہ ہی کو الٰہ مانتا ہے اور اس کا یقین والہانہ وعاشقانہ ہوتا ہے اور بے دلیل و بے برہان ۔ ایسا ماننا کہ جسم خاکی سے بو سے جان آنے لگے ۔ اس کے ہر موئے بدن سے یہ صدا نکلتی ہے کہ میں فقیر ہوں ، محتاج ہوں میرا معبود غنی ہے ۔ تمام قوتوں کا مالک ہے ، معین ہے ، مستعان ہے ، نفع و ضرر عزت و ذلت ، فتح و نصرت ، زندگی و موت ، رزق و شفا ، تنگی و فراوانی اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ عاجزو درماندہ انسان کی دعا کو وہی سنتا ہے وہی دکھیوں کے درد دور کرتا ہے ۔ اس کی رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا اور اس کی زحمت کو کوئی ٹال نہیں سکتا ۔ کائنات کی بڑی سے بڑی قوت بھی میرے لئے نہ امیدوں کا مرکز بن سکتی ہے اور نہ خوف و ہراس کا سبب ۔ سارا عالم فقیر ہے ، مربوب ہے میرا معبود ہی غنی و حمید ہے ۔ میں اس کا فقیر ہوں اور سارے عالم سے غنی ہوں ۔ میں اس شاہنشاہ کا دریوزہ گر ہوں جس کے دریوزہ گر سارے شاہ و گدا ہیں ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور ڈاکٹر اقبالؒ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی اسی حقیقت کو مفکر اسلام ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنی معجز نما کلام میں مختلف پیرایوں میں ہندی مسلم کے ذہن نشین کرانے کی کوشش فرماتے ہیں ۔

این دو حرفِ لَا اِلٰہ گفتار نیست
لَا اِلٰہ جز تیغ بے زنہار نیست

ترجمہ :۔ لَا اِلٰہ محض ایک گفتنی چیز نہیں ہے لَا اِلٰہ ایک برہنہ تلوار ہے

زیستن با سوز او قہاری است
لَا اِلٰہ ضرب است و ضربِ کاری است

ترجمہ :۔ اس لَا اِلٰہ سے جینا ایک فاتح کا جینا ہے لَا اِلٰہ کفر کے لئے ایک کاری ضرب ہے ۔

لامقام ضربہائے پے بہ پے
این غو رعد است نئے آواز نے

Marfat.com

ترجمہ:۔ نظام کفر کو کچلنے کے لئے لا متواتر ضربات ہیں یہ بنسری کی آواز نہیں بلکہ بادل کی گرج ہے۔

ہر قبائے کہنہ چاک از دستِ اُو
قیصر و کسریٰ ہلاک از دستِ اُو

ترجمہ:۔ کفر کی یہ ہر کہنہ قبا اس کے ہاتھوں چاک چاک ہوگئی۔ قیصر و کسریٰ جیسی سلطنتیں اس کے ہاتھ سے برباد ہوگئیں۔

ہر کہ اندر دست او شمشیر لا ست
جملہ موجودات را فرمانروا ست

ترجمہ:۔ جس شخص کے ہاتھ میں لاالٰہ کی شمشیر ہے اسے تمام جہان کی فرمانروائی حاصل ہے۔

در مقام لا نیا سائد حیات
سوئے الّا مے خرامد کائنات

ترجمہ:۔ لا کے مقام میں زندگی قرار نہیں پکڑ سکتی اس لئے کائنات الّا کی طرف چلتی ہے۔

لا و الّا ساز و برگ اُمّتاں
نفی بے اثبات مرگ اُمّتاں

ترجمہ:۔ لا و الّا اُمتوں کے لئے متاع زندگی ہے۔ محض لا کہنا اور الّا سے انکار کرنا امتوں کی موت ہے۔

در محبت پختہ کے گردد خلیل
تا نہ گردد سوئے الّا دلیل

ترجمہ:۔ جب تک لا، الّا کی طرف دلیل نہ بنے حضرت خلیل اللہ کی

Marfat.com

محبت میں کب پختہ ہو سکتے ہیں۔

اے کہ اندر حجرہ ہا سازی سخن
نعرۂ لا پیش نمرودے بزن

:۔ اے حجروں میں بیٹھ کر باتیں بنانے والے اٹھ اور نمرود کے سامنے لا کا نعرہ لگا۔

اب اس تمہید کے بعد حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب ۲۹ دفتر دوم مطالعہ فرمائیں اور کلمہ طیبہ کی روح اور سیر کے بارے میں ان کی کلام کو آویزۂ گوش بنائیں فرماتے ہیں:۔

محمد عارف ختنی نخست نفی آلہۂ باطلہ نمودہ اثبات معبود بحق جل سلطانہ، نماید وہرچہ بداغ چونی وچندی متسم است آنرا در تحت لا داخل ساختہ ایمان بخدائے بے چوں جل سلطانہ، حاصل کند۔ تمامترین عبارات در نفی واثبات کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ است۔ قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وقال علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ حاکیا عن اللہ سبحانہ لو اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَیْرِیْ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ كَفَّةٍ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ كَفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

ترجمہ:۔ محمد عارف ختنی کو چاہیئے کہ سب سے اول جملہ معبودان باطل کی نفی کر کے معبود برحق کا اثبات کرے اور ان تمام تصورات کو جو چونی وچندی سے داغدار ہیں لا کے تحت داخل کر کے اس خدا پر ایمان لائے جو بیچون ہے۔ کلمہ طیبہ کے نفی واثبات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے جامع اور کامل ہدایات موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور جو کچھ ان آسمانوں کے اندر میری ذات کے علاوہ آباد ہے اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

چرا افضل نباشد وراجح نباید کہ یک کلمۂ آں نفی جمیع ماسوائے مے نماید، چہ سمٰوات وچہ ارضین وچہ عرش وچہ کرسی وچہ لوح وچہ قلم وچہ عالم وچہ آدم۔ و کلمۂ دیگرآں اثبات معبود بحق مے فرماید جلّ برہانہ کہ خالق سمٰوات وارضین است۔

ترجمہ:۔ یہ کلمہ طیبہ کیوں افضل و وزنی قرار نہ پائے کہ اس کلمہ کا ایک جز جمیع ماسوی اللہ کی نفی کرتا ہے اور اس ماسوی اللہ میں عالم سمٰوات و عالم ارض، عرش و کرسی، لوح و قلم جملہ کائنات اور حضرت انسان سب شامل ہیں۔ اور اس کلمہ کا دوسرا جز یعنی اِلَّا اللّٰہ معبودِ برحق کو ثابت کرتا ہے جو کہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔

ایک بریلوی عالم کا عجیب استدلال

مولوی محمد عمر صاحب اچھروی اپنی تصنیفِ لطیف مقیاسِ حنفیت کے ایڈیشن دوم صفحہ ۴۳، ۴۴ پر قرآن پاک کی آیۂ مبارکہ کی معنوی تحریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا۔ کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک غیریت کے رشتے کا قائل ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی اور

Marfat.com

تفریق نہ کرنے والوں کو ایمان دار ہونے سے سراہا۔"

"اب فرمائیے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً دعلیٰ عباد اللہ الصالحین وغیرہ کہے تو وہ بھی طاعت اللہ اور عبادتِ الٰہی میں شامل ہوگا کیونکہ اس کے بندوں کا ذکر بحکم اس کا ذکر ہے اور اس کے بندوں کی نذر اللہ ہوگی۔ کیونکہ نہ وہ من دُونِ اللہ ہیں اور نہ ان کی نذر من دون اللہ ہے"۔

اب شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مکتوب کی عبارت شروع ہوتی ہے فرماتے ہیں:۔

"ماسوائے حق جل وعلیٰ ہرچہ ہست از آفاق وانفس ہمہ بداغ چونی وچندی متسم است پس ناچار ہرچہ در مرایائے آفاق وانفس متجلی شود بطریق اولیٰ چند وچون خواہد بود کہ شایانِ نفی است پس معلوم ومشہود ومحسوس ما ہمہ بچونی وچگونگی متصف است وبعیبِ حدوث وامکانِ معیوب، زیراکہ معلوم ومحسوس ما منحوت ماست ومجعول ما۔

ترجمہ:۔ ماسوائے حق جل وعلیٰ خواہ عالمِ آفاق سے ہو اور خواہ عالمِ انفس سے سب کچھ چونی وچندی کے داغ سے داغدار ہے پس لابدی طور پر آفاق والنفس کے آئینوں میں جو کچھ متجلی ہوتا ہے بطریق اولےٰ چند وچون ہوگا۔ اور یہ سب کچھ کلمہ کے جز واول لا کے تحت نفی کے قابل ہے ہمارا معلوم ومفہوم اور مشہود ومحسوس سب کچھ چونی وچندی سے متصف ہے اور حدوث وامکان کے عیب سے معیوب کیونکہ ہمارا معلوم ومحسوس ہمارے تصور کا ڈھالا اور تراشا ہوا ہے۔

Marfat.com

کلمہ طیبّہ کے فضائل و برکات

تنزیہے کہ علم ما باں متعلق شود عین تشبیہ است و کمالیکہ باندازۂ فہم ما بود عین نقص۔ پس ہرچہ بر ما متجلّی و مکشوف و مشہود گردد ہمہ غیر حق است سبحانہٗ۔ و اُو تعالٰی وراء الوراء است۔ حضرت خلیل علی نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مے فرماید۔

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔

منحوت ما خواہ بدست تراشیدہ باشیم و خواہ بہ عقل و وہم ہمہ مخلوق حق است سبحانہٗ و شایانِ عبادت نہ۔ شایان عبادت آں خدائے بے چون و بے چگونہ است کہ دستِ عقل و وہم ما از دامنِ ادراک او تعالٰی کوتاہ است، و دیدہ کشف و شہود ما از شہود عظمت و جلال او سبحانہٗ، خیرہ و تباہ پس ایمان باین چنیں خدائے بیچون و بے چگون جل شانہٗ، میسر نشود مگر بطریق غیب، چہ ایمان شہود ایمان باو نیست تعالٰی بلکہ ایمان است بمنحوت خود کہ از مخلوقات اوست و تشریک است ایمان غیر را با ایمان او تعالٰی، بلکہ ایمان لغیر است و بس اعاذنا اللہ سبحانہ عن ذلک۔

(دفتر دوم، مکتوب ۹)

ترجمہ:- وہ تنزیہہ کہ جس کے متعلق ہمارا علم عین تشبیہ ہے اور وہ کمال جو ہمارے اندازے کے مطابق ہے۔ عین نقص ہے۔ پس جو کچھ ہم پر متجلّی و مکشوف و شہود ہوتا ہے سب غیر حق ہے اور اس کی ذات پاک

اس سے بہت بلند ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان ہستیوں کی پوجا کرتے ہو جن کو خود تراشتے ہو ۔ ہمارا تراشا ہوا صنم خواہ ہاتھوں سے تراشا ہو خواہ عقل سے، خواہ وہم سے سب کچھ خدا کی مخلوق ہے اور ان میں سے کوئی چیز عبادت کا استحقاق نہیں رکھتی ۔ عبادت کا استحقاق صرف وہی بیچون و بے چگون ذات رکھتی ہے کہ ہمارے وہم و عقل کا ہاتھ اس کے ادراک کے دامن سے کوتاہ ہے اور ہمارے کشف و شہود کی آنکھ اس کے جلال و عظمت کی نظارگی سے شرمندہ و تباہ ہے ۔ پس ایسے بیچون و بے چگون خدا کے ساتھ صرف غیب کے طریق سے ہی ایمان میسر آسکتا ہے کیونکہ جو ایمان شہود سے حاصل ہوگا وہ ایمان درحقیقت اس ذات بے ہمتا کے ساتھ ایمان نہیں ہوگا ۔ بلکہ ہمارے ذہن کے تراشے ہوئے سے ایمان ہوگا جو کہ اس کی مخلوقات سے ہے اور ایسے ایمان سے غیر کے ایمان کو خدا تعالےٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے بلکہ یہ ایمان غیر ہی پر ایمان ہے اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے ۔

باید دانست کہ کلمہ نفی را حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کردہ ہیچ دقیقہ از دقائق شرک نہ گذاشت کہ مسدود نساخت، لہٰذا امام الانبیاء آمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ۔ و پیش قدم ایشاں گشت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیات ۔ تہ نہایت کمال دریں نشأۃ منوط باتمام ایں نفی است زیرا کہ ظہور کمالات کلمۂ طیبہ اثبات موقوف نشأۃ آخرت است غایۃ مافی الباب چوں خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات دریں نشأۃ بدولت رؤیت مشرف گشت از کمالات کلمۂ طیبۂ اثبات دریں نشأۃ نیز نصیب ہا فرمایت (دفتر دوم مکتوب ۹)

ترجمہ :- جاننا چاہیئے کہ کلمہ نفی یعنی لا کا حق حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

نے کامل ادا کیا اور شرک کے تمام دروازوں کو کلیۃً بند کردیا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو امام الانبیاء کے لقب سے نوازا اور سب سے بڑھا دیا۔ اس نشاۃ میں یعنی دارِ دنیا میں کمال کی نہایت کلمہ نفی کی تکمیل سے وابستہ ہے اور کلمہ طیبہ کے اثبات کے کمالات کا ظہور نشاۃ آخرت پر موقوف ہے چونکہ خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نشاۃ (دنیا) میں اللہ تعالےٰ کی رویت سے شرف حاصل کیا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ کے اثبات کے کمالات سے اس دارِ دنیا میں بہرہ وافر پایا۔

لا الٰہ الا اللہ سے غضب الٰہی سکون پذیر ہوتا ہے

ہیچ چیز در تسکین غضب ربّ جلّ سلطانہٗ ازیں کلمہ طیّبہ نافع تر نیست، ہرگاہ ایں کلمہ طیّبہ تسکین غضَب دخول نار فرماید، غضبہائے دیگر کہ خود دُونِ اوست۔ بطریق اولیٰ تسکین آنہا نماید، چرا تسکین ننماید کہ بندہ تبکرار ایں کلمہ طیّبہ نفی ماسوای نمودہ از ہمہ رُو گردانیدہ است وقبلہ توجہ معبود برحق را ساختہ۔

(دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ غضبِ الٰہی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کلمہ طیّبہ سے بڑھ کر زیادہ نفع دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جب یہ کلمہ طیّبہ دوزخ میں داخل ہونے کے غضب کو سکون دے دیتا ہے تو باقی غضب جو اس سے کم درجہ کے ہیں بطریق اولیٰ اس سے سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور بندہ اس کلمہ کے تکرار سے ماسوی اللہ کی نفی کر کے سب سے روگردانی کر کے صرف اللہ وحدہٗ کے آستانہ کو اپنی توجہات کا قبلہ معبود بنا لیتا ہے۔

Marfat.com

آقا غلام پر کیوں ناراض ہوتا ہے

منشاء غضب توجہات شتّٰی بود کہ بندہ بآں مبتلا گشتہ بود ولیس خلیس این معنٰی را در عالم مجاز مشاہدہ نمائی چوں مالکے از مملوکے در آزار باشد و بروئے غضب نماید و بندہ از حسن نشأۃ کہ دارد توجہ خود را از ماسوائے مالک خود گرداند تمام خود را متوجہ مالک خود گرداند، این زمان ناچار مالک را شفقت و مرحمت در حق مملوک خود پیدا گردد و غضب و آزار مرتفع شود۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ خدا کی ناراضگی و غضب کا سبب مختلف تعلقات اور توجہات تھیں جن میں مبتلا تھا اور جب بندہ نے مختلف توجہات سے منہ موڑ کر صرف ایک ہی قبلہ توجہ بنالیا تو غضب الٰہی خود بخود مرتفع ہو گیا۔ آپ بہ حقیقت عالم مجاز میں مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ اگر ایک مالک اپنے غلام پر ناراض و غضبناک ہو جائے اور غلام اپنی حسن خطرت سے جو اس کو حاصل ہے اپنی توجہ کو اپنے آقا کے سوا ہر سمت سے پھیر کر پورے طور پر اپنے آقا کی طرف مرکوز کرے تو آقا کا غضب و آزار دور ہو جائے گا اور اپنے غلام کو شفقت و مرحمت سے نوازے گا۔

کلمہ طیبہ رحمت الٰہی کے خزانے کے حصول کی کنجی ہے

این کلمہ طیبہ را کلید خزینۂ نود ونہ رحمت کہ برائے آخرت ذخیرہ فرمودہ است مے یابد وسے داند کہ شفیع ترے از برائے دفع ظلمات کفر و کدورت شرک ازیں کلمہ طیبہ دیگرے نیست کسیکہ تصدیق باین کلمہ کردہ باشد و ذرہ ایمان حاصل نمودہ مع ذالک اگر برسوم کفر و رذائل شرک مبتلا گشتہ است امید است کہ بشفاعت

Marfat.com

ایں کلمہ طیبہ از عذاب بیروں آیدواز خلود دوزخ سنجات یابد چنانچہ در دفع عقوبات سائر کبائر ایں امت شفاعت محمد رسول اللہ صلعم انفع و ادخل است۔

(دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ یہ فقیر معلوم کرتا ہے کہ یہ کلمہ مقدسہ رحمتہائے الٰہی کے ان ننانوے حصوں کی کنجی ہے جو اللہ تعالےٰ نے آخرت کے لئے جمع فرمائی ہوئی ہیں۔ شرک کی کدورتوں اور کفر کی ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے اس کلمہ سے بڑھ کر کوئی اور کلمہ زیادہ شفیع نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی شخص نے اس کلمہ کی تصدیق کی ہو گی اور ذرہ ایمان سے متمتع ہو گا تو با وجود رسوم کفر و رذائل شرک میں مبتلا ہونے کے اس کلمہ کی شفاعت کی برکت سے عذاب سے نجات پا جائے گا۔ جس طرح کہ اس امت کے جملہ کبیرہ گناہوں کے عذاب کو دور کرنے کے لئے حضرت محمد رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سب سے زیادہ نافع اور سب سے زیادہ کارگر ہے۔

یہ اُمت سب سے زیادہ محتاج شفاعت کیوں ہے؟

و آنکہ گفتم کبائر ایں امت زیرا کہ در امم سابقہ ارتکاب کبائر کمتر است بلکہ امتزاج رسوم کفر و رذائل شرک نیز اندک، بیشتر محتاج شفاعت ایں امت است، در امم سابقہ جمعے بر کفر مُصِر بود د جمعے دیگر ایمان باخلاص آوردند و امتثال اوامر نمودند۔ (دفتر دوم، مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ اور یہ جو میں نے اس امت کے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی امتوں میں کبائر کا ارتکاب بہت کم ہوا ہے بلکہ ان میں رسومِ شرک اور رذائل کفر کی آمیزش کا احتمال بھی خفیف ہے۔

Marfat.com

شفاعت کی زیادہ محتاج تو یہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے کیونکہ سابقہ امتوں میں ایک جماعت کفر پر مصر تھی اور دوسری جماعت اخلاص سے ایمان دار تھی اور پوری طرح احکامِ الٰہی کی پابند تھی۔

شفاعت کلمہ طیبہ اور شفاعت خاتم الرسل اس اُمت کی ڈھال ہیں

ہلاک مے گشت ایں امت پر گناہ اگر مثل کلمہ طیبہ شفیع ایشاں نمے بود و مثل خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات شفاعت شاں نمے نمود۔ اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ۔

آں قدر عفو و غفران حق جل و علیٰ کہ در شانِ ایں امت بکار خواہد رفت معلوم نیست کہ در شان جمیع امم ماضیہ بکار رَوَد و نود و نُہ رحمت را گویا برائے ایں امت پُرذنوب ذخیرہ ساختہ اند ؎

کہ مستحق کرامت گناہگاراں اند (دفتر دوم مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ اگر کلمہ طیبہ اس امت کا شفیع نہ ہوتا اور حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے شفیع اس امت کی شفاعت نہ کرتے تو یہ اُمت ہلاک و برباد ہو جاتی۔ امت گناہگار ہے اور رب غفور و رحیم ہے۔ حق تعالےٰ کی عفو و بخشش جس قدر اس امت کے حق میں کام آئے گی گزشتہ امتوں کی مجموعی تعداد میں اتنا عمل نہیں کرے گی گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ننانوے خزانے صرف اسی گناہگار امت کی بخشش کے لئے ذخیرہ کئے ہوئے ہیں ؎

بخشش کے لائق گنہگار ہی ہوا کرتے ہیں

Marfat.com

یہ اُمّت خیر الامم کیوں کہلائی

وچوں حق سبحانہٗ وتعالیٰ عفو ومغفرت رادوست میدارد وہیچ پادہ از برائے عفو مغفرت برابراین امت پُرتقصیر نیست لاجرم ایں اُمّت خیر الامم گشت و کلمہ طیبہ کہ شفاعت کنندۂ ایشاں است افضل الذکر آمد وپیغمبر شفیع ایشاں سید الانبیاء خطاب یافت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیات ۔ اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔ بلے ارحم الرّاحمین چنیں باشد واکرم الاکرمین چنیں بود ؎

باکریماں کارہا دشوار نیست

وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۔

(دفتر دوم ۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ :۔ چونکہ اللہ تبارک تعالےٰ کو عفو ومغفرت سے محبت ہے اور یہ امت پر تقصیر اللہ تعالےٰ کی مغفرت وبخشش کا صحیح محل ہے ۔ لاجاک یہی امت خیر الامم قرار پائی اور یہ پاک کلمہ اس امت کا شفیع ہونے کی وجہ سے افضل الذکر ٹھہرا اور اس امت کے لئے پیغمبر کو جو ان کا شفیع ہے سید الانبیاء کے خطاب سے نوازا گیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کل پیغمبروں پر اللہ کا صلوٰۃ وسلام ہو ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کی کوتاہیاں بھی نیکیوں میں تبدیل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے ـــ ہاں ارحم الرحمین اور اکرم الاکرمین کی یہی شان ہونی چاہیئے ۔ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں ہے ۔ اے رب ہمارے ! ہماری خطاؤں کو بخش دے

Marfat.com

اور ہماری زیادتیوں سے درگزر کر اور ہمارے قدموں کو اسلام پر ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہمیں نصرت عطا کر۔

کلمہ طیبّہ کی شانِ یکتائی

نیز از فضائل ایں کلمہ بشنو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبارک من قال لا الٰہ دخل الجنۃ کوتہ نظراں تعجب دارند کہ بیک گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ چگونہ دخول جنت میسّر شود از برکات ایں کلمہ طیّبہ واقف نیستند، محسوس ایں فقیر شدہ است۔ اگر تمام عالم بیک گفتن ایں کلمہ بہ بخشند وبہشت فرستند گنجائش دارد و مشہود مے گردد کہ برکاتِ ایں کلمہ مقدسہ را اگر بتمام عالم قسمت کنند تا ابد الآباد ہمہ را کفایت کند وہمہ را سیراب بگرداند۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ نیز اس کلمہ طیبّہ کے مزید فضائل سنو۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ تنگ نظر لوگ متعجب ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے آدمی جنت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ اس کلمہ پاک کی برکات سے ناواقف ہیں اس فقیر کو محسوس ہوا ہے کہ یہ کلمہ اتنی شان وجلال کا حکم رکھتا ہے کہ اگر اس کلمہ طیبّہ کے ایک دفعہ ورد کرنے سے کل عالم کو بخش دیں اور داخلِ بہشت فرمادیں تو بھی گنجائش ہے اور یہ بھی مشہود ہوتا ہے کہ اس کلمہ مقدسہ کی برکات اگر تمام جہان پر تقسیم کر دیں تو جہان کے لئے ابد آباد تک اس کی برکات کفایت کریں۔ اور ابد الآباد تک کی مخلوقات اس سے سیراب ہو جائے۔

Marfat.com

جملہ محمد الرسول اللہ کی شان

فکیف کہ بایں کلمہ طیبہ کلمہ مقدسہ محمد الرسول اللہ جمع شود و تبلیغ بتوحید انتظام یابد و رسالت باولائت قرین گردد۔ مجموعہ ایں دو کلمہ کمالات ولایت ونبوت است و ہادی سبیل ایں ہر دو سعادت اوست کہ ولایت را از ظلماتِ ظلال پاک سازد و نبوت را بدرجۂ علیا رساند۔ اللّٰھم لا تحرمنا من برکات ھذہ الکلمۃ الطیبۃ وثبتنا علیھا وامتنا علی تصدیقھا واحشرنا مع المصدقین لھا وادخلنا الجنۃ بحرمتھا وبحرمۃ مبلغیھا علیھم الصلوٰت والتسلیمات والتحیات والبرکات۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ :۔ پس اس کلمہ طیبہ کی شان بڑھ جائے گی جب اس کے ساتھ کلمہ مقدسہ محمد رسول اللہ بھی جمع ہو جائے اور تبلیغ توحید کے ساتھ اور رسالت ولایت کے ساتھ مل جائے ان دونوں کلموں کا مجموعہ نبوت و ولایت کے کمالات کی جان ہے۔ ان دونوں سعادتوں کے راستوں کی طرف ہدایت کرنے والا یہی کلمہ ہے جو ولایت کو ظلال کی ظلمت سے پاک کرتا ہے اور نبوت کو درجۂ بلند تک پہنچاتا ہے۔

یا اللہ ہم کو اس کلمہ طیبہ کے برکات سے محروم نہ رکھیو اور اس پر اور اس کی تصدیق پر ثابت قدم رکھیو۔ اس کی تصدیق پر ہمیں موت آئے اور اس کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور اس کی حرمت کے صدقہ اور اس کے داعیان کی حرمت کے صدقہ ہمیں جنت میں داخل فرمائیو۔ ان پر لاکھ لاکھ صلوٰۃ وسلام۔

Marfat.com

کلمہ طیّبہ کی عظمت کا ظہور مثالی

چوں نظر و قدم واپس ماند و پر و بال ہمت فرو ریزد و معاملہ بغیب صرف افتد دراں موطن جز بپائے کلمہ طیّبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ نتواں رفت و جز درکنار ایں کلمہ مقدّسہ قطع آں مسافت نتواں نمود، بیک گفتن ایں کلمۂ طیّبہ مقدّسہ روندۂ آں موطن ہم بامداد و اعانتِ حقیقت ایں کلمہ طیّبہ مقدسہ یک گام راہ ازاں مسافت قطع مے نماید و از خود دور و بحق جل و علا نزدیک مے افتد، و ہر جزوے ازاں مسافت باضعاف زیادہ است از تمام دائرہ عالمِ امکاں۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:- جب نظر و کرم ہمت ہار دیں اور ہمت کے پر و بال گر جائیں اور محض غیب کے ساتھ معاملہ پڑ جائے۔ تو اس مقام پر کلمہ پاک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے پاؤں کے سوا نہیں چل سکتے اور یہ مسافت اس کلمہ کی مدد کے بغیر طے نہیں ہو سکتی۔ اس وادی کا مسافر اس کلمہ طیّبہ کے ایک بار زبان پر لانے سے اس کلمہ مقدسہ کی حقیقت کی اعانت و امداد سے اس مسافت کی راہ کا ایک قدم طے کرتا ہے اور اس مسافت میں اپنے آپ سے دور اور حق جل و علیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے اور اس مسافت کا ہر جزو عالم امکان کے کل دائرہ سے کئی گنا زیادہ ہے۔

کلمہ دریائے محیط ہے جس کے سامنے دُنیا ایک قطرہ کا حکم نہیں رکھتی

پس ازینجا فضیلت ایں ذکر را باید دریافت کہ تمام دنیا را در جنب آں ہیچ مقدارے واحصلے نیست کا شکے حکم قطرہ میداشت نسبت بدریائے محیط، ظہور عظمت ایں کلمہ طیّبہ باعتبار درجات گویندہ است ہر چہ درجۂ گویندہ بیشتر ظہور عظمت

Marfat.com

ایں کلمہ مقدسہ بیشتر ؎

یزیدک وجھہ حسنا
اذا ما زدتہ نظرا

آرزوئے ورد دنیا معلوم نیست کہ برابر ایں باشد کہ کسے در گوشہ خزیدہ باشند۔ و تکرار ایں کلمۂ طیبہ متلذذ و محظوظ بود، اما چہ تواں کرد کہ جمیع آرزوہا میسر نیست ؎ از غفلت و اختلاط خلق چارہ نہ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۳۷)

ترجمہ:۔ اس بیان سے اس حقیقت کو معلوم کرنا چاہیئے کہ تمام دنیا کا اس کے مقابلہ میں کچھ مقدور و احساس نہیں۔ کاش کہ ان کے درمیان وہی نسبت ہوتی جو قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہے۔ اس کلمہ کی عظمت کے ظہور کا اعتبار اس کلمہ کے قائل کے درجات پر منحصر ہے۔ قائل جتنا بلند مرتبہ ہوگا اس کلمہ کی عظمت کا ظہور اتنا ہی بیشتر ہوگا ؎

جوں جوں تم اس کی طرف نظر زیادہ کرو گے
اس کا چہرہ تمہارے حسن کو بڑھاتا جائے گا

دنیا میں سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ آدمی تنہا دیکھی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جائے اور اس کلمہ طیبہ کو وردِ زبان بنا کر حظ کا لطف اٹھائے مگر کیا کیا جائے ساری آرزوئیں کیسے میسر رہوں کیونکہ غفلت اور اختلاط خلق سے کوئی چارہ نہیں ہے۔

اے خدایا! ہمارے نورِ ایمان کو کامل کر دے اور ہمیں بخش دے تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تیرا رب جو عزت کا مالک ہے ہر طرح کے شرک سے

Marfat.com

پاک ہے۔ رسولوں پر سلام اور ہر طرح کی حمد رب العالمین کے لئے ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کے لغوی معانی اور لفظی ترکیب

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام آتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک نام اَللّٰہُ، اللہ تعالیٰ کا عَلَم ذاتی ہے باقی جملہ صفاتی نام ہیں۔ بعض صفاتی ناموں سے اللہ تعالیٰ کی صفات رحم و کرم اور عفو و درگزر کا اظہار ہوتا ہے۔ بعض اسماء سے اس کی شاہنشاہی، جلال و جبروت اور حکومت و استیلا ثابت ہوتی ہیں۔ کچھ صفاتی نام ایسے ہیں جن سے کمالات کی جامعیت، اوصافِ حسنہ اور محامدِ عالیہ کی تعبیر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان جملہ اسماء صفاتی کے لئے ایک عَلَم ذاتی چاہیئے جو اس کی جملہ صفات کا موصوف بن سکے۔ اللہ کے بغیر کسی دوسرے اسمِ الٰہی میں ذاتی بننے کی صلاحیت موجود نہیں۔ لفظ اللہ ذات پاک سبحانہٗ کا علم ذاتی ہے۔ اور اس کے لئے خاص الخاص ہے۔ اس لفظ کے لغوی معانی کے اندر اللہ تعالیٰ کی جملہ صفاتِ قدسیہ اور اسمائے حسنہ مضمر ہیں۔ گویا باقی جملہ اسماء الٰہی لفظ اللہ کی تفسیر و شرح ہیں۔ یہی ایک اسم اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتا ہے باقی جملہ اسماء اس کی کسی نہ کسی صفت پر دلالت کرتے ہیں۔

نزولِ قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے بطور اسمِ ذات کے مستعمل تھا۔ مشرکین مکہ اور شعرائے عرب کے کلام سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفتیں اسی اسم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ قرآن پاک نے اس اسمِ پاک کو بطورِ اسم ذات اختیار کیا ہے۔ کیونکہ یہ اسم اپنی معنوی موزونیت اور لغوی دلالت کی بنا پر ان تمام صفاتِ الٰہی پر حاوی ہو گیا جن کا خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو کسی ایک صفت سے یاد کرتے ہیں

Marfat.com

تو ہمارے ذہن میں صرف اسی خاص صفت کا ہی تصور ہوتا ہے یعنی وہ اللہ تعالےٰ صفتِ رحمت یا صفتِ بخشش کا مالک ہے لیکن اللہ کا لفظ بولنے سے ہمارا ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ان تمام صفاتِ حسن و کمال سے متصف ہے جو اس کی نسبت بیان کئے گئے ہیں یا ہونے چاہئیں۔ اب اس تمہید کے بعد لفظ اللہ کی لغوی تشریح اور لفظی ترکیب سے اس مفہوم کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ائمہ دین اور علمائے راسخین کا ایک طبقہ جن میں امام شافعیؒ، خطابیؒ، امام محمدؒ اور امام غزالیؒ ہیں۔ وہ اسم اللہ کو کسی سے مشتق نہیں مانتے اسم جامد مانتے ہیں۔ یہ بزرگانِ دین اپنے دعوےٰ میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کا عَلَم ذاتی ہے لیکن علماء لغت اور مفسرین کرام کا ایک کثیر گروہ لفظ اللہ کو مشتق بتلاتا ہے اور وجوہِ اشتقاق پہ انہوں نے پوری بحث کی ہے۔ ذیل میں ان کے اقوال کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

بحوالہ لسان العرب ج ۱۷/۱۸ ص ۳۶۰، ۳۵۹۔

(۱) لفظ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔
مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور دوسرا معبود ہے ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لے جاتا۔

(۲) منذر نے ابوالہیثم سے اللہ کے اشتقاق کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس کا مادہ اِلٰہٌ ہے۔ اس پر الف ولام تعریف داخل کیا گیا تو وہ اَلْاِلٰہُ ہو گیا۔

(۳) قاضی بیضاوی اپنی تفسیر بیضاوی، ص ۳ پہ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

اللہ کا اصل اِلٰہٌ تھا۔ ہمزہ حذف ہوگیا اور الف و لام تعریف اس کے عوض لایا گیا۔ اس لئے یا اَللہ میں ہمزہ نہیں گرتا۔ پھر اللہ کے نام کو معبودِ حقیقی کے لئے مخصوص کر دیا گیا بخلاف اِلٰہٌ کے کہ وہ معبودِ غیر حقیقی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۴) حضرت مولانا روم اپنی مشہور مثنوی مولانا روم کے دفتر چہارم حکایت سوم میں لفظ اللہ کی لغوی تشریح یوں بیان فرماتے ہیں ؎

معنیٔ اللہ گفت آں سیبویہ
یُوْلِهُوْنَ فِی الْحَوَائِجِ هُمْ لَدَیْهِ

ترجمہ:۔ امام سیبویہ (امام النحو) نے اللہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے کہ جس کی جناب میں لوگ گڑگڑا کر اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں۔

؎ گفت اَلِهْنَا فِی حَوَائِجِنَا اِلَیْكَ
وَالْتَمَسْنَاهُ وَجَدْنَاهُ لَدَیْكَ

ترجمہ:۔ کہا کہ لوگ اس کی جناب میں یوں دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم تیری جناب میں ہی اپنی حاجات برآری کے لئے التماس کرتے ہیں اور تیری جناب سے ہی اپنا دامنِ مراد بھرتے ہیں ؎

صد ہزاراں عاقل اندر وقت درد
جملہ نالاں پیش آں دیّان فرد

ترجمہ:۔ لاکھوں عقلمند دکھ کے وقت سب کے سب اسی خدائے وحدہٗ کی جناب میں گڑگڑاتے ہیں۔

شعر:۔ ہر نبی از وے برآوردہ برات
اِسْتَعِیْنُوْا مِنْهُ صَبْرًا اَوْ صَلٰوۃ

Marfat.com

ترجمہ:- ہر نبی نے اس سے برأت پائی۔ اسی سے مدد چاہو صبر اور دعا کے ساتھ۔

شعر:- ہیں از و خواہید نے از غیر او
آب در یم جو مجو از خشک جو

ترجمہ:- خبردار مدد اسی سے مانگو اس کے بغیر کسی اور سے نہ مانگو۔ پانی دریا سے تلاش کرو نہ کہ خشک ندی سے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور لفظ اللہ کی تشریح

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے اِلٰہ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اِلٰہ معبود و مطاع ہے کیونکہ اِلٰہ مالوہ کے معنی میں ہے جو ہر طرح کی عبادت کا مستحق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر طرح کی بندگی کا اس لئے سزاوار ہے کہ اس کے اندر وہ جملہ صفات ہیں جو اسے مستلزم قرار دیتی ہیں کہ وہی انتہائی محبت کا مرکز ہے اور وہی اس لائق ہے کہ اس کے سامنے انتہائی عاجزی کی جائے کیونکہ لغت میں اِلٰہ اس محبوبِ حقیقی کا نام ہے کہ قلوب اپنی انتہائی محبت کے لئے اس کا قصد کریں اور اس کے سامنے عاجز و لپست ہوں۔ اسی سے ڈریں۔ اسی سے امیدیں وابستہ رکھیں۔ اور مصائب میں اسی کی طرف رغبت کریں۔ مشکلات میں اسی کو پکاریں۔ اپنے مصالح میں اسی پر توکل کریں۔ اسی کے ذکر سے آرام پکڑیں۔ اسی کی محبت میں چین پائیں۔ یہ خاصہ صرف اللہ وحدہٗ کا ہے اسی لئے کلمہ لا الٰہ الا اللہ سب سے زیادہ سچی کلام ہے۔ یہ کلمہ پڑھنے والے اللہ کا گروہ ہیں۔ اور اہل اللہ ہیں۔ اس کلمہ کے منکر اللہ کے دشمن ہیں۔ اور اس کے غضب و عتاب کا مورد ہیں (فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۳۳)

لسان العرب جلد ۱۸/۱۷ صفحات ۲۶۰، ۲۵۹ پر مزید تشریح ملاحظہ ہو۔ فرمایا:۔

Marfat.com

اللہ کی اصل وِلاہٌ ہے۔ واو کی جگہ ہمزہ کو بدلا گیا اور وِلاہٌ کے معنی وہ ہستی ہے کہ اَنَّ الْخَلْقَ یُوَلِّھُوْنَ اِلَیْہِ فِیْ حَوَائِجِھِمْ وَیَضْرَعُوْنَ اِلَیْہِ مَا یُصِیْبُھُمْ یَفْزَعُوْنَ اِلَیْہِ فِیْ کُلِّ مَا یَنُوْبُھُمْ کَمَا یُوْلِہُ کُلُّ طِفْلٍ اِلٰی اُمِّہٖ کہ مخلوق اپنی حاجات برآری کے لئے اس کی طرف دوڑے اور اپنے مصائب میں اس کی طرف عاجزانہ لپکے اور حملہ آنے والے حادثات میں اس کی جناب میں جزع فزع کرے۔ ٹھیک جس طرح ہر بچہ ایسے موقع پر اپنی ماں کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔

ابن اثیر اللہ کا مادہ اِلٰہٌ یا لَہٗ یعنی تحیر قرار دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اس ہستئ مطلق کے جلال و عظمت میں خوب غور و خوض کرے گا اور اس کی صفات ربوبیت کی طرف اپنے وہم کو پھیرے گا تو اس کی عقل متحیر ہو جائے گی۔

وَلَا یَکُوْنُ اِلٰـہٌ حَتّٰی یَکُوْنَ معبودًا وَحَتّٰی یَکُوْنَ لعابدہٖ خالقًا ورازقًا ومدبّرًا وعَلَیْہِ مُقْتَدِرًا فَمَنْ لَمْ یَکُنْ کَذٰلِکَ فَلَیْسَ باِلٰہٍ وان عُبِدَ ظُلْمًا بل ھو مخلوقٌ ومُتَعَبَّدٌ۔

(لسان العرب ج $\frac{17}{18}$ - ص ۳۶۰)

ترجمہ:۔ کسی ہستی کو اسی وقت معبود کہہ سکتے ہیں کہ عبادت کرنے والے کی تخلیق و ترزیق اور تدبیر و تصرف و قدرت کا مالک ہو اور جو ایسا نہ ہو اگرچہ بوجہ ظلم و بے انصافی پوجا جائے مگر اِلٰہ نہیں محض مخلوق و مطیع ہے۔

مفردات امام راغب صفحہ ۲۰ پر یوں تشریح کی گئی ہے۔

وَتَسْمِیَتُہٗ بذالک لکونِ کُلِّ مَخْلُوْقٍ والِھًا نحوہ، اس نام سے اس لئے منسوب کیا گیا کہ ہر مخلوق فریفتگی سے اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

مولانا اعزاز علی مرحوم استاذ الادب دیوبند کنز الدقائق صفحہ ا کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

اَلِـہٗ لفظٌ مشترکٌ فی العبادۃِ والسکونِ والتحیّرِ والفزع لِاَنَّ الخلق یَعبُدُونہٗ وَیَسکُنُونَ اِلَیہِ ویتحیّرون فیہ و یفزعون الیہ۔

ترجمہ:- یہ لفظ کئی معنوں میں مشترک ہے۔ اس کے معنی عبادت کے، سکون کے، تحیّر اور فزع کے ہیں۔ اس لئے کہ مخلوق اس کی عبادت کرتی ہے۔ اس کی طرف چین حاصل کرتی ہے۔ اس کی ذات میں متحیّر ہے اور اضطرار و گبھراہٹ میں اسی کا قصد کرتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی مشہور تصنیف غنیۃ الطالبین مطبوعہ رفیق عام پریس صفحہ ۲۹ پر اللّٰہ کی تشریح میں یوں کلام فرماتے ہیں:-

لفظ اللّٰہ اَلَہَ یَاْلَہُ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی بندگی اور عبادت ہے اور کہا جاتا ہے اَلَہَ اِلٰھَۃً یعنی اس نے عبادت کی عبادت کرنا۔ چونکہ خداوند عالم کی عبادت کی جاتی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے اس لئے اس کا یہ نام ہُوا۔

دوسری توجیہہ بیان فرماتے ہیں:-

ھُوَ مِنَ الْاَلْہِ وَھُوَ الْاِعْتِمَادُ وَیُقَالُ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ اٰلَہُ اِلْہًا اَیْ فَزِعْتُ اِلَیْہِ وَاعْتَمَدْتُ عَلَیْہِ مَعْنَاہُ اَنَّ الْخَلْقَ یَفْزَعُوْنَ وَیَتَضَرَّعُوْنَ اِلَیْہِ فِی الْحَوَادِثِ وَالْحَوَائِجِ فَھُوَ یَاْلَھُھُمْ اَیْ یُجِیْرُھُمْ فَسُمِّیَ اِلٰـہٌ کَمَا یُقَالُ اِمَامٌ لِلَّذِیْ یُؤْتَمُّ بِہٖ فَالْعِبَادُ مُوَلَّھُوْنَ اَیْ مَضْطَرُّوْنَ اِلَیْہِ فِی الْمَنَافِعِ وَالْمَضَارِّ کَالْوَالِہِ الْمُضْطَرِّ الْمَغْلُوْبِ۔ یعنی یہ نام مشتق ہے اَلَہَ سے اور اس کے معنی ہیں اعتماد کرنا اور کہا جاتا ہے کہ الھت الی فلان الھاً یعنی زاری کی میں نے اس کی طرف اور بھروسہ کیا اس پر۔ مطلب یہ ہے

کہ مخلوق اپنے حادثات و حاجات میں اس ذات کی طرف عاجزانہ گڑگڑاتی اور روتی ہے اور وہ مخلوق کو پناہ دیتا ہے لہٰذا اس کا نام اِلٰہٌ ہوا جس طرح اس کو جس کی پیروی کی جائے امام کہا جاتا ہے پس مخلوق اپنے منافع اور نقصانات میں ایک مغلوب اور مضطر کی طرح اس کی طرف جھکنے میں مجبور و لاچار ہے۔

یہ لفظ اَلَہٌ فَزَعٌ سے مشتق ہے۔ عربی میں ضرب المثل ہے اَلَہٌ من امر نزل علیہا اذا فزع و اَلَھَہٗ غیرہٗ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نے کسی حادثہ کے پیش آنے پر دوسرے کی طرف فریاد کی اور اس دوسرے نے اس کی فزع یعنی گھبراہٹ کو دور کر دیا اور اس میں کیا کلام ہے کہ جو شخص مصیبت و گھبراہٹ میں اپنے معبودِ حقیقی کی جناب میں پناہ ڈھونڈتا ہے وہ معبودِ حقیقی اس کے خوف و ہراس کو دور کر دیتا ہے اور یاس کو قنوت کو امید میں بدل دیتا ہے۔

یَا اِلٰہِیْ قَدْ اَثْقَلَتْنِی الذُّنُوْبُ   فَاعْفُ عَنِّیْ فَالْعَفْوُ مِنْکَ قَرِیْبُ

وَتَجَاوَزْ عَنْ مُذْنِبٍ بِخَطَایَا   عَنِ الْخَیْرِ قَلْبُہٗ مَحْجُوْبُ

کُلُّ یَوْمٍ یَمْضِیْ عَلَیْہِ وَمَا یُدْرِیْ   اَنَّہٗ مِنْ حَیَاتِہٖ مَحْسُوْبُ

وَھُوَ فِیْ غَفْلَۃٍ بِعَیْـ... الْخَـ...یْرِ قَرِیْبٌ مِنْہُ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبُ

★

Marfat.com

شیخ مجددؒ کے اوراد و وظائف

نمازِ تہجد

نمازِ تہجد ہم گویا از ضروریاتِ ایں راہ است، سعی نمایند کہ بے ضرورت ترک نہ شود و اگر در ابتدا ایں معنی متعسر باشد و بیداری در آں وقت میسر نہ شود جمعے از خدمتگاراں را برائے ایں امر تعین نمایند کہ در آں وقت نخواہ و نخواہ بیدار سازند و نگذارند کہ در خواب باشند بعد از چند روز کہ بیداری معتاد شود احتیاج بتکلف و تعمّل نخواہد شد، کسیکہ خواہد کہ در آخر شب بیدار شود باید کہ اوّل شب بعد از نماز خفتن خواب کند و باشتغالِ امورِ لاطائل بیدار نباشد و استغفار و توبہ و التجاء و تضرع و تذکرِ معاصی و ذنوب و تفکر نقائص و عیوب و خوف عذابِ اُخروی و ترس اَلَم دائمی در آں وقت غنیمت دانند و عفو و مغفرت از حق سبحانہٗ و تعالےٰ خواہند۔

(دفتر سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ:۔ نماز تہجد راہِ سلوک کی ضروریات میں سے ہے۔ کوشش کریں کہ بلا ضرورت ترک نہ ہونے پائے۔ اگر ابتداء میں یہ امر مشکل نظر آئے اور اس وقت بیداری میسر نہ ہو سکے تو اپنے خدمتگزاروں میں سے کسی کے ذمہ یہ فرض لگائیں کہ وہ آپ کو جگا دیا کرے اور آپ کو نیند میں نہ رہنے دے۔ چند روز کے بعد بیداری کی عادت ہو جائے گی اور اس تکلف و تعمّل سے آپ بے نیاز ہو جائیں گے۔ جو شخص پچھلی رات بیدار ہونا چاہے اسے

Marfat.com

چاہیئے کہ بعد نماز عشاء اول شب ہی محوِ خواب ہو جائے اور بیہودہ امور میں مشغول ہو کر جاگتا نہ رہے۔ سوتے وقت توبہ و استغفار اور التجاء و تضرع کریں۔ گناہوں کا اور معاصی کا محاسبہ کریں۔ اور عیبوں اور قصوروں پر نگاہ ڈالیں۔ نیز دائمی رنج و الم اور اخروی عذاب سے ڈر کر خدا کی جناب میں عفو و بخشش کے طالب ہوں۔

استغفار

صد بار ایں کلمہ استغفار با توجہ قلب بر زبان آرند۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ سُبْحَانَہٗ

و نیز بعد از نماز دیگر ایں کلمۂ استغفار صد بار بخوانند و بطہارت و بغیر طہارت ترک وردِ ایں کلمۂ استغفار نہ نمایند۔ در خبر آمدہ است۔ طُوْبٰی لِمَنْ وُّجِدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارٌ کَثِیْرٌ

(دفتر سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ:- نماز تہجد کے وقت سو بار کلمۂ استغفار متذکرہ بالا توجہ کے ساتھ زبان پر لائیں۔ نماز عصر کے بعد بھی یہی کلمہ استغفار سو بار پڑھا کریں خواہ وضو ہو یا نہ ہو۔ اس کلمۂ استغفار کے ورد کا ناغہ نہ کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مبارک ہے وہ شخص جس کے اعمالنامہ میں استغفار کی کثرت ہوگی۔

نماز چاشت

و نماز چاشت ہم اگر ادا نمودہ شود دولتے است عظیم۔ سعی نمایند کہ لا اقل دو رکعت بر دوام از چاشت ادا کردہ شود، و اکثر رکعات نماز چاشت۔ در رنگ نماز تہجد دوازدہ است و بمقتضائے وقت و حال ہر چہ گزاردہ شود مغتنم است۔

(دفتر سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ:- نماز چاشت بھی اگر ادا کی جائے تو بڑی اعلیٰ دولت ہے کوشش کریں کہ کم از کم دو رکعت نماز چاشت ہمیشہ کے لئے ادا ہو سکیں۔ نماز چاشت کی زیادہ سے زیادہ رکعتیں نماز تہجد کی شکل بارہ ہیں۔ وقت و حال کے موافق جتنی ادا ہو سکیں غنیمت ہے۔

فرضی نمازوں کے بعد کے وظیفے

وکوشش نمایند کہ بعد از ادائے ہر نماز فرض آیۃ الکرسی خواندہ شود کہ در خبر آمدہ است کہ بعد از ہر نماز فرض ہر کہ آیۃ الکرسی بخواند مانع نہ باشد او را از دخول بہشت مگر موت۔ ونیز بعد از ادائے ہر نمازے از نمازہائے پنجگانہ باید کہ سی وسہ بار کلمہ تنزیہہ سُبْحَانَ اللّٰہ بگویند وسی وسہ بار کلمۂ تحمید اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وسی وسہ بار کلمہ تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ ویک بار بگویند لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تا عدد صد پورہ شود (دفتر سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ:- پوری کوشش کریں کہ ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی جائے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا ہے بہشت اور اس کے درمیان سوائے موت کے کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ نیز پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہ تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک بار پڑھے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ لَـہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تاکہ سو پورا ہو جائے۔

Marfat.com

صبح وشام کو کیا پڑھے

ونیز در ہر روز و در ہر شب صد بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ بگویند کہ ثواب بسیار دارد والیضاً در صباح یکبار بگویند۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ و در شام بجائے اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ اَللّٰھُمَّ مَا اَمْسٰی بگویند و تمام کنند۔

و در حدیث نبوی آمدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہر کہ ایں دعا را در روز بخواند شکر آں روز بجا آوردہ باشد و ہر کہ در شب بخواند شکر آں شب بجا آوردہ باشد و ایں ورد را در کار نسیت کہ بطہارت بخواند بلکہ در جمیع اوقات ایں ورد یومی و لیلی را بجا آرند۔

(دفتر سوم۔ مکتوب ۱۷)

ترجمہ:- نیز ہر صبح اور ہر شب کو سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا ورد کرے۔ حدیث میں اس کا بہت ثواب آیا ہے۔

صبح ایک دفعہ یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

اور شام کی دُعا میں صرف اتنا تغیر کرے کہ اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ کی جگہ اَللّٰھُمَّ مَا اَمْسٰی کہے اور پورا کرے۔

ترجمہ:- اس دعا کا یہ مطلب ہے:۔

یا اللہ آج صبح کو یا آج شام کو جو نعمت مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو پہنچی ہے وہ تیری ہی ہے۔ تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں پس تیرے

Marfat.com

ہی لئے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔

بہترین عبادات

نماز بہترین عبادات است بعد ایمان باللہ و برسولہٖ و در رنگ ایمان حسن لذاتہ است بخلاف سائر عبادات کہ حسن آنہا ذاتی نیست۔ نیک تقید ورزیدہ بعد از طہارتِ کاملہ چنانچہ در کتب شرع مبین گشتہ است بے فتور ادائے نماز باید نمود و در قرأت و رکوع و سجود و قومہ و جلسہ و سائر ارکان احتیاط باید کرد کہ بوجہ کمال ادا یابند و سکون و طمانینت در رکوع و سجود و قومہ و جلسہ لازم باید داشت۔ و بمساہلہ نباید گزرانید و نماز را در اوّل وقت ادا نمایند و تاخیر را از راہ تکاسل و تجاہل تجویز نکنند۔ بندہ مقبول کسے است کہ بمجرد امر مولیٰ امتثال امر رو نماید کہ تاخیر کردن در امتثالِ امر از تمرّد و سوءِ ادب است۔ (دفتر سوم، مکتوب ۱۷)

ترجمہ:- نماز تمام عبادتوں سے بہترین عبادت ہے اور فی حد ذاتہ حسن و خوب ہے۔ برخلاف دوسری عبادتوں کے کہ ان کا حسن و خوبی ذاتی نہیں۔ طہارتِ کاملہ کے بعد جیسا کہ کتب شرع میں واضح ہے بڑی کوشش اور اہتمام سے نماز کو ادا کریں اور قرأت و رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں سکون و طمانیت یعنی آرام کو لازمی جاننا چاہیئے اور سستی و بے پرواہی سے ادا نہ کرنا چاہیئے۔ نماز کو اوّل وقت میں ادا کریں اور سستی و جہالت سے تاخیر نہ کریں۔ بندۂ مقبول وہی ہے جو مالک کا حکم ہوتے ہی امر کو بجالائے۔ امر کے بجالانے میں دیر کرنا بے ادبی اور سرکشی ہے۔

تکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ

یک لمحہ و لحظہ فراغت بر خود تجویز نکنند و یکے از ہر سہ چیز باید کہ خالی از آں

نباشند، تلاوتِ قرآن مجید وادائے نماز بطولِ قرأت وتکرارِ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ باید کہ بکلمہ لا نفی نفی آلہۂ ہوا ہائے نفسِ خود نماید۔ (دفتر سوم، مکتوب ۲)

ترجمہ:- ایک دم بھی فراغت اور آرام اپنے لئے پسند نہ کرو۔ اور ان تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہو۔

۱- قرآن مجید کی تلاوت۔

۲- طویل قرأت کے ساتھ ادائیگی نماز۔

۳- کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا بار بار تلاوت کرنا۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ کے پڑھتے وقت حق تعالےٰ کے سوا اپنے جھوٹے اور نفسانی خداؤں کی نفی کرنا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

بعد الحمد والصلوٰۃ باید کہ عابد در وقتِ ادائے عبادت ہرچہ از جنس حسن وکمال در عبادت خود یابد آں ہمہ راجع بتوفیقِ خداوندی است جل سلطانہٗ واز حسن تربیت احسانِ او است تعالےٰ۔ وہرچہ از جنس قصور وناتمامی در عبادت خود یابد آں ہمہ عائد بنفس او ست واز شرارتِ جبلّی او ناشی شدہ است وبجناب قدس او تعالےٰ ہیچ چیز از قسم نقص وقصور راجع نیست۔ آنجا ہمہ خیر وکمال است وہمچنیں ہرچہ در عالم بوقوع مے آید حسن وکمال آں راجع بجناب قدس او ست تعالےٰ وشر ونقص آں عاید بدائرہ ممکنات کہ قدم راسخ در عدم دارد کہ منشاء ہر شر ونقص است۔ کلمہ طیبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ بوجہ ابلغ بیان ایں دو امر شریف مایدو کمالِ تنزیہہ وتقدیس او تعالیٰ مے نماید ازانچہ شایانِ جناب قدس او تعالےٰ نیست از شرور ونقائص واداے شکر بعبادت حمد کہ راس ہر شکر است میکند بر صفات وافعال جمیلہ او تعالےٰ و

Marfat.com

برانعامات واحسانات جزئیلہ اُو سبحانہٗ۔ (دفتر اول ۔ مکتوب ۳۰۷)

ترجمہ:- حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ عابد عبادت کرتے وقت جو حسن وجمال اپنی عبادت میں معلوم کرتا ہے وہ سب حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف راجع ہے۔ اور اس کے حسن تربیت اور احسان سے ہے اور جو قصور وکوتاہی اپنی عبادت میں پاتا ہے وہ سب اس کے اپنے نفس کی طرف عائد ہے اور اس کی جبلّی شرارت سے پیدا ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف کسی قسم کا قصور ونقص راجع نہیں ہوتا وہاں سب خیر وکمال ہی ہے اسی طرح جو کچھ عالم میں واقع ہوتا ہے اس کا حسن وکمال حق تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف راجع ہے اور اس کا شر ونقص دائرہ ممکنات کی طرف عائد ہوتا ہے جو کہ عدم میں قدم راسخ رکھتا ہے جو کہ ہر شر ونقص کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔ کلمہ طیبہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ ان دونوں امور کو خوب واضح اور ظاہر کرتا ہے اور ان امور سے جو حق تعالیٰ کی پاک جناب کے لائق نہیں ہیں۔ یعنی شر ونقائص سے حق تعالیٰ کی کمال تنزیہہ وتقدیس ظاہر کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی صفات اور افعال جمیلہ اور اس کے انعامات واحسانات جلیلہ پر شکر کو حمد کی عبارت میں جو ہر شکر کی اصل ہے ادا کرتا ہے۔

ازینجا است کہ در حدیث نبوی آمدہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہر کہ ایں کلمہ طیبہ را در روز یا در شب صدہا بار بگوید ہیچ یکے در عمل در آں روز و در آں شب با او برابری نجوید مگر آنکہ مثل او ایں کلمہ طیبہ را بگوید چگونہ برابری جوید کہ ہر عمل وعبادت او ادائے شکرے است از شکر ہائے خداوندی جل سلطانہ کہ بجزو ایں کلمہ طیبہ ادا یافتہ است وجزو دیگر او کہ بیان تنزیہہ وتقدیس او تعالیٰ مے نماید علاوہ است۔ فعلیکم باتیان ہذہ الکلمۃ الطیبۃ کل یوم ولیلۃ مائۃ مرّۃ

Marfat.com

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَلْمُوَفِّقُ۔ (دفتر اول ۔ مکتوب ۳۰۷)

ترجمہ:۔ اسی سبب سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے کہ جو کوئی اس کلمہ طیبّہ کو دن میں یا رات میں سو بار کہے۔ کوئی عمل دن کا یا رات کا اس کی برابری نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے برابر اسی کلمہ طیبّہ کو کہے اور برابر بھی کس طرح ہو سکے جب کہ ہر ایک عمل و عبادت جس سے حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے وہ اس کلمہ طیبّہ کے ایک ہی جزو سے ادا ہو جاتا ہے۔

اور جزوِ ثانی میں حق تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس کا حق ادا ہو جاتا ہے پس آپ کو چاہیئے کہ ہر دن میں اس کلمہ طیبّہ کو سو دفعہ پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس امر کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

قَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اِلٰی آخِرِہٖ۔

ترجمہ:۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں وزنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت پیارے اور محبوب ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

زبان پر ان کے ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے حروف کم ہیں اور میزان میں بھاری ہونے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب و پیارے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے کلمہ کا پہلا جزو ظاہر کرتا ہے کہ حق تعالےٰ ان تمام باتوں سے جو اس کی پاک

Marfat.com

بارگاہ کے لائق نہیں منزہ ہے اور اس کی جناب کبریا نقص کے صفات و حدوث و زوال کے تمام نشانات سے برتر و پاک ہے اور اس کلمہ کا دوسرا جزو ثابت کرتا ہے کہ تمام صفات کمال او شیونات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں خواہ وہ صفات و شیونات فضائل سے ہوں یا فواضل سے اور دونوں جزوؤں میں اضافت استغراق کے لئے ہے تاکہ تمام تقدیسات و تنزیہات اور تمام صفات کمال و جمال حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہونے کا افادہ دے۔ دوسرے کلمہ کا حاصل یہ ہے کہ عظمت و کبریائی حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرنے کے باوجود تمام تنزیہات و تقدیسات اسی کی طرف راجع ہیں اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تمام نقائص حق تعالیٰ سے اس کی عظمت و کبریائی کے باعث مسلوب ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ کلمے میزان میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں۔ (دفتر اول، مکتوب ۳۰۱)

سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَر

نزد فقیر صد بار تسبیح و تحمید و تکبیر قبیل نوم بر نہجیکہ از مخبر صادق بہ ثبوت پیوستہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات حکم محاسبہ دارد و کار محاسبہ مے نماید۔ گویا بتکرار کلمہ تسبیح کہ مفتاح توبہ است اعتذار از تقصیرات و سیئات خود مے نماید و جناب قدس او را تعالیٰ از آنچہ از ارتکاب ایں سیئات عائد شدہ بود تنزیہہ و تقدیس میفرماید چہ مرتکب سیئات را اگر عظمت و کبریائی جناب قدس حضرت آمر و ناہی ملحوظ و منظور مے شد ہرگز بعدم امتثال امر او تعالیٰ مبادرت نمے نمود و چوں مبادرت نمود معلوم شد کہ امر و نہی او را تعالیٰ نزد مرتکب اعتدادے و اعتبارے نبودہ اَعَاذَنَا اللہُ سُبحَانَہٗ مِن ذَالِکَ پس بتکرار کلمہ تنزیہہ تلافی آں تقصیر مے نماید۔ باید دانست کہ در استغفار طلب ستر ذنب است و در تکرار کلمہ تنزیہہ طلب استیصال ذنب فَاَینَ ھٰذَا مِن ذَالِکَ۔ سُبحَانَ اللہِ عجب کلمہ ایست الفاظش در غایت قلت و معانی و منافع آں در نہایت

کثرت و تکرار کلمہ تحمید شکر توفیق خداوندی جل سلطانہٗ بجامے آرد و اداء شکر نعم او تعالےٰ میسر ماند و تکرار کلمہ تکبیر اشارتیست بہ آنکہ جناب قدس اُو تعالےٰ بلند تر است ازآنکہ ایں اعتذار و ایں شکر شایان آنحضرت جل شانہٗ باشند زیراکہ اعتذار و استغفار کثیر است۔ وحمد او راجع بنفس اُو۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔ محاسبان بہ استغفار و شکر کفایت مے نمایند و بایں کلمات قدسیہ ہم کار استغفار حاصل مے شود و ہم شکر بجا مے آید و ہم ایمائے باظہار نقص استغفار و شکر میسر مے گردد۔

(دفتر اول مکتوب ۳۰۹ صفحہ ۲۲)

ترجمہ:۔ فقیر کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح و تحمید و تکبیر کا کہنا جس طرح کہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام دیتا ہے۔ گویا کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو توبہ کی کنجی ہے اپنی برائیوں اور تقصیروں سے عذر خواہی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کو ان باتوں سے جن کے باعث ان برائیوں کا مرتکب ہوا ہے منزہ اور مبرا ظاہر کرتا ہے کیونکہ برائیوں کے مرتکب کو اگر حضرت آمر و ناہی یعنی حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی عظمت و کبریائی ملحوظ اور مدنظر ہوتی تو حق تعالےٰ کے امر کے برخلاف کرنے میں ہرگز دلیری نہ کرتا اور جب اس نے بُرے کام پر دلیری کی تو معلوم ہوا کہ مرتکب کے نزدیک حق تعالےٰ کے امر و نہی کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ خدا تعالےٰ اس گناہ سے محفوظ رکھے۔ پس اس کلمہ تنزیہہ کے تکرار سے اس تقصیر کی تلافی ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ استغفار میں گناہ کے ڈھانپنے کی طلب پائی جاتی ہے اور کلمہ تنزیہہ کے تکرار میں گناہوں کی بیخ کنی کی طلب ہے۔ یہ دونوں کلمے

Marfat.com

ایک دوسرے کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہ ایک ایسا کلمہ
ہے کہ اس کے الفاظ نہایت ہی کم ہیں لیکن اس کے معانی ومنافع بکثرت ہیں
اور کلمہ تمجید کے تکرار سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی پاک بارگاہ
اس بات سے بہت ہی بلند ہے کہ یہ عذر خواہی اور شکر اس کے لائق ہو
کیونکہ اس کی عذر خواہی اور استغفار کے لئے بڑی کثرت سے عذر خواہی
اور استغفار درکار ہے اور اس کی حمد اس کے اپنے نفس کی طرف راجع
ہے۔ پاک ہے رب تیرا جو بڑی عزت والا ہے۔ ان وصفوں سے جو لوگ
بیان کرتے ہیں اور سلام ہو اوپر رسولوں کے اور ہر طرح کی حمد اللہ رب العالمین
کے لئے ہے۔

محاسبہ کرنے والے محض شکر اور استغفار پر کفایت کرتے ہیں لیکن ان کلمات
قدسیہ میں استغفار کا کام بھی ہو جاتا ہے اور حقِ شکر بھی ادا ہو جاتا ہے
اور استغفار و شکر کے نقص کا اظہار بھی میسر ہو جاتا ہے۔

آنحضرتؐ پر صلوٰۃ وسلام کا طریقہ

تقاضائے محبت یہ ہے کہ محبوب کا خیال دل میں اس قدر راسخ ہو جائے
کہ اس کے سوائے نہ تو کچھ نظر آئے اور نہ وہ خیال دل سے نکل سکے۔ جب محبت کا
تقاضا یہ ہے تو لامحالہ محبوب کا ذکر ہر وقت مُحِبّ کی زبان پر جاری رہے گا مثل مشہور
ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ یعنی جو شخص کسی شے کو دوست رکھتا ہے
اس کا ذکر بہت زیادہ کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دوام ورسوخ کا باعث ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو ایمان کامل
نہیں ہوتا۔ محبوب کا ذکر زبان پر اور اس کی یاد دل میں جس قدر زیادہ ہو گی اتنا ہی

Marfat.com

اس کا حُب و شوق بڑھے گا اور جتنا حب و شوق بڑھے گا اتنی ہی زبان اس کے ذکر و مدح و ثنا میں مشغول رہے گی۔ گویا یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔ محب کی نظر میں محبوب کی رویت اور اس کے ذکر و فکر سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہو سکتی۔ جدھر نظر اُٹھاتا ہے اسے محبوب ہی نظر آتا ہے۔ دل و جگر اور جسم و جان و چشم و زبان سب اسی کے ہو جاتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو کتنا مبارک ہے وہ دل جس میں خدا تعالیٰ کی توحید اور رسولؐ کی محبت کالنقش فی الحجر ہو جائے۔ کوئی سبب، کوئی حادثہ اور کوئی علت اس کو مٹا نہ سکے۔ آنحضرت علیہ والصلوٰۃ والسلام پر درودِ پاک کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت کی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مکتوبات کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کتنی بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ جہاں کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آیا آپ کے قلم سے جب تک کامل درود کا جملہ نہ نکلا آگے نہیں بڑھے۔ بار بار نام اور بار بار درود، مکتوبات میں ہزارہا بار درود حضورؐ کی ذاتِ اطہر پر آپ نے بھیجا۔

قرآن پاک میں جب آیۂ شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اِلٰی الآخر نازل ہوئی تو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی ذات بابرکات پر کس طرح درود پڑھیں۔ یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ پوری روایت یوں ہے۔

عن ابی مسعودٍ رضی اللہ عنہ قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فی مجلسِ سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد: قد امرنا اللّٰہ ان نُصَلِّیَ علیک فکیف نصلی علیک. فقال قولوا اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی محمدٍ

Marfat.com

وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و بارک علی محمد کما بارکت علے ابراھیم والسلام کما قد علمتم۔

ترجمہ: ابو مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگ سعد ابن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بشیر بن سعد نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ پس کن الفاظ کے ساتھ ہم آپ پر درود شریف پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ یوں پڑھا کرو۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علے ابراھیم و بارک علی محمد کما بارکت علی ابراھیم

اور سلام یعنی تشہد وہی ہے جو تم کو تعلیم کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد بھی آتا ہے۔

درود پاک کے فضائل میں ایک اور حدیث ہے جسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔ میں صرف حدیث کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

سعد بن اسحاق کعب کے پوتے اپنے باپ سے اور وہ کعب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امر کے متعلق خطبہ سنانے کے لئے ہم لوگوں کو جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ جب ہم جمع ہو گئے تو آپ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا اور "آمین" فرمائی۔ پھر آپ نے منبر کے دوسرے درجہ پر قدم رکھا۔ پھر آمین فرمائی۔ پھر اسی طرح تیسرے درجہ پر قدم رکھا پھر آمین فرمائی۔ جب حضورؐ فارغ ہو کر منبر پر سے اُتر آئے تو ہم نے عرض کیا کہ آج حضورؐ سے وہ باتیں سنی گئی ہیں جو اس سے پیشتر نہیں سنی گئی تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب میں نے منبر کے پہلے درجے پر قدم رکھا تو جبرائیل امینؑ نے مجھے کہا کہ جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا اور

Marfat.com

اس کے گناہ معاف نہ ہوئے تو وہ خدا کی رحمت سے دور ہو گیا۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں دوسرے پایہ پر چڑھا تو پھر جبرائیل امین نے کہا کہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر خیر ہوا اور اس شخص نے آپؐ کی ذات بابرکات پر درود نہ پڑھا وہ بھی خدا کی رحمت سے دور ہو گیا۔ میں نے کہا آمینؐ۔ پھر جب میں نے تیسرے پایہ پر قدم رکھا پھر جبرائیل امین نے کہا کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ میں سے کسی کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی وہ بھی خدا کی رحمت سے دور ہو گیا۔ میں نے کہا "آمین" یعنی یہ تینوں قسم کے حرماں نصیب آدمی خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہمیں صرف انہی درودوں کا ورد کرنا چاہیئے جو درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں۔ اگرچہ اپنا یا کسی بزرگ کا بنایا ہوا کوئی جملہ یا کوئی لفظ جس کی بنا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پر رکھی گئی ہو بے شک مفہوم صلوٰۃ کو پوری کرتا ہو لیکن ان جملوں میں وہ نورانیت وہ تجلی وہ اثر و مفاد اور دینی و دنیوی برکات جو رسولِ پاکؐ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں یقینی و مسلّم ہیں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔ یا بدرجۂ آخر کسی جلیل القدر صحابیؓ سے مروی ہوں۔ لوگوں کے بنائے ہوئے درود کبھی بھی قائمقام صلوٰۃ نہیں ہو سکتے۔ درود ماثورہ ہی پڑھنا واجب ہے

صحابہ کرامؓ عرب العرباء تھے۔ فصاحت و بلاغت میں ان کا نظیر نہیں تھا۔ معنی فہمی میں ان کو کوئی دقت نہ تھی۔ وہ درود کے لئے بہتر سے بہتر عبارت تالیف فرما سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی رائے پر بھروسہ نہ کیا اور حضورؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل کس طرح کریں حضورؐ والا نے جواب میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ جو چاہو کہہ لیا کرو۔ بلکہ حضورؐ نے جس طرح پہلے تشہد یعنی سلام کی تعلیم فرمائی تھی۔ اسی طرح صلوٰۃ کی بھی تعلیم فرمائی۔ اب جس

Marfat.com

طرح کسی کی بنائی ہوئی کوئی عبارت تشہد کا قائم مقام نہیں ہو سکتی اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ درود کسی کا بنایا ہوا آپؐ کے بیان کردہ صلوٰۃ کا قائم مقام ہو سکے۔

حضرت بابا فرید شکر گنجؒ کیا وظائف پڑھا کرتے تھے

قارئین کے استفادہ کے لئے میں حضرت بابا فرید شکر گنجؒ کے مجموعہ ملفوظات سے جس کا نام "راحۃ القلوب" ہے اور جس کے مؤلف شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ ہیں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زبان مبارک سے ارشاد کردہ معمولات و وظائف زیبِ قرطاس کرتا ہوں۔ فرمایا۔

عجب دارم از چہار گروہ کہ از چار چیز غافل باشند۔ اوّل ازاں گروہ کہ بغم گرفتار باشند چگونہ نگویند۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

زیراکہ حق تعالےٰ در کلام مجید فرمودہ است فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ بعد ازاں ہمدریں محل فرمود کہ حضرت ایوبؑ، چوں بہ بلائے کرماں مبتلا شد چہل سال در زحمت بود آں روز کہ وعدہ نجات خواہد شد بحضرتِ عزّت مناجات کرد فرمان آمد کہ ایں کلمہ را بسیار بگو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

ایں کلمہ را چند روز مداومت نمود حق تعالےٰ اورا از بلا نجات داد۔

(راحۃ القلوب ص ۴۷)

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ میں چار قسم کے لوگوں سے تعجب کرتا ہوں جو چار باتوں سے غافل ہیں اوّل قسم کے وہ لوگ ہیں جو کہ غم و پریشانی میں گرفتار ہوں اور یہ وظیفہ وردِ زبان نہ کریں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

Marfat.com

کیونکہ حق تعالےٰ نے اپنی کلامِ پاک میں اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے حق میں فرمایا کہ ہم نے اس کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اس کو غم سے نجات دی اور مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

بعدازاں اسی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت ایّوب علیہ السلام چالیس سال تک کرموں کی بیماری میں مبتلا رہے آخر جب مصائب کا زمانہ ختم ہونے کو آیا حضرت باری کی خدمت میں دُعا کی۔ جواب آیا کہ اے ایوبؑ ہماری جناب میں ان کلمات سے دعا کرو۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

چنانچہ ان کلمات کی چند روزہ مداومت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں اس مصیبتِ عظمیٰ سے نجات بخشی۔

۲۔ ہرکہ را درویشی رسد ایں کلمہ بسیار بگوید لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بعدازاں فرمود وقتے بخدمتے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز حاضر بودم آئندہ آمد وعرضہ کرد کہ در معاش تنگی دارم شیخ الاسلام برخود فرمود کہ ایں نمے گوید وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ گفت راست نمے گویم آنگاہ فرمود اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت است ہرکہ ایں کلمہ بسیار گوید حق تعالیٰ اُو را از آفت درویشی نگہدارد (راحۃ القلوب ص ۴۶)

ترجمہ:۔ جس شخص کو درویشی لاحق ہو جائے تو اس کلمہ کا بہت ورد کرے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پھر فرمایا کہ ایک وقت میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور تنگی معاش کی شکایت کی۔ آپ نے فی الفور فرمایا کہ کیا یہ نہیں پڑھا کرتے ولا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم۔

Marfat.com

عرض کیا کہ واقعی نہیں پڑھا کرتا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اس کلمہ کا ورد رکھے خدا اسے درویشی کی تنگی سے محفوظ رکھے گا۔

۳۔ شیخ الاسلام فرمود عجب دارم از کسے کہ بترسد از مکر مردماں و نگوید اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

زیرا چہ حق تعالیٰ فرمودہ است فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَامَکَرُوا آنگاہ شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ بر لفظ مبارک راند کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہر وقتے کہ پیش حجاج یوسف بر فتے ایں آیہ بخواندے۔ حجاج یوسف سوگند خوردے وگفتے کہ از ہیچ کس چنداں ہراس ندارم کہ از خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ آں زماں کہ او پیدا مے شود لرزہ در من مے افتد۔ دو شیر برابر او مے آیند گوئی آں زماں مرا ذرّہ ذرّہ خواہند کرد۔ (راحۃ القلوب ص ۴۸)

ترجمہ:۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو شخص مخلوق کے مکر و داؤ سے خوف کھائے اور یہ وظیفہ نہ پڑھے۔ اس پر بھی تعجب ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اس وظیفہ پڑھنے والے کے حق میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو ان لوگوں کی مکروں کی بلاؤں سے بچا لیا۔ وظیفہ یہ ہے فَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ) پھر شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی حجاج بن یوسف کے سامنے جایا کرتے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرتے۔ حجاج بن یوسف قسم کھا کر کہتا کہ مجھے جتنا ڈر خواجہ حسنؒ سے آتا ہے اتنا میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ جس وقت خواجہ حسن بصریؒ کی شکل کو دیکھتا ہوں بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ہمراہ دو شیر ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے ذرّہ

ذرہ کر دیں گے۔

۴۔ بعد ازاں فرمود عجب دارم ازاں گروہ کہ از کسے بترسند وایں نگویند۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ پس ہر کہ ایں کلمہ گوید او را ہیچ کس چیزے نتواند گفت۔ (راحۃ القلوب ص ۷۴)

ترجمہ:۔ پھر حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں سے تعجب معلوم ہوتا ہے جو کسی سے خوف کھائیں اور یہ نہ پڑھیں۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ جو شخص یہ کلمات ورد رکھے اسے کوئی شخص کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کے نام کے وظیفے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لاریب ایک عالی مقام بزرگ ہوئے ہیں۔ ۵۶۱ھ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی۔ اہل بدعت نے آپ کی طرف ایسے ایسے شرکیہ اوراد و وظائف منسوب کئے جو کھلم کھلا قرآن پاک، اسلامی تعلیمات اور حضرت شیخ کی تصنیفات کے خلاف ہیں۔ کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ حضرت شیخ جیسے داعیِ توحید اور قامعِ بدعت نے یہ تعلیم دی ہو کہ مصیبت کے وقت مجھ سے فریاد کرو۔ میرے نام کی دہائی دو۔ میرا نام لے کر ندا کرو۔ میں تمہاری مصیبت کو دور کروں گا اور تمہاری مشکلات کو آسان کر دوں گا۔ اسلام سے پہلے عیسائیوں اور یہودیوں نے اسی قسم کی مشرکانہ تعلیمات اپنے انبیاء اور صالحین کی طرف منسوب کیں۔ قرآن پاک نے ان صالحین کی طرف سے صفائی پیش کی۔ اور ان کے دامن کو شرک کی آلودگیوں سے پاک وصاف بتلایا۔

(ملاحظہ ہو سورۂ آل عمران پ ۳۔ آیت ۷۹۔ ۸۰)

Marfat.com

کسی انسان کو تو یہ بات شایان ہی نہیں کہ خدا اس کو اپنی کتاب اور عقل سلیم اور نبوّت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو۔ اس لئے کہ تم دوسروں کو کتاب الٰہی پڑھاتے رہے ہو۔ اور اس لئے کہ تم خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ تم کو کبھی بھی یہ نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو۔ بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہارے اسلام لانے کے بعد وہ کفر کرنے کا حکم کرے۔

قرآن پاک میں اسی مضمون کی کثرت سے آیات موجود ہیں لیکن ان تصریحات کے باوجود اہلِ بدعت نے قرآنی توحید کو پوری طرح مسخ کرنے اور محو کرنے کی کوشش کی۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنی کتاب ملفوظات ص۵۹ پر فرماتے ہیں:۔

جب کبھی میں نے استعانت کی "یا غوث" ہی کہا۔ یک در گیر محکم بگیر۔ دوسرے مقام پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنی کتاب وظیفۂ کریمیہ ص۱۸ پر "یا غوث" ایک سو مرتبہ کہنے کا امر کیا ہے اور اس وظیفہ "یا غوث" کا اثر یہ بتایا ہے۔

"گناہوں کی مغفرت، آفاتِ دُنیاوی و اُخروی سے نجات اور صفائی قلب"۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنی کتاب فتاویٰ افریقیہ ص۱۱ پر نمازِ غوثیہ کی ترکیب بحوالہ کتاب بہجۃ الاسرار ص۲۲ تلقین فرماتے ہیں اور ایسا دکھایا ہے کہ اس نمازِ غوثیہ کی گویا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود باقاعدہ یوں تعلیم دے رہے ہوں۔

• من استغاث بی فی کربۃ کُشِفَتْ عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فُرِّجَتْ عنہ ومن توسّل بی الی اللہ عزّوجل فی حاجۃ قُضِیَتْ لہٗ، ومن صلی رکعتین یقرؤ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص

Marfat.com

احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم یُصلّی علیٰ رسول اللہ صلعم ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدیٰ عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضیٰ۔

ترجمہ:- جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور کروں گا۔ اور جو شخص کسی سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارے اس سے وہ سختی اٹھا دوں گا اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت میں پوری کروں گا۔ اور جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر بعد سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرتا ہے اس کی وہ حاجت روا ہوگی (ترجمہ ترجمہ بقیاس حقیقت ص۱۱ تصنیف مولوی محمد عمر صاحب)

پھر احمد رضا خاں صاحب نے اپنی دوسری تصنیف میں حضرت پیر صاحب کو تمام خدائی اختیارات سپرد کئے ان کو مختار کل اور قادر بنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق معراج بنائے گئے۔ پل پل اور گھڑی گھڑی کی وہ خبر رکھتے ہیں۔ ہر شقی و سعید ان کے پیش کیا جاتا ہے۔ لوح محفوظ ان کے پیش نظر رہتا ہے۔ آفتاب طلوع نہیں ہو سکتا جب تک ان کو سلام نہ کرے۔ (الامن والعلی ص۱۰۵ تصنیف مولانا احمد رضا خاں)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور درس توحید

حضرت شیخ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے شروع میں ان الفاظ سے خطبہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس کی تعریف کے ساتھ ہر کتاب کو شروع کیا جاتا ہے اور جس کے ذکر کے ساتھ ہر بات کی ابتدا کی جاتی ہے۔ اسی

کی حمد کے صدقے اہلِ جنت جنت کی نعمتیں پائیں گے ۔ وہی ذات ہے جس
کا نام لینے سے ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے اسی کے نام سے ہر غم اور ہر
مصیبت دور ہوتی ہے ، دکھ اور سکھ ، غمی اور خوشی میں اسی کی جناب اقدس
میں گڑگڑا کر دعا کی جاتی ہے ۔ وہ ذات ہے کہ بولیاں اور زبانیں مختلف
ہونے کے باوجود تمام پکاروں کا سننے والا ہے اور وہی ہے کہ درماندہ
اور عاجز انسان کی دعا کو قبول فرماتا ہے ۔

(غنیۃ الطالبین ص۱ مطبع صدیقی لاہور)

ہمارا گڑگڑانا ، ہمارا دعا کرنا اور تمام حالات میں ہمارا رجوع کرنا اللہ
کی طرف ہے جو ہمارا پروردگار ہے ۔ ہمارا خالق و رازق ہے ۔ وہی
کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے ۔ وہی نفع دینے والا ہے ۔ وہی محافظ و
نگہبان ہے ۔ ہماری زندگی اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ ان جملہ امور کی شر
کو جو ہمیں دکھ اور غم میں ڈالیں ۔ وہی ہم سے ہٹانے والا اور دفع کرنے
والا ہے ۔ یہ تمام نعمتیں اسی کی رحمت و بخشش اور اسی کے فضل و کرم
سے ہمیں میسّر ہیں (فتوح الغیب ص۸ مطبع محمدی لاہور)

فتوح الغیب میں دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ۔

پس چاہیئے کہ تیرا مسئول (وہ ذات جس سے حاجت روائی کے لئے
سوال کیا جائے) صرف ایک ہی ہو وہ ایک ہی تیرا معطی اور ایک ہی
قبلہ مقصود ہو ۔ اور وہ ذات تیرا پروردگار ہے جس کے قبضہ قدرت میں
بادشاہوں کی پیشانیوں کے بال اور مخلوق کے قلوب ہیں ۔ اللہ تعالیٰ قرآن
پاک میں فرماتے ہیں ۔ اے لوگو ! اللہ تعالیٰ کا رزق اللہ تعالیٰ سے مانگو
اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہیں رزق عطا کرنے کا کوئی

Marfat.com

اختیار نہیں رکھتے۔ پس رزق اللہ ہی کی جناب سے طلب کرو۔ اسی خدا کی بندگی کرو۔ اور اسی کا شکریہ ادا کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب لوگ تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں یقیناً قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے اس کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں۔

حضرت شیخ غنیۃ الطالبین میں ایک مقام پر تلقین فرماتے ہیں۔

جو شخص اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ و تکیہ کرے وہ ملعون ہے اور بعض تعلقات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی اور جود ومجد کی قسم کہ جو شخص مجھے چھوڑ کر کسی اور سے امید رکھتا اور مانگتا ہے تو میں اس کی تمام آرزوؤں کو منقطع کر دیتا ہوں اور اسے لوگوں کے روبرو ذلت وخواری کا لباس پہناتا ہوں۔ اسے اپنے قرب سے دور کر دیتا ہوں اور اپنے وصل سے قطع کر دیتا ہوں۔ کیا وہ شخص تکالیف وشدائد میں میری ذات کے علاوہ دوسروں سے امداد کا طالب ہوتا ہے حالانکہ کل سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں زندہ موجود ہوں اور کیا میرے غیر سے امید رکھتا ہے اور میرے غیر کے دروازوں کی طرف جانے کی فکر کرتا ہے اور وہ سب دروازے بند ہیں۔ اور ان کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔

(مترجم غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۰۹)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی آخری وصیت

لَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ قَالَ لَهُ اِبْنُهُ عبد الوهاب

اَوْصِنِی یَا سَیِّدِی بِمَا اَعْمَلُ بِہٖ بَعْدَکَ، فَقَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَلَا تَرْجُ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَکِلِ الْحَوَائِجَ اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَیْہِ وَاطْلُبْہَا جَمِیْعًا مِنْہُ وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ غَیْرِ اللّٰہِ، التوحید، التوحید، التوحید! اجماع الکل۔

(فتوح الغیب ص ۳۰۹ - ۳۱۰ مطبع محمدی لاہور)

ترجمہ:- جب حضرت ایسی مرض میں مبتلا ہوئے جس سے جانبر نہ ہو سکے آپ کے لڑکے عبدالوہاب نے عرض کی - اے میرے بزرگ! مجھے ایسی وصیت کیجئے جس پر میں آپ کے بعد عمل کروں۔ فرمایا خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اور خدا کے علاوہ کسی سے خوف مت کیجیو۔ اور نہ ہی خدا کے علاوہ کسی دوسرے سے امید رکھیو۔ اپنی سب حاجتیں خدا کے سپرد کیجیو۔ اور اس کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیجیو۔ سب حاجات اسی سے مانگیو۔ اللہ کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیجیو۔ توحید کو لازم پکڑ لیو۔ توحید کو مضبوط پکڑ لیو۔ توحید سے چمٹ جائیو۔ اور اسی پر سب کا اجماع ہے۔

حضرت شیخؒ کی دو مشہور کتابیں

حضرت شیخ کی تصنیفات میں سے دو کتابیں غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب نہایت مشہور و معروف ہیں۔ بدعت پسند طبقہ غنیۃ الطالبین سے خوش نہیں کیونکہ ان کے علی الرغم اس کتاب کے جملہ مضامین توحید و سنت سے مملو ہیں بلکہ یہ کتاب حضرت شیخ کی تعلیمات و عقائد اور ارشادات کی صحیح آئینہ دار ہے۔ اہل بدعت کو جب اس کتاب سے اپنے مزعومات کی حمایت نظر نہ آئی تو انہوں نے اس کتاب کو حضرت شیخ کی تصنیف ہونے سے انکار کر دیا۔ غنیۃ الطالبین کا ذکر جناب حضرت

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے شرح فتوح الغیب مطبع محمدی لاہور ص۳۰۹ پر اور حضرت ملا علی قاری حنفیؒ نے شرح فقہ اکبر ص۸۶ پر مطبع گلزار محمدی لاہور اور امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب العلو والعرش، مطبع انصاری دہلی ص۱۵۳ پر کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی اپنی تصنیفات میں جابجا اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ نیز حضرت غلام علی شاہ دہلویؒ نے اپنے مکتوبات میں ص۱۰۶ پر غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیا ہے۔ بلاریب غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے۔ فتوح الغیب حضرت شیخ کی دوسری تصنیف ہے۔ اس میں سلوک احسان اور طریقت و تصوف کے حقائق و اسرار اور غوامض بیان فرمائے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اصل تصوف کیا ہے اور آج ہم نے اس ذہنی انحطاط کے دور میں تصوف کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ کے مواعظ حسنہ کا ایک اور مجموعہ فتح الربانی کے نام سے عربی زبان میں چھپا ہوا ملتا ہے جس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔

حضرت شیخ کی تصنیفات اور ان کی تعلیمات ظاہر و باہر ہیں۔ حضرت نے کس مقام پر فرمایا ہے کہ میرے نام کا بطور وظیفہ ورد کرو۔ اور ایسی دعائیں اور مناجاتیں جو اللہ کی جناب میں کی جاتی ہیں وہ میری جناب میں کرو۔ میں تمہاری دعائیں سنوں گا۔ اور انجاح حاجات کروں گا لیکن ان ظالموں نے وہ تمام تعبدی تعلقات جو اللہ رب العزت کی جناب سے وابستہ کرنے چاہئیں۔ حضرت شیخ کی ذات سے وابستہ کئے۔

اہل بدعت کے وظائف

۱۔ یا حضرت شاہ محی الدین مشکلکشا بالخیر۔

۲۔ امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن — در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

۳- ماہم محتاج تو حاجت روا　　　المدد یا غوثِ اعظم پیرِ ما

۴- وقت امداد یا شاہِ بغداد　　　رس بفریاد یا شاہِ بغداد

۵- یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ۔

اہلِ بدعت کے ہاں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کو اسمِ اعظم کا درجہ حاصل ہے اس وظیفہ کے خواص ملاحظہ فرمائیے۔

۱- دینی و دنیوی امور کے لئے ستر بار روزانہ پڑھے۔ صحیح اعتقاد سے پڑھے۔ (وظائف مصطفائی ص۸۵)

۲- کشائش رزق اور دینی و دنیوی جملہ حاجات کے لئے نمازِ فجر کے بعد ایک ہزار گیارہ بار پڑھے۔　　(وظائف مصطفائی ص۸۵)

۳- اگر کوئی شخص قیدیوں کی رہائی کے لئے سات روز ستاسٹھ بار روزانہ پڑھے قیدی خلاصی پائیں گے۔　　(وظائف مصطفائی ص۸۵)

۴ غائب کے بھیدوں سے واقف ہونے کے لئے چالیس روز تک ستاسٹھ بار روزانہ پڑھیں۔ علم غیب کے بھید ظاہر ہوں گے۔ (وظائف مصطفائی ص۸۶)

۵- دشمنوں کی مدافعت اور ان کے قتل کے لئے اسّی بار روزانہ پڑھیں۔ علوم و حکمت کی تحصیل کے لئے نماز کے بعد روزانہ اسّی دفعہ پڑھیں۔ مقصود حاصل ہوگا۔ (وظائف مصطفائی ص۸۶)

اس کتاب میں اس وظیفہ کے اثرات و خواص کا بڑا طویل سلسلہ چلتا ہے صرف آخری خاصہ بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

۶- دینی اور دنیاوی مطالب کے لئے یہ طریقہ ہے کہ بدھ کی رات نمازِ عشا کے بعد اور نمازِ وتر سے پہلے شروع کرے۔ اور پانچ سو گیارہ بار استغفر اللّٰہ اور پانسو گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد اسمِ اعظم

Marfat.com

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" پانچ ہزار بار پڑھے۔ دس روز تک یہی عمل کرے۔ اور روزہ دار رہے۔ زمین پر سوئے۔ جس جگہ سوئے اسی جگہ پڑھے۔ گوشت، مچھلی پیاز، لہسن، جماع کو ترک کر دے اور عشرہ کو تمام کر دے۔ طریقہ ختم کا یہ ہے کہ اخیر رات میں اسم اعظم کے ختم کے بعد پانسو گیارہ بار استغفر اللہ اور پانچسو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور ختم کرے۔ عشرہ اور نصف عشرہ ایک ہی ماہ میں ہو دو ماہ میں نہ ہو۔ نصف عشرہ میں مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ باقی سب کچھ کھا پی سکتا ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ جلالی و جمالی حیوانات سے ترک کرے اور روزہ دار ہو تو اچھا ہے۔ پڑھنے کے وقت سر اور پاؤں ننگے رکھے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر پڑھے ایک ہی پارچہ کندھوں پر رکھے۔ حُبُّ وعدؔ و دونوں کے لئے اجازت ہے۔

(وظائف مصطفائی صفحہ ۸۹ — ۹۰)

اس قسم کی مشرکانہ تعلیم کا ماخذ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اپنی تالیفات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ ان کی تصنیفات تو پکار پکار کر اس کی تردید کر رہی ہیں۔ اہل بدعت کے ہاں سب سے بڑا ماخذ ایک کتاب "بہجۃ الاسرار" نامی ہے اس کتاب کا مصنف قاہرہ کا باشندہ ہے۔ حضرت شیخ کی وفات کے کوئی دو سو سال بعد میں ہوا۔ بے سروپا روائتیں اور بعید از قیاس قصوں سے یہ کتاب بھرپور ہے فرضی اور مصنوعی سندوں کا سلسلہ حضرت شیخ تک ملایا گیا ہے۔ مصنف نے حضرت شیخ کی زندگی کے اصل مشن کو خوب اچھی طرح بگاڑنے کی سعی کی۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب اس کتاب کے مصنف کو بڑے بلے چوڑے تعظیمانہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ مثلاً اپنی تصنیف فتاویٰ افریقہ کے صہ ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

"امام یکتا سید ابوالحسن نور الملت والدین علی قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ ہی حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو اور نہ ہی حضور کا خرقہ پہنا ہو آیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا ؟ فرمایا جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بے شک میرے رب عزّ و جل نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے چاہنے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ والحمد للّٰہ رب العالمین"

اہلِ بدعت کے ہاں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کی اہمیت

اہلِ بدعت کے ہاں اس وظیفہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک یہ وظیفہ صحیح اسلام کی پرکھ ہے جو شخص اسے پڑھے اور اس پر اعتقاد رکھے وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو اس سے انکار کرے اور صحیح اسلامی تعلیمات کی رُو سے اس کو صحیح اور جائز قرار نہ دے وہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج ہے۔ ان کے ہاں اس وظیفہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے باقاعدہ ادارے ہیں۔ مسجدوں کی پیشانیوں اور دیواروں پر اس وظیفہ کے کتبے کندہ کئے جاتے ہیں۔ مسجدوں میں اس وظیفہ کا ختم و ورد کیا جاتا ہے حالانکہ مسجدیں صرف اللہ وحدہٗ کے ذکر کے لئے اور اسی کی عبادت کے لئے مخصوص مقامات ہیں۔

اہلِ بدعت سے چند سوالات

خدارا سوچو:۔

۱۔ اس وظیفہ کا موجد کون ہے اور کس زمانہ میں جاری ہوا؟

Marfat.com

۲۔ کیا یہ وظیفہ فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، مستحب ہے؟

۳۔ کیا نبی کریم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اس قسم کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے؟

یا حضرت محمد رسول اللہ مکی و مدنی شیئاً للہ

۴۔ کیا قرون ثلاثہ میں ایسے وظیفوں کی کوئی اصل موجود ہے؟

۵۔ کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے پیشوا کے نام کا یا کسی بزرگ، اصحابی یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا اس طرح کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے؟

۶۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے یہ وظیفہ پڑھا یا اس کا مشروع ہونا بتایا؟

۷۔ ائمہ صوفیا کرام یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین چشتیؒ میں سے کس بزرگ نے اس وظیفہ کی تعلیم دی؟

۸۔ آپ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے مانگتے ہیں۔ کیا خدا ارحم الراحمین یَفْعَلُ اللہُ مَا یَشَاءُ کو عطا کرنے سے عاجز و بخیل گردان لیا ہے؟

۹۔ کبھی خیال کیا اس وظیفہ کے پڑھتے وقت، اس ذات کو چھوڑتے ہو جس نے بلا طلب تم پر عنایات کیں اور جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میری جناب میں دعا کرو میں قبول کروں گا اور ایسے شخص کو پکارتے ہو جس کا تمہاری تخلیق و ترزیق میں کوئی حصہ نہیں؟

۱۰۔ اُف کتنی جرأت کہ اس زبان سے جسے اللہ نے عطا کیا غیر اللہ کے نام کا وظیفہ پڑھا جائے اور ان مقامات مقدسہ میں بیٹھ کر پڑھا جائے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی یاد کے لئے مخصوص فرمائے ہیں؟

۱۱۔ اگر یہ درست ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ تعلیم دی

Marfat.com

تھی۔ کہ میرے نام کو اسم اعظم کی طرح پکارو۔ کیونکہ اس میں اسم اعظم کی تاثیر ہے۔ مصیبت کے وقت میرے نام کی دوہائی دو۔ میں تمہاری مصیبت کو دور کروں گا۔ تو کیوں نہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس تعلیم کو درج کیا۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ نے تمام بابرکت اور مسنون وظیفے درج کر دیئے ہیں اور یہ وظیفے اسی کثرت سے ہیں کہ اگر کوئی عامل شبانہ روز ہر وقت ہر آن ان وظائف میں مشغول رہے تو بھی ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب وظیفے توحید سے مملو ہیں۔ ہر وظیفہ میں اللہ رب العزت کی ذات سے خطاب ہے۔ وہی مدعو ہے۔ اسی کی ذات سے مشکلکشائی کے لئے اور حاجات روائی کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ کوئی ایک وظیفہ بھی ایسا نہیں بتلایا جس میں غیر اللہ سے ندا کی گئی ہو اور اس کو حاجت روا سمجھا گیا ہو۔ غنیۃ الطالبین مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور صفحہ ۴۸۹ پر حضرت شیخ تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے ایک معزز دوست نے قرض کی شکایت کی اور اسم اعظم سیکھنا چاہا تاکہ اس کی برکت سے قرض دور ہو جائے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ وضو کرو۔ بعد وضو اسے یہ اسم اعظم سکھایا جس کی برکت سے اس کی تمام شکایات دور ہو گئیں۔

یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَنْتَ اللّٰہُ اَنْتَ اللّٰہُ مَلِی وَاللّٰہِ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ وَاللّٰہِ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَارْزُقْنِی بَعْدَ الدَّیْنِ۔

۱۲۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس وظیفہ کے ذریعے ہم حضرت شیخ کے نام سے توسّل ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن اس وظیفہ میں صریح استعانت من الغیر باستقلال

Marfat.com

ہے۔ توسّل کی کوئی صورت یہاں نہیں نکل سکتی۔ نہ لفظاً، نہ معناً، نہ کنایۃً، نہ اشارۃً۔ بلکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ یعنی اصلی قبلۂ حاجات پیر صاحب ہیں۔ اور پیر صاحب کی خدمت میں خدا کا وسیلہ لایا جا رہا ہے گویا متوسل الیہ پیر صاحب ہوئے اور متوسّل بہ ہوئے خدا تعالےٰ۔ متوسل الیہ ہمیشہ اعلیٰ ہوا کرتا ہے اور متوسل بہ ادنیٰ۔ گویا اس وظیفہ میں خدا تعالےٰ کی تحقیر لازم آئی۔ خدا تعالےٰ ہوئے شفیع اور حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ہوئے عطا کنندہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالےٰ اس بات سے بزرگ و برتر ہے۔ کہ اسے کسی کے پاس بطور شفیع کے لایا جائے۔"

ان کلمات یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ سے واسطہ اور توسّل کسی لفظ سے نہیں نکلتا۔ بلکہ صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ حاجت روا ہیں اور حق سبحانہٗ واسطہ او روسیلہ ہیں۔

۱۳۔ اس وظیفہ کی ندا کا منادیٰ معیّن ہے جو منادیٰ کی خاص حاضری اور غیب دانی پر دلالت کر رہا ہے۔ اب یا تو اس وظیفہ کے پڑھنے والے کو یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ حضرت شیخ حاضر و ناظر و شنوا بھی ہیں اور حاجت روائی کا اختیار بھی رکھتے ہیں۔ تو یہ وظیفہ بوجہ شرک فی الصفات ہونے کے شرعاً شرک و حرام ہے کیونکہ یہ وہ صفات ہیں جو سوائے باری تعالےٰ کے اور کسی میں موجود نہیں اور اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت شیخ حاضر و ناظر اور شنوا نہیں ہیں تو صرف ندا منادیٰ کی غیر حاضری اور لاعلمی پر بولا گیا تو اس صورت میں ایسا وظیفہ محض تضییع اوقات ٹھہرا۔ اس ندا سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔

۱۴۔ بعض لوگ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حاضر و ناظر یا عالم الغیب

Marfat.com

نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کلمات میں مطلقاً بذاتہ افاضۂ فیض اور حلّ مشکلات کی تاثیر و برکت ہے۔ یہ امر دریافت طلب ہے کہ جب حضرت شیخ طالب حاجات سے محض بے خبر ہوئے اندریں حالات حاجت روائی کی کیا صورت ہوگی اور حضرت شیخ کو اطلاع کی کونسی صورت ہوگی۔ کیا ان کلمات کو شیخ تک پہنچانے کے لئے کوئی دو چار مؤکّل مقرر ہیں۔ جو آپ کے مطلب کی حضرت شیخ کو خبر کر دیتے ہیں؟ یا کیا خدا خود ہی پیغام رساں ہے؟ تو کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کی پیغام رسانی تو کرے اور خود حاجت روائی نہ کرے؟ کیا اس قادر میں یہ قدرت نہیں؟ یا تمہاری انجاح حاجت سے عاجز ہو کر دوسروں کی طرف رجوع کرتا ہے؟

۱۵۔ بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ گو اس وظیفہ کے الفاظ بظاہر شرکیہ اور کفریہ معلوم ہوتے ہیں لیکن دارو مدار نیّت پر ہوتا ہے اور نیت معتبر ہے لیکن یاد رہے کہ کلمات شرکیہ وکفریہ کے کہنے پڑھنے میں نیّت معتبر نہیں ہوتی جس وقت ایسے الفاظ زبان سے عقیدۃً خواہ بلاعقیدۃً سرزد ہوں گے۔ قائل امر منہی عنہ کا مرتکب ہوگا۔ شرع شریف ظاہر ہے۔ اس کے ظاہر پر حکم کیا جاتا ہے۔

۱۶۔ اس وظیفہ میں غیر اللہ کے نام کا اس طرح ذکر کیا جاتا ہے جس طرح کہ اللہ عزّ اسمہٗ کے نام کا ورد کیا کرتے ہیں تو مطلق یہ وظیفہ حد شرک کو پہنچا دیتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

ازاں جملہ کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسر کنند و نام دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے کنند۔

(تفسیر عزیزی فارسی پارہ اول صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ:۔ وہ لوگ بھی مشرکین کے زمرہ میں ہیں جو کہ ذکر میں دوسروں کو

Marfat.com

خدا کا ہمسر قرار دیتے ہیں اور دوسروں کے نام کا اللہ کے نام کی طرح بطریق تقرب ورد کرتے ہیں۔

چند ایک بزرگان دین کے ارشادات

حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی حضرت عارف باللہ مرزا جان جاناں مظہر دہلوی کے خلیفہ خاص اپنی کتاب درالمعارف ص۵۴ پر فرماتے ہیں:۔

"روزے مے گفتم یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ آوازے غیب بسمع لاریب من رسید۔ بگو یا ارحم الراحمین شیئاً للہ۔

ترجمہ:۔ ایک روز میں نے کہا "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ"۔ الہام ہوا کہ یوں کہو۔ "یا ارحم الراحمین شیئاً للہ"

حضرت امام ابوحنیفہؒ کیا فرماتے ہیں

تفسیر جامع التفاسیر مصنفہ نواب قطب الدین خاں مرحوم شارح مشکوٰۃ شریف (مظاہر حق) جانشین حضرت شاہ اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ میں امام صاحب سے ذیل کی روایت نقل کی ہے

"روی الامام ابوحنیفہ۔ من یاتی القبور لاہل الصلاح فیسلم ویخاطب ویکلم ویقول: یا اہل القبور ہل لکم من خبر وہل عندکم من اثر؟ انی اتیتکم وناديتكم من شهور وليس سوالی منکم الا الدعاء۔ فهل دریتم ام غفلتم؟ فسمع ابوحنیفة بقول یخاطب بهم فقال هل اجابوك؟ قال لا۔ فقال له سحقاً و تربت یداك، کیف تکلم احساداً لا یستطیعون جواباً ولا یملکون شیئاً

ولا یسمعون صوتاً د توہ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

(تفسیر جامع التفاسیر مطبع نظامی کانپوری صنا تفسیر سورۂ زمر)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو مقابر اولیا میں آتا ہے پہلے سلام کہتا ہے اور پھر ان سے خطاب و کلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اہل قبور آیا ہے تمہیں خبر اور ہے تمہارے پاس اثر؟ کہ میں بار کئی مہینوں سے تمہارے پاس آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں اور سوائے دعا کے میرا کوئی تم سے سوال نہیں ہے۔ پس تم بھی خبر رکھتے ہو یا غافل ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو کہا کہ آیا جواب دیا تم کو اہل قبور نے۔ کہا نہیں۔ پھر کہا امام ابو حنیفہؒ نے:-

دوری ہو جیو تجھ کو رحمت خدا سے اور خاک میں رلیں تیرے دونوں ہاتھ کیا کلام کرتا ہے تو مردوں سے جو کہ طاقت نہیں رکھتے جواب کی اور نہ ہی مالک ہیں کسی چیز کے اور نہ ہی کسی کی آواز سنتے ہیں اور پھر پڑھی امام صاحب نے قرآن کی آیۂ مبارکہ۔ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ یعنی تو اہل قبور کو نہیں سنا سکتا۔

کلام حضرت شیخ سعدیؒ در پند و موعظت

مَن آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

محلِ قابل و آنگہ نصیحت قائل
چو گوش ہوش نباشد چہ سود حسن مقال

بدر بے نیاز نتواں رفت
جز بستغفری و آدابی!

تو در خلق مے زنی ہمہ وقت
لاجرم بے نصیب ازیں بابی
کے دعائے تو مستجاب شود
کہ بیک روئی در دو محرابی
یارب از جنس ما چہ خیر آید
تو کرم کن کہ ربّ اربابی
غیب دان و لطیف و بے چونی
ستر پوش و کریم و توّابی
سعدیا راستی از خلق مجو
چوں تو در خود نمے یابی

عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر شد
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

Marfat.com

مشاہیرِ اسلام، ائمۂ محدثین، فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں

مکتوبات میں اصحاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء و صلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے۔ اہلِ ذوق حضرات کے لئے میں نے بقیدِ حوالہ مکاتیب وسنینِ وفات جدول تیار کی ہے۔ اسماء کی ترتیب مکاتیب کی ترتیب کے بموجب رکھی ہے

دسرورِ دو عالم خواجہ کونین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوات والسلام بکرّات ومرّات۔

۱۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ	ف	سنہ ۲۰۰ھ	دفتر اوّل مکتوب ع۱
۲۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ	ف	سنہ ۲۰۰ھ	"
۳۔ حضرت شیخ ابوسعید خرازؒ	ف	سنہ ۲۸۶ھ	"
۴۔ شیخ علاؤالدین سمنانیؒ	ف	سنہ ۷۳۶ھ	"
۵۔ شیخ نجم الدین کبریٰؒ	شہادت	سنہ ۶۱۸ھ	"
۶۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ	ف	سنہ ۶۳۸ھ	مکتوب ع۲
۷۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہؒ	ف	سنہ ۴۰ھ	مکتوب ع۷
۸۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	ف	سنہ ۵۷۵ھ	" ع۶
۹۔ خواجہ عبیداللہ احرارؒ	ف	سنہ ۸۹۵ھ	" ع۷
۱۰۔ خواجہ علاؤالدین عطارؒ	ف	سنہ ۸۰۲ھ	" ع۸
۱۱۔ امام داؤد طائیؒ	ف	سنہ ۱۶۵ھ	" "
۱۲۔ خواجہ حسن بصریؒ	ف	سنہ ۱۱۰ھ	" "

Marfat.com

۱۳۔ خواجہ حبیب عجمیؒ	ف سنہ ۱۳۰ھ	دفتر اول مکتوب ع۸
۱۴۔ حضرت امام حسنؓ	ف سنہ ۴۹ھ	مکتوب ع۱۱
۱۵۔ حضرت امام حسینؓ	شہادت سنہ ۶۱ھ	" "
۱۶۔ امام زین العابدین	ف سنہ ۹۵ھ	" "
۱۷۔ حضرت عثمان ذوالنورین	شہادت سنہ ۳۵ھ	" "
۱۸۔ حضرت فاروق اعظمؓ	" سنہ ۲۳ھ	" "
۱۹۔ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ	ف سنہ ۴۰۴ھ	" "
۲۰۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ	" سنہ ۱۳ھ	" ع۲۶
۲۱۔ حضرت خواجہ باقی باللہ	" سنہ ۱۰۱۲ھ	" "
۲۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ	" سنہ ۱۵۰ھ / ۷۶۸ء	" ع۲۹
۲۳۔ حسین بن منصور حلاجؒ	" سنہ ۳۰۹ھ	" ع۴۳
۲۴۔ حضرت بایزید بسطامیؒ	" سنہ ۲۶۰ھ	" "
۲۵۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ	" سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء	" "
۲۶۔ حضرت امیر حمزہؓ	شہادت سنہ ۳ھ	" ع۵۰
۲۷۔ حضرت وحشی رضؓ		" "
۲۸۔ خواجہ اویس قرنیؓ	ف سنہ ۳۹ھ	" "
۲۹۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ	ف سنہ ۱۸۱ھ / ۷۹۸ء	" "
۳۰۔ حضرت امیر معاویہؓ	ف سنہ ۶۰ھ	" "
۳۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	ف سنہ ۱۰۱ھ	" "
۳۲۔ امام شافعیؒ	" سنہ ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء	" ع۵۹
۳۳۔ قاضی شریحؓ	" سنہ ۸۵ھ	" ع۷۹

Marfat.com

۳۴- واصل بن عطاؒ		دفتر اول مکتوب ۸۶
۳۵- ابراہیم بن شیبانؒ		مکتوب ۹۶
۳۶- حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام		〃 ۹۸
۳۷- حضرت جنید بغدادیؒ	ف سنہ ۲۹۷ھ	〃 ۹۹
۳۸- صدر الدین قونویؒ	ف سنہ ۶۷۱ھ	〃 ۱۰۶
۳۹- عبد الرزاق کاشیؒ		〃 〃
۴۰- عبد الکبیر یمنیؒ		〃 〃
۴۱- شیخ الاسلام ہرویؒ	ف سنہ ۴۸۱ھ	〃 ۱۰۶
۴۲- خواجہ محمد پارساؒ	〃 سنہ ۸۲۲ھ	〃 〃
۴۳- خواجہ عبد اللہ انصاریؒ	〃 سنہ ۴۸۱ھ	〃 ۱۱۸
۴۴- مولانا یعقوب چرخیؒ	〃 سنہ ۸۵۱ھ	〃 ۱۱۹
۴۵- حضرت عمرو بن العاصؓ	〃 سنہ ۴۳ھ	〃 ۱۲۰
۴۶- سلطان محمود غزنویؒ	〃 سنہ ۴۳۰ھ / ۱۰۳۰ء	〃 ۱۵۲
۴۷- شیخ ابو الحسن خرقانیؒ	〃 سنہ ۴۲۵ھ	〃 ۱۵۲
۴۸- سید اجلؒ		〃 〃
۴۹- عین القضاۃ ہمدانیؒ		〃 ۲۰۰
۵۰- حضرت امام مہدیؑ		〃 ۲۰۹
۵۱- حضرت عیسیٰؑ		〃 〃
۵۲- شیخ ابن السکینہؒ		〃 ۲۱۰
۵۳- خواجہ یوسف ہمدانیؒ	ف سنہ ۵۲۵ھ	〃 ۲۱۲
۵۴- سید محی الدین جیلانیؒ	〃 سنہ ۵۶۱ھ	〃 ۲۱۶

Marfat.com

۵۵۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام			دفتر اول مکتوب ۲۵۱
۵۶۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ	ف سنہ ۷۴ھ		مکتوب ۲۵۱
۵۷۔ شیخ ابن حجر الہیثمیؒ	ف سنہ ۹۷۴ھ	〃	〃
۵۸۔ شیخ ابو شکور سلمیؒ		〃	〃
۵۹۔ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادیؒ	ف سنہ ۴۶۳ھ	〃	〃
۶۰۔ معن بن عدیؓ	ف سنہ ۱۲ھ	〃	〃
۶۱۔ امام شعبی کوفیؒ	ف سنہ ۱۰۳ھ	〃	〃
۶۲۔ یزید بن معاویہ	〃 سنہ ۶۴ھ	〃	〃
۶۳۔ امام ابوالحسن عشریؒ	〃 سنہ ۳۳۰ھ	〃	۲۶۶
۶۴۔ شیخ ابو علی سیناؒ	〃 سنہ ۴۲۸ھ	〃	〃
۶۵۔ فارابیؒ	〃 سنہ ۹۵۰ھ	〃	〃
۶۶۔ عبدالمالک ضیاءالدین معروف امام الحرمینؒ	〃 سنہ ۴۷۸ھ	〃	〃
۶۷۔ امام ذہبیؒ	〃 سنہ ۷۴۸ھ	〃	〃
۶۸۔ سعدالدین تفتازانیؒ	〃 سنہ ۷۹۲،۷۹۱ھ	〃	〃
۶۹۔ حضرت مجاہدؒ	〃 سنہ ۱۰۳ھ	〃	〃
۷۰۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ	〃 سنہ ۶۸ھ	〃	〃
۷۱۔ امام الہدیٰ ابومنصور ماتریدیؒ	〃 سنہ ۳۳۲ یا ۳۳۵ھ	〃	〃
۷۲۔ ابونصیر الالوسیؒ		〃	〃
۷۳۔ قاضی ظہیر الدین خوارزمیؒ		〃	〃
۷۴۔ امام ہمام ضیاء الدین شامیؒ		〃	〃
۷۵۔ حضرت ابوہریرہؓ	ف سنہ ۵۸ھ	〃	۲۶۷

Marfat.com

۷۶-	حضرت خواجہ فرید گنج شکرؒ	ف سنہ ۶۶۰ھ	دفتر اول مکتوب ۲۷۲
۷۷-	مولانا عبدالرحمان جامیؒ	ف سنہ ۸۹۸ھ	مکتوب ۲۷۷
۷۸-	حضرت الیاس علیہ السلام		" ۲۸۴
۷۹-	حضرت خضر علیہ السلام		" "
۸۰-	ذوالنون مصریؒ	ف سنہ ۲۴۵ھ	" ۲۸۵
۸۱-	امام مالکؒ	ف سنہ ۱۷۹ھ	" ۲۸۶
۸۲-	امام شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسیؒ	" سنہ ۴۸۳ھ	" ۲۸۸
۸۳-	شمس الائمہ حلوائیؒ		" "
۸۴-	امام جعفر صادقؒ	ف سنہ ۱۴۸ھ	" ۲۸۹
۸۵-	استاد ابواسحٰق اسفرائینیؒ	ف سنہ ۴۱۸ھ	" "
۸۶-	قاضی ابوبکر باقلانیؒ		" "
۸۷-	خواجہ محمد عارف ریوگریؒ	ف سنہ ۷۱۵ھ	" ۲۹۰
۸۸-	سری سقطیؒ	" سنہ ۲۵۹ یا ۲۵۳ھ	" "
۸۹-	خواجہ محمد قصابؒ		" "
۹۰-	امام ابویوسف قاضیؒ	ف سنہ ۱۸۲ھ	" ۲۹۲
۹۱-	عمرو بن عثمان سیبویہ نحویؒ	" سنہ ۱۸۰ھ	" "
۹۲-	شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ	ف سنہ ۵۶۱ھ	" ۲۹۳
۹۳-	شیخ حماد دباسؒ	ف سنہ ۵۲۵ھ	" "
۹۴-	شیخ جلال الدین سیوطیؒ	" سنہ ۹۱۱ھ	" ۲۹۹
۹۵-	حضرت رابعہ بصریؒ	" سنہ ۱۵۸ھ	" ۳۰۳
۹۶-	امام محمد بن حسن الشیبانیؒ	" سنہ ۱۹۲ھ	" ۳۱۲

Marfat.com

۹۷۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ	ف سنہ ۳۶ھ	دفتر دوم مکتوب ۱۷
۹۸۔ حضرت انسؓ	ف سنہ ۹۹ھ	مکتوب ۱۶
۹۹۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ	〃 سنہ ۵۳ھ	〃 〃
۱۰۰۔ امام محی الدین نوویؒ	〃 سنہ ۷۶ھ	〃 〃
۱۰۱۔ مولانا سعدالدین کاشغریؒ	〃 سنہ ۸۶۲ھ	〃 ع ۲۸
۱۰۲۔ مولانا نظام الدینؒ	〃 سنہ ۶۷۲ھ	〃 〃
۱۰۳۔ فخرالدین علی بن حسین کاشفیؒ	〃 سنہ ۹۱۰ھ	〃 〃
۱۰۴۔ محمد بن الحنفیہ رضی	〃 سنہ ۸۱ھ	〃 ع ۳۶
۱۰۵۔ عبدالرزاق		〃 〃
۱۰۶۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ	ف سنہ ۱۱ھ	〃 〃
۱۰۷۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ	〃 سنہ ۵۸ھ	〃 〃
۱۰۸۔ ذوالقرنین		〃 ع ۴۶
۱۰۹۔ حضرت سلیمان علیہ السلام		〃 〃
۱۱۰۔ حضرت آمنہ والدۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		〃 ع ۶۸
۱۱۱۔ حضرت عبداللہ والدِ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام		〃 〃
۱۱۲۔ حضرت ابراہیم فرزند سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام		دفتر اوّل مکتوب ع ۲۶۲
۱۱۳۔ شیخ روزبہان بقلیؒ	ف سنہ ۶۰۶ھ	دفتر سوم 〃 ع ۸۹
۱۱۴۔ ابوبکر شبلیؒ	ف سنہ ۳۳۴ھ	دفتر اول 〃 ع ۲۶۶
۱۱۵۔ ابوالحسن نوریؒ	ف سنہ ۲۹۵ھ	〃 〃 〃 〃
۱۱۶۔ احمد بن محمد بن سہل بن عطاؒ	〃 سنہ ۳۱۱ یا ۳۰۹ھ	〃 〃 〃 ع ۲۰۵

Marfat.com

یادرفتگان بطور تتمہ

۱۱۷۔ مخدوم عبدالاحد والد ماجد حضرت شیخ مجددؒ	ف	سنہ ۱۰۰۷ھ
۱۱۸۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی پیرطریقت حضرت خواجہ عبدالاحدؒ	ف	سنہ ۹۴۵ھ
۱۱۹۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ	ف	سنہ ۱۰۳۴ھ
۱۲۰۔ حضرت خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندیؒ	ف	سنہ ۱۰۷۰ھ
۱۲۱۔ شیخ محمد افضل بن خواجہ محمد معصومؒ	ف	سنہ ۱۰۴۶ھ
۱۲۲۔ خواجہ محمد صادق بن شیخ احمد سرہندیؒ	ف	سنہ ۱۰۲۵ھ
۱۲۳۔ حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ	ف	سنہ ۱۱۳۱ھ
۱۲۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	ف	سنہ ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء
۱۲۵۔ مرزا مظہر جاناں شہیدؒ	شہادت	سنہ ۱۱۹۵ھ
۱۲۶۔ ابوعبداللہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ	ف	سنہ ۱۲۴۰ھ
۱۲۷۔ سید احمد شہید بریلوی	شہادت	سنہ ۱۸۳۱ء ۱۲۴۶ھ
۱۲۸۔ شاہ اسمعیل شہیدؒ	"	
۱۲۹۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	ف	سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۳۰۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	"	سنہ ۱۲۳۹ھ ۱۸۲۳ء
۱۳۱۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ	"	سنہ ۱۲۳۲ھ
۱۳۲۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ	"	سنہ ۱۲۳۰ھ
۱۳۳۔ شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ	"	سنہ ۱۲۲۷ھ
۱۳۴۔ شاہ اسحاق مہاجر نبیرہ شاہ عبدالعزیزؒ	ف	سنہ ۱۲۶۲ھ
۱۳۵۔ شاہ محمد یعقوب برادر خورد شاہ اسحٰقؒ	"	سنہ ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

۱۳۶۔ شاہ رؤف احمد بھوپالی صاحب تفسیر رؤفی رح	ف	سنہ ۱۲۷۲ھ
۱۳۷۔ مولانا مملوک علی نانوتوی رح	〃	سنہ ۱۲۶۷ھ
۱۳۸۔ مولانا رشید الدین خاں دہلوی رح	〃	سنہ ۱۲۴۵ھ
۱۳۹۔ مولانا ولایت علی داعی سید احمد شہید رح	〃	سنہ ۱۲۶۹ھ
۱۴۰۔ مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ والے رح	〃	سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۴۱۔ مولانا عبداللہ غزنوی ثم امرتسری رح	〃	سنہ ۱۲۹۸ھ
۱۴۲۔ مولانا خرم علی بلہوری رفیق سید احمد شہید رح	〃	سنہ ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۴ء
۱۴۳۔ مولانا رحمت اللہ مہاجر کیرانوی رح	〃	سنہ ۱۳۰۸ھ
۱۴۴ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رح	〃	سنہ ۱۳۰۷ھ
۱۴۵ نواب قطب الدین خاں دہلوی صاحب مظاہر حق رح	〃	سنہ ۱۲۷۹ھ
۱۴۶۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رح	〃	سنہ ۱۳۰۸ھ
۱۴۷۔ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح	〃	سنہ ۱۳۱۷ھ
۱۴۸۔ مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند رح	〃	سنہ ۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء
۱۴۹۔ مولانا فضل حق خیرآبادی رح	〃	سنہ ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء
۱۵۰۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رح	〃	سنہ ۱۳۲۳ھ
۱۵۱۔ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رح	〃	سنہ ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء
۱۵۲۔ مولانا عبدالحق حقانی رح	〃	سنہ ۱۹۰۰ء
۱۵۳ حافظ ضامن شہید تھانوی رح		شہادت سنہ ۱۸۵۷ء
۱۵۴۔ مولانا محمد الیاس دہلوی رح	ف	سنہ ۱۹۴۴ء
۱۵۵۔ مولانا عبید اللہ سندھی رح	ف	سنہ ۱۹۴۴ء
۱۵۶ مفتی ہند مولانا کفایت اللہ دہلوی رح	〃	سنہ ۱۳۷۲ھ

Marfat.com

١٥٧۔ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ	ف	سنہ ۱۳۶۲ھ
١٥٨۔ مولانا انور شاہ شیخ الحدیث دیوبند ؒ	ف	سنہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء
١٥٩۔ مولانا حسین احمد مدنی ؒ	ف	سنہ ۱۹۵۷ء
١٦٠۔ اکبر مرحوم	ف	سنہ ۱۰۱۴ھ
١٦١۔ جہانگیر ؒ	ف	سنہ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء
١٦٢۔ حضرت میاں میر صاحب ؒ	"	سنہ ۱۰۴۵ء
١٦٣۔ شیخ محمد غوث گوالیاری شطاری ؒ	"	سنہ ۹۷۰ھ
١٦٤۔ شیخ سلیم چشتی ؒ	"	سنہ ۹۷۹ھ
١٦٥۔ شیخ نظام الدین انبیٹھوی ؒ	"	"
١٦٦۔ شاہ ابوالمعالی ؒ	"	سنہ ۱۰۲۴ھ
١٦٧۔ شیخ مبارک ناگوری ؒ	"	سنہ ۱۰۰۱ھ
١٦٨۔ فیضی ؒ	"	سنہ ۱۰۰۴ھ
١٦٩۔ ہندو شاہ فرشتہ ؒ	"	سنہ ۱۰۲۳ھ
١٧٠۔ مولانا ظفر علی مرحوم		۲۷ نومبر سنہ ۱۹۵۶ء
١٧١۔ حضرت غوث علی شاہ پانی پتی ؒ	"	سنہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء
١٧٢۔ میر عبدالجلیل بلگرامی ؒ	"	سنہ ۱۱۳۸ھ
١٧٣۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی ؒ	"	سنہ ۱۲۰۸ھ
١٧٤۔ سید مبارک محدث بلگرامی ؒ	"	سنہ ۱۱۱۵ھ
١٧٥۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ	"	سنہ ۱۳۴۶ھ
١٧٦۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ	"	سنہ ۱۳۶۹ھ
١٧٧۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ؒ	"	سنہ ۱۳۴۰ھ

Marfat.com

۱۷۸۔ پروفیسر مولانا کریم بخش صاحب لاہوریؒ — ف سنہ ۱۳۶۵ھ

۱۷۹۔ مولانا عبدالعلی بحر العلومؒ — ف سنہ ۱۲۲۵ھ

۱۸۰۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — ف ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۱ھ / ۲۱ اگست سنہ ۱۹۶۱ء

۱۸۱۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ — ف سنہ ۱۳۴۸ھ

۱۸۲۔ حافظ محمد لکھویؒ — ف سنہ ۱۳۱۱ھ

۱۸۳۔ حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ — ف سنہ ۱۳۳۴ھ / ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء

۱۸۴۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ — " سنہ ۱۹۴۸ء

۱۸۵۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ — " سنہ ۱۳۷۷ھ

۱۸۶۔ مولانا شبلی نعمانیؒ — " سنہ ۱۳۳۲ھ

۱۸۷۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ — " ۴ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

۱۸۸۔ سید سلیمان ندویؒ — " سنہ ۱۳۷۳ھ

۱۸۹۔ سید رشید رضا المصریؒ — " سنہ ۱۳۵۴ھ

۱۹۰۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ — " سنہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

۱۹۱۔ مولانا عبدالرحمان مبارکپوریؒ — " سنہ ۱۳۵۳ھ

۱۹۲۔ قاضی القضاۃ امام شوکانیؒ — " سنہ ۱۲۵۵ھ

۱۹۳۔ سعد زاغلول پاشا زعیم مصر — " سنہ ۱۹۲۷ء

۱۹۴۔ الشیخ محمد عبدہٗ مفتی مصر — " سنہ ۱۳۲۳ھ

۱۹۵۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ — " سنہ ۱۳۳۸ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء

۱۹۶۔ مولانا محمد حیات سندھیؒ (مدفون مدینہ منورہ) — " ۲۶ صفر سنہ ۱۱۶۳ھ

۱۹۷۔ شیخ محمد بن علی سنوسیؒ — " سنہ ۱۲۷۶ھ

۱۹۸۔ سید جمال الدین افغانیؒ — " سنہ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء

Marfat.com

۱۹۹۔ امیر عبدالقادر جزائری رح	ف ۱۲۰۰ھ / ۱۸۸۳ء
۲۰۰۔ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رح	ف ۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ
۲۰۱۔ مولانا عبدالرحیم رائے پوری رح	ف ۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ
۲۰۲۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی رح	
۲۰۳۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رح	ف ۲ر ستمبر ۱۹۵۶ء
۲۰۴۔ مولانا احمد سعید دہلوی رح	
۲۰۵۔ مولانا شوکت علی برادر مولانا محمد علی جوہر رح	ف ۱۹۳۸ء
۲۰۶۔ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم	ف ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۸ء
۲۰۷۔ مولانا عبدالقادر رائے پوری رح	// ۸ر اگست ۱۹۶۲ء
۲۰۸۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح	// ۲۳ر فروری ۱۹۶۱ء
بانیٔ پاکستان محمد علی جناح رح	// ۱۱ر ستمبر ۱۹۴۸ء
حافظ عبداللہ روپڑی رح	// ۲۰ر اگست ۱۹۶۴ء
خواجہ عبدالحی فاروقی رح	// ۸ر جنوری ۱۹۶۵ء
۲۰۹۔ مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی رح	ف ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۳ء
۲۱۰۔ مولانا عبدالقادر قصوری رح	// ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۲ء
۲۱۱۔ مولانا محمد علی ایم اے کیبنٹ قصوری رح	// ۱۲ر جنوری ۱۹۵۶ء
۲۱۲۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری	ف ۱۹۳۶ء
۲۱۳۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم	// ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء
۲۱۴۔ مولانا فضل الرحمٰن حسرت موہانی مرحوم۔	ف ۱۹۳۱ء
۲۱۵۔ مولانا آزاد سبحانی مرحوم	
۲۱۶۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو مرحوم	

Marfat.com

۲۱۷۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری ناظم جمعیۃ العلماء ہندؒ — ف ۲/ اگست ۱۹۶۲ء

۲۱۸۔ مولانا عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ

۲۱۹۔ مولانا اعزاز علی شیخ الادب والحدیث دیوبندؒ

۲۲۰۔ مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی والد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

۲۲۱۔ مولانا عین القضاۃ حیدرآبادیؒ

۲۲۲۔ مولانا محمد لدھیانویؒ — ف ۱۳/ رمضان المبارک

۲۲۳۔ مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ — ف رمضان المبارک

۲۲۴۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ — ف ۷/ فروری ۱۸۸۷ء

۲۲۵۔ مفتی عبداللہ ٹونکی — ف ۷/ نومبر ۱۹۲۰ء

۲۲۶۔ مولانا سید احمد حسن صاحب احسن التفاسیرؒ — ف ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

۲۲۷۔ میانجی نور محمد جھنجھانوی، پیر طریقت حاجی امداد اللہؒ — ف ۱۲۵۹ھ

۲۲۸۔ شاہ عبدالرحیم ولایتی خلیفہ حضرت سید احمد بریلویؒ

۲۲۹۔ مولانا ذوالفقار علی والد حضرت شیخ الہندؒ — ف ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء

۲۳۰۔ مولانا حسین علی واں بھچرویؒ

۲۳۱۔ مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ مہاجر — ف ۱۲۹۶ھ

۲۳۲۔ مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ — ف یکم جون ۱۹۶۱ء

۲۳۳۔ مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ — ف ۱۹۴۳ء

۲۳۴۔ مولانا محمد صفی دہلوی ف ۱۲/ اپریل ۱۹۴۵ء

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

کاغذ تمام، کلک تمام، اور ہم تمام
پر داستانِ شوق ابھی ناتمام ہے

Marfat.com

یا الٰہی ان تمام متذکرۃ القدر بزرگواروں کی قربانیوں اور خدمتوں کو قبول کر۔ ان کی لغزشوں کو معاف کر اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرما۔ صلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد والہ وبارک وسلم علیہ۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن — قبولِ حق ہیں مردِ حُر کی تکبیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

(اقبالؔ ارمغان حجاز)

★

Marfat.com

سیرتِ رسول صلعم پر ایک مضمون

نورِ عالم

خواجہ دنیا و دیں گنجِ وفا
صدر و بدر ہر دو عالم مصطفےٰ

آفتابِ شرع و دریائے یقین
نورِ عالم رحمت للعالمین

خواجۂ کونین و سلطان ہمہ
آفتاب جان و ایمان ہمہ

پیشوائے ایں جہاں و آں جہاں
مقتدائے آشکارا۔۔۔۔ نہاں

آفرینش راجز اُو مقصود نیست
پاک دامن تر ز جز او موجود نیست

عقل را در خلوتِ اُو راہ نیست
علم نیز از دولتِ او آگاہ نیست (مولانا جامیؒ)

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۵۹ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں:۔

اے فرزند! ایں فقیر ہر چند ملاحظہ مے نماید و نظر را سیر مے دہد ہیچ جا نمے یابد کہ دعوتِ پیغمبر ما علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بآنجا نرسیدہ است بلکہ

Marfat.com

محسوس میگردد کہ در رنگ آفتاب ہمہ جا نورِ دعوت اُو علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام رسیدہ است حتیٰ کہ در یاجوج ماجوج نیز کہ سد حائل دارند۔

ترجمہ:- اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا کہ جہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نہ پہنچی ہو، بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح ہر مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا نور پہنچا ہوا ہے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج تک بھی پہنچا ہوا ہے جن کو دیوار حائل ہے۔

رحمۃ للعالمین

نائبِ حق، ہمچو جانِ عالم است
ہستیٔ او ظلِّ اسمِ اعظم است

از رموزِ جزو و کُل آگاہ بُود
در جہاں قائم بامر اللہ بُود

پختہ سازد فطرتِ ہر خام را
از حرم بیروں کند اصنام را

نوعِ انساں را بشیر و ہم نذیر
ہم سپاہی، ہم سپہ گر، ہم امیر

زندگی را مے دہد تفسیرِ نَو
مے دہد ایں خواب را تعبیرِ نَو

(اقبال مرحوم)

شرح کلام حضرت شیخ مجددؒ

ہمارے تمام شاہدات کا تعلق قوتِ بینائی سے ہے۔ اگر قوتِ بینائی موجود

Marfat.com

ہے مگر خارج میں اس کی راہنمائی کے لئے آفتاب یا لیمپ کی خارجی روشنی موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں قوتِ بینائی بے کار ہے۔ آپ قوتِ بینائی سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اس کے برعکس آفتاب کی روشنی موجود ہے مگر قوتِ بصارت کی روشنی موجود نہیں۔ ایسی صورت میں اس شخص کے لئے جو قوتِ بصارت سے محروم ہے آفتاب کی روشنی بے فائدہ ہے۔ آفتابِ سماوی کے بغیر جس طرح بصارت بے کار ہے اسی طرح آفتابِ رسالت کے بغیر بصیرت کی روشنی، عقل و فطرت کی روشنی، علم و دانش مندی کی روشنی، حکمت و فلسفہ کی روشنی قطعاً بے کار اور غیر مفید ہے۔

انبیاء کرامؑ کی بصیرت تمام انسانوں سے بلند ہوتی ہے۔ اسی بصیرت کو ملکۂ نبوت یا استعدادِ وحی کہتے ہیں اور یہ ایک خاص نعمتِ الٰہی ہے جو صرف انہی نفوسِ قدسیہ کے لئے مخصوص ہے۔ اس معاملہ میں انبیاء کرام کا کوئی سہیم و شریک نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ طبقہ ہے جن کا قلبِ اطہر آئینہ کی طرح مجلّی و مزکّی ہوتا ہے۔

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

نہ ہر کہ طرفِ کلاہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

حافظؔ کے ان اشعار کا لبِ لباب کسی صاحب نے اپنی زبان میں یوں ادا کیا ہے۔

سامان سے کوئی صاحبِ ایماں نہیں ہوتا
ہر اہلِ عصا موسیٰ عمراں نہیں ہوتا

Marfat.com

پہنے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا
آئینہ گر سکندرِ دوراں نہیں ہوتا
لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہیں سکتا
بت سجدہ کافر سے خدا ہو نہیں سکتا

آفتاب کا فیضِ اثر ایک معمولی پتھر کو لعل و عقیق کی شکل میں تبدیل کر کے اسے کچھ سے کچھ بنا دیتا ہے۔ اسی طرح خورشیدِ حقیقت کے انوار و تجلیات اپنے مخصوص فیضان و اثر کے لئے کسی خوش نصیب انسان کو چن لیتے ہیں۔ سب سے زیادہ پاکیزہ قلب اور بلند فطرت انسان محمد الرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بوجہ اپنی فطری جوہروں کے نزولِ وحی سے قبل ہی آپ کی آنکھیں ایسے جلووں سے روشن ہو رہی تھیں کہ ظاہر بینوں کی آنکھیں ان جلووں کی تاب لانے سے قاصر ہیں۔ جس طرح آفتابِ جہاں تاب طلوع ہو کر کائناتِ عالم کے ذرہ ذرہ پر جلوہ پاش ہوتا ہے اس آفتاب کی شعاعیں چھن چھن کر ان تمام اشیاء پر جو اس کے مقابل ہوں جلوہ ریز ہوتی ہیں۔ لیکن ہر سنگریزہ لعل و گوہر بننے کی استعداد نہیں رکھتا۔ لعل و گوہر بننے کا رتبہ کسی خوش نصیب سنگریزہ کو ہی ملتا ہے۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معدنِ ہستی کا وہ کوہِ نور ہیرا تھے جو ذاتِ احدیت کے آفتابِ حقیقت کے انوار و تجلیات کی آغوش میں تربیت پا رہے تھے اور جن کی آمد موعود کے انتظار میں کائناتِ عالم کا ذرّہ ذرّہ شب و روز کی ایک ایک ساعت بے چینی اور اضطراب سے گن گن کر گزار رہا تھا۔ آخر وہ اس جہانِ آب و گل میں جلوہ افروز ہوا اور دنیائے انسانیت کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کو منور کیا۔ آفتابِ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پوری تابانی کے ساتھ روشن ہوا اور بلا امتیاز اپنے مقابل کی ہر چیز کو اپنی شعاعوں سے مستفیض فرمایا۔ لیکن ہر مقابل چیز نے

Marfat.com

اپنی فطری استعداد اور صلاحیت کے مطابق ان نورانی شعاعوں سے اکتساب فیض کیا۔
مٹی اور پتھر و یاقوت سب جمادات ہیں مگر ایک تاج سلطانی اور قبائے شاہی کی زینت بنتا ہے اور دوسرا انسانوں اور چوپایوں کے قدموں سے ٹھکرایا جاتا ہے۔ پھر لعل و یاقوت بھی سب ایک طرح کے نہیں ہوتے ہیں۔ بعض بہت بیش بہا ہوتے ہیں اور صرف سلطنتوں کے لئے سرمایہ فخر و امتیاز بنتے ہیں۔ بعض کم درجہ کے ہوتے ہیں جنہیں ہر متموّل و صاحب ثروت خرید سکتا ہے۔

یہ لعل اور ہیرے مادہ میں پتھر ہی ہیں مگر ایک پتھر کا پتھر ہی رہا جب کہ دوسرے پتھر کو آفتاب کی شعاعوں نے اپنے مسلسل عمل تربیت سے لعل درخشاں اور یاقوتِ تاباں بنادیا۔ آفتاب کی شعاعوں نے دونوں پر ایک ہی جیسا عمل کیا تھا۔ مگر تہ مقابل شے کے ملکہ و استعداد نے یہ فرق پیدا کر دیا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اسی مضمون کو اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ
بَلْ مِثْلُ یَاقُوْتٍ بَیْنَ الْحَجَرِ

ترجمہ:۔ محمد صلعم بشر ہیں لیکن بشروں جیسے بشر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایسے ہیں۔ جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت ہوتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں مدح فرماتے ہیں:۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً عَنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

Marfat.com

ترجمہ:۔ میری آنکھوں نے تجھ سے زیادہ حسین ہرگز ہرگز نہیں دیکھا اور کسی ماں نے تجھ سے زیادہ حسین بچہ نہیں جنا تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوا گویا تیری تخلیق تیری منشاء کے مطابق ہوئی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ رب العالمین نے محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل عالم کی ہدایت وسعادت کا سامان دے کر سرزمین عرب میں ماہ ربیع الاوّل میں ولادت بخشی۔ یعنی دنیا کا سب سے بڑا ہادی اور خدا کا سب سے برگزیدہ انسان پیدا ہوا۔ یہ وہ انسان تھا کہ جس کی جبینِ تابناک سے نورِ حقیقت کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھیں۔ اور جس کے فیضان اشعہ لامعہ نے ظلمت آبادارضی کو بقعۂ نور بنادیا۔ یہی وہ انسان تھا جس کے جاہ وجلال کو دیکھ کر قیصر وکسریٰ کے تخت لرز گئے۔ غلامی کی زنجیریں کٹ گئیں۔ تمیز رنگ ونسل مٹ گئی۔ انسان کا کھویا ہوا وقار قائم ہوا۔ حضور صلعم نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پیغام دیا جن روحوں نے اس پیغام پر لبیک کہا انہیں خلافت الٰہیہ عطا ہوئی۔ قیاصرہ اور اکاسرہ کے تاج ان کے قدموں پر نثار ہوئے۔ جب تک آفتاب عالم تاب مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا رہے گا۔ دنیا اپنے سب سے بڑے محسن کے احسان کو نہ بھولے گی جس نے شتربانوں کو جہانبانی کے وہ گر سکھائے کہ وہ دیکھتے دیکھتے ربع مسکوں پر چھاگئے اور مشرق ومغرب پر ان کے جھنڈے لہرانے لگے۔ امّی ہونے کے باوجود علم ومعرفت کے وہ رموز اہل عرب کو بتلائے کہ وہ محفلِ علوم کے صدر کہلائے اور تمام دنیا نے ان کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالمِ وجود میں آنا کس قدر باعثِ برکت ہوا اس کا حال دنیا کی پھیلی ہوئی روشنی اور تہذیب سے پوچھو۔ غرضیکہ اس روحانی آفتاب ہدایت کے آنے سے ظلمتِ کفر وشرک کافور ہوگئی۔ لوگ اپنے پروردگار کو پہچاننے

Marfat.com

لگے۔ نسل وخون کی لعنت مٹ گئی۔ نوعِ انسانی کا حقیقی شرف واحترام قائم ہوا۔ غلام اور آقا ایک ہو گئے۔ انسانیت کی تعمیر اخوت ومساوات کی بنیادوں پر شروع ہو گئی۔

سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ایک نظر

ذاتِ قدسی صفات کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور زندگی کے مختلف شعبوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہر شعبہ ہماری راہنمائی اور رہبری کے لئے مشعلِ راہ ہے اور زندگی کا ہر حصّہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے جس کی مثال ناممکن ہے۔

آپ کی ذات بابرکات ایک ایسا مرتب و منظم اور جامع نمونۂ زندگی پیش کرتی ہے جس کی مثالیں معمولی سے معمولی مزدور اور کسان سے لے کر بڑے بڑے اصحاب سیاست اور حکمران تک کو کامرانی کی منزل تک پہنچا سکتی ہیں۔ آپ کے اعمال و افعال میں انسان کی انفرادی و اجتماعی دونوں طرح کی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے بہترین نظائر اور نمونے موجود ہیں۔ آداب خورش و رہائش اور سلوکِ عزیزان و ہمسائیگاں سے لے کر آدابِ جنگ و سفارت اور آدابِ حکومت و عدالت تک نہایت عمدگی اور حسنِ ترتیب کے ساتھ ایک منضبط اور عالیتہ لائحہ عمل نظر آتا ہے۔ پھر اس کمال کے اندر یہ کمال ہے کہ کسی شعبۂ زندگی کے انہماک و مظاہرہ کے موقعہ پر دوسرے شعبوں کے عمل میں ذرا برابر خامی یا کمی نظر نہیں آتی۔ یہ کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نظر آئے گا۔ کہ ایک پہلو کی رفعت و بلندی کے وقت دوسرے پہلوؤں کو اپنے نقطۂ کمال سے بقدر رتی بھی نہ ہٹنے دیا۔ اس عظیم الشان معجزے نے آپ کی سیرت کو کل جلیل القدر انسانوں کی سیرتوں سے ایسا بلند اور ممتاز بنا دیا ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہ ہو گی۔

تاریخ عالم مشاہیر و زعما کے تذکروں سے بھری پڑی ہے۔ ہر ایک نے عظیم و بزرگ

کی زندگی کا مطالعہ یہی بتلاتا ہے کہ اس کی عظمت و بزرگی کا سبب مسائل حیات کے دو ایک یا چند پہلوؤں کے متعلق راہِ خواب کی دریافت یا تبلیغ تک محدود رہتا ہے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نظر آئے گا کہ یہ بزرگوار اپنے خصوصی گوہر مقصود کی تلاش و حصول کے سلسلہ میں دیگر متعلقات سے یا تو بے تعلق رہے یا کم از کم ان کی انجام دہی کی اس انتہا کو نہ پہنچ سکے جو ان مسائل میں عام انسانوں کے لئے بہترین نظیر قرار دی جا سکے۔ ارباب عقل و ہوش کی ہزار سالہ تحقیق اور اصحاب دین و فکر کی لامحدود کاوش انسانی زندگی کے ضبط و انصرام کے سلسلہ میں کوئی ایسا اصول وضع کرنے پر قادر نہ ہو سکی جو معمولی سے معمولی اور اہم سے اہم مسائل حیات و تمدن کی راہنمائی کی جامع ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مختلف حالات و کوائف کے لئے ایک عملی اور قابل نمونہ چھوڑا ہے۔

فتح مکہ کے دن دشمنوں پر فتح پانے کے وقت آپ اتنے متواضع تھے کہ فرطِ تواضع سے اپنے مفتوح شہر میں داخلہ کے وقت گردن نیچے کئے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ گردن اتنی جھکی ہوئی تھی کہ سر مبارک اونٹ کے پالان سے قریب ہو گیا تھا لاکھوں روپیہ کا ڈھیر آپ کی ملکیت ہے مگر چند گھنٹوں میں تقسیم فرما کر ختم کر دیتے ہیں۔ اور صرف چند سیر جو پر قناعت کرتے ہیں۔ ایک فاتح جرنیل کے لئے اس واقعہ میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

لونڈی غلام تقسیم ہو رہے ہیں مگر جگر گوشہ اور چہیتی بیٹی شکایت کرتی ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھ میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ اور مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے سینہ پر نیل کے داغ پیدا ہو گئے ہیں صرف ایک لونڈی کے لئے حضور میں عرض گزارتی ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں یادِ الٰہی کے چند الفاظ سکھاتے ہیں اور کوئی لونڈی عطا نہیں کرتے۔ کیا اس میں حکمرانوں اور بادشاہوں کے لئے نمونہ نہیں ہے

Marfat.com

ایسا سلطان عالی ظرف سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے جو ایک وقت میں تختِ حکومت سے احکامِ تدبیر و سیاست، قوانین جہانگیری و جہانبانی اور مقدمات فوجداری و دیوانی کا بھی نفاذ کرے اور دوسرے وقت میں ایک معمولی مزدور کی حیثیت سے قوت لا یموت کی تحصیل میں مصروف ہو۔

کیا دنیا کا کوئی ایسا فاتح جرنیل ہوا ہے جس نے مختصر فوج کے ساتھ جس میں نوجوان بھی ہیں، بوڑھے بھی ہیں اور نہ اسلحہ ہے نہ سامانِ خوراک، نہ سردی سے بچاؤ کے لئے گرم ملبوس اور نہ گرمی کے زمانہ میں سرد سایہ، نہ سواری کو مرکب نہ مسافت کا سامان، کھجوروں کے پتوں کا کیمپ اور اللہ نام۔ مگر ہر جنگ میں فاتحانہ حملہ کے ساتھ غنیم کی فوج کو پارہ پارہ کر دیا ہو۔ یہ صرف اس ربانی جرنیل کی شان ہے۔

کیا دنیا میں کوئی ایسا مقنن ہوا ہے جس نے آج تک کوئی ایسا یکساں اور غیر متزلزل قانون مرتب کیا ہو جو محرف نہ ہو قابلِ اعتراض نہ ٹھہرا بدلا نہ گیا ہو اور زمانہ سے بیکار اور غلط ثابت نہ ہو چکا ہو۔

اے دنیا کے انصاف پسند اور غیر متعصب لوگو! اگر اقوامِ عالم میں کوئی ایسا سید عالیجاہ تم کو ملتا ہے تو لاؤ۔ مصر کی تاریخ ٹٹولو۔ روما کے اوراقِ پارینہ الٹ جاؤ۔ یونان کے دفاتر و اساطیر پر نظر ڈالو۔ جرمنی کے اعلیٰ مقنن تک اور انگلستان کے بہتر جورسٹ تک ایک عمیق اور غائر نظر ڈالو۔ سمندر کی موجوں میں غوطہ لگاؤ۔ پہاڑوں کی بلندیوں تک اڑو۔ صحرائے اعظم میں دوڑو۔ ہندوستان و چین کے سرسبز میدان پامال کر ڈالو۔ قرونِ قدیمہ کا تجزیہ کرو۔ عہدِ عتیق کو کھنگال ڈالو۔ داستان زمانۂ وسطیٰ کو پڑھ ڈالو۔ دورِ حاضرہ کی تاریخ الٹ جاؤ۔ لیکن سوائے تاجدارِ مکہ کے حیاتِ انسانی کے لئے مکمل ضابطہ جو اٹل و غیر مبتدل اور غیر محرف ہو کوئی پیش نہ کر سکا اور نہ کر سکے گا۔

اس ضابطہ کے اندر بنی نوعِ انسان کی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ اس ضابطہ کے قوانین ساری نسلِ انسانی کے لئے ہمیشہ ہمیشہ واجب العمل ہوں گے۔ زمان و مکان اور نسل و ملک کا اختلاف ان پر کچھ اثر انداز نہ ہوسکیگا اور تمام زمانوں اور طبقوں کے لئے یکساں قابلِ عمل ہوں گے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو لیجئے۔ قانونِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اس کے لئے دفعہ موجود ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوعِ انسان کے لئے ایک کامل نمونہ بنا کر بھیجے گئے۔ وہ سب کے لئے تھے جس کسی کو چلنا تھا جہاں کہیں چلنا تھا، جس زمانہ میں چلنا تھا انہی کی روشنی میں چلنا تھا۔ سلاطین کے لئے، سپاہ سالاروں کے لئے۔ قاضیوں اور ججوں کے لئے، واعظوں کے لئے مفتیوں کے لئے، معلموں کے لئے، صوفیوں اور ذاکروں کے لئے، غرضیکہ ہر ایک کے لئے نبی اکرم کی ذات میں اسوۂ کامل موجود ہے۔ دنیا کا کوئی منصف مزاج، تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر دیدۂ حق بین سے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ عظیم ہستی ہر صفت جلالی و جمالی کے اندر منزل کی اعلیٰ سے اعلیٰ کرسی پر نظر آئے گی۔ ژرف نگاہی کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ راز تو کھلا ہے کہ انجمنِ عالم کے گوشہ گوشہ میں جہاں انسانی صفاتِ حسنہ کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وہاں سرکارِ مدینہ آقائے دو عالم سرورِ کونین فخرِ بنی آدم، صاحبِ جود و کرم، خاتم النبیین، سید المرسلین، امام المتقین رسولِ رب العالمین، حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ ستودہ صفات میں ہی اسوۂ کامل ہے۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرۂ عالم کا گوشہ گوشہ فیضانِ رسالت اور نورِ نبوت کی بے پایاں روشنی سے منور کر دیا اور ظلمت کدہ عالم کو جس پر ضلالت و جہالت کے تاریک بادل تہ بتہ جمع ہو چکے تھے بقعہ نور بنا دیا۔ ظلمت کدوں کی ظلمت کو مٹایا۔ بتکدوں کے بت فنا کئے۔ آتش کدوں کی آتش بجھائی۔ توحید کا علم بلند کیا

Marfat.com

سینکڑوں برس کے بھٹکے ہوئے غلاموں کو ان کے مالک و آقا کے سامنے جھکا دیا۔ اور صدیوں کے بھولے ہوؤں کو خدائے قدوس کے جلال و جبروت اور اس کی تقدیس سے روشناس کرایا۔ اخوت و ہمدردی کا رشتہ استوار ہوگیا۔ دشمن دوست بن گئے بیگانے یگانے ہوگئے۔ بے راہوں نے راہ پائی۔ جب اس بشیر و نذیر قدسی صفات نے اپنی رسالت و نبوت کا حق پوری طرح ادا کر دیا اور خدائے واحد کی یکتائی و توحید کا شیریں پیغام سنا کر کل جہان کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا۔ تو اس امانت ربّانی کی پاسبانی ایک مقدّس جماعت کے سپرد کر کے خود رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

عالمِ انسانیّت میں حیرت انگیز انقلاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام قبیلوں کے درمیان جو سالہا سال سے ایک دوسرے کے مقابل خون آشام تلواریں سونتے ہوئے تھے الفت و محبت کا پیوند لگا یا۔ عرب کی جنگ بُعاث جو اوس و خزرج کے درمیان بڑی مدت سے جاری تھی یک قلم موقوف ہو گئی۔ اس مصالحت کے لئے اگر کوئی شخص پوری دنیا خرچ کر دیتا تو بھی اس کی طاقت سے باہر تھا۔ مکی و مدنی سب گھل مل گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ ایسا بھائی چارہ جس کے سامنے سگے بھائیوں کی محبّت اور دنیا کی ساری دوستیاں شرمندہ تھیں۔ تاریخ میں ایسی محبّت و خلوص کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی درمیانی کڑی جو ان کے دلوں کو پیوست کر رہی تھی صرف اسلام کی محبّت تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس محبّت کا نقشہ یوں کھینچا ہے

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال)

Marfat.com

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔ اگر تو زمین کی ساری دولت خرچ کر ڈالتا تو ان کے دلوں کو باہم نہ جوڑ سکتا تھا لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی۔ وہ غالب حکمت والا ہے۔

یہ نئی جماعت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ تھی اس کا ظہور ایسی کٹھن گھڑی میں ہوا۔ جب کہ دنیا موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کی تربیت فرما رہے تھے دوسری طرف قرآن پاک برابر ان کے قلوب کو طاقت اور گرمی بخش رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس بابرکت سے ان کو دینی استحکام، خواہشات نفس پہ قابو، رضائے الٰہی کی سچی طلب، اس کی راہ میں اپنے آپ کو مٹا دینے کی عادت، جنت سے عشق، علم کی حرص، دین کی سمجھ اور احتساب نفس کی دولت حاصل ہوئی یہ لوگ جس حال میں ہوتے ارشاد نبوت سنتے ہی کھڑے ہو جاتے۔ یہ لوگ صرف دس سال کے اندر، ۲۷ بار جہاد کے لئے نکلے اور آپ کے حکم سے سو مرتبہ سے زیادہ کمربستہ ہو کر میدان جنگ کی طرف گئے۔ ان کے لئے دنیا سے بے تعلقی آسان ہو گئی۔ وہ اہل و عیال کے مصائب برداشت کرنے کے عادی ہو گئے یہ لوگ مع اپنے قلوب کے، مع اپنے ہاتھ پاؤں کے، مع اپنی روحوں کے اسلام کے دامن میں آ گئے۔ آپ کے فیصلہ پر ان کے سینے کبھی نہ بھینچے۔ جس بات کا فیصلہ آپ فرما دیتے ذرا اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے چھپے قصوروں کا اعتراف کیا۔ اگر کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے تو اپنے جسموں کو حدود اور سزاؤں کے لئے پیش کر دیا۔ شراب کی حرمت کا نزول ہوا تو چھلکتے ہوئے جام ہتھیلیوں پر تھے۔ ان کا حکم ان کے بھڑکتے ہوئے جگر، آلودہ لبوں اور شراب کے درمیان حائل ہو گیا۔ پھر کیا تھا ہاتھ کو ہمت نہ ہوئی کہ اوپر اٹھ سکے اور لبوں کی تمنائیں وہیں خشک

Marfat.com

ہوگئیں۔ شراب کے برتن توڑ دیئے گئے اور شراب مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں بہ گئی۔

یہ وہ لوگ تھے جو نہ کسی مصیبت سے گبھراتے نہ کسی نعمت پر اتراتے۔ نقر ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکتا۔ دولت سرکشی پیدا نہ کر سکتی۔ تجارت یادِ الٰہی سے غافل نہ کرتی کسی طاقت سے نہ دبتے۔ اللہ کی زمین پر اکڑنے کا خیال تک بھی نہ آتا۔ لوگوں کے لئے وہ میزانِ عدل تھے۔ وہ انصاف کے علمبردار اور اللہ کے گواہ تھے۔ اپنے نفس کے خلاف اور والدین و اعزہ و اقربا کے خلاف شہادت میں جانا پڑے۔ کچھ پرواہ نہیں، یہ وہ لوگ تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی زمین کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور دنیا کو ان کے لئے مسخر کر دیا سو وہ اس وقت عالم کے محافظ اور اللہ کے دین کے حامی و پاسبان بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا جانشین بنایا اور آپ خود ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ رسالت و امت کی طرف سے اطمینان لے کر رفیقِ اعلیٰ کی طرف سفر کر گئے۔ انسانی طبیعتوں کا یہ زبردست انقلاب جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں انجام پایا انسانی تاریخ میں ایک نرالا اور انوکھا انقلاب ہے۔

پیغمبر کا کام صرف اتنا ہی نہیں کہ اللہ کی کتاب کو لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچا دے۔ بلکہ وہ ایک معلم و مزکی کی حیثیت سے گری ہوئی اور پس ماندہ قوم کی تربیت کرتا ہے۔ ان کے ذہن کو اونچا اور سیرت کو پاکیزہ بناتا ہے۔ کتاب و حکمت کی تشریح کرتا ہے۔ کتاب ہدیٰ کی جملہ تفصیلات ان کے ذہن نشین کراتا ہے۔ ان کی اخلاقی و روحانی اصلاح کرتا ہے اور اپنے قول و عمل سے اور اپنے معیار و نمونہ سے یقین دلاتا ہے کہ جو کچھ وہ تبلاتا ہے وہ اس پر خود بھی عمل پیرا ہے، اپنے ماحول کا، اپنے گرد و پیش کا اور اپنے معاشرہ کا وہ ذمہ دار اور نگران ہوتا ہے امت کی نقل و حرکت اور اس کے ارتقار پر کڑی نظر رکھتا ہے معاشرہ

Marfat.com

کو علمی و معیاری بناتا ہے۔ اس کی لغزشوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کا رخ غلط سمت یا تنزل کی طرف نہیں ہونے دیتا۔

دنیا میں سوائے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کون شخص ہے کہ ان کی زندگی کے حالات و واقعات کا ایک ایک حرف جامعیت و احتیاط سے محفوظ کر لیا گیا ہو۔ وسعت و تفصیل کی یہ حالت ہے کہ اقوال و افعال، وضع و قطع، شکل و شباہت، رفتار و گفتار، مذاقِ طبیعت، اندازِ گفتگو، طرزِ زندگی، طریقِ معاشرت، کھانا پینا، چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، ہنسنا بولنا غرضیکہ ایک ایک ادا محفوظ رکھی گئی وجہ ظاہر ہے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ تمام عالم کو قیامت تک ضرورت تھی۔

اب دنیا کے لئے روشنی صرف ایک ہی ہے اور ایک ہی کی ہے۔ نسخہ شفا صرف ایک ہی ہے اور وہ صرف اسی شفاخانہ سے ملے گا۔ تمام بیماریاں اسی شفاخانہ سے علاج پذیر ہوں گی۔ آپ کی ذاتِ اقدس وہ کسوٹی ہے جس پر خدا کی خوشی اور ناخوشی کی پرکھ ہوتی ہے۔ آپ کے حرکات و سکنات اور زبان کا بول سارے جہان کے لئے ہدایت کی شمعیں ہیں۔ آپ کے کلمات وہ پھول ہیں کہ جن کی عطر بیزیاں طائرِ لاہوتی کی روح رواں ہیں۔ آپ کے نفسِ اطہر سے خیرِ محض کی ایسی نہریں رواں ہوئیں کہ تشنگانِ ہدی ان سے ہمیشہ ہمیشہ پیاس بجھاتے رہیں گے۔ آپ کے اقوال کی مشعلیں اور اعمال کی قندیلیں تا صورِ اسرافیل نور افشاں اور ضیا بار رہیں گی۔ احادیث و سنن کے نورانی سیارے رہتی دنیا تک ناآشنائے کسوف و خسوف رہیں گے۔ آپ کی زبانِ وحی بیان سے وہ نورانی سکے ڈھلتے ہیں کہ جس سے بازارِ حشر میں فضل و رحمت کی جنس کے سودے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں سے سب سے بڑی عظیم الشان اور لا مثال نعمت خواجہ بدر و حنین حضرت سید الکونین صلعم کی

Marfat.com

ذاتِ اقدس ہے جنہیں اللہ تعالےٰ نے ابدی رسالت کے تاج سے سرفراز کر کے شمس و قمر کی روشنی کی بقا تک بنی نوعِ انسان کی عالمگیر ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا آپ ساری کائنات کے رسول ہیں۔ مشرق و مغرب، شمال اور جنوب، اسود اور احمر، بحر اور بر سب کے لئے آپؐ کی رسالت عام ہے ؎

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد حق آگاہ کی بارگاہ میں ہے

والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد و آلہٖ و سلم۔

گرمیٔ ہنگامۂ بدر و حنین
حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ
تیغِ ایوبیؒ نگاہِ بایزید
گنجہائے ہر دو عالم را کلید
عقل و دل را مستی از یک جام مے
اختلاطِ ذکر و فکر و روم و رے
حسنِ عالم سوز الحمرا و تاج
آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج
ایں ہمہ یک لحظہ از اوقاتِ اوست
یک تجلی از تجلیاتِ اوست

(اقبال)
(پس چہ باید کرد)

Marfat.com

مصطلحاتِ تصوف مجددی

دیگر علوم و فنون کی طرح صوفیائے کرام کی بھی اپنی خاص مصطلحات ہوتی ہیں ان مصطلحات سے وہ ایک مخصوص و محدود طبقہ کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں اور اس مخصوص طبقہ کی تفہیم ہی ان کے پیشِ نظر ہوتی ہے جو لوگ ان مصطلحات سے واقف نہیں ہوتے وہ ان کی کلام کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان اٹھاتے ہیں۔ صوفیا کے بہت سے سلسلے ہیں۔ ہر سلسلے کی مخصوص اصطلاحات ہیں۔ وحدت الوجودی تصوّف میں ایک اصطلاح کا مطلب و مفہوم کچھ اور ہوتا ہے لیکن وحدت الشہودی تصوّف میں اس کی تعریف مختلف ہوتی ہے صوفیائے متقدمین اور صوفیائے متاخرین کے ہاں بھی اصطلاحات کے مفہوم کی تعیین میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے۔

تصوّف اہلِ حق

قدیم اور اکابر صوفیائے کرام کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوّف کا نصب العین اور موضوع تعلیماتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق اپنے روح و قلب میں بلند اور اعلےٰ ملکات کا پیدا کرنا اور نفس کو احکامِ شریعت کا اس قدر پابند بنانا ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کے آثار بالکل محو ہو جائیں اور قلبِ انسانی کو بجز ذکرِ خدا نہ کسی چیز سے لذت حاصل ہو اور نہ وہ اطمینان پا سکے۔ طریقِ صوفیہ کی پہلی شرط

Marfat.com

یہ ہے کہ دل کا میدان غیر اللہ کی محبت سے بالکل پاک و صاف کیا جائے اور یہ چیز اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ آثار نفس کو محو کر کے اسے اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع بنایا جائے۔ تصوف کی اصطلاح میں اس درجہ کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اس مقام اور درجہ تک پہنچنے کے لئے اعلیٰ اور بلند ملکات کے حصول کی ضرورت ہے۔ وہ ملکات کیا ہیں:

ذوق و معرفت دین۔ احسان و اخلاص، تزکیۂ باطن، تہذیب اخلاق، سخاوت وایثار، اللہ تعالےٰ کی محبت و خشیت، تحقیرِ دنیا، زہد و تجرید، توجہ الی اللہ، ذوقِ عبادت یقین و توکل، دعاء و ابتہال اور ذکر و فکر۔

اس کی غرض اور حقیقی مقصد روح و باطن کو اعلیٰ روحانی مدارج تک پہنچانا اور اور قلب کو محبت و تعلق ما سوی اللہ سے الگ کرنا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا تصوف

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے تصوف کا مآل یہ ہے کہ صوفی ان تمام مقامات و منازل روحانی کو طے کر کے جو بندے اور خدا کے درمیان حائل ہیں خدا تک رسائی کرے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی ذات میں فنا کر دے۔ اس مطلوبِ حقیقی کے وصل اور اس کی ذات میں فنا ہونے کے لئے ان تمام درمیانی حجابات اور پردوں کو چاک چاک کر دے جو روح انسانی اور خدا کی راہ میں حائل ہیں۔ ان کے نزدیک اس مقام کا نام فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے۔

شیخ مجدد الفِ ثانیؒ کے تصوف کا مآل

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیر الی اللہ میں سلوک کا انتہائی

Marfat.com

مقام، مقامِ عبودیت ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ اسی مقام عبودیت کے حصول کے لئے مراتب و منازل ہیں۔ ایک سالک کو ان منازل سے گزرنا پڑتا ہے۔ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فنا فی اللہ عبارت از فنا در مرضیات اوست سبحانہ وعلیٰ ھذا القیاس السیر الی اللہ والسیر فی اللہ (دفتر اول۔ مکتوب ۹۷)

ترجمہ:۔ فنا فی اللہ سے یہی مراد ہے کہ آدمی اللہ تعالےٰ کی مرضیات میں فنا ہو جائے۔ یہی مفہوم ہے سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کا۔

حضرت شیخ مجدد ایک اور مکتوب میں مزید صراحت فرماتے ہیں:۔

فنا و بقا شہودی است، وجودی نیست کہ بندہ ناچیز نہ شود و بحق تعالےٰ متحد نہ گردد والعبد عبد دائما والرب رب سرمدا زنادقہ اند کہ فنا و بقا را وجودی مے نمایند و مے انگارند کہ بندہ رفع تعینات وجودی نمودہ باصل خود کہ منزہ از تعینات وقیود است متحد مے گردد، واز خود ناچیز گشتہ برب خود بقا پیدا مے کند اعاذنا اللہ سبحانہ من معتقداتہم السوء۔ حقیقت فنا ازنسیان ماسوائے اوست سبحانہ وعدم گرفتاری است بغیر او تعالےٰ۔

(مکتوبات۔ دفتر دوم۔ مکتوب ۹۹)

:۔ فنا و بقا وجودی ہے شہودی نہیں کیونکہ بندہ ناچیز نہیں ہوتا اور نہ ہی حق تعالےٰ کے ساتھ متحد ہوتا ہے۔ بندہ بندہ ہے اور خدا خدا ہے۔ فنا و بقا کو وجودی خیال کرنے والے زندیق ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اپنے وجودی تعینات کو رفع کر کے اپنے اصل سے متحد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے ان بُرے عقائد سے محفوظ رکھے۔

Marfat.com

فنا کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ انسان ماسوی کو بھول جائے اور حق تعالیٰ کے سوا غیر کی گرفتاری اور تعلق سے دور ہو جائے۔

صحابہ کرامؓ اور تصوف

صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں صوفی اور تصوف کا لفظ موجود نہیں تھا۔ صوفی کا لفظ دوسری یا تیسری صدی ہجری میں ایجاد ہوا لیکن یہ مقاصد یہ نصب العین اور یہ احوال و کوائف عہد نبوی میں اور زمانۂ صحابہؓ و تابعین میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ زمانۂ نبوی میں یہ روحانی و قلبی کیفیات محبت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیمیا اثری سے حاصل ہوتی تھیں۔ یہ ایک مؤثر اور طاقتور ذریعہ تھا۔ جس کا اثر صحابہ اور تابعین کے زمانہ تک قائم رہا۔ شروع شروع میں مسلک تصوف کا نام سلوک و احسان تھا۔ صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ میں جس قسم کا تصوف جاری تھا وہ یہ تھا کہ زہد و اتقاء کی پابندی کی جائے۔ گناہ کا شدید احساس ہو طمع و حرص، خواہشات، دولت و ثروت اور جاہ و مرتبت کی کوئی پرواہ نہ کی جائے للّٰہیت رُواں رُواں میں سرایت کر جائے اور اللہ کی راہ میں سب کچھ ایثار کرنے کا جذبۂ صادقہ پیدا ہو جائے۔ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین سب ہدایت و حق کے طریقہ پر تھے۔ ان کا اصلی کام عبادتِ خداوندی اور انقطاع عن الدنیا تھا۔ ان کی طبیعت کا میلان صرف خدا کی طرف تھا۔ یہ پاک باز ہستیاں اس فانی دنیا کے بہت جلد مٹ جانے والے جاہ و جلال اور زیب و زینت سے متنفر تھیں، نہ انہیں مال و جاہ کی پرواہ تھی اور نہ اعزاز و اقتدار کی تمنا، وہ نہایت استغراق و محویت سے یادِ الٰہی میں سرشار رہتے تھے۔

صحابۂ کرام کی جماعت تربیت گاہِ نبوی کی پہلی تیار شدہ جماعت تھی ان

کے خاکی پیکر کے اندر ایمان کا نور ہر لمحہ اور ہر گھڑی جلوہ ریزی کرتا رہتا تھا۔ اس مقدس گروہ کی نظر بیک وقت اعمالِ ظاہری کی طرف بھی تھی اور اعمالِ باطنی کی طرف بھی تھی۔ وہ صاحبِ حال بھی تھے۔ اور صاحبِ قال بھی، ان کے خشوع و خضوع اور ذوق و شوقِ عبادت کی تعریف میں قرآنی شہادتیں کافی ہیں۔

مقامِ احسان

بخاری شریف، کتاب الایمان میں ایک سائل کے جواب میں ارشادِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے جب کہ اس سائل نے سوال کیا،

مَا الْاِحْسَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:۔

قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

ترجمہ:۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

بخاری شریف کی اس پوری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ و عمل کے بعد ایک تیسری منزل ہے جس کا نام احسان ہے اور اس سے تقرّب اور نسبت مع اللہ مراد ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ صوفی کی تعریف یوں فرماتے ہیں:۔

الصّوفی من کان صافیًا من اٰفات النفس خالیًا عن مذمومًا تہا، سالکًا لحمیدمذاھبہ ملازمًا للحقائق، غیر ساکن بقلبہ الی احدٍ من

Marfat.com

الخلائق، وقیل ان التصوف الصدق وحسن الخلق مع الخلق۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۹)

ترجمہ۔ صوفی اسے کہتے ہیں جو نفس کی آفتوں سے خالص ہو اور اس کی برائیوں سے خالی ہو۔ مذہب کی نیک باتوں پر چلنے والا ہو۔ حقائق پر لزوم پکڑے اور مخلوق میں سے کسی پر دل کو قرار نہ دے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ صدق کو لازم پکڑنے اور مخلوق سے حسن خلق رکھنے کا نام تصوف ہے۔

تمام ائمۂ طریقت پکار پکار کر بیک زبان اعلان کر رہے ہیں کہ تصوف کی بنیاد شریعت ہے اور اس کا سرچشمہ قرآن و سنت۔ جس عمل کو قرآن و سنت رد کریں وہ زندقہ ہے اور جس شخص کی زندگی قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے وہ صوفیاء کے طبقہ میں شمار نہیں ہو سکتا۔

تصوف اسلام ہی کا ایک شعبہ ہے

صحابہ کے زمانہ میں صحابہ کے لفظ کے سوا اور کوئی لقب ایجاد نہیں ہوا۔ کیونکہ شرفِ صحبتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کے بعد تابعین پھر تبع تابعین کا لقب پیدا ہوا۔ پھر بزرگان دین زاہد و عابد کہلائے۔ ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد یہی بزرگانِ دین صوفیاء کہلائے اور اس مسلک کا نام تصوف پڑ گیا۔ صحیح تصوف نہ اسلام پر کچھ زائد ہے اور نہ اسلام سے جداگانہ کوئی اور چیز ہے بلکہ اس کے ماتحت اسلام کا ایک لطیف ترین اور بلند ترین روحانی شعبہ ہے جس کا سروکار عشق و محبتِ الٰہی رقتِ قلب، سوز و گداز، توکل علی اللہ، اخلاص رضا بالقضاء، صدق و صفاء

Marfat.com

ذکرِ الٰہی اور یقین صادق سے ہے۔ اوپر کی حدیث جبرائیل میں اسی شعبۂ ایمان کو احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا بنیادی طور پر تصوّف اسلام کے مقابل ایک جداگانہ مسلک کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ اسلام کے ماتحت اسی کی پاکیزہ ترین صورت ہے قربِ عہدِ نبوت کے جُملہ صوفیا و صالحین نے بلاریب کتاب و سنت کے اتباع سے روحانی کمالات حاصل کئے۔ توکّل و قناعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ یہ لوگ شدّت و عسرت سے لذّت اٹھاتے تھے۔ ان کی توجہ جلا پیدا کرتی۔ ان کے روحانی جذبات نے اپنی مقناطیسی تاثیر سے سلاطینِ وقت کی گردنیں جھکائیں۔ ان لوگوں نے مقاصدِ دنیوی سے قطع تعلّق کر کے یادِ الٰہی، خدمتِ خلق، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، کثرتِ نوافل و دعاء کتبِ حدیث و شمائل سے اشتغال، اپنا نصب العین ٹھہرایا۔ یہ منزل پہلی دو منزلوں سے بلند ہے۔ اس منزل کا نام سلوک طریقت رکھ لیجئے۔ یا اس کو تصوّف کہہ لیجئے۔

اتباعِ نبوی جب تک ظاہر و خارج اور اعضاء و جوارح تک محدود ہے اس کا نام شریعت ہے۔ اور جب قلب و باطن بھی اس کی نورانیت سے منور ہو گیا تو یہ طریقت ہے۔ اگر نماز میں چہرہ خانہ کعبہ کی طرف کر کے فقہی ضابطوں اور قاعدوں کے مطابق نماز ادا کر لی تو نماز ادا ہو گئی لیکن اربابِ طریقت کے لئے ضروری ہے کہ قلب بھی ربِّ کعبہ کی جانب متوجّہ ہو اور جسم و لباس کی پاکیزگی کے ساتھ دل و دماغ بھی اندرونی تاریکیوں اور پراگندہ خیالوں سے پاک و صاف رہے۔

تصوّف کے متعلّق کچھ غلط فہمیاں اور ان کا جواب

سب سے پہلے امام ابوالقاسم قشیری المتوفی ۴۶۵ھ نے اپنے رسالہ قشیریہ میں تصوّف اور حقیقتِ تصوف پر ایک سلجھے ہوئے انداز میں مقالہ لکھا اور اس

Marfat.com

میں ثابت کیا کہ تصوف شریعت و سنت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کے نکتۂ کمال کا نام ہی طریقت ہے۔

امام ابوالقاسم قشیری اپنے زمانہ میں علوم دینی میں ایک عمیق نگاہ رکھنے والے بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے رسالہ میں ان تمام ناواجب اور لایعنی اعتراضات کے جواب بھی دیئے۔ جو تصوف اور صوفیا پر اسی وجہ سے عائد کیے گئے تھے کہ تصوف نے شریعت سے ایک جداگانہ راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کے زمانہ میں بھی بعض حلقوں کی طرف سے یہ اعتراضات کیے گئے تھے کہ اگر واقعی اس کو دین کے اندر اتنی اہمیت حاصل ہے کہ گویا یہ دین و ایمان کی روح ہے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں اس کی ترغیب اور تعلیم نہیں دی؟ اور کیوں نہیں اس کے اشغال و اعمال کے متعلق صراحت و وضاحت سے احکام صادر فرمائے؟ صوفیوں کے معمولات ذکر و فکر، لطائف و مقامات، ریاضتیں، مجاہدے، احوال و مواجید، مراقبے و مکاشفے کیا زمانہ مابعد کی پیداوار نہیں ہیں؟ یہ ایک الجھن تھی جو دماغوں میں پیدا ہوئی۔ معترضین نے دل بھر کر اعتراضات کیے اور ثابت کیا کہ تصوف و طریقت کی راہ شریعت و مقاصد شریعت سے جداگانہ ہے۔

امام ابوالقاسم قشیریؒ اپنے رسالہ قشیریہ میں ان اعتراضات کے جواب میں فرماتے ہیں۔

> شریعت نام ہے عبودیت کے حکم کو لازم کرنے کا اور حقیقت نام ہے ربوبیت کے مشاہدہ کا پس ہر شریعت جس کو حقیقت کی تائید حاصل نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور جو حقیقت شریعت کی پابند نہ ہو وہ لاحاصل ہے۔
>
> (رسالہ قشیریہ صفحہ ۴۳)

دوسرے مقام پر امام ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں:۔

> تصوف کی ساری بنیاد اسی امر پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی ہے

Marfat.com

حرام اور مشتبہ چیزوں سے دست کشی کی جائے۔ ناجائز اوہام اور خیالات فاسدہ سے حواس کو آلودہ نہ کیا جائے اور غفلتوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت گزارا جائے۔

اس باب میں اکبر الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں:۔

شریعت در محفلِ مصطفیٰؐ
طریقت عروجِ دلِ مصطفیٰؐ
عبادت سے لذت شریعت میں ہے
محبت کی لذت طریقت میں ہے
شریعت میں ہے صورتِ فتح بدر
طریقت میں ہے معنیٔ شقِّ صدر!
شریعت میں ہے قیل و قالِ حبیب
طریقت میں حُسن و جمالِ حبیب
نبوت کے اندر ہی ہیں دونوں رنگ
عبث ہے یہ ملّا و صوفی کی جنگ

اربابِ قلوب، اہلِ معارف اور احترامِ شریعت

میں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ اولیاء اور ائمہ طریقت کے ارشادات و مقالات درباره احترام شریعت درج ذیل کرتا ہوں۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

مشرب پیر حجت نمے شود۔ دلیل از کتاب و حدیث مے باید

(اخبار الاخیار ص ۸۰)

Marfat.com

ترجمہ:- مشرب پیر حجت نہیں ہے۔ دلیل کتاب و سنت سے ہونی چاہیئے۔

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ اس منزل کی راہ و رسم کا اعلان یوں کرتے ہیں:۔

ایں راہ کسے یابد کہ کتاب بر دستِ راست گرفتہ باشد و سنت مصطفےٰؐ بر دست چپ دارد، و در روشنائی ایں شمع مے رود تا نہ در مغاک شبہت افتد و نہ در ظلمتِ بدعت۔ (تذکرۃ الاولیاء از خواجہ فریدالدین عطار صفحہ)

ترجمہ:- یہ راہ تو صرف وہی پا سکتا ہے جس کے داہنے ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفےٰؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ مذہبی شبہات کے گڑھے میں نہ گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔

امام طریقت حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ ارشاد ہُوا ——— اے بشر تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے معاصرین میں سے تمہاری عزت افزائی کیوں کی؟

عرض کیا نہیں معلوم!

ارشاد ہُوا کہ۔ میری سنت کی پیروی، صالحین کی خدمت گزاری، اپنے بھائیوں کی خیر اندیشی اور میرے اصحاب و اہل بیت کے ساتھ محبت کی بنا پر، یہی چیزیں ہیں جنہوں نے تجھے ابرار کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔

(رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۴)

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں:۔

ایک بار میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کرنی چاہی کہ میرے لئے کھانے کی خواہش اور عورت کی خواہش کو مردہ کر دے۔ معاً یہ خیال آگیا کہ جس شے کو

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند نہیں کیا میں اسے کیونکر طلب کروں۔ تب اس دعا سے باز رہا۔ اس احترام سنتِ نبوی کا مجھے یہ صلہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے از خود خواہش نساء کو میرے لئے اس قدر مردہ کر دیا کہ میرے لئے دیوار اور عورت برابر ہے۔

(رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۴)

شیخ ابوالحسن احمد داریؒ سے منقول ہے کہ اتباع سنتِ نبوی سے باہر ہو کر کوئی سا بھی عمل کیا جائے باطل ہوگا۔ (رسالہ قشیریہ ص ۱۷)

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔

خلق پر تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں بجز اس کے کہ سنتِ نبوی کے نقشِ قدم پر چلا جائے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۱۹)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:۔

جب تک ہر سالک طریقت میں قدم اوّل سے لے کر آخری قدم تک جو اس کی منزل کی انتہا ہے علم کے مقام سے محبت نہ رکھے۔ اس کا سلوک طریق نبویؐ کے خلاف ہے۔ محبوب کے وصال کا راستہ اس پر مقطوع ہے ہدایت و فلاح کے راستے اور دروازے اس پر بند ہیں۔ اور جملہ عارفین و شیوخ کا اس پر اجماع ہے۔ تحصیلِ علم سے روکنا دینی راہزنوں، ابلیس کے نائبوں اور اس کے چیلوں کا کام ہے۔

(مدارج السالکین، جزو دوم، صفحہ ۲۳)

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔

مخلوق پر خدا تک پہنچنے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ بجز اس کے کہ سنتِ نبوی صلعم کے نقشِ قدم پر چلا جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ ہمارا اسارا

Marfat.com

طریقہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلعم کا پابند ہے۔ جو شخص کتاب اللہ کا حافظ اور سنتِ رسول اللہ کا عالم نہیں ہے طریقت کے باب میں وہ مقتدا نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ ہمارا علم اور مذہب کتاب و سنت میں مقید ہے۔ (مدارج السالکین جزء دوم ص ۲۴۷)

حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں:۔

اکثر اوقات وجدانی نکتوں میں سے کسی نکتہ کا میرے قلب میں انکشاف ہوتا ہے اور وہ نکتہ پورے حسن و جمال سے جلوہ آرائی کرتا ہے تاکہ میں اسے قبول کروں لیکن جب تک اس کی سچائی اور درستی پر دو عادل گواہ شہادت نہ دیں میں اسے قبول نہیں کرتا۔ اور وہ دو گواہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلعم ہیں۔ (مدارج السالکین جزء دوم ص ۲۴۷)

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں:۔

تصوف کا اسم تین معانی اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کی معرفت کا نور اس کے ورع کے نور کو نہ بجھائے۔ دوسرے یہ کہ کسی علم کے باطن میں ایسی کلام نہ کرے کہ قرآن کا ظاہر اس کے خلاف ہو۔ تیسرے یہ کہ کرامات کا صدور محارمِ الٰہی کے ستر کی ہتک پر اسے آمادہ نہ کرے (مدارج السالکین جزء دوم ص ۲۴۷)

حضرت سری سقطیؒ سے ایک اور روایت منقول ہے:۔

ایک بار حضرت سری سقطیؒ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ آؤ اس شخص کی زیارت کریں جو صلاح نفس میں مشہور ہوگیا ہے۔ چنانچہ جب دونوں اس کی زیارت کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ اس نے کھنکار کر رخ قبلہ رُخ پھینک دی۔ حضرت سری سقطیؒ وہیں سے واپس لوٹ آئے اور

Marfat.com

اس شخص پر سلام بھی نہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص آدابِ نبوی میں سے ایک ادب کا حق امانت ادا نہیں کر سکتا وہ اپنے دعوٰی طریقت میں کس طرح مامون ہو سکتا ہے (مدارج السالکین جزدوم ص ۲۳۷)

حضرت سری سقطیؒ نے یہ بھی فرمایا۔

اگر تم کسی شخص کو ایسا صاحبِ کرامت پاؤ کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس سے دھوکا نہ کھانا۔ یہاں تک کہ امر و نہی اور شرع کی نگہبانی اور احکامِ شریعت کی ادائیگی میں اس کا حال معلوم نہ کر لو۔ (مدارج السالکین جزدوم ص ۲۴۷)

احمد بن الحواریؒ فرماتے ہیں:۔

جس شخص نے کتاب و سنت کے بغیر کوئی عمل کیا اس کا عمل باطل ہے۔ اور جو شخص ہر آن کتاب و سنت سے اپنے افعال و اعمال کا موازنہ نہیں کرتا اور اپنے قلبی خطرات پر حکمرانی نہیں کرتا وہ رجال کے دفتر میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ (حوالہ ایضاً ج۲ ص۴۴)

حضرت ابو عثمان نیشاپوریؒ فرماتے ہیں کہ:۔

جس نے سنت کو قولاً و فعلاً اپنے نفس پر لازم قرار دے لیا۔ وہ حکمت سے کلام کرے گا اور جس نے اپنے نفس پر خواہشات کو حکمران کر دیا وہ بدعت سے کلام کرے گا۔ (حوالہ ایضاً)

حضرت ابو سعید خرازؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ہر ایسا باطن باطل ہے کہ جس کا ظاہر شریعت کے خلاف ہو اور ابنِ عطاؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس پر سنت کے آداب کو لازم قرار دے لیا اللہ تعالٰی اس کے قلب کو نورِ معرفت سے منور کرے گا اور حبیب کریم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر و نواہی اور اخلاق کی متابعت سے بڑھ کر

Marfat.com

کوئی مقام اشرف و اعلیٰ نہیں ہے (مدارج السالکین جزدوم صفحہ ۴۳۸)

شطحیاتِ صوفیاء

اہلِ تصوف کے شطحیات سے اکابرِ صوفیاء نے ہمیشہ حذر کیا ہے اور ان شطحیات کے انجام کی مذمت بیان کی ہے اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ امام قشیری نے اپنے رسالہ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے موت کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ اے ابوسلیمان اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو جواب دیا کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور اہل تصوف کے اشارات مجھے ازحد ضرر رساں ثابت ہوئے۔

ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ:۔

میں نے ابوسعید الشحام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں ابوسہل الصعلوکی کو دیکھا اور اس سے یوں خطاب کیا۔ کہ اے شیخ! تو جواب میں فرمایا۔ کہ شیخوخت کو چھوڑ دو۔ میں نے پھر پوچھا اور یہ احوال؟ جواب میں فرمایا کہ یہاں خدا کے ہاں یہ احوال ہمارے کسی کام نہیں آئے۔ تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ان دینی مسائل کے صدقہ میں مجھے بخش دیا جو مسائل بوڑھی عورتیں مجھ سے پوچھا کرتی تھیں۔

حریریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ کو خواب میں موت کے بعد دیکھا۔ اور پوچھا کہ اباالقاسم! اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جواب میں فرمایا:۔

Marfat.com

طاحت تلك الاشارات و فنیت تلك العبارات وما نفعنا الا تسبیحات کنا نقولها بالغدوات۔

ترجمہ:۔ یہ اشارات نابود ہو گئے اور یہ عبارات فنا ہو گئیں۔ اور ہمیں تو صرف ان تسبیحات نے کام دیا جو ہم صبح کے وقت وردِ زبان کیا کرتے تھے۔ (مدارج السالکین جز دوم ص ۲۱)

کیا کسی درجہ پر ظاہر شریعت کی پابندی ساقط ہو سکتی ہے ائمہ طریقت کا فتویٰ کیا ہے؟

اہلِ استقامت اور ائمۂ طریقت نے ایسے لوگوں کی تکفیر کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آدمی جب مقامِ قرب حاصل کرلے تو پھر تکالیفِ شرعیہ سے آزاد ہو جاتا ہے بلکہ ائمہ طریقت کا فتویٰ ہے کہ اگر بندہ قرب کے اعلیٰ مقامات تک رسائی کرے تو بھی ایک ذرہ کے برابر شرعی تکالیف اس سے ساقط نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ان کی ادائیگی پر قادر رہو۔ مگر یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس حقیقت کو حاصل کر لینے کے بعد ظاہر شریعت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں حالانکہ اس طائفہ کے علمائے نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے کہ ایسا کہنا کفر و الحاد ہے اور تصریح کی ہے کہ ہر حقیقت جس کی شریعت تائید نہ کرے وہ کفر ہے۔ (مدارج السالکین جز دوم ۴۷ص)

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ:۔

نورِ ایمان کی قسم سے کوئی چیز کسی پر ظاہر نہیں ہوتی مگر سنت کے اتباع سے اور بدعت سے گریز کرنے سے۔

اور حضرت سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ:۔

حدثنا اور اخبرنا کی سیاہی کو تصوف کی سفیدی پر فوقیت دو۔ اگر تم نجات کے طالب ہو۔ اس طائفہ کے لوگ عمر کے آخری حصہ میں زیادہ جد و جہد اور محنت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے (مدارج السالکین جز ۳ ص)

Marfat.com

ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ:۔

میں نے ابوعلی دقاق سے سنا ہے کہ جنیدؒ کے ہاتھ میں تسبیح تھی تو میں نے اس بارے میں پوچھا کہ اے جنیدؒ اس بزرگی کے باوجود آپ تسبیح ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں تو حضرت جنیدؒ نے جواب دیا کہ جس راستہ کو اختیار کر کے میں اپنے رب تک پہنچا ہوں وہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا؛

اسماعیل بن نجیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جنیدؒ روزانہ بازار آیا کرتے اور اپنی دوکان کا دروازہ کھول کر داخل ہوتے اور پردہ لٹکا کر چار سو رکعت نماز پڑھتے اور اپنے گھر لوٹ جاتے۔

حضرت جنیدؒ پر ابن عطاءؒ ایسے وقت میں داخل ہوئے جب کہ ان کے نزع کا عالم تھا۔ ابن عطاء نے سلام کیا۔ حضرت جنیدؒ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ کچھ دیر کے بعد سلام کا جواب دیا اور معذرت کی کہ میں ورد میں مشغول تھا اور پھر قبلہ رُخ ہو کر تکبیر کہی اور جان جان آفریں کے حوالہ کی۔

محمد جریریؒ فرماتے ہیں کہ میں جنیدؒ کی وفات کے وقت ان کے سرہانے کھڑا تھا جمعہ کا روز تھا اور یوم نیروز بھی تھا۔ حضرت جنیدؒ برابر تلاوتِ قرآن میں محو تھے۔ میں نے حضرت جنیدؒ سے کہا کہ اپنی جان پر آسانی ڈالیئے۔

جواب میں ارشاد فرمایا:۔ کہ ایسے وقت میں جب کہ میرا اعمالنامہ لپیٹا جا رہا ہے مجھ سے زیادہ عمل کا اور کون زیادہ محتاج ہے۔

حضرت ابوبکر عطویؒ فرماتے ہیں کہ جنیدؒ کی وفات کے وقت میں ان کے پاس تھا انہوں نے قرآن ختم کیا اور ختم کے بعد دوبارہ شروع کر دیا۔ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں اور پھر وفات پائی۔ (مدارج السالکین جز ۳ ص ۷۵)

Marfat.com

تصوّف کیا ہے؟

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قدماء کے تصوّف کے اصولوں کو دورِ حاضرہ کی رسم پرستیوں اور بدعتوں سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ تصوّف کی موجودہ مسخ شدہ شکل یونانی اوہام، ایرانی تخیلات، ہندی مراسم اور دیگر غیر اسلامی مراسم کا ایک معجون مرکب ہے۔ اس کے صرف بعض اجزا اسلامی کہے جا سکتے ہیں اور وہ بھی بڑی تلاش اور دیدہ ریزی کے بعد۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تصوّف قرآن وسنت پر عمل کرنے کا نام ہے وہ اس تصوف کی تعلیم دیتے ہیں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تصوّف تھا۔ ایسا تصوف جو یونانی فلسفہ کے امتزاج سے پیدا ہوا جب کہ اسلامی مدرسوں اور اسلامی خانقاہوں میں اشراقیت اور مشائیت، تناسخ وحلول، عقل کل اور ہیولیٰ اور اسی قسم کے عقائد واوہام داخل ہو گئے۔ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تصوّف کو اس قسم کے تصوّف سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اصلی تصوّف کا انحطاط اس وقت شروع ہوا جب کہ اس کے اندر بیرونی عناصر کی آمیزش شروع ہوئی ان بیرونی عناصر نے نہ صرف اسلام کے شعبۂ تصوف کو لگاڑا بلکہ دین کے ہر شعبہ میں بدعات داخل کر دیں۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوّف وسلوک کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ خدا کی طلب ومحبت دل پر اتنی غالب ہو جائے کہ دنیا کے تمام

Marfat.com

فوائد و منافع جل جائیں اور ان کا خیال تک نہ آنے پائے۔ دل کو محض محبوبِ حقیقی اور مطلوب اصلی کے لئے مخصوص ہو جانا چاہیئے اور اسے ما سوی اللہ سے بالکل خالی ہونا چاہیئے۔ دلوں میں مرضی الٰہی کے خلاف کسی خطرہ کا گزر نہ ہو۔ غیر خدا کا خیال دل میں آنے تک نہ پائے۔ سلف صالحین کو قلب کی غذا اور دل کی لذت و حلاوت کا سامان قرآن و حدیث سے ملتا تھا۔ ان کی راحت و تسکین اسی میں وابستہ تھی اسی سے ان کے دلوں میں سوز و گداز پیدا ہوتا تھا۔ اسی کی عظمت میں وہ اپنی ہستی گم کر دیتے تھے۔ ان کے دلوں میں ایمان نے گھر کر لیا تھا۔ محبتِ الٰہی ان کے قلوب میں رچ چکی تھی بعد میں تصوف و سلوک کی مدعی ایک جماعت پیدا ہوئی جنہوں نے بڑے بڑے دعوے کئے۔ نغموں کی آوازوں پر انہیں وجد و حال ہوتا۔ سماع و سرود میں مصروف رہتے، اعتقادی اور عملی بدعات کا انہوں نے اختراع کیا۔ عقائد میں اعمال میں سلف صالحین کی پوری پوری مخالفت کی۔ اس اصلی اور نقلی تصوف کا نقشہ اردو کے ایک شاعر نے ذیل کی نظم میں کیا اچھا کھینچا ہے۔

اِک تصوّف ہے روشنی کا گھر
اِک تصوّف ہے تیرگی کا مقام
اِک تصوّف تمام تر ہے یقیں
اِک تصوّف ہے سر بسر اوہام
اِک تصوّف ہے روحِ دینِ نبی
اِک تصوّف ہے ہادمِ اسلام
اِک رقص و سرود و سرمستی
اِک ذکر لیالی و ایام
قیدِ مذہب سے ایک بے پرواہ
ایک ہے فارقِ حلال و حرام

Marfat.com

ایک جہل و جنوں و بے عقلی
ایک عقل و خرد کا ماہِ تمام
ایک پاکیزگی دل و جاں کی
ایک فسق و فجور کا پیغام
ایک عرفانِ نفس کی منزل
ایک بہرِ شکارِ مکر کا دام
ایک سے مفتخر شریعتِ حق
ایک سے دینِ مصطفےٰ بدنام
سن رکھیں راہ رو انِ راہِ سلوک
کہ یہ ہے قولِ فیصلِ اسلام
جو خلافِ کتاب و سنّت ہے
اس تصوّف کو دور ہی سے سلام

صوفیاء کی زندگیوں کا مقصد

تصوّف کی اصل روح صوفیائے کرام کے ہاں اخلاقِ کریمہ اور محبّت الٰہی ہے اور ان کی زندگیوں میں سب سے نمایاں اور توجہ کا مستحق یہی پہلو ہے۔ ان بزرگوار وں نے تصوّف کا یہی مقصد سمجھا اور اسی مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ خدمتِ خلق اور تعلیم اخلاق ثمرہ ہے محبّتِ الٰہی کا۔ صوفیائے کرام نے محبّتِ الٰہی کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ اور خدمتِ خلق کو اس مقصد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ مشائخ کی نگاہ میں تصوّف ایک اخلاقی پروگرام تھا۔

حضرت شیخ ابو الحسنؒ کا قول ہے :-

Marfat.com

لَیسَ التَّصوُّفُ رُسُومًا ولاعلومًا ولٰکِنَّہٗ اَخْلَاقٌ (کشف المحجوب صفحہ ۳)

ترجمہ:۔ یعنی تصوّف رسوم اور علوم کا نام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے۔

امام ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ میں تصوف کی تعریف فرماتے ہیں:۔

التصوّف اخلاقٌ ظہرتْ فی زمانٍ کریمٍ من رَجُلٍ کریمٍ

ترجمہ:۔ یعنی تصوّف اخلاقِ کریم ہیں جو بہترین زمانہ میں ایک بہترین ہستی سے ایک بہترین قوم کے ساتھ ظاہر ہوئے۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

تصوّف راہِ صدق واخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔" (خیر المجالس)

صوفیائے کرام کی نگاہ میں اخلاقِ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی سیرت اور اخلاق کو بلند کرے اور مخلوقِ الٰہی کو مادی نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک و صاف کرے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑے۔ انہیں برائی سے بچائے اور بھلائی کی طرف دعوت دے۔

محبتِ الٰہی کے بارے میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

"اتفاق اصحاب طریقت وارباب حقیقت است کہ اہم مطلوب و اعظم مقصود از خلقتِ بشر محبّت رب العالمین است۔"

(سیر الاولیاء ص ۴۵۵-۴۵۴)

ترجمہ:۔ اصحابِ طریقت اور اربابِ حقیقت کا اس بارہ میں اتفاق ہے کہ انسان کی پیدائش کا اہم مقصد اور اصل مطلب رب العالمین کی محبت ہے۔ صوفیاء کرام نے اسی محبت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا تھا۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ نے ایک روز بابا فریدؒ کو دیکھا کہ بند حجرے میں پشت پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے قبلہ کی طرف چند قدم بڑھتے

Marfat.com

ہیں اور ذیل کے اشعار پڑھتے پڑھتے وجد میں آجاتے ہیں۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم

خاکے شوم و زیر پائے تو زیم

مقصود من بندہ ز کونین توئی

از بہر تو میرم ز برائے تو زیم

ترجمہ:۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری محبت میں جیوں، خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں کے تلے زندہ رہوں۔

مجھ بندہ کا مقصود دونوں جہاں میں تو ہی تو ہے۔ تیرے ہی واسطے مروں اور تیرے ہی واسطے جیوں۔

غرضیکہ صوفیائے کرام کے نزدیک محبت ہی رازِ حیات ہے۔ اگر اس کی آگ دل میں نہ ہو تو وہ گوشت کا ایک بے جان ٹکڑا ہے اور اگر عشق و محبت کی گرمی ہو تو وہ انوارِ ربانی کا محل ہے۔ خدا سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر کام میں رضائے الٰہی کا طلب گار ہو۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغؒ دہلوی نہایت سوز و گداز سے یہ مثنوی پڑھا کرتے تھے۔

دنیا شاہ را و قیصر و خاقان را

دوزخ بدرا و بہشت مر نیکاں را

تسبیح فرشتہ را صفا مر انسان را

جانان ما را جان ما جاناں را

ترجمہ:۔ دنیا بادشاہ کے لئے اور قیصر و خاقان کے لئے ہے۔ دوزخ بروں کے لئے اور بہشت صرف نیکوں کے لئے ہے۔ فرشتہ کے لئے تسبیح مخصوص ہے اور انسان کے لئے صاف باطنی اور محبوب ہمارے لئے

Marfat.com

اور ہماری جان محبوب کے لئے ہے۔

عاشقِ رسول حضرت اویس قرنیؓ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے عاشق و محب تھے۔ عشقِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حضرت اویس قرنیؓ نے اپنے سامنے کے دو دانت توڑ ڈالے کیونکہ رسولِ پاک صلعم کے یہ دونوں دانت غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ رسولِ پاک کو نہ آپ نے دیکھا اور نہ زیارت سے مشرف ہوئے اس لئے صحابہ کے طبقہ میں آپ کا شمار نہیں ہو سکتا۔ تصوفانہ نکتۂ نگاہ سے حضرت اویس قرنیؓ بلا ریب امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہلے صوفی ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کیا اور اس کے سحر آمیز سامانوں پر لات ماری۔ دنیوی راحتیں اپنے اوپر حرام کر دیں اور شب و روز یادِ الٰہی میں زندگی بسر کی۔ ۳۷ھ میں حضرت اویس قرنیؓ نے ایک دن علی رؤس الاشہاد یہ بیان کیا کہ میں نے جبرائیل کو خواب میں دیکھا اس نے مجھے خدا کا یہ حکم سنایا کہ تو دنیا کو خدا کے نام پر ترک کر دے اور سر تا پا یادِ خداوندی میں غرق ہو جا۔ اس ربانی قاصد نے حضرت اویس قرنیؓ کو ذکر کے قواعد تمام و کمال تلقین کئے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک حضرت اویس قرنیؓ نے حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت سے اخذ فیض کیا اور اس طرح صوفیاء کے ہاں روحانی اور باطنی طور پر ارواحِ کاملین سے اخذ فیض کو طریقۂ اُویسیہ کہتے ہیں۔ ۳۹ھ میں حضرت اویس قرنیؓ نے وفات پائی۔

موجودہ خانقاہی تصوّف

موجودہ تصوّف کے اصول فلسفہ یونان سے اور عقائد فرقہ باطنیہ سے لئے

Marfat.com

گئے ہیں۔ فرقہ باطنیہ کے پیرو احکامِ شریعت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شریعت کا ہر ظاہر حکم ایک باطن رکھتا ہے۔ ظاہر کی وہ تاویل کرتے ہیں۔ اہلِ فلسفہ نے اصطلاحات فلسفہ کا مفہوم قرآن وسنت کے مطابق کرنا چاہا۔ مثلاً فلاسفہ کے ہاں عقولِ عشرہ کی تھیوری اس اصل پر مبنی ہے کہ الواحدُ لا یصدرُ عنہُ الا الواحد یعنی ایک علّت سے ایک ہی معلول صادر ہو سکتا ہے۔ اہلِ فلسفہ نے اس اصل کو اسلامی شریعت سے مطابق کرنے کے لئے حدیث اول ما خلقَ اللہُ العقلَ کو لے لیا اور اہلِ تصوف نے اوّل ما خلقَ اللہ نوری میں جا پناہ لی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہلِ فلسفہ جسے عقلِ اوّل کہتے ہیں وہی عقلِ اوّل حقیقتِ محمدیہ ہے۔ متصوفۂ اسلام نے خواہ مخواہ اہلِ فلسفہ کی اصطلاحات اور ان کے مفہوم کو تعلیمِ وحی کے مطابق کرنے کے لئے نہایت ضعیف اور بھدّی تاویلیں کیں اور اپنی مطلب برآری کے لئے افراط و تفریط سے دریغ نہیں کیا۔

موجودہ خانقاہی اور درگاہی تصوّف محض رسم پرستیوں کا مجموعہ ہے۔ قدما کے تصوّف کی اس میں کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔ تصوف کے اجارہ داروں نے دھوکہ فریب کی دوکانیں کھولی ہوئی ہیں۔ جہاں اولیاء اللہ کے نام پر شرک و بدعت کا کاروبار ہوتا ہے۔ نااہل موروثی سجادہ نشین اور پیشہ ور پیر تصوف کے نام پر بزرگوں کی نسبت کی تجارت کرتے ہیں۔ دل و دماغ کی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ خود اور ان کے پاس آنے والے نیچی سطح کے لوگ ہوتے ہیں۔

ان مشائخ اور سجادہ نشینوں کی تعظیم و احترام کے لئے ذہن میں جو تخیّل قائم کیا جاتا ہے اس کے ڈانڈے شرک کی حدوں سے جا ملتے ہیں۔ غلو کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یعنی صفاتِ الٰہی میں خدا کی ممتاز مخلوقات کو شریک گردانا جاتا ہے۔ یہ غلو دو طرح کا ہوتا ہے۔ غلو فی المحبّت اور غلو فی العظمت۔

Marfat.com

حضرت علامہ اقبال مرحوم جو اہل تصوف کی عظمت کے دل و جاں سے معترف ہیں وہ بھی ان رسمی صوفیوں کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارکس دیتے ہیں ؎

رمز و ایمان اس زمانے کے لئے موزوں نہیں

اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

صوفیوں کے سرخیل

حافظ ابو نعیم الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے حلیۃ الاولیاء کے نام سے دس جلدوں میں جو کتاب لکھی ہے اس میں بتلایا ہے کہ پہلی دوسری اور تیسری صدی ہجری کے جملہ صوفیا سب کے سب صالح اور کتاب و سنت کے پابند تھے۔ ان کی تعلیمات کے خلاف علمائے ظاہر اور محدثین کو اعتراض نہیں ہوا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے مجموعۃ الرسائل الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۹۶ میں حافظ ابن قیم نے مدارج السالکین جلد دوم ص ۲۷۷ میں ایسے تمام بزرگواروں کی تعریف کی ہے۔ اور ان کو مومنین اور خیار مسلمین میں شمار کیا ہے۔

اس زمرہ میں مندرجہ ذیل بزرگواروں کا نام شمار کیا جاتا ہے۔

امام حسن بصریؒ المتوفی ۱۱۰ھ	خواجہ حبیب عجمیؒ المتوفی ۱۲۱ھ
داؤد طائیؒ المتوفی ۱۶۹ھ	سلطان ابراہیم بن ادہمؒ المتوفی ۱۶۲ھ
فضیل ابن عیاضؒ المتوفی ۱۸۷ھ	رابعہ العدویہؒ المتوفیہ ۱۸۵ھ
معروف کرخیؒ المتوفی ۲۰۰ھ	سیدہ نفیسہؒ المتوفیہ ۲۰۸ھ
عبد اللہ ابن مبارکؒ المتوفی ۱۸۱ھ	سفیان بن سعید الثوریؒ المتوفی ۱۶۱ھ
ذوالنون مصریؒ المتوفی ۲۴۵ھ	ابو یزید بسطامیؒ المتوفی ۲۶۰ھ

Marfat.com

حضرت سری سقطی البغدادیؒ المتوفی ۲۵۹ھ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ المتوفی ۲۵۹ھ

حضرت حمدون القصارؒ المتوفی ۲۷۱ھ

حضرت سعد بن عبداللہ التستریؒ المتوفی ۲۸۲ھ

حضرت ابوسعید الخرازؒ المتوفی ۲۸۶ھ

حضرت ابوبکر ابن عبداللہ الدقاقؒ المتوفی ۲۹۰ھ

حضرت ابوالحسین نوریؒ المتوفی ۲۹۵ھ

حضرت ابوعمرو بن عثمان المکیؒ المتوفی ۲۹۷ھ

حضرت ابوعلی الثقفیؒ المتوفی ۳۲۸ھ حضرت ابوبکر الشبلیؒ المتوفی ۳۳۴ھ

شیخ احمد بن قاسم المشہور علی رودباریؒ المتوفی ۳۲۱ھ

شقیق بلخیؒ المتوفی ۱۷۴ھ

غرضیکہ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں زاہدوں اور عابدوں کا ایک بڑا گروہ ملتا ہے جو اپنی زندگی بالکل سنت نبوی کے مطابق گزارتے تھے۔ یہی لوگ صوفیوں کے پیشرو اور امام ہیں۔ ان کے مجاہدوں اور ریاضتوں کے تذکرے کتابوں میں موجود ہیں۔

دنیا میں کئی ایسی صداقتیں موجود ہیں جن کی اصلی صورت پر مختلف قسم کی بدعات کا غبار اس قدر پڑ گیا ہے کہ اب ان کا پہچاننا مشکل ہے۔ تصوف جس کی اصلیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی اصل حقیقت میں ایسا تغیر و تبدل ہوا ہے کہ اس کی وہ حالت جو قرونِ اولیٰ کے بزرگانِ دین میں موجود تھی موجودہ زمانہ کی حالت سے کوسوں دور جا پڑی ہے۔ دورِ حاضرہ میں بہت کم ایسے لوگ نکلیں گے جو سلف صالحین کا سا ظاہر و باطن رکھتے ہوں۔ ابتداء میں یہ لوگ خلاصۂ ملت اور صفوۃ امت تھے لیکن پھر بدعت علم و عمل کے تمام شعبوں میں سرایت کر گئی۔ تصوف کا رنگ بھی بدعات کی آمیزش سے یکسر بدل گیا۔

Marfat.com

علمِ تصوّف کی بنیادی کتابیں

علمِ تصوّف میں مندرجہ ذیل کتابیں نہایت بلند پایہ شمار ہوتی ہیں۔

۱۔ کتاب اللمع۔ تصنیف ابو النصر سراج رح المتوفی ۳۷۸ھ

۲۔ قُوت القلوب، تصنیف ابو طالب مکی رح المتوفی ۳۸۶ھ

۳۔ رسالہ قشیریہ، تصنیف امام ابو القاسم قشیری رح ۴۶۵ھ

۴۔ کشف المحجوب، تصنیف حضرت شیخ علی ہجویری رح المتوفی ۴۶۵ھ

۵۔ احیاء علوم الدین، تصنیف امام غزالی رح المتوفی ۵۰۵ھ

۶۔ فتوح الغیب، تصنیف شیخ عبد القادر جیلانی رح المتوفی ۵۶۱ھ

۷۔ عوارف المعارف تصنیف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ۶۳۲ھ

۸۔ مدارج السالکین تصنیف حافظ ابن قیم جوزی رح المتوفی ۷۵۱ھ

۹۔ مکتوبات حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رح سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ھ

۱۰۔ مثنوی معنوی۔ تصنیف مولانا جلال الدین رومی رح المتوفی ۱۲۷۳ھ

۱۱۔ فوائد الفواد (حضرت شیخ نظام الدین دہلوی رح) المتوفی ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء

۱۲۔ منطق الطیر (شیخ فرید الدین عطار رح) المتوفی ۶۲۷ھ

اس کے علاوہ مولانا عبد الرحمان جامی، حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور دیگر اکابر کی بیسیوں کتابیں تصوف و سلوک پر موجود ہیں۔

وحدت الوجودی تصوف کی حمایت میں شیخ محی الدین اکبر المتوفی ۶۳۸ھ کی تصنیفات فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور امام عبد الوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۲ھ کی تصانیف الکبریت الاحمر اور الطبقات الکبریٰ چار دانگ عالم میں مشہور ہیں۔

Marfat.com

مُصطلحاتِ ذکر و فکر صُوفیاء

ذکر و فکر

ذکر سے مراد ذکرِ کثیر ہے، جسے ذکرِ دوام اور یادداشت سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی یہ ذکر بموجب حکم قرآن پاک فاذکروا اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم (۴:۱۰۳) کھڑے بیٹھے لیٹے، یعنی رات دن، خشکی و تری میں، سفر و حضر میں، غنیٰ و فقر میں، بیماری و صحت میں، ظاہر و پوشیدہ، خشوع و خضوع کے ساتھ۔ تبتّل کے ساتھ، محبت کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کی تنزیہہ و تقدیس اور عظمت و جلالت کے دھیان کے ساتھ کیا جائے یہی ذکر گویا اس کی غذا بن جائے۔

فکر، قرآن پاک نے فکر فی الآفاق اور فکر فی الانفس کا حکم دیا ہے۔ فکر فی الآفاق کو فکر اور فکر فی الانفس کو اصطلاح صوفیاء میں مراقبہ کہتے ہیں۔ یعنی یہ یقین رکھنا کہ خدا ہی حق ہے اور لاریب حق ہی ہر شئے پر محیط ہے۔ اس ایمان پر استقامتِ کامل سے دوام و شہود حاصل ہوتا ہے۔

ابن عطاء سکندریؒ فرماتے ہیں:۔

افضلُ الطاعاتِ مراقبۃُ الحق علی دوامِ الاوقات یعنی بہترین عبادت یا طاعت مراقبۂ حق ہے۔ دائماً۔

مراقبہ

مراقبہ کے معنی ہیں دل کی نگہبانی کرنا تاکہ دل میں سوائے خیال ذات الٰہی کے

Marfat.com

کوئی غیر خیال داخل نہ ہو، یا مراقبہ کے معنی انتظاری کے ہیں۔ یعنی طالب صادق تمام شیلہ سے بلکہ اپنے وجود سے قطع تعلق کرکے حق سبحانہٗ کے حضور میں فیوضِ الٰہی اور جذباتِ غیبی کا منتظر رہے۔ اہلِ تصوف کی مراد مراقبہ سے ایک حالتِ قلبی ہے اور وہ ایک قسم کی معرفت ہے کہ خدا تعالیٰ کو دل کی باتوں کا اور احوالِ عالم کا عالم جاننے اور سب بندوں کے عمل پر اور ہر ایک چیز پر اس کو رقیب و محیط سمجھے۔ جب ذاکر کے دل پر یہ حالت غالب ہو جائے تو بتدریج دل اس کے امتلال میں الیسا ڈوبتا ہے کہ اعضائے ظاہری کی طرف التفات نہیں کرتا۔ دلِ مستغرقِ محبوب ہوتا ہے۔ سب اعضا اسی راستے پر چلتے ہیں۔ اسے ایک ہی دُھن اور فکر ہوتا ہے۔ دیگر سب فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے جہاں اس کی نظر پڑے اسے حق ہی نظر آتا ہے۔ اس عالم میں کبھی تو سکوت پسند کرتا ہے، کبھی ذکر لسانی یعنی تہلیل و تسبیح میں مشغول ہو جاتا ہے کبھی ذوق و شوق میں محوِ گریہ ہو جاتا ہے۔ اس مراقبہ میں ذاکر یہ تصور کرتا ہے کہ اس ذات پاک سے جو بلند و برتر ہے۔ لطائف خمسہ پر فیض نازل ہو رہا ہے اور وہ ذات میری رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ میں ص ۱۴ پر مراقبہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ تین طریقوں پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ذاکر اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور اس علم کو لازم کرے یعنی یقین سے یوں جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے اور جب اس علم سے ایک لمحہ کے لئے غافل ہو گیا تو مراقب نہ رہا۔ اور اس مراقبہ میں رابطہ شیخ لازم ہے اور نماز و تلاوت اور تمام احوال کو لازم جانے اور جب اس میں استقامت ہو جائے تو مراقبہ دوم جسے مشاہدہ کہتے ہیں

Marfat.com

شروع کرے۔ اس مراقبہ میں بھی اسی شکل سے بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکائے۔ اور آنکھیں بند کرے۔ اور چشم باطن سے دل کو دیکھے۔ یہ تصور کرے کہ خدائے عزوجل کو دیکھتا ہے۔ جب یہ شغل کمال کو پہنچ جائے۔ حجاب تشبیہ کا اٹھ جائے گا اور تحقیق سے جانے گا کہ خدا تعالے کو دیکھتا ہے۔

اب اس مراقبہ سے ترقی کر کے تیسرے مراقبہ میں جسے معائنہ بھی کہتے ہیں داخل ہوگا۔ اس مراقبہ میں بھی اسی طور سے بیٹھے مگر نظر آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں اونچی کرے اسی طرح جس طرح مرنے کے وقت کرتا ہے یہ خیال کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی اور آسمانوں سے گزر گئی اور حق تعالے کے معائنہ میں مشغول ہوگئی۔ اگر کسی کو اس پر استقامت حاصل ہوگئی تو ایک سبز دھاگہ اس پر ظاہر ہوگا۔ اس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر ہوگا اور دوسرا سرا اس کے دل میں ہوگا۔

تعلیم تقرب الی اللہ

طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیم کی بنا ذیل کے گیارہ کلمات قدسیہ پر ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی چونکہ اس طریقے کے سر حلقہ ہیں۔ ان مصطلحات کے واضع بھی وہی ہیں۔

(۱) یاد کرد۔ (۲) باز گشت۔ (۳) نگاہداشت۔ (۴) یاد داشت۔ (۵) ہوش در دم (۶) سفر در وطن (۷) نظر بر قدم (۸) خلوت در انجمن (۹) وقوف زمانی (۱۰) وقوف عددی (۱۱) وقوف قلبی۔

اند کے شرح و تفصیل اِن کلمات:-

(۱) یاد کرد

زبان یا قلب ہمیشہ محو ذکر رہے اس طریقہ سے جو شیخ نے بتلایا ہے۔ طریقہ تعلیم

Marfat.com

ذکر کا یہ ہے کہ پہلے شیخ آپ کلمہ طیبہ کا ذکر کرے اور مرید اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے مقابل کرے ساتھ ہی دونوں آنکھیں کھلی رکھے اور منہ بند کرے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر سے مقصد یہ ہے کہ قلب ہمیشہ حاضر مع الحق ہو۔

(۲) بازگشت

ذاکر جب قلب سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرے اس کے بعد زبان سے یوں کہے۔

"الٰہی انتَ مقصودی و رضاکَ مطلوبی"

اس سے ہر اچھے اور برے خطرہ کی نفی ہو جاتی ہے سو ذکر خالص ہو جاتا ہے اور ماسوائے حق سے بندہ فارغ ہو جاتا ہے۔

(۳) نگہداشت

ذاکر جب دل میں کلمہ کا تکرار کرے تو نگاہ رکھے کہ غیر کا کوئی خطرہ دل میں نہ آئے۔

(۴) یادداشت

حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ دوامِ حضور کا نام یادداشت ہے۔

(۵) ہوش در دم

دونوں نفسوں کے درمیان ذکر کی نگہبانی ملحوظ رکھے۔ کوئی سانس غفلت کی حالت میں نہ اندر داخل ہو اور نہ باہر نکلے۔

(۶) سفر در وطن

سالک صفاتِ ذمیمہ کو ترک کر کے صفاتِ حمیدہ اختیار کرے۔ یہ ایک قسم کا طبیعتِ بشریہ میں سفر ہوتا ہے۔

(۷) نظر بر قدم

سالک جہاں کہیں چلے پھرے اس کی نظر قدم پر ہو یعنی اس کی نظر متفرق نہ

Marfat.com

ہو۔بعض لوگوں نے اس اصطلاح سے یہ مراد لی ہے کہ سالک کی نظر اوّل ہی مرتبہ سلوک کی نہایت پر ہو۔

(۸) خلوت در انجمن

سالک کو چاہیئے کہ بظاہر خلقت کے ساتھ ہو اور باطن میں خالق کے ساتھ۔ یعنی دست بکار و دل بایار۔

(۹) وقوف زمانی

سالک اپنے اوقات کا حساب رکھے۔ اگر وقت اعمال خیر میں گزرے۔ اس کا شکریہ بجالائے اور اگر اعمالِ بد میں گزرے تو استغفار کرے۔

(۱۰) وقوف عددی

ذکر قلبی میں جمیعت کے ساتھ رعایت عدد کرے کہ متفرق خطرے نہ آئیں۔

(۱۱) وقوفِ قلبی

اس سے مراد ہوشیاری اور حضورِ قلبی ہے کہ قلب کو غیر حق سے کچھ غرض نہ ہو اور ذاکر اپنے قلب سے واقف رہے۔

سلوک کے مقاماتِ عالیہ عشرہ جن پر سلوک کی بنا ہے۔

(۱) توبہ (۲) انابت (۳) زہد (۴) رضا (۵) ورع (۶) قناعت (۷) توکل (۸) تسلیم (۹) صبر (۱۰) ریاضت۔

بعض نے ان میں ذیل کے مقامات کا اضافہ کیا ہے۔

عزلت، ملازمت، ذکر، توجہ، مراقبہ، حزن، تقوےٰ، یقین، فتوۃ، حیا جود و سخا، فقر، مناجات، تجرّد۔

طرق و سلاسل صوفیا

صوفیا کے کئی گروہ کئی سلسلے بمرورِ زمانہ وجود و ظہور میں آئے۔ کئی سلسلے

Marfat.com

دنیا میں موجود ہیں اور کئی ناپید ہو چکے ہیں۔ اب اس وقت بھی لاتعداد سلسلے موجود ہیں۔ ہر سلسلے کے قواعد و ضوابط اور طریق اشتغال و اذکار جداگانہ ہیں۔ ایک ایک سلسلہ سے کئی کئی شاخیں پھوٹی ہوئی ہیں۔ میں صرف مجمل ساخاکہ پیش کرتا ہوں۔۔۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے زمانے میں صوفیاء کے تین مشہور سلسلے موجود تھے۔

عدویہ، قادریہ، رفاعیہ۔

عدویہ سلسلہ

شیخ عدی بن مسافر الاموی المتوفی ۵۵۷ھ کی طرف منسوب ہے۔ شیخ عدی نے بغداد میں حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی شیخ ابوالوفا حلوائی، شیخ عقیل المنجی اور شیخ عبدالقادر جیلانی سے صحبت رکھی۔ ملک شام کے سکار نامی پہاڑ میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ وہیں ایک خانقاہ میں اپنا حلقہ قائم کیا۔ اسی زاویہ میں مدفون ہوئے۔ شیخ عدی کے ایک جانشین شیخ خضر بن ابی بکر ہروانی نے بڑا نام پیدا کیا۔ سلطان الملک ظاہر بیبرس اس کا معتقد ہو گیا۔ سفر حضر میں اسے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اس غیر معمولی عزت و تکریم کی بناء پر عدوی سلسلہ کو عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہو گئی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۳۔ ص ۲۷۸)

امام ابن تیمیہؒ نے عدوی گروہ کے پیشوا کے نام ایک کھلی چٹھی لکھی جو "الوصیتہ الکبریٰ" کے نام سے ہے۔ اس چٹھی میں بانی سلسلہ شیخ عدی کی تعریف کی۔ ان کو صالح متقی اور پرہیزگار تسلیم کیا مگر اس سلسلہ میں جو بدعات اور خرابیاں داخل ہو گئی تھیں ان کی اصلاح کی طرف دعوت دی۔ (مجموعۃ الرسائل الکبریٰ لابن تیمیہؒ ج ۱۔ ص ۳۰۰)

سلسلہ قادریہ

اس سلسلہ کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بغدادی المتوفی ۵۶۱ھ ہیں۔

Marfat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے زہد و اتقا کی تعریف کی ہے۔ (مجموعۃ الرسائل الکبریٰ لابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۴)

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے قصیدہ نونیہ میں ایک مقام پر ان شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

حکیٰ لنا اجماعھم شیخ الوریٰ والدین عبد القادر الجیلانی

(قصیدہ نونیہ ص ۱۷ مطبوعہ خیریہ مصر)

ترجمہ:- اور ان کا اجماع شیخ الدنیا والدین سید عبد القادر جیلانی نے ہمارے لئے بیان کیا۔

لیکن شیخ عبدالقادرؒ کے بعد ان کے معتقدین میں بے راہ روی آگئی۔ غیر معمولی عقیدت کی بنا پر لوگ ان کو سید الخلق بعد الحق تصور کرنے لگے اور ان کا عقیدہ ہو گیا کہ ولایت محمدیہ صلعم ان کی ذات سے قائم ہے۔ بہت سی غلو آمیز حکایات ان کے متعلق بیان کی جانے لگیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۵۲)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیفات میں سب سے زیادہ زور پابندی شریعت، پیروی سنت، ضبط نفس، مجاہدہ اور ادائے حقوق پر ہے۔ حضرت شیخ کی تصانیف میں سے "فتوح الغیب" گویا صحیفۂ قادریت کا حکم رکھتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ دورِ حاضر کے مشائخ نے جن بدعات کا نام طریقۂ قادریہ رکھا ہوا ہے اور جو جو صوفیانہ لاف زنی حضرت شیخ کی طرف وہ منسوب کرتے ہیں، حضرت شیخ کے تعلیم کئے ہوئے فقر و تصوف کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔

سلسلۂ رفاعیہ

یہ سلسلہ شیخ احمد رفاعی کی طرف منسوب ہے۔ پورا نام ابو العباس احمد بن علی الحسنؒ

Marfat.com

ہے۔ ۵۱۲ھ میں بصرہ اور واسط کے درمیان ام علبیدہ نامی ایک قریہ میں پیدا ہوئے ۵۶۶ھ میں انہوں نے اپنے سلسلہ کی باقاعدہ بنیاد ڈالی۔ تصوف و سلوک میں کمال حاصل کیا۔ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ میں وفات پائی اور اپنے قریہ میں مدفون ہوئے۔

یہ سلسلہ مصر میں اب تک موجود ہے۔ اس سلسلہ کے لوگ اپنے ذکر کی مجلسوں میں نہایت مجنونانہ حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ تیز سیخیں اور چاقو جسم میں گھونپ دیتے ہیں۔ سانپوں کو نگل لیتے ہیں۔ سیاہ جامہ ان کا امتیازی نشان ہے۔ ذکر کے وقت اللہ کا نام دہراتے دہراتے نیم بسمل ہو جاتے ہیں۔

شیخ احمد کے پیروؤں کو امام ابن تیمیہؒ کے زمانہ میں بہت شہرت نصیب ہوئی۔ عوام کے دلوں پر ان کے غیر معمولی کمالات کا گہرا سکہ بیٹھ گیا۔ آگ میں کود پڑتے شیروں کی سواری کرتے۔ غرضیکہ کئی شعبدے اور کرشمے دکھلاتے۔ تاتاری امراء ان کے از حد معتقد ہو گئے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ان کے اس سحر کو توڑنے کے لئے پورے زور اور پوری قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ فقرائے رفاعیہ کے ساتھ امام ابن تیمیہؒ کا ایک مشہور مناظرہ ہوا۔

سلسلہ یونسیہ

امام ابن تیمیہؒ کے زمانہ میں ایک یونسیہ سلسلہ تھا یہ لوگ یونس بن یوسف شیبانیؒ المتوفی ۶۱۹ھ کے مرید اور معتقد تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ان کو بھی راہِ راست پر لانے کی بہت کوشش کی۔

سلسلہ بداویہ

اس سلسلہ کی بنیاد ۶۷۵ھ میں ابوالفتاح احمدؒ نے ڈالی ان کا مزار زبریں مصر میں

طنطا کے مقام پر ہے۔ اس سلسلہ میں ذکر جہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ از قسم خرافات اور کوئی حرکت نہیں ہوتی۔

سلسلۂ سہروردیہ

اس سلسلہ کے بانی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ ہیں۔ ولادت ماہ رجب ۵۳۹ھ میں ہوئی۔ وفات محرم ۶۳۲ھ میں پائی۔ عمر ۹۳ سال کی ہوئی۔ مولد عراق عجم کا قصبہ سہرورد تھا۔ مزار بغداد میں ہے۔ قیام عموماً بغداد ہی میں رہا۔ حضرت شیخ النجیب سہروردی آپ کے حقیقی چچا تھے۔ ان کی تحریک و ترغیب سے حضرت شیخ شہاب الدینؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ شیخ شہاب الدینؒ کے مریدین بکثرت ہوئے ہیں۔

ان میں سے بعض علومِ ظاہر و باطن کے جامع کامل و فاضل صاحب سلسلہ ہوئے ہیں۔ مثلاً شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، شیخ حمید الدین ناگوری اور شیخ نجیب الدین علی وغیرہ۔

"عوارف المعارف" آپ کی تصنیف کو حسن قبول کا درجہ حاصل ہے۔ ہر طبقہ میں یہ کتاب مستند سمجھی جاتی ہے اور علم سلوک کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ کے نزدیک تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفوس براہ راست تعلیمات مصطفوی کا ثمرہ ہے اور جو شخص اس سرچشمہ رشد و ہدایت سے جتنا زیادہ سیراب ہو اسی قدر صفائی قلب و تزکیہ نفس سے بھی وہ زیادہ بہرہ اندوز ہوتا ہے (عوارف ص۲)

سبحان اللہ! کہاں یہ اخلاصِ مجسم اور پیکرِ طاعت و تقوے گروہ اور کہاں آج کل کے بہروپیے، ریاکار، سوانگ بھرنے والے مشائخ پیرزادے اور سجادہ نشین۔ فقر و درویشی کے ان جھوٹے مدعیوں پر صوفی کا اطلاق کسی درجہ میں درست ہو سکتا ہے؟

صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔۔۔ ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

Marfat.com

سلسلۂ نقشبندیہ

اس سلسلہ کے بانی خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوفی ۷۱۹ھ ہیں۔ یہ ذکر خفی کرتے ہیں۔ ان کے ذکر و فکر کا ایک خاص ضابطہ ہے جو دوسرے سلسلوں سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ التزامِ سنت اور اجتنابِ بدعت ان کا خاص شعار ہے۔ ان کا دعوے ہے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ کے طریقہ پر ظاہرًا و باطنًا قائم ہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ المتوفی ۱۰۳۴ھ اس سلسلے کے داعی ہیں۔ تصوف کے اندر انہوں نے ایک نئی روح پھونکی۔ جتنی بدعات تصوف میں راہ پا چکی تھی ان کے خلاف جہاد کیا اور تصوف کو سلف صالحین کی بنیاد پر قائم کیا۔

سلسلۂ چشتیہ

اس سلسلہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ المتوفی ۶۳۲ھ ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے نامور اور مشہور بزرگانِ دین یعنی شیخ فریدالدین شکر گنجؒ المتوفی ۶۷۱ھ شیخ قطب الدین دہلوی بختیار کاکیؒ المتوفی ۶۳۴ھ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ المتوفی ۷۲۵ھ قاضی حمیدالدین ناگوریؒ المتوفی ۶۸۰ھ، امیر خسرو دہلویؒ المتوفی ۷۲۵ھ حضرت نصیرالدین چراغ دہلویؒ المتوفی ۷۵۷ھ، حضرت شیخ سلیم چشتیؒ المتوفی ۹۷۹ھ اور شیخ علی احمد صابرؒ وغیرہ سب اسی سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہیں ہندوستان کے مغل بادشاہوں کو اس سلسلہ سے خاص عقیدت رہی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سیستان کے رہنے والے تھے۔ خورد سالی ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے۔ تحصیلِ علم کے لئے عازمِ عراق ہوئے مگر راستے میں نیشاپور کے قریب حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے آپ کی

Marfat.com

باطنی اور روحانی تربیت فرمائی اور خرقۂ خلافت بھی عطا کیا اور تبلیغ اسلام کے لئے بلادِ اسلامیہ کے سفر کی تلقین کی۔ سیر و سیاحت کے دوران میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نجم الدین کبریٰؒ اور خواجہ اوحد الدین کرمانیؒ کی ملاقات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

مدینہ منورہ پہنچے تو خواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجمیر جاؤ۔ اللہ کے دین کا جھنڈا اس صنم کدہ میں گاڑو۔ چنانچہ آپ ۵۵۶ھ کو لاہور اور ۵۶۱ھ کو اجمیر پہنچے۔ رائے پتھورا والئے اجمیر نے آپ کو بہت ستایا مگر آپ نے سب آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا۔ آخر وہ وقت آگیا کہ رائے پتھورا تباہ ہوگیا اور آپ کے گرداگرد ارادت مندوں کا حلقہ قائم ہوگیا اور اس کفرزار سے توحید کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آپ کا مزار اجمیر میں ہے اور اس وقت تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ خواجہ صاحب بلا ریب ہندوستان کے سب سے بڑے مُبلّغ اسلام ہیں۔ خواجہ معین الدینؒ کا قیام اکثر و بیشتر اجمیر ہی میں رہا مگر آپ نے دہلی کا مشن خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سپرد کیا۔ وہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ ۹۷ برس کی عمر پا کر ۶۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی کے گرد و نواح میں اسلام کی تبلیغ کی۔ سلطان التمش آپ کا بے حد معتقد تھا اور آپ کے قیام دہلی پر اکثر خداوند کریم کا شکریہ بجا لاتا تھا۔ اور آپ کی صحبت کو ازبس ضروری سمجھتا تھا۔ خواجہ قطب الدینؒ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ مطابق ۱۲۳۶ء کو فوت ہوئے اور دہلی میں مدفون ہوئے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی جانشینی کا قرعہ بابا فرید شکر گنجؒ کے نام نکلا آپ کا اصل نام مسعود تھا۔ مقامِ پیدائش کوتوال ضلع ملتان ہے۔ مرشد کی زندگی میں ہانسی میں قیام پذیر رہے۔ مرشد کی وفات کے بعد دہلی آگئے۔ دہلی سے اجودھن (پاکپتن) آگئے اور وہیں ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

مغربی پنجاب کے بہت سے قبائل خاص کر سیال، وٹو، بھٹی اور راجپوت آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ کے دامن تربیت میں مخدوم علاؤالدین صابرؒ (کلیر) المتوفی ۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء، قطب جمال الدین ہانسویؒ المتوفی ۶۵۹ھ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدینؒ، امام علی الحقؒ (سیالکوٹ) المتوفی ۶۸۶ھ نے روحانی تعلیم حاصل کی اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر تبلیغی مراکز قائم کر کے اسلام کی اشاعت کا کما حقہٗ فریضہ ادا کیا۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ ۶۳۶ھ کو بمقام بدایوں پیدا ہوئے ساصل نام سید محمد تھا۔ دینی علوم کی تکمیل دہلی میں کی۔ ۶۵۵ھ میں آپ اجودھن پہنچے اور کامل چار برس اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر رہے۔ بابا فریدؒ نے آپ کی زندگی کا دھارا بدل دیا۔

روحانی تربیت کی تکمیل کے بعد حضرت بابا نے دہلی تشریف لے جانے کا حکم دیا کہ وہاں مخلوقِ خدا کی روحانی خدمت کریں۔ رخصت کے وقت فرمایا کہ:۔

"میں تمہیں سلطان الہند کرتا ہوں۔ سلطان کے لئے تلوار کا ہونا ضروری ہے تمہاری تلوار قرآن مجید ہے۔ اسے محورِ عمل بناؤ اور اس کی روشنی میں دین کو پھیلاؤ۔"

آپ نے منظم طور پر تبلیغ اسلام کی اشاعت کا بندوبست کیا۔ ہر علاقہ میں اپنے نائب اور خلیفے مقرر کئے۔ چنانچہ بوعلی قلندرؒ پانی پت میں۔ شیخ نصیرالدین چراغ دہلیؒ دہلی میں، شیخ برہان الدین غریبؒ دکن میں، شیخ سراج الدین عثمانؒ بنگال میں، اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ بہار میں تبلیغ اسلام کے لئے نامزد ہوئے اور اس طرح تمام ہندوستان تعلیماتِ اسلامی سے روشناس ہوا۔

Marfat.com

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر ہرگز نہیں پھیلا بلکہ اس کی ترقی بزرگوں کے اخلاق اور پاکیزہ سیرت کی مرہونِ منّت ہے۔

سلسلۂ مولویہ

اس سلسلہ کے بانی مولانا جلال الدین رومیؒ المتوفی ۶۷۲ھ ہیں۔ ایرانی النسل مگر پکّے سنی تھے۔ مشہور مثنوی کے مصنف ہیں۔ مولانا کا سلسلہ اب تک قائم ہے ابنِ بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ اس سلسلہ کے لوگ اپنے کو جلالیہ اور اور مولویہ کہلاتے ہیں۔ ان میں ذکر و شغل کا یہ طریقہ ہے کہ حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں ایک شخص کھڑا ہو کر ایک ہاتھ سینہ پر اور ایک ہاتھ پھیلائے رقص شروع کر دیتا ہے رقص میں آگے یا پیچھے بڑھنا یا ہٹنا نہیں ہوتا بلکہ ایک جگہ جم کر چکّر لگاتے ہیں۔ مولانا روم کا صدر الدین قونویؒ المتوفی ۶۷۱ھ سے خاص تعلق تھا اسی وجہ سے مولانا وحدت الوجودی مکتبِ فکر کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک تمام عالم اسی ہستی مطلق کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں اور یہ کہ موجود صرف ایک ذاتِ واحد ہے (مولانا روم از مولانا شبلی ص ۱۶۳)

سلسلۂ شاذلیہ

امام العارفین ابوالحسن شاذلی کی طرف منسوب ہے۔

سلسلۂ شطّاریہ

اس سلسلہ کو ہندوستان میں شیخ محمد غوث گوالیاریؒ المتوفی ۹۷۰ھ نے پھیلایا۔

سلسلہ کبرویہ

اس سلسلہ کی اشاعت میر سیّد علی ہمدانیؒ نے کی۔

سلسلۂ عیدروسیہ

یہ سلسلہ محمد عبد القادر عیدروس کی طرف منسوب ہے۔

Marfat.com

سلسلۂ جلالیہ

اس سلسلہ کے بانی سید جلال الدین بخاری المتوفی سنہ ۸۰۰ھ ہیں ان کے پیرو جلالیہ کہلاتے ہیں۔ ایک سیلی سر پہ باندھتے ہیں اور سینگ ہرن کا بطور نشان اپنے پاس رکھتے ہیں جسے حالت ذوق و شوق میں بجاتے ہیں۔

سلسلۂ سنوسیہ

اس سلسلہ کے بانی شیخ محمد بن علی سنوسی المتوفی سنہ ۱۲۷۶ھ ہیں۔ اس سلسلہ کے پیرو مصر اور بلادِ عرب میں بکثرت ہیں۔

مشہور سلسلوں کا ایک مجمل سا خاکہ پیش کر دیا ہے۔ مابعد میں ایک ایک سلسلے کے شاخ در شاخ اتنے سلسلے نکلے ہیں کہ ان کے اعداد و شمار کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

جہانِ دل جہانِ رنگ و بُو نیست
درو پست و بلند و کاخ و کُو نیست
زمین و آسمان و چار سُو نیست
دریں عالم بجز اللہ ھُو نیست

(اقبال)
(ارمغان حجاز)

★

Marfat.com

مصطلحاتِ سلوک و تصوّف و کلام

دفتر اوّل۔ مکتوب اوّل

تجلّی اسم الظاہر، متجلّی، مظہر، نسبت تنزیہی، کثرت، اثنینیّت، فنائے خاص تعیّنِ علمی، عروج، استہلاک، استغراق۔

دفتر اوّل۔ مکتوب دوم

عالمِ صحو، عالمِ بقا، عالمِ سکر، نزول، جہت جذبہ، سیر فی اللہ، فنا و بقا

دفتر اوّل۔ مکتوب ۳

محبوس، تجلّیاتِ ذاتی، طریقِ مقربین، طریق ابرار۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۴

کمالات صفاتی، کمالاتِ ذاتی، کمالات شیونی، جمعیت، تفرقہ، ظلّیت، قابلیتِ اُولیٰ، قابلیتِ محمدیہ، حقیقتِ محمدی، قابلیتِ اتّصاف، مقام قطبیّت، مرتبۂ فردیت، دائرہ اصل، تعیّن اوّل۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۶

طریقِ جذبہ، طریق سلوک، صفتِ جلال، صفتِ جمال، محبت ذاتیہ، حیرت و جہل، حق الیقین۔ فنائے مطلق، مطلق فنا۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۷

بدن عنصری، عالمِ عنصریات، عالمِ فلکیات۔ مقام تکمیل تام، توجہاتِ اتّصال۔

Marfat.com

دفتر اوّل - مکتوب ۸

شہود وحدت در کثرت، وصل واتّصال، شہود و شاہد و مشہود، مضمحل۔

دفتر اوّل - مکتوب ۹

مقامِ عبدیت، متخلق باخلاقِ اللہ، نفسِ مطمئنہ، معنی محبوبیت، مبتدی، منتہی۔

دفتر اوّل - مکتوب ۱۰

بُعد و قرب، فراق و وصل، قرب ووصال، مقامِ مرادیت، مقامِ محبوبیت مرید و محب۔

دفتر اوّل - مکتوب ۱۱

جہت جذبہ، سیرالی اللہ، عالمِ برزخیت، تنزلاتِ مراتب، مقامِ جذبہ، احاطہ و معیت، بطنِ بطون، تہ نقطہ فوق، ماورائے وحدت، افاضہ علوم، صراحت مرتبہ علم جملی، مرتبہ علم تفصیلی۔

دفتر اوّل - مکتوب ۱۲

تجلی ذاتی برقی - محمدی المشرب

دفتر اوّل - مکتوب ۱۳

ہمہ از وست، ہمہ اوست۔

دفتر اوّل - مکتوب ۱۴

مراتبِ اکوان، مرتبہ وجوب، جامع صفات کلّیہ، عنوان حقانیہ، صفاتِ کلیہ وجوبیہ، مجال و مظاہر، صورتِ تجرید۔ تعیّن، عین ثابتہ، برزخ بین الوجوب والامکان، بین الوجود والعدم، طریق رابطہ، نقطۂ فوق، راہ توحید وانوار و کشوف حضوریہ، استغراق، مطلق، منزہ، صفت تنزیہہ۔

دفتر اوّل - مکتوب ۱۵

فنارِ علمی، بقارِ ذوقی، ہبوط و نزول، صعود و عروج، مقلب قلیب استفادہ

Marfat.com

از فرق، افادہ بہ تحت، حقیقتِ جذبہ و سلوک۔

دفترِ اوّل۔ مکتوب ۱۶

مقامِ اصل، مقامِ ظل، مقامِ تکمیل و ارشاد۔

دفترِ اوّل۔ مکتوب ۱۸

تلوین، تمکین، قرب و بعد، علم و جہل، علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین
مقامِ ولایت، مقامِ شہادت، مقامِ صدیقیت، مقامِ نبوّت، مقامِ قربت۔

دفترِ اوّل، مکتوب ۲۱

بدایت و نہایت، معبوداتِ باطلۂ آفاقی، آلہۂ اہوائی انفسی، ایجاب و
سلب، اسماء و صفات، شیون و اعتبارات، حجبِ وجودیہ، تجلّیِ ذاتی برقی،
حضورِ ذاتی، غیبتِ ذاتیہ۔

دفترِ اوّل۔ مکتوب ۲۲

فنارِ جسدی، فنارِ روحی، اولیاءِ مستہلکین، مقامِ دعوت، ظلمتِ ترابیہ،
کثافتِ طینی، ہیکلِ ہیولانی، شہودِ معشوقِ ظلمانی، شہودِ مطلوبِ اقدس، رجعتِ
قہقری، اصحابِ مشئمہ، اصحابِ میمنہ، اصحاب الیمین، نورِ لامکانی۔

دفترِ اوّل۔ مکتوب ۲۲

مرجوعین الی العالم، قلبِ صنوبری، اربابِ سکر، اربابِ صحو۔

دفترِ اوّل، مکتوب ۲۳

فعلیت، قوت و ظہور، شیخ کامل مکمل، کبریتِ احمر

دفترِ اوّل۔ مکتوب ۲۴

کائن، بائن، عبادتِ مقربین، عبادتِ ابرار، اولیاءِ مستہلک
اولیاءِ مرجوع۔

Marfat.com

دفتر اوّل، مکتوب ۲۵

کمالاتِ روح، کمالاتِ سر، کمالاتِ خفی، کمالاتِ اخفیٰ، نجومِ ہدایت، شموسِ ولایت۔

دفتر اوّل، مکتوب ۲۶

مقربین واصلین، فقد، مفقود، محب فاقد، گم کردگان مطلوب خود، منتہی واصل، مقامِ یاس و عجز، مراتبِ وصول الی اللہ، تجلیات صفاتیہ، سیر اجمالی، سیر تفصیلی، اصحاب تجلیات صفاتیہ، سکاریٰ معذور اند، ارباب صحو مسئول اند۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۷

حضورِ بے غیبت، (حضور دوام کہ اصلاً استتار قبول نکند، یا دداشت دحضورِ بے غیبت)

دفتر اوّل، مکتوب ۲۹

اتصال و انفصال۔ محمولِ زاویۂ ہجراں۔

دفتر اوّل، مکتوب ۳۰

محدث و قدیم، مکانی و لامکانی، سیر انفسی، سیر آفاقی، شہود انفسی، شہود آفاقی، شہود تجلی صوری، بیچوں و بیچگونہ، (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ) اتصالے بے تکیف بقا باللہ، استہلاک و اضمحلال، احوال و تلونات، مقامِ عبدیت (مقام نہایت مراتب ولایت) علومِ لدنیہ، علومِ شرعیہ۔

دفتر اوّل، مکتوب ۳۰

ضیقِ استدلال، فضائے اطلاق کشف، اصالت تبعیت۔

دفتر اوّل، مکتوب ۳۱

مشربِ اہلِ توحید، اشتغال، مرتبہ بے کیفی، خاتم الولایت، اتحاد، وحدت وجود احاطہ و سریان، قرب و معیت، واجب و ممکن، قدیم و حادث، قدیم و عین حادث

Marfat.com

ممتنع العدم، جائز العدم، انقلابِ حقائق، مجہولِ مطلق، احاطۂ ذاتی، قرب و معیت ذاتی

دفتر اول، مکتوب ۴۳

قرب علمی، احاطہ علمی، مرایائے کمالاتِ صفاتی، مجالی ظہوراتِ اسماء، مظہر عین ظاہر، ظل عین اصل، خطائے کشفی، خطائے اجتہادی، مرایائے تعینات کونیہ، قطب دائرۂ ولایت، احدیت صرف۔

فلسفی ـــ کہ دیدۂ بصیرت او بکحل متابعت صاحبِ شریعت مکتحل نشدہ است۔ از حقیقت عالم امر نابینا است، نظر کوتاہ او مقصور بر عالم خلق است۔ و در آنجا ناتمام است۔

ترجمہ:۔ فلسفی کی دیدۂ بصیرت صاحبِ شریعت کی تابعداری کے کحل سے سرگیں نہ ہوئیں۔ وہ عالمِ امر کی حقیقت میں نابینا ہیں۔ اور اس کی نظر صرف عالمِ خلق تک محدود ہے۔ بلکہ یہاں بھی ناتمام ہے۔

جواہر خمسۂ عالم خلق، صورت نوعیہ، ہیولیٰ، جسم، نفس، عقل، مجردات،

(دفتر اول، مکتوب ۴۳)

جواہر خمسہ عالمِ امر (۱) قلب (۲) روح (۳) سر (۴) خفی (۵) اخفیٰ۔

(دفتر اول، مکتوب ۴۳)

عالمِ صغیر (انسان است کہ نمونہ الیست آنچہ در عالمِ کبیر است) عالمِ کبیر، قلب، برزخ است درمیان عالم خلق و عالم امر در عالمِ صغیر، عرش، برزخ است درمیان عالم خلق و عالم کبیر، صفات اضافیہ، خلق و ترزیق و امامت و احیاء و ایلام و انعام، صفاتِ حقیقیہ، ارادہ و قدرت و سمع و بصر و کلام و علم و حیات و تکوین۔

نوٹ:۔ صفات اضافیہ کی تجلیات سے قلب مشرف ہوتا ہے اور صفات حقیقیہ کی تجلیات سے روح کو روشنی ملتی ہے (دفتر اول، مکتوب ۳۴)

Marfat.com

دفتر اوّل۔ مکتوب ۳۵

بہشت ۔ مقامِ رضائے او تعالےٰ۔ دوزخ ۔ محلِ سخط او تعالےٰ

دفتر اول ۔ مکتوب ۳۶

شریعت ۔ شریعت را سہ جزو است، علم و عمل و اخلاص، طریقت و حقیقت ہر دو خادم شریعت اند۔

دفتر اول ۔ مکتوب ۳۸

هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ درست است اما چندگاہ است کہ فقیر ازین عبارت معنیٰ توحید نمے فہمد۔ بعلماء در فہم معنیٰ آں موافق است و درستی اینہا فوق درستی ارباب توحید معلوم گشت۔

مقاماتِ عشرہ۔ (مبادی و مقدمات فنا)

(۱) توبہ (۲) زہد (۳) توکل (۴) صبر (۵) قناعت (۶) شکر (۷) خوف (۸) رجا (۹) فقر (۱۰) رضا۔

دفتر اوّل ۔ مکتوب ۴۰ ۔ "ترہاتِ صوفیہ"

دفتر اوّل ۔ مکتوب ۲۷۲

اصحابِ مرجوع (متوجہ بدعوت خلق) اربابِ عزلت (یکسو از خلق) اربابِ عشرت (ظاہر بخلق باطن بحق) جمع بین التوجہین (توجہ الی الخلق و توجہ الی الحق) صاحبِ توجہ (محفوظ بہ وصل و شہود) ایمان بہ تنزیہہ ، ایمان بہ تشبیہہ ، توحید شہودی ، توحید وجودی ، جمع بین التشبیہہ والتنزیہہ شطحیات ، مرتبہ بے کیفی ۔

دفتر اوّل ، مکتوب ۲۶۰

ولایت صغریٰ ، ولایت کبریٰ ، ولایتِ علیا ، سالکِ محمدی المشرب ظلال اسماء وجوبی مبادیٔ تعینات خلائق ۔

دفتر اوّل ۔ مکتوب ۲۲۰

غیب الغیب ، عروج اسماء ، عروج و ہبوط ، برزخیت کبریٰ ، مبدءِ تعین ،

Marfat.com

جمع محمدی، جمع الٰہی، حقائق کونی، حقائق الٰہی،

حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ قرآن، حقیقتِ نماز، حقیقتِ اسماء۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۴۳

عزیمت و رخصت، احوال و مواجید، اذواق و معارف، صورت و سیرت، وجد و حال، نص و فص، فتوحات مدنیہ، فتوحاتِ مکیہ، حضور و غیبت، نہایت و ہدایت۔ زرّامے ورقاصے دریا کار، دوام و استمرار۔

دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۳۹

جسد مکتسب روح، استخارہ، اقدام و عدم اقدام، احوال و مقامات، حال و قال

دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۳۸

تجلّیات صوری، مکاشفات مثالی، علومِ توحیدی

استدراج، جمعیّت معنویہ (جمعیت باطن)

دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۳۵۔ (محبت) اگر عالمِ عالمِ ظلمات و کدورات را در باطن بریزند ایں محبت را برپا دارند غم نباید خورد بلکہ امیدوار باید بود۔ و اگر کوہ انوار و احوال را در باطن افاضہ کنند و سرِ موئے ازیں محبت بردارند جز خرابی ہیچ نباید دانست و استدراج باید شمرد۔

ترجمہ:۔ اگر اندھیروں اور کدورتوں کے ایک جہان کو باطن میں ڈال دیں مگر یہ محبت باقی رکھیں تو کچھ غم نہ کریں۔ بلکہ رحمتِ الٰہی کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ اور اس کے عکس اگر ایک کوہِ عظیم کے برابر انوار و تجلیات کا باطن میں اضافہ کریں اور قدرِ قلیل اس محبت کے رشتہ کو گھٹا دیں تو خرابی ہی خرابی جاننی چاہیئے۔ اور استدراج سمجھنا چاہیئے۔

Marfat.com

بارِ امانت کیا ہے؟

قرآن پاک کی ایک آیت کی حکیمانہ تفسیر

قال اللہ تبارک وتعالےٰ۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (۳۳/۷۲) سورۂ احزاب پ۲۲)

ترجمہ:۔ ہم نے امانت کو آسمانوں پر اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی نادان تھا۔

اصل یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنی ایک خاص امانت مخلوق کی کسی نوع میں رکھنے کا ارادہ کیا جو اس امانت کو اگر چاہے تو اپنی سعی وکسب اور قوتِ بازو سے محفوظ رکھ سکے اور ترقی دے سکے تاکہ اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ کی ہر قسم کی شئون وصفات کا ظہور ہو۔ مثلاً اس نوع کے جو افراد امانت کو پوری طرح محفوظ اور ترقی دیں ان پر انعام واکرام کیا جائے اور جو غفلت وشرارت سے ضائع کر دیں ان کو سزا دی جائے اور جو لوگ اس بارہ میں قدرے کوتاہی کریں ان سے عفو ودرگزر کا معاملہ

یہ امانت ایمان وہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں ٹھہرایا گیا جس کو "مابہ التکلیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔

"لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ"

Marfat.com

ترجمہ:۔ جو امانت کو نہیں نباہتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔

اسی کی نگہداشت اور تردد کرنے سے ایمان کا درخت اگتا ہے گویا بنی آدم کے قلوب اللہ کی زمینیں ہیں۔ بیج بھی اسی نے ڈالا۔ رحمت کے بادل بھی بھیجے کہ بارش برسائیں۔ قلوب میں وحی الہٰی کی بارش ہوئی۔ انسان کا فرض ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو امانتِ الٰہیہ ہے ضائع نہ ہونے دے بلکہ پوری سعی و جہد اور تردد و تفقد سے اس کی پرورش کرے۔ مبادا غلطی یا غفلت سے بجائے درخت اُگنے کے بیج بھی سوخت ہو جائے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت حذیفہؓ کی اس حدیث میں:۔

اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ

ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ (الحدیث)

ترجمہ:۔ بے شک امانت لوگوں کے قلوب کے مرکز میں آسمان سے اتری پھر لوگوں نے قرآن کی ہدایت کو معلوم کیا۔

یہ امانت وہی تخمِ ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے قلوبِ رجال میں تہ نشین کیا گیا پھر علومِ قرآن و سنت کی بارش ہوئی جس سے اگر ٹھیک طور پر انتفاع کیا جائے تو ایمان کا پودا آگے بڑھے، پھلے پھولے اور آدمی کو اس کے ثمر شیریں سے لذت اندوز ہونے کا موقع ملے اور اگر انتفاع میں کوتاہی کی جائے تو اسی قدر درخت کے ابھرنے اور پھلنے پھولنے میں نقصان ہے یا بالکل غفلت برتی جائے تو سرے سے تخم بھی برباد ہو جائے

یہ امانت بھی جو اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کے پیش کی مگر کس میں استعداد تھی جو اس امانتِ عظیمہ کو اٹھانے کا حوصلہ کرتا۔ ہر ایک نے بلسانِ حال یا بزبانِ قال ناقابلِ برداشت ذمہ داریوں سے ڈر کر انکار کر دیا کہ ہم سے یہ بار نہ اٹھ سکے گا۔ خود سوچ لو کہ بجز انسان کے کونسی مخلوق ہے جو اپنے کسب و محنت سے

Marfat.com

اس تخمِ ایمان کی حفاظت و پرورش کر کے ایمان کا شجر بار آور . . . . کر سکنے کے قابل ہو سکتی تھی۔

فی الحقیقت اس عظیم الشان امانت کا حق ادا کر سکتا اور ایک افتادہ زمین کو جس میں مالک نے تخم ریزی کر دی تھی۔ خون پسینہ ایک کر کے باغ و بہار بنا لینا اسی ظلوم و جہول انسان کا حصّہ ہو سکتا ہے۔ جس کے پاس جوہر قابل موجود ہے۔ اور محنت و تردد کر کے کسی چیز کو بڑھانے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہے۔ ظلوم و جہول ظالم و جاہل کا مبالغہ ہے۔ ظالم و جاہل وہ کہلاتا ہے جو بالفعل عدل اور علم سے خالی ہو مگر استعداد و صلاحیت ان صفات کے حصول کی رکھتا ہو۔ پس جو مخلوق بدوِ فطرت سے علم و عدل کے ساتھ متصف ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی یہ اوصاف اس سے جدا نہیں ہوئے۔ (مثلاً ملائکۃ اللہ) یا جو مخلوق ان چیزوں کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی (مثلاً زمین و آسمان، پہاڑ وغیرہ) ظاہر ہے کہ یہ دونوں اس امانت الٰہیہ کے حامل نہیں ہو سکتے۔

بیشک انسان کے سوا ایک نوع "جن" ہے۔ جس میں فی الجملہ اس کے تحمل کی استعداد پائی جاتی ہے اور اسی لئے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" فرمایا لیکن انصاف یہ ہے کہ ادائے حق امانت کی استعداد ان میں اتنی ضعیف تھی کہ حملِ امانت کے مقام میں چنداں قابل اور درخورِ اعتنا نہیں سمجھے گئے۔ گویا وہ اس معاملہ میں انسان کے تابع قرار دیئے گئے جن کا نام مستقل طور پر لینے کی ضرورت نہیں۔
(تقریر مولانا شبیر احمد عثمانی برحاشیہ آیات مذکورہ قرآن مطبوعہ مکتبہ نورانی صد ۵۵۴)

جمہور مفسرین امانت کی کیا تفسیر کرتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اطاعتِ احکامِ الٰہی ہے حضرت

Marfat.com

مجاہدؒ، سعید ابن جبیرؒ، ضحاک اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ فرائض کی بجا آوری اور طاعت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے امانت کی فہرست میں اوامر و نواہی الٰہی کو شمار کیا۔ مثلاً پنجگانہ نماز کی ادائیگی، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا، حج کرنا، سچ بولنا، قرض ادا کرنا، انصاف کرنا، ماپ تول میں کمی نہ کرنا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ شرمگاہ امانت ہے۔ اگر اس کو بدکرداری سے محفوظ رکھا تو امانت ادا کردی، آنکھ امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ پاؤں امانت ہیں ان کو کسی بُری بات میں نہ لگائے۔ الغرض یہ سب اقوال فرائض و طاعات کی تفصیل میں مفسرین کرام نے شمار کئے ہیں۔

آسمان و زمین ان تکالیف شرعیہ کے ادا کرنے پر مامور نہیں کئے جا سکتے کیونکہ افعال اختیاریہ کے بجا لانے کا ان میں مادہ نہیں تھا اسی لئے بوجہ اس مادہ و استعداد کے نہ ہونے کے زبانِ حال سے اس ذمہ داری سے انکار کر دیتا ہے اور انسان میں چونکہ یہ مادہ رکھا گیا ہے اس میں قوتِ غضبیہ بھی ہے اور قوتِ شہوانیہ بھی، اس میں عقل و شعور بھی ہے۔ قوتِ ادراکیہ بھی رکھتا ہے اور قوتِ رحمانیہ بھی، اور سب سے بڑھ کر اس میں دردِ دل ہے، محبت ہے، جذب ہے اور سوزِ قلب ہے۔ لہٰذا اس استعداد نے اس کو اس قابل بنایا کہ وہ امانتِ الٰہی کا حامل ہو۔

امانت سے مراد خلافت و نیابتِ الٰہیہ ہے

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محققانہ تفسیر بیان فرمائی۔ کئی حقائق اور نکتے بیان کئے۔ واللہ باللہ علوم و معارف کے گوہر لٹائے اور حق تو یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر کا حق ہی انہوں نے ادا کیا۔ مکتوبات میں دو مقامات پر آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الاخر کا ذکر لا کر ایک مقام پر اجمال سے اور دوسرے مقام پر

Marfat.com

تفصیل سے لفظ امانت کے دقائق و معانی کی تشریح کی ۔

بطور تمہید و توطیہ روح انسانی کی وسعت و حقیقت بیان فرماتے ہیں ۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ، اللہ تعالےٰ بے چون و بے چگونہ است ۔ روحِ آدم را کہ خلاصہ او ست بر صورتِ بے چونی آفریدہ پس ہمچنانکہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ لامکانیست روحِ نیز لامکانی آمد ، و نسبتِ روح با بدن ہمچو نسبت او ست تعالیٰ و تقدّس با عالم کہ نہ داخل است نہ خارج نہ متّصل است ، نہ منفصل ، بیش از قیومیت نسبتے مفہوم نمے شود ، ہر ذرّہ از ذراتِ بدن را مقوّم روح است ہمچنانکہ اللہ تعالےٰ قیومِ عالم است ، قیومیّت اُو تعالیٰ مر بدن را بواسطۂ قیومیّت روح است ، ہر فیض کہ وارد مے شود محل ورود آں فیض ابتدائ روح است و بواسطۂ روح آں فیض ببدن مے رسد ۔ (مکتوبات دفتر اول ۔ مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ :- ان اللہ خلق ادم علی صورتہ ۔ اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ۔ اس کا مطلب یوں سمجھئے کہ اللہ بے چون و بیچگون نے آدم علیہ السّلام کی روح کو جو کہ اس کا خلاصہ و جوہر ہے ، بیچونی و بیچگونی کی ہیئت پر پیدا کیا ۔ جس طرح حق تعالےٰ سبحانہٗ لامکانی ہے ، روح انسانی بھی لامکانی ہے ، روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو حق تعالےٰ کو عالم کے ساتھ ہے نہ داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ، قیومیت سے بڑھ کر اور کوئی نسبت نہیں سمجھی جا سکتی اور بدن کے ذرات میں سے ہر ذرہ کا قیوم روح ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ عالم کا قیوم ہے ۔ بدن کے لئے حق تعالےٰ کی قیومیت ، روح کی قیومیّت کے سبب سے ہے ۔ ہر الٰہی فیض جو کہ وارد ہوتا ہے اس فیض کے وارد ہونے کا محل اول روح ہے اور پھر روح کے ذریعہ وہ فیض بدن کو پہنچتا ہے ۔

Marfat.com

وچوں روح بصورت بے چونی و بے چگونگی آفریدہ شد لاجرم بے چون و بیچگونِ حقیقی را در روے گنجائش آمد۔ لَا یَسَعُنِی اَرضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَسَعُنِی قَلبُ عَبدِیَ المُؤمِن۔ چہ ارض وسما باوجود وسعت وفراخی چوں داخل دائرہ مکانند وبداغ چونی وچگونگی متسم، گنجائش لامکانی کہ مقدس از چندی وچونی است ندارند۔ لامکانی در مکان گنجائش ندارد وبیچوں در چون آرام نمے گیرد وپس ناچار گنجائش در قلب عبد مومن کہ لامکانی است ومبرّا از چندی وچونی است متحقق گشت۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ:- چونکہ روح کو بے چونی و بے چگونگی کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس ذات کی جو حقیقی بے چونی و بے چگونگی کی صفت سے متصف ہے اس میں سمانے کی گنجائش ہوگئی اور یہی مراد ہے اس روایت سے کہ میں اپنی زمین میں اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن آدمی کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ زمین وآسمان باوجود وسعت وفراخی کے دائرہ امکان میں داخل ہیں اور چونی وچندی کے نشانات سے داغدار، اس لئے ذات لامکانی کو جو چونی وچندی سے مبرّا دپاک ہے۔ اپنے کی گنجائش نہیں رکھتے کیونکہ لامکانی مکان میں اور بیچون چون میں کس طرح آرام پا سکتا ہے۔ پس ناچار اس ذاتِ لامکانی کو عبدِ مومن کے قلب میں ہی جو کہ لامکانی ہے اور چونی وچندی کی صفات سے مبرّا ہے سمانے کی گنجائش ثابت ہوئی۔

قلبِ مومن کی تخصیص کیوں فرمائی؟

تخصیص بقلب عبدِ مومن بنابر آنست کہ قلب غیر مومنِ کامل از اوجِ لامکانی

فرود آمده است و گرفتارِ چندی و چونی شده و حکمِ آں گرفته پس بواسطۂ ایں نزول و گرفتاری چونکه داخلِ دائرہ مکانی شده است و چونی پیدا کرده است آں قابلیت را ضائع ساخته است اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔ و از مشائخ ہر که از وسعتِ قلبِ خود خبر داده است ۔ مرادش لامکانیّتِ قلب بوده باشد چه مکانی ہر چند وسیع است اما تنگ است ۔ عرش باوجود عظمت و فراخی چوں مکانیست ہر آئینه در جنبِ لامکانی که روح است حکمِ دانه خردل دارد بل آقل بلکه گویم ایں قلب چونکه محلِ تجلّیِ انوارِ قدم شده است بلکه بقائے بقدم یافته عرش و ما فیہا اگر درو افتند محو و متلاشی گردند و اثرے ازینہا باقی نماند کما قال سید الطائفۃ فی هذا المقام اِنَّ الْمُحْدَثَ اِذَا قُوْرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَمْ یَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ

(مکتوبات دفتر اوّل مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ:- مومن آدمی کے قلب کی تخصیص بدیں وجہ کی کہ غیر مومن آدمی کا قلب لامکانی کی بلندی سے تنزّل کئے ہوتا ہے اور چونی و چندیں کے حکم میں آجاتا ہے ۔ پس چونکہ نزول و گرفتاری کے باعث دائرہ مکان میں داخل ہوگیا ہے اور چونی سے متصف ہو چکا ہے اس لئے اس نے اس قابلیت کو ضائع کر دیا ہے ۔ یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ۔ مشائخ میں سے جس کسی نے اپنے دل کی وسعت کی نسبت کی خبر دی ہے اس کا مراد قلب کی لامکانیّت ہے کیونکہ مکان خواہ کتنا ہی وسیع ہو پھر بھی تنگ ہی ہے ۔

عرش اپنی فراخی و عظمت کے باوجود چونکہ مکانی ہے اس لئے لامکانی کے مقابلہ میں جو کہ روح ہے رائی کے دانہ کا حکم رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی کم معلوم ہوتا ہے ۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ جب یہ قلب انوارِ قدس کی تجلّی کا محل ہے اور قدیم کے ساتھ بقا حاصل کر چکا ہے تو عرش

Marfat.com

و مافیہا کو اگر اس میں ڈال دیں تو محو و حل ہو جائے۔ حضرت سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام کے متعلق فرمایا ہے کہ جب حادث قدیم کے ساتھ مل جائے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

شرف و مزیتِ روح کی بناء پر انسان خلیفہ رحمٰن بنا

ایں لباسے است یکتا کہ خاص بر قدر روح دوختہ اند، ملائکہ نیز ایں خصوصیت ندارند داخل دائرہ مکانند و متصف بچونند، لاجرم انسان خلیفہ رحمٰن آمد جل سلطانہٗ، بلے صورت شئی خلیفہ شئے است تا بر صورت شئے مخلوق نباشد خلافت شئے را نشاید و تا خلافت را شایان نباشد تحمل بار امانت خود نتواند کرد (دفتر اول۔ مکتوب ۲۸۷) لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہٗ۔

ترجمہ:۔ یہ ایسا یکتا لباس ہے جو صرف روح کے قد پر چست آسکتا ہے۔ ملائکہ کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ بھی دائرہ امکان میں داخل ہیں اور چونی و چندی کے داغدار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رحمان کی خلافت کی قابلیت صرف انسان کو میسر ہوئی اور وہی اس عہدۂ جلیلہ پر سرفراز ہوا اور بات بھی یہی ہے کہ کسی شے کی خلافت کے لئے وہی موزوں ہو سکتا ہے جو اس شے کی صورت پر مخلوق ہو اور جو خلافت کے لائق نہ ہو وہ خلافت کے بارِ امانت کو نہیں اٹھا سکتا جیسا کہ ضرب المثل ہے۔ بادشاہوں کے عطیوں کو بادشاہ کی ہی سواریاں اٹھا سکتی ہیں۔

اب ملاحظہ ہو تفسیر

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ

يَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

كَثِيْرُ الظُّلْمِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِحَيْثُ لَا يُبْقِيْ مِنْ وُجُوْدِهٖ وَتَوَابِعِ وُجُوْدِهٖ اَثَرًا وَلَا حُكْمًا.

كَثِيْرُ الْجَهْلِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهٗ اِدْرَاكٌ يَتَعَلَّقُ بِالْمَقْصُوْدِ وَلَا عِلْمٌ لَهٗ بِنِسْبَتِهٖ اِلَى الْمَطْلُوْبِ بَلِ الْعَجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ فِيْ ذٰلِكَ الْمَوْطِنِ اِدْرَاكٌ وَالْاِعْتِرَافُ بِالْجَهْلِ مَعْرِفَةٌ، اَكْثَرُهُمْ مَعْرِفَةً بِاللّٰهِ اَشَدُّهُمْ تَحَيُّرًا فِيْهِ۔ (دفتر اوّل، مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ:۔ ہم نے امانت کو آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پیش کیا لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا واقعی یہ ظالم اور جاہل ہے۔ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس حیثیت سے ہے کہ اس کے وجود اور توابع وجود کا کوئی اثر اور حکم نہیں رہتا۔ اور اس کی نادانی اور جہالت کی زیادتی اس لئے ہے کہ اس کو اتنا ادراک نہیں ہوتا کہ آیا وہ اپنے گوہر مقصود کو پا بھی سکے گا یا نہیں اور نہ ہی اسے اس قدر علم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مطلوب کو معلوم کر سکے بلکہ اس مقام میں ادراک سے عاجز ہونا ادراک ہے اور جہالت کا اقرار کرنا معرفت ہے اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ذات و صفات الٰہی سے جتنا کوئی زیادہ عارف ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ حیران و پریشان ہوگا۔

خبردار

اگر در بعضے عبارات لفظے کہ موہم ظرفیت و مظروفیت است در شان

او تعالیٰ و تقدّس واقع شود حمل بر تنگی میدانِ عبارت مے باید کرد و مراد کلام را مطابق آرائے اہل سنت می باید داشت۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ:۔ اگر کسی عبارت میں ایسا لفظ واقع ہو جائے جس سے حق تعالےٰ کی شان میں ظرف یا مظروفیت ہونے کا وہم گزرتا ہو تو ان الفاظ کو میدان عبارت کی تنگی پر محمول کرنا چاہیئے اور کلام کی مراد اہلِ سنت والجماعت کی آراء کے موافق چاہیئے۔

عالَم کی صانعِ عالَم سے نسبت

عالم چہ صغیر و چہ کبیر مظاہر اسماء و صفاتِ الٰہیہ است تعالےٰ شانہٗ، مرایائے شیون و کمالات ذاتیۂ، او سبحانہٗ و تعالےٰ گنجے بود مکنوں و سرّے بود مخزون خواست کہ از خلا بملا عرض دہد و از اجمال بہ تفصیل آرد، عالم را آفرید تا دلالت کند بر اصل خویش و علامت باشد بر حقیقتِ خود، پس عالم را با صانع بیچون، ہیچ نسبتے نیست الا آنکہ عالم مخلوق اوست و دلیل است بر کمالات مخزونۂ او تعالیٰ و تقدّس، وورائے ایں حکمے کہ است از جنس اتحاد و عینیّت و احاطہ و معیّت از سکر وقت و غلبۂ حالست، اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح صحو ایشاں را شربے ارزانی داشتہ اند ازیں علوم متبرّی و مستغفر اند اگر چہ بعضے ایشاں را در اثناء راہ ایں علوم حاصل مے شود اما بالآخرہ ازینہا مے گزرانند و مطابق علوم شریعت علوم لدُنّی برایشاں ایراد مے فرمایند۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۸۷)

ترجمہ:۔ عالم کیا صغیر اور کیا کبیر حق تعالےٰ کے اسماء و صفات کے مظہر ہیں اور شیونات و کمالاتِ ذاتیہ کے آئینے ہیں۔ حق تعالےٰ کی ذات ایک مخفی خزانہ اور ایک پوشیدہ سر تھا۔ اس نے چاہا کہ خلوت

Marfat.com

سے جلوت میں آئے۔ اور اجمال سے تفصیل ظاہر کرے تو عالم کو پیدا کیا تاکہ وہ اپنے اصل پر دلالت کرے اور اپنی حقیقت پر ایک علامت ہو۔ پس عالم کو اپنے صانع بیچون کے ساتھ کوئی نسبت نہیں مگر یہ کہ عالم اس کا مخلوق ہے اور حق تعالیٰ کے پوشیدہ کمالات پر ایک دلیل ہے اس کے سوا اور جتنے حکم ہیں یعنی اتحاد و عینیت و احاطہ و معیّت وغیرہ سکر وقت اور غلبۂ حال پر مبنی ہیں۔ مستقیم الاحوال بزرگوار جنہوں نے صحو کے جام سے آب نوش فرمایا ہے وہ ان علوم سے بیزار ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو اثنائے راہ میں یہ علوم حاصل ہوتے ہیں لیکن آخر کار گزر جاتے ہیں اور علومِ شریعت کے موافق ان پر علوم لدُنّی وارد فرماتے ہیں۔

امانت منصب قیّومیت ہے

"آں امانت بزعم ایں حقیر قیّومیّت جمیع اشیا است بر سبیل نیابت کہ مخصوص بکمل افراد انسان است یعنی معاملہ انسان کامل تا بجائے میرسد کہ او را قیّوم جمیع اشیا بحکم خلافت مے سازند وہمہ را افاضہ وجود و بقا و سائر کمالاتِ ظاہری و باطنی بتوسط او مے رسانند۔ اگر مَلک است باو متوسّل است و اگر انس و جن باو متشبث۔ و فی الحقیقت توجہ جمیع اشیاء بجانب اوست و ہمہ نگراں او بند ایں معنی را درنمے یابند

(مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۴۴)"

ترجمہ:۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء

Marfat.com

کا قیوم بنا دیتے ہیں اور تمام مخلوق کو تمام ظاہر و باطنی کمالات کا افاضہ اور بقا اسی کے ذریعہ پہنچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسّل ہے اور اگر جن وانس ہیں تو وہ بھی اسی کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں۔ غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے اور سب اسی کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں خواہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔

منصبِ قیوّمیت وزارت کا حکم رکھتا ہے

ایں عارفے کہ بہ منصبِ قیومیّت اشیا مشرف گشتہ است حکم وزیر دارد کہ مہمات مخلوقات را باوم رجوع داشتہ اند، ہر چند انعامات از سلطان است اما وصول آں ہا مربوط بتوسط وزیر است رئیس ایں دولت ابوالبشر حضرت آدم است علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتحیاۃ۔ و ایں منصبِ عالی بالاصالۃ مخصوص بانبیاء اولی العزم ست علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ، و بہ تبعیت و وراثت ایں بزرگواراں ہر کہ را بہ ایں دولت مشرف سازند

با کریما کارہا دشوار نیست (دفتر دوم۔ مکتوب ۴)

ترجمہ:۔ یہ عارف جو اشیاء کی قیومیّت کے مرتبہ سے سرفراز ہوا، وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری امور و معاملات راجع ہیں۔ انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہے لیکن وزیر کے توسّط سے پہنچتا ہے۔ اس دولت کا رئیس ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ یہ مرتبہ اصلی طور پر اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان بزرگواروں کی وراثت کی دولت سے تبعیت کے طور پر مشرّف فرمائیں۔

کریموں پر کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

Marfat.com

ایک اور مفہوم

مفسرین کرام نے ایک مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ انسان کا امانت کے بوجھ کو اٹھا لینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے حق امانت ادا نہیں کیا اور اس نے فرائض اور ذمہ داریوں میں خیانت کی۔ اس کے برعکس آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے امانت کو ادا کر دیا اور اپنے سر پر امانت کو نہیں اٹھایا۔

والامانۃ فی حق الاجرام العظام ھی الخضوع والطاعۃ لما خُلِقْنَ لہ وقولہ فابین ان یحملنھا ای ادین الامانۃ ولم یَخُنَّ فیھا

(تفسیر الجمل الجزء الثالث ص ۴۵۸)

اجرامِ سماوی و ارضی کے حق میں امانت سے مراد خضوع و طاعت ہے جس کے لئے ان کی پیدائش عالمِ وجود میں آئی۔

قرآن پاک میں آتا ہے :۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝

(حم السجدہ)

ترجمہ :۔ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو مخاطب کر کے کہا کہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے میرے حکم کے منقاد ہو جاؤ تو دونوں نے جواب دیا ہم ہر دو خوشی سے تیرے تابع فرمان ہیں۔ ماسوا انسان کے خدا تعالےٰ نے کائنات میں سے جس جس کے ذمہ جو فرض لگایا ہر ایک نے اس فرض کو ادا کیا۔ اور حکم و فرمانِ الٰہی سے ذرہ برابر انحراف نہیں کیا۔ صرف ایک انسان ہے جس نے فرضِ الٰہی کی ادائیگی میں خیانت اختیار کی اور اسی کا نام ہے حملِ امانت یعنی امانت کو سر پہ اٹھائے رکھنا

Marfat.com

اور اس کی ادائیگی میں خیانت کی۔ واما الامانۃ فی حق الانسان فھو ماکلف من الطاعۃ والقیام بالفرائض ھو قولہ حملھا الانسان ای خان فیھا۔ (تفسیر الجمل الجزء الثالث ص ۴۸۵)

ترجمہ:۔ بنی آدم کے حق میں امانت سے مراد طاعت الٰہی اور ادائیگی فرائض ہے اور حمل سے مراد یہ ہے کہ انسان نے ان فرائض کی ادائیگی میں خیانت کی۔

اگر حملِ امانت سے یہی مفہوم مراد لیا جائے تو پھر ظلوماً جہولاً کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے استعداد کو خلاف بات میں صرف کیا اس لئے ظالم ٹھہرا۔ اور استعداد کو برباد کیا۔ اور اس کا نتیجہ نہ جانا جہول ٹھہرا۔

مفہوم اول کی رُو سے ظلوماً جہولاً درحقیقت انسان کی مدح ہے کہ امانتِ الٰہی جس کو اٹھانے سے آسمان و زمین اور حجر و شجر نے بوجہ اپنی ناقابلیت کے اٹھانے سے انکار کر دیا حضرت انسان آگے بڑھا اور اس بارِ گراں کو اٹھا لیا۔ یہ خلافت و نیابتِ الٰہی اسی ضعیف البنیان کے حصّہ میں آئی اور نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر سر جھکا دیا۔ ایسے بارِ گراں کا اٹھانا اور اس بلا، محنت کو گلے میں ڈالنا ایک دانشمند اور دُور بین آدمی سے کب ہو سکتا ہے ایسا کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اپنی جان پر کھیلنا جانتے ہوں اور دور اندیشی سے کام نہ لیں۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

تخلیقِ انسان کی غرض و غایت

انسان کی تخلیق کی غرض و غایت یہ تھی کہ وہ نوع انسانی کی سعادت و ہدایت

Marfat.com

کے لئے ایک خاص ذمہ دار حکومت قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے قانونِ عدالت کو دنیا میں نافذ کرے۔ کرۂ ارضی کو سعادت و ہدایت کا ایک بہشت زار بنا دے۔ انسانوں کی گمراہیاں اور ضلالتیں معدوم ہوں۔ وہ تہذیبِ اخلاق اور اصلاحِ اعمال سے بہرہ اندوز ہوں۔ زمین امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔ ان مقاصدِ عالیہ کے حصول کے لئے انسان کو پروانہ وار اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑے تو کھیل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ تمام علوم و معارف سکھائے جو قانونِ عدل کے قیام و نفاذ کے لئے اور سعادت و ہدایتِ عالم کے لئے ضروری تھے۔ ہر چیز کی حقیقت و ماہیت، اس سے جلبِ منفعت اور مضرات کے تمام طرق اس پر آشکارا کر دیئے اور اس کے اندر اس قدر قابلیت پیدا کر دی کہ تمام اشیاء کے استعمال کے اسباب و ذرائع اور ان کے ثمرات و نتائج سے کماحقہٗ آگاہ ہو گیا۔

خلافتِ آدم

در دو عالم ہر کجا آثارِ عشق

ابنِ آدم سرّے از اسرارِ عشق

ترجمہ:- دونوں جہان میں جہاں کہیں عشق کے آثار ہویدا ہیں۔ ابنِ آدم عشق کے بھیدوں میں ایک بھید نظر آئے گا۔

سرّ عشق از عالمِ ارحام نیست

او ز سام و حام و روم و شام نیست

ترجمہ:- عشق کا بھید عالمِ نسب و قرابت کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ وہ نہ سامی ہے نہ حامی اور نہ رومی ہے نہ شامی۔

کوکبِ بے شرق و غرب و بے غروب

در مدارش نے شمال و نے جنوب

Marfat.com

ترجمہ:۔ وہ ایک چمکنے والا ستارہ ہے نہ اس کا مشرق ہے نہ مغرب،
اور نہ اس کے لئے غروب ہونا ہے۔ اس کے مدار میں نہ شمالی سمت ہے
نہ جنوبی سمت۔

حرف انی جاعلٌ تقدیرِ او
از زمیں تا آسماں تفسیرِ او

ترجمہ:۔ اس آدم کی تقدیر انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ ہے۔ زمین سے
آسمان تک کی وسعت اس کی تفسیر ہے۔

او امام او صلوٰت و او حرم
او مداد و او کتاب و او قلم

ترجمہ:۔ وہ امام بھی ہے، نماز بھی ہے اور حرم بھی۔ خود ہی سیاہی
ہے خود ہی کتاب اور خود ہی قلم ہے۔

خردہ خردہ غیب او گردد حضور
نے حدود او را نہ ملکش را ثغور

ترجمہ:۔ اس کا تھوڑا تھوڑا غیب حضور میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس
کی وسعتیں لامحدود اور اس کی بادشاہی بلا سرحد ہے۔

از وجودش اعتبار ممکنات
اعتدالِ او عیار ممکنات

ترجمہ:۔ اس کا وجود ممکنات کا اعتبار ہے اور اس کا اعتدال ممکنات
کا کھرا پن ہے۔

من چہ گویم از یم بے ساحلش
غرق اعصار و دہور اندر دلش

Marfat.com

ترجمہ:۔ اس کے لاساحل دریا کے متعلق میں کیا بیان کروں، اس کے دل میں
کئی صدیاں اور کئی زمانے غرق ہیں۔

آنچہ در آدم بگنجد عالم است
آنچہ در عالم نگنجد آدم است

ترجمہ:۔ جہان آدم کے اندر سما سکتا ہے لیکن آدم جہان میں نہیں
سما سکتا۔

آشکارا مہر و ماہ از جلوتش
نیست راہ جبریل را در خلوتش

ترجمہ:۔ اس کے جلوہ سے مہر و ماہ روشن ہے اور اس کی خلوت میں
جبرائیل کو رسائی نہیں۔

برتر از گردوں مقام آدم است
اصل تہذیب احترامِ آدم است

ترجمہ:۔ آدم کا مقام آسمان سے بھی اونچا ہے۔ آدم کا احترام اصل
تہذیب ہے۔ (جاوید نامہ اقبال ص ۴۷)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدِ مومن کے روح و قلب کی جامعیت کی
جو صفات بیان کی ہیں۔ جن کی بنا پر وہ مستحق خلافتِ الٰہی ٹھہرا ہے۔ اس سے شرک
کا واہمہ ہوتا ہے اور کج رو طبائع ان متشابہ الفاظ سے غلط اور گمراہ کن نتائج اخذ کر
سکتی ہیں۔ مثلاً روح عبدِ مومن کے لئے بے چونی و بے چگونگی اور لامکانی کے الفاظ
استعمال فرمائے۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدمَ علی صورتہٖ کی روایت سے بھی

Marfat.com

شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسے مقامات پر کلام میں حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے محض ایک تصویر و تمثیل اور مجاز کے رنگ میں گفتگو ہوتی ہے۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک اور مکتوب میں اس قسم کے شبہات اور غلط فہمیوں کا پوری طرح ازالہ فرما دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

کمال ہر مرتبہ باندازہ آں مرتبہ است، علم انسان در جنب علم واجب تعالیٰ و تقدس حکم مردہ دارد کہ لاشی محض است نسبت، بزندہ کہ بحیات ابدی زندگی یافتہ باشد ہمچنیں قدرت انسان در جنب قدرت واجب تعالیٰ و تقدس حکم عنکبوت دارد کہ نساجی بیت خود نماید نسبت بہ شخصے کہ بیک دمیدن او آسمان و زمینہا و جبال و بحار پارہ پارہ گردند و ہباءً منثورا شوند۔ کمالات دیگر را ہم بریں قیاس باید کرد۔ ایں تفاوت از تنگی عبارت گفتہ شود والا چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۳۱۰)

ترجمہ:۔ ہر مرتبہ کا کمال اس مرتبہ کے اندازہ کے موافق ہے۔ انسان کے علم کو واجب تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں وہ نسبت ہے جو مردہ کو جو لاشی محض ہے۔ اس زندہ کے ساتھ نسبت ہے جس نے حیاتِ ابدی کے ساتھ زندگی پائی ہو جو کہ عنکبوت کو جو کہ اپنے گھر کا بافندہ ہے اس شخص کے ساتھ ہے جس کی ایک ہی پھونک سے زمین و آسمان و پہاڑ اور دریا پارہ پارہ ہو کر گرد کی طرح اڑ جائیں۔ دوسرے کمالات کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ یہ فرق بھی میدانِ عبارت کی تنگی کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پس کمالاتِ انسان در صورت کمالات مرتبۂ وجوب تعالت و تقدست گشت و ایں کمالات بیش از مشارکت اسمی از کمالات آں مرتبہ چیزے دیگر حاصل نکردہ است

ازینجا است اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ و معنی مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ہم ازیں بیاں لائح میگردد چہ ہر چہ در نفس است اگر چہ صورت است ہماں نیست کہ حقیقت آں مرتبہ در مرتبہ وجوب تعالت و تقدست حاصلست، ازینجا سر خلافت انسان را دریاب چہ صورت شی خلیفہ شئ است، دریں مقام زنادقہ و مجسمہ گمان بردہ اند کہ خدا عزّ و جلّ سلطانہٗ بصورت انسان است و از بیخبری قوی و جوارح انسانی را در آنحضرت جل سلطانہٗ اثبات نمودہ اند ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا۔

ندانستہ اند کہ اطلاق صورت و مثل آں در آنحضرت از قبیل تشبیہ و تمثیل است نہ بر سبیل تحقیق و تثبیت، حقیقت آں صورت ترکیب مے طلبد و تبعّض و تجزّی میخواہد کہ منافی وجوب است و مانع قدم، متشابہات قرآنی نیز از ظاہر مصروف اند و بر تاویل محمول۔

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب)

ترجمہ:۔ پس انسان کے کمالات مرتبہ وجوب کے کمالات کی صورت میں ہیں اور ان کمالات نے اس مرتبہ کے کمالات سے شارکتِ اسمی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کیا۔ اسی قبیل سے یہ روایات سمجھیں ان اللہ خلق آدم علی صُوْرَتِہٖ (اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا) اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا)

اس بیان سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ جو کچھ نفس میں ہے اگرچہ صورتاً ہے وہی ہے جو اس مرتبہ کی حقیقت درجہ وجوب میں (جس کی شان بلند اور پاک ہے) رکھتی ہے۔ اسی بنا پر خلافت کی حقیقت کو سمجھ لے کیونکہ کسی شے کی صورت ہی اس کا خلیفہ ہو سکتی ہے یہیں سے زنادقہ اور اہلِ تجسیم نے غلطی کھائی ہے جب کہ انھوں نے خدا تعالےٰ کو انسانی صورت پر خیال کیا اور بے وقوفی کی بنا پر اللہ تعالےٰ کے قویٰ اور جوارح ثابت کئے خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ یہ نہ سمجھا کہ اللہ تعالےٰ کی جناب کے لئے صورت و مثل کا اطلاق کرنا محض تشبیہ و تمثیل کے طور پر ہے نہ کہ حقیقت و اثبات کے طور پر، ورنہ صُورت کی حقیقت کے لئے ترکیب و تبعیض و تجزّی درکار ہے جو کہ وجوب و قدم کے منافی ہے۔ یاد رکھو متشابہاتِ قرآنی کے معانی کو اپنے ظاہر سے پھیر لیا جاتا ہے اور تاویل پر محمول کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ارتحال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنی

حضورؐ کا اس دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف رخصت ہونا

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ حبیبۂ حبیب رب العالمین بودہ است و تالب گور مقبولہ و منظورۂ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بودہ و حضرتِ پیغمبر مرضِ موت را بہ حجرۂ او بسر بردہ و در کنار او جان دادہ و در حجرۂ مطہرہ او مدفون گشتہ۔

(مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حبیبہ تھیں اور تالبِ گور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منظورِ نظر اور مقبول خاطر رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت کے ایام انہیں کے حجرے میں بسر کئے اور انہیں کے کنار میں جان دی اور انہیں کے حجرہ پاک میں مدفون ہوئے۔

۲۔ حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ در مرض موت قرطاس طلبیدند و فرمودند۔ اِیْتُونِیْ بِقِرْطَاسٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ۔ (دفتر دوم۔ مکتوب ۹۶)

ترجمہ:۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں کاغذ مانگا اور فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ۔ میں اس میں تمہارے لئے ایسی بات لکھونگا

Marfat.com

کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔

۳۔ دانستنی است کہ بہترین قرون قرن او بودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام واصحابِ او بہترین بنی آدم بودہ اند بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والتحیات نیز درکاراست تا یقین شود کہ بہترین قرون بعد از ارتحالِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات جماعتہ کہ بہترینِ بنی آدم بودہ اند بعد از انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات بر آمر باطل اجتماع نخواہند کرد۔ (مکتوبات دفتر دوم۔ مکتوب ۹۶)

ترجمہ۔ اور اس امر کا جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام زمانوں سے بہتر زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام بنی آدم سے بہتر تھے تاکہ یقین ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرما جانے کے بعد بہترین زمانہ کے لوگ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام بنی آدم سے بہتر ہیں باطل پر اجتماع نہ کریں گے۔

۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَتْ عَامَّۃُ وَصِیَّۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حضرۃُ الوفاۃُ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم حتّٰی یغرغر بھا وما یفصح بھا لسانہٗ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۳ ص ۲۳۸)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عام وصیت کی کہ نماز اور غلام کے حقوق کی نگہبانی کرنا۔ یہ وصیت برابر فرماتے رہے یہاں تک گھڑگھڑاہٹ شروع ہوگئی اور آپ کی زبان صاف الفاظ ادا نہیں کرسکتی تھی۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ الفاظ ہیں حَتّٰی یُلَجْلِجُھَا فِی صَدْرِہٖ وَیَفِیْضُ بِھَا لِسَانُہٗ (البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۳۸)

Marfat.com

یعنی آپ کے سینہ میں گھڑگھڑاہٹ شروع ہوگئی اور آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ نماز اور غلام کا خیال رکھنا۔

۵- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ قَدِمَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ قَالَ وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَیْدِیَ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا وَفِیْ رِوَایَتِہٖ وَمَا فَرَغْنَا عَنْ دَفْنِہٖ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا۔ رواہ البیہقی۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۷۴)

ترجمہ:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے مدینہ کی ہر چیز آپ کی آمد سے منور ہوگئی اور آپ کی وفات کے روز مدینہ کی ہر چیز پر تاریکی چھاگئی یہاں تک کہ ہم نے حضورؐ کو دفن کرکے ابھی ہاتھ نہ جھاڑے تھے کہ ہمارے قلوب کے ذوق ایمان میں فرق پڑگیا۔ بیہقی کی روایت ہے کہ ابھی ہم آپ کے دفن سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ ہمارے قلوب کے ایمان کی تازگی میں فرق پڑگیا۔

۶- عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ اذا اراد رحمۃ امۃٍ من عبادہٖ قبض نبیّھا قبلھا فجعلہ لھا فرطًا وسلفًا بین یدیھا واذا اراد ھلکۃ امۃٍ عذّبھا ونبیّھا حیٌّ فاھلکھا وھو ینظر الیھا فاقرّ عینہ بھلکھا حین کذّبوہ وعصوا امرہ۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۷۵)

ترجمہ:- حضرت ابوموسیٰؓ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالےٰ جس وقت کسی امت پر رحمت کا ارادہ کرتے ہیں

Marfat.com

تو اس امت کے نبی کی جان اس امت سے پہلے قبض کرتے ہیں تاکہ وہ امت کے لئے خوشی اور پیشروی کا سامان بنے۔ اور امت کے حق میں خدا کی جناب میں نیک شہادت دے اور جب اللہ تعالےٰ کسی امت کی ہلاکت و بربادی کا ارادہ کرتے ہیں تو نبی کی موجودگی میں اس کی امت پر عذاب بھیج کر ہلاک و برباد کردیتے ہیں اور وہ نبی اپنی آنکھوں سے ان کی ہلاکت کو ملاحظہ کرتا ہے تاکہ ان کی نافرمانی اور تکذیب کی پاداش میں جو عذاب انہیں ہو رہا ہے اس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

۷۔ عن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَیَاتی خیرٌ لَّکم تحدِّثُونَ ویُحَدَّثُ لکم وَوَفَاتی خیرٌ لّکم تُعْرَضُ عَلَیَّ اعمالکم فما رأیتُ مِن خَیْرٍ حمدتُ اللہ علیہا وَمَا رأیتُ من شرٍّ استغفرتُ اللہَ لکم (البدایہ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرا زندہ رہنا تمہارے لئے بہتر ہے تم باتیں کرتے ہو اور تمہارے ساتھ باتیں کی جاتی ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ جب تمہارے اعمال میں بھلائی دیکھتا ہوں تو خدا کی حمد بجا لاتا ہوں اور جب بدی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے خدا کی جناب میں استغفار کرتا ہوں۔

۸۔ ثُمَّ قَالَ جبریل ھذا ملکُ الموت یستأذن علیك ما استأذن علی آدمیٍّ قبلكَ وَلَا یستأذنُ علی آدمیٍّ بَعْدَكَ فقال علیہ السلام إیذن لہ فأَذِنَ لہ فدخل فسلّمَ علیہ ثم قال یا محمدُ ان اللہ ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضتُ وان امرتنی اترکہٗ ترکتہٗ،

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ تفعل یاملک الموت قال نعم و
بذلک امرت امرت ان اطیعک قال فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی
جبریل فقال لہ جبریل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی لقائک فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لملک الموت اقض لما امرت بہ فقبض روحہ
(البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۲۷۷)

ترجمہ:۔ حضرت جبریل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ملک الموت ہیں آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ آج سے پہلے کسی سے انہوں نے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو۔ پس ملک الموت آپ پر داخل ہوا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالےٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر آپ قبض نہ کرنے کا حکم دیں تو چھوڑ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا تو ایسا ہی کرے گا۔ عرض کیا ہاں ایسا ہی کروں گا اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور حکم کیا گیا ہوں کہ آپ کا کہا مانوں۔ پھر آپ نے جبریل کی طرف نگاہ کی۔ جبریل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ آپ کی ملاقات کا اشتیاق کیا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اے ملک الموت جس بات کا اللہ تعالےٰ نے تم کو حکم دیا ہے اس کو بجا لائیں۔ پس ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی اور آپ رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔

۹۔ عن ابن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افضل

Marfat.com

ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقہ فاکثروا علیّ من الصلاۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علیّ قالوا یارسول اللہ کیف تعرض صلواتنا علیک وقد ارمت یعنی قد بلیت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۲۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب ایام سے افضل یوم جمعہ ہے۔ اسی دن آدمؑ کی پیدائش ہوئی، اسی دن اس کی روح قبض ہوئی، اسی روز صور پھونکا جائے گا۔ اسی روز صاعقہ ہوگا۔ پس جمعہ کے روز مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو۔ یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا در آنحالیکہ آپ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھانا حرام کردیا ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اکثروا الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ، وان احدا لن یصلی علیّ الا عرضت علیّ صلاتہ حتی یفرغ منہا قلت وبعد الموت؟ قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام۔ نبی اللہ حی یرزق۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۲۷۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ دن ملائکہ کے حاضر ہونے کا مقام ہے اور تم میں سے جو بھی

Marfat.com

مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود اس کے فارغ ہونے تک مجھ پر پہنچتا رہتا ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ حضور نے فرمایا کہ زمین پر اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق عطا کیا جاتا ہے۔

تفسیر اذا جاء نصر اللہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۠

ترجمہ:۔ جب خدائی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو خدا کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھے تو اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرنے لگ جا اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

اس سورہ میں اتمام دعوت اور تکمیل امر دین کی خبر دی گئی ہے جب یہ سورہ نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب اسی سال میرا انتقال ہو جائے گا۔ اس سورہ میں میرے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔ اس سورہ کا نام سورۂ تودیع بھی ہے۔ استغفار کا حکم پیغامِ اجل کے قرب کی خبر دے رہا ہے۔ فتح سے مراد فتح مکّہ ہے۔ عرب کے قبائل فتح مکّہ کے منتظر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم پر غالب آجائیں اور مکّہ ان کے زیرنگیں آجائے تو وہ نبی برحق ہیں۔ ان کے نبی ہونے کا ذرا سا بھی شبہ نہیں۔ چنانچہ مکّہ فتح ہوتے ہی کل قبائل عرب داخل دائرہ اسلام ہو گئے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سورہ میں آپ کو آپ کے وصال کی خبر دی گئی ہے کہ جب آپ اپنی بستی مکّہ فتح کر لیں جہاں سے ان کفار

Marfat.com

نے آپ کو نکل جانے پر مجبور کیا تھا۔ اور آپؐ اپنی آنکھوں سے اپنی محنت کا پھل دیکھ لیں کہ قبائل کی فوجیں آپؐ کے جھنڈے تلے آجائیں اور جوق در جوق لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں تو آپؐ ہماری طرف آنے اور ہم سے ملاقات کی تیاریوں میں لگ جائیں آپؐ سمجھ لیں کہ جس غرض کے لئے ہم نے آپ کو بھیجا تھا وہ کام پورا ہو چکا۔ اب آپؐ آخرت کی طرف نگاہیں ڈالیں جہاں آپؐ کے لئے اس دنیا کی نسبت زیادہ خیر اور بہتری ہے۔

تحفظاتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

دیگر اقوام و ملل کا نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی کے پیشِ نظر تھا۔ کہ انہوں نے اپنے ہادیانِ برحق کے کمالات و معجزات کو دیکھ کر ان مقدس انسانوں کو منصبِ اصلی سے اٹھا کر صفاتِ خداوندی میں شریک کر دیا اور عابد و معبود کے درمیان حدِ فاصل نہ رہنے دی۔ ان کے وہ صفات و اوصاف ثابت کئے جو مختص بذاتِ خداوندی تھے۔ ان کو اوتار بنا لیا۔ دیوتا نام رکھا۔ ابن اللہ بنا کھڑا کیا۔ عرب کے ابعد امتِ عیسوی کا نقشہ ملاحظہ کرو۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے چند مخصوص معجزانہ کمالات پر انہیں ابن اللہ ثالث ثلاثہ اور ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کہہ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب اشرف ترین مخلوق، اولین و آخرین کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی کمالات و معجزات کا تاج پہنا کر نوعِ انسانی کی راہ نمائی کے لئے بھیجا تو انہیں خطرات کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے دنیا سے رحلت کے وقت ایسی وصایا کا اعلان کروایا کہ کبھی تصورِ رسالت کو الوہیت کا نقاب اوڑھنے کا احتمال نہ ہو سکے اور آنحضرت صلعم کی پاک شخصیت نمائشی خیر خواہی اور مصنوعی حُب کے پردہ میں توحید و شرک میں التباس کا

Marfat.com

موجب نہ بن جائے۔ اگلی امتوں نے اپنے انبیاء اور صالحین کے وصال کے بعد ان کی قبروں پر سجدہ ریزی شروع کر دی، ہر چند ان کا یہ فعل تعظیم اور والہانہ عقیدت و محبت کے جذبہ پر مبنی تھا۔ اور اسی میں وہ خدا اور خدا کے محبوبین کی رضامندی و خوشنودی سمجھتے تھے لیکن ان کا یہ فعل ان کے لعنتی ہونے کا باعث بن گیا۔

خدا کے آخری نبی نے آخری وقت میں اپنی امت کو اس شرکِ اکبر سے بچانے کے لئے ان واشگاف الفاظ میں اہلِ کتاب سے حقارت و نفرت کا اظہار فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰہُ الیَھُوۡدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوۡا قُبُوۡرَ اَنۡبِیَآءِھُمۡ مَسَاجِدَ

(مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۰۱ بمعہ شرح نووی)

ترجمہ:- اللہ کی لعنت یہود و نصاریٰ پر ہو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

صحیحین کی ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے بجائے لَعَنَ کے لفظ قَاتَلَ آیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم مساجد فلا تتخذوا القبور مساجد اِنّی انھاکم من ذٰلک۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰۱ بمعہ شرح نووی)

ترجمہ:- تم سے پہلے بعض امتوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ دیکھو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

ایک روایت میں انبیاءھم وصالحیھم بھی آتا ہے۔ یہ وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ یوم پہلے فرمائی۔

(عن عائشۃ وعبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قالا: لما نزل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجہہ فاذا اغتم بھا

Marfat.com

کشفہا فقال، وھو کذالک، لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد، یحذر ما صنعوا۔

(متفق علیہ۔ اغاثۃ اللھفان جلد ۱ ص ۱۸۷)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ آپ اپنی چادر چہرۂ مبارک پر ڈالتے جب دم گھٹتا تو اسے ہٹا دیتے اور یوں زبان سے ارشاد فرماتے:

"اللہ کی لعنت یہود و نصاری پر ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو پرستش گاہ بنا لیا۔"

آپ کا مقصد اس اعلان سے یہ تھا کہ اپنی امت کو متنبہ کر دیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں نہایت سوز و گداز سے دعائیں کیں کہ یا اللہ میری قبر کو میرے بعد بُت نہ بنا دیجیو۔ میری قبر میلہ گاہ نہ بن جائے پھر فرمایا دیکھو میں تبلیغ کر چکا اور حجت پوری کر دی۔ خدایا تو اس کا گواہ رہ۔ خدایا تو اس کا گواہ رہ۔

مرض الموت

سبحان اللہ! سرکار دو عالم نے توحید کا کیسا پاکیزہ اور مکمل درس دیا۔ مگر ہم نے اپنے عمل سے یہ جواب دیا کہ پیغمبر تو پیغمبر ہم کسی ولی، شہید کی قبر کو بھی بلا سجدہ نہ چھوڑیں گے۔ اور جس قبر کو کسی صالح یا ولی کی طرف منسوب پائیں گے اس پر دین و مذہب کے نام پر وہ حرکتیں کریں گے کہ عرب جاہلیت کو بھی مات کر دیں گے۔

Marfat.com

توحید کے مبلغ اعظم نے یہ سارے ارشادات اس عالم سے روانگی کے وقت فرمائے تاکہ آپ کی امت جادۂ توحید پر مستقیم رہے اور شرک و مظانِ شرک سے محفوظ رہے۔

حضورِ اقدس کی بیماری کے ایام میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہما ملک حبشہ سے ہو کر آئی تھیں۔ ان دونوں بیبیوں نے گرجا ماریہ کی خوبصورتی کا اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت سرِ انور کو اٹھا کر فرمایا کہ :-

"یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ یعنی نبی یا ولی انتقال کرتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکاً اس کی تصویر لگاتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں بدترین خلق ہیں۔

فقال رسولُ اللهِ صلی الله علیہ وسلم اُولٰئِکَ قومٌ اِذا ماتَ فیہم العبدُ الصّالحُ او الرجلُ الصّالحُ بنوا علٰی قبرہٖ مسجدًا وصوّروا فیہ تلک الصُّوَرَ اُولٰئکَ شرارُ الخلقِ عندَ اللهِ تعالٰی۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰۱ اغاثۃ اللهفان جلد ۱ ص ۱۸۴)

نوٹ :- ترجمہ حدیث درج کرنے سے پہلے اوپر آچکا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم نہایت الحاح زاری سے جناب باری میں مرضِ موت میں یوں دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ، اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ علٰی قومٍ اِتَّخَذُوْا قبورَ اَنْبِیَاءِھِمْ مساجدَ (مشکوٰۃ شریف ص ۷۲)

ترجمہ :- اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے

Marfat.com

اس قوم پر خدا کا بہت ہی غضب ہوا جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

عن انس: ان امّ ایمن بکت لما قُبِض رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فقیل لھا ما یُبکیکِ علی النبی صلعم فقالت انی علِمتُ ان رسول اللّٰہ سیموت ولکنی انما ابکی علی الوحی الذی رُفع منّا (البدایہ والنھایہ ج۵ ص۲۷۴)

وفی روایۃ اخریٰ ولکن ابکی ان الوحی انقطع من السماء۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی وفات پر ام ایمن رو رہی تھیں تو آپؓ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کو کون سی چیز رلا رہی ہے تو حضرت ام ایمن نے جواب دیا کہ یہ بات ہمیں معلوم تھی کہ آنحضرتؐ عنقریب دنیا سے رحلت فرما جائیں گے۔ ہمیں رلانے والی چیز یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو وحی آیا کرتی تھی وہ اٹھ گئی، دوسری روایت کی رُو سے آپؓ نے یہ فرمایا کہ آسمانوں سے وحی منقطع ہو گئی۔

وقال موسیٰ بن عقبہ فی قصۃ وفاۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و خطبۃ ابی بکرٍ فیھا۔

قال ورجع الناسُ حین فَرَغَ ابوبکر من الخطبۃ وام ایمن قاعدۃ تبکی فقیل لہ ما یُبکیکِ قد اکرم اللّٰہ نبیّہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فادخلہ جنۃ اراحۃ من نصب الدنیا، فقالت انما ابکی علی خبر النساء کان یاتینا غضًّا جدیدًا کل یومٍ ولیلۃٍ فقد انقطع ورفع فعلیہ ابکی فعجب الناس عن قولھا (البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۲۷۵)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے خطبہ کے بارے میں حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ جب حضرت ابوبکرؓ خطبہ سے فارغ ہوئے اور لوگ لوٹے تو کیا دیکھتے
ہیں کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھی رو رہی تھیں، لوگوں نے کہا :۔ ام ایمن
کیوں رو رہی ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی پر اکرام کیا ہے اور انہیں
جنت میں داخل فرما دیا اور دنیا کی تکلیفوں سے انہیں راحت عطا کر دی
تو ام ایمن نے جواب دیا کہ میں اس بات پر روتی ہوں کہ ہر شبانہ روز
جدید سے جدید ترو تازہ احکامات عورتوں کے مسائل کے بارے میں
ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ پس اب ان کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور
وحی اٹھ گئی، میں تو اس پہ روتی ہوں۔ لوگ ام ایمن کی اس بات پر
بہت متعجب ہوئے۔

عن عائشة قالت دعا النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة فی
شکوة الذی قبض فیہ فسارّھا بشیئٍ فبکت ثم دعاھا فسارّھا بشیئٍ
فضحکت فسألنا عن ذالک فقالت سارّنی النبیؐ صلعم اِنّہٗ یقبض
فِی وَجَعِہ الذی تُوُفِّیَ فِیہِ فبکیت ثم سارّنی فاخبرنِی اَنِّی اَوَّلُ
اَھلِہٖ یتبعُہٗ فضحکت۔

(کتاب المغازی۔ الصحیح البخاری صفحہ ۶۳۸)

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو بلایا اور کچھ آہستہ آہستہ فرمایا تو وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ بلایا
اور کچھ آہستہ آہستہ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ رضؓ
سے دریافت کیا تو بتایا کہ پہلی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اسی مرض میں میری روح قبض ہو گی، یہ سن کر میں رونے لگی۔ دوسری دفعہ آپ نے یہ فرمایا اے فاطمہؓ میرے بعد اور اہل بیت سے قبل تیری روح قبض ہو گی۔ یہ سن کر میں خوش ہوئی، اس لئے کہ سب سے پہلے اپنے والد کو جا ملوں گی۔

وفات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطافِ حق ۔۔۔ گر بمیری تو نمیرد این سبق

من کتاب و معجزاتت را رافعم ۔۔۔ بیش و کم کن را ز قرآں مانعم

من ترا اندر دو عالم حافظم ۔۔۔ طاعناں را از حدیثت دافعم

کس نتاند بیش و کم کردن درو ۔۔۔ تو بہ از من حافظے دیگر مجو

رونقت را روز روز افزوں کنم ۔۔۔ نامِ تو بر زر و بر نقرہ زنم

منبر و محراب سازم بہرِ تو ۔۔۔ در محبت قہرِ من شد قہرِ تو

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ ۔۔۔ دینِ تو گیرد ز ماہی تا بماہ

تا قیامت باقیش داریم ما ۔۔۔ تو مترس از نسخِ دیں اے مصطفےٰ

اے رسولِ ما تو جادو نیستی ۔۔۔ صادقی ہم خرقۂ موسیستی

ہست قرآں مر ترا ہمچوں عصا ۔۔۔ کفرہا را در کشد چوں اژدہا

تو اگر در زیرِ خاکے خفتۂ ۔۔۔ چو عصائش داں تو آنچہ گفتۂ

اگرچہ باشی خفتہ تو در زیرِ خاک ۔۔۔ چوں عصا آگہ بود آں گفت پاک

قاصداں را بر عصائت دست نے ۔۔۔ تو بخسپ اے شہ مبارک خفتئے

تو بخفتہ نورِ تو بر آسماں ۔۔۔ بہرِ پیکارِ تو زہ کردہ آسماں

(مثنوی مولانا رومؒ دفتر سوم ص ۳۲ مطبع نولکشور)

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۵

ترجمہ:- اور سلام ہو ان پر جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ ان کی وفات ہوئی اور جس دن کہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

موت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں نہ کوئی ناپسندہ چیز ہے اور نہ موجب توہین۔ موت دنیوی زندگی سے اخروی زندگی تک پہنچنے کے لئے ایک پل کا حکم رکھتی ہے۔ جسے ہر متنفس نے عبور کرنا ہے اس میں نہ تحقیر ہے نہ اہانت۔

موت کیا ہے؟ جسم اور روح کے درمیان اس تعلق کے انقطاع کا نام ہے۔ جسے عرفِ عام میں زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں عام انسانوں کی طرح انبیاء و شہداء نے بھی وفات پائی۔ اب لامحالہ جو زندگی ان کے لئے ثابت ہے وہ زندگی کے معروف معنوں سے مختلف ہے۔ اس زندگی کا نام برزخی زندگی ہے جہاں بلحاظ مدارج ہر گروہ کے لئے مختلف زندگی کی نوعیت ہے۔ انبیاء و اولیاء اور شہداء و صالحین کی زندگی اس عالم میں عالی قدر مہمانوں کی سی زندگی ہے۔ وہ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ ان کا میزبان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے معزز و مکرم مہمانوں کے لئے راحت و لطف کے تمام سامان فراہم کر دیئے ہیں۔ اور وہ الٰہی میزبانی کے گوناگون نعائم سے سرفراز ہو رہے ہیں۔

یہی وہ پاک ہستیاں ہیں کہ موت کے وقت ہی رحمتِ الٰہی کا فرشتہ ان کے کانوں

Marfat.com

میں یہ صدا دے دیتا ہے۔

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ہ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ہ (الفجر)

ترجمہ:۔ اے اطمینان وچین پکڑنے والے نفس، لوٹ چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے ان پاکیزہ نفوس کو بوقت موت یہ بشارت دی جاتی ہے کہ نفس آرمیدہ بحق! جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے ہے اب دنیا کے تمام خرخشوں اور جھگڑوں سے فارغ ہو کر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل اور اس کے مخصوص بندوں میں شامل ہو جا اور اس کی عالیشان جنت میں قیام کر۔

حیاتِ برزخیہ

حیاتِ برزخیہ بھی ایک حیات ہے جس وقت حیاتِ ناسوتیہ کا انقطاع ہوتا ہے اس وقت حیاتِ برزخیہ کی ولادت ہوتی ہے۔ موت درحقیقت حیاتِ برزخیہ کی ولادت ہے۔ موت اختتامِ حیات کا نام نہیں بلکہ ایک نئی زندگی کا آغاز ہے۔ یہ نئی زندگی جسے برزخی زندگی کہہ لیجئے یا حیاتِ ملکوتی اس کا نام رکھیئے۔ حیات دنیویہ سے حقیقت و آثار کے اعتبار سے زیادہ اہم و اتم اور اقوم و افضل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ آخرت کا ذکر درحقیقت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ ملکوتیہ کا ذکر ہے۔

سنت اللہ یونہی جاری ہے۔ اسی سنت اللہ کے ماتحت حضورؐ اس دنیا سے

Marfat.com

رخصت ہوئے۔ آپ نے کبھی وفات کو ناپسند نہیں فرمایا۔ آپ کی وفات کے تذکروں سے احادیث و سنن کے ذخیرے بھرے پڑے ہیں۔ قرآن و سنت پر ایمان رکھنے والا اس اکمل اور ارفع حیات سے جو اس عالم آب و گل سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کو حاصل ہے کس طرح انکار کر سکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ ان کو وفات نہیں ہوئی یعنی ان کی روح کو قبض نہیں کیا گیا۔ اور روح مع الجسد ہی ان کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ ماسوا عیسیٰؑ کے باقی جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں وفات ہوئی۔ ان پر قبض روح کا اطلاق ہوا اور موت کے لفظ کا ان کی طرف انتساب بھی ہوا۔

حیاتِ عالمِ برزخ اور حضرت شیخ مجددؒ

حیاتِ عالمِ برزخ کہ موطنِ قبر است نہ از قبیلِ حیاتِ دنیوی است کہ حرکتِ ارادی و احساس ہر دو لازم آنست کہ انتظام ایں نشاء مربوط بایں دو امر است، و در حیاتِ برزخ حرکت ہیچ در کار نیست بلکہ منافی آں نشاء برزخی است، احساس فقط آنجا کافی است کہ وجدانِ الم و عذاب نماید، پس حیاتِ برزخ گویا نصف حیاتِ دنیوی است و تعلق روح است ببدن کہ در نشاء دنیوی بودہ است۔ پس روا است کہ موتائے غیر مدفون بحیاتِ برزخی احساس عذاب و الم نمائید و ہیچ حرکتے و اضطرابے بحیاتِ برزخی از ینہا بوجود نیاید۔ (مکتوب ۳۶۔ دفتر سوم)

ترجمہ:۔ عالم برزخ کی زندگی یعنی مقام قبر کی زندگی دنیوی زندگی کی قسم سے نہیں ہے جس کے لئے حرکت ارادی و احساس دونوں لازم ہیں۔ کیونکہ اس عالم ناسوت کا انتظام الٰہی دو امور پر موقوف ہے۔ عالم برزخ

Marfat.com

کی زندگی میں حرکت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حرکت عالم برزخ کے منافی ہے وہاں صرف احساس ہی کافی ہے تاکہ رنج والم کا احساس کرے۔ گویا عالمِ برزخ کی زندگی دنیوی زندگی کا نصف حصّہ ہے اور وہاں عالمِ برزخ میں روح وجسم کا جو تعلق ہے وہ اس تعلق سے جو دنیوی زندگی میں ہوتا ہے نصف ہے۔ عالمِ برزخ میں اسی بنا پر غیر مدفون مردے درد و عذاب محسوس کرتے ہیں اور برزخ کی زندگی میں کوئی حرکت و اضطراب کا ظہور ان سے نہیں ہوتا۔

عالمِ ارواح، عالمِ مثال، عالمِ اجساد میں تمیز

اے برادر عالم ممکنات را سہ قسم قرار دادہ اند۔

۱۔ عالمِ ارواح۔

۲۔ عالمِ مثال۔

۳۔ عالمِ اجساد۔ و عالمِ مثال را برزخ گفتہ اند درمیانِ عالمِ ارواح و عالمِ اجساد۔ و نیز گفتہ اند کہ عالمِ مثال در رنگ مرأت است مر معانی و حقائق ایں دو عالم را کہ معانی و حقائق اجساد و ارواح در عالمِ مثال بصورِ لطیفہ ظہور مے نماید، چہ در آنجا مناسب ہر معنی و حقیقتے صُورت و ہیئت دیگر است و آں عالم فی حدّ ذاتہ متضمن صور و ہیئات واشکال نیست، صُور و اشکال در وے از عالم دیگر منعکس گشتہ ظہور یافتہ است در رنگ مرأت است کہ فی حدذاتہا متضمن ہیچ صورت نیست، اگر در وے صورت کائن است از خارج آمدہ است، چوں ایں سخن معلوم شد بدانند کہ روح پیش از تعلق ببدن در عالمِ خود بودہ است کہ فرق عالمِ مثال است و بعد از تعلق ببدن اگر تنزّل نمودہ است بعالمِ اجساد بعلاقہ حُبّی فرود آمدہ است، بعالمِ مثال کار ندارد و نہ پیش

از تعلق نہ بعد از تعلق ، بیش ازیں نیست کہ در بعضے اوقات بتوفیق اللہ سبحانہ بعضے از احوالِ خود را در مرآت آں عالم مطالعہ مے نماید و حسن و قبح احوال را از اں جا معلوم مے سازد چنانچہ در واقعات و مناجات ایں معنی واضح و لائح است، و لیا است کہ بے آنکہ حس غائب شد ایں معنی احساس نماید و بعد از مفارقت از بدن اگر روح علوی است متوجہ فوق است و اگر سفلی است گرفتار سفل است بعالم مثال کارے ندارد و عالمِ مثال از برائے دیدن است نہ از برائے بودن ، جائے بودن عالم ارواح است یا عالمِ اجساد ، عالمِ مثال بیش از مرآت ایں دو عالم نیست چنانچہ گزشت۔

(مکتوبات دفتر سوم ، مکتوب ۳۱)

ترجمہ :- اے برادر ! محققین نے عالمِ ممکنات کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ عالمِ ارواح ، عالمِ مثال ، عالمِ اجساد ، عالمِ مثال کو عالمِ ارواح اور عالمِ اجساد کے درمیان برزخ کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عالمِ مثال ان دونوں عالموں کے معانی و حقائق کے لئے آئینہ کی طرح ہے کہ اجساد اور ارواح کے معانی اور حقائق عالمِ مثال میں لطیفہ کی طرح ظہور پاتے ہیں ، کیونکہ عالمِ مثال میں ہر ایک معنی اور حقیقت کے مناسب دوسری صورت اور ہیئت ہے ، عالمِ مثال میں فی ذاتہ صورتیں اور ہیئتیں اور شکلیں نہیں ہیں ۔ صورتیں اور شکلیں اس میں دوسرے دوسرے عالموں سے منعکس ہو کر ظاہر ہوتی ہیں جس طرح آئینہ جس میں فی نفسہ کوئی صورت و شکل نہیں ۔ اگر اس میں کوئی صورت موجود ہے تو خارج سے آئی ہے جب یہ بات آپ کو معلوم ہو چکی تو پھر جاننا چاہیئے کہ روح بدنی تعلق سے پہلے اپنے عالم یعنی عالمِ ارواح میں رہی جو عالمِ مثال کے اوپر ہے اب اگر اس نے بدنی تعلق کے بعد تنزل کیا ہے اور محبت کے علاقہ کے باعث

عالمِ اجساد میں اتر آئی ہے تو عالمِ مثال کے ساتھ کچھ کام نہیں رکھتی یعنی نہ اس کو بدنی تعلق سے پہلے عالمِ مثال کے ساتھ کچھ واسطہ تھا اور نہ اب تعلق بدنی کے بعد ہے۔ صرف اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بعض اوقات روح اپنے بعض احوال کو عالمِ مثال کے آئینہ میں مطالعہ کرتا ہے اور اپنے احوال کی خوبی اور برائی کو وہاں سے معلوم کرتا ہے جیسا کہ واقعات اور خوابوں میں یہ بات واضح اور روشن ہے۔ بسا اوقات بغیر اس امر کے کہ حس غائب ہو ان معانی کا احساس کر لیتا ہے۔ بدن سے مفارقت کے بعد اگر روح علوی ہے تو فوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر سفلی ہے تو سفلیت میں گرفتار ہے۔ عالمِ مثال سے اس کا کچھ کام نہیں ہے۔ عالمِ مثال دیکھنے کے لئے ہے نہ کہ رہنے کے لئے۔ رہنے کی جگہ عالمِ ارواح ہے یا عالمِ اجساد۔ عالمِ مثال ان دو عالموں کے لئے آئینہ کی طرح ہے جیسا کہ گزر چکا۔

توفّیِ نوم اور توفّیِ موت میں فرق

توفّیِ نوم از آں قبیلہ است کہ شخصے از وطن مالوف خود بشوق و رغبت از برائے سیر و تماشا بیروں آید تا فرح و سرور حاصل کند و خرّم و شاداں بوطن خود باز رجوع نماید و سیرگاہ او عالمِ مثال است کہ متضمن عجائب ملک و ملکوت است و توفّیِ موت نہ چنیں است..... کہ آنجا ہدم وطن مالوف است و تخریب بنائے معمورہ از ینجا است کہ در توفّیِ نوم محنت و کلفت حاصل نیست بلکہ متضمن فرح و سرور است و در توفّیِ موت شدّت و کلفت است پس وطن متوفائے نومی دنیا بود و معاملہ کہ با او نمایند از معاملات دنیا باشد و متوفائے موتی بعد از تخریب وطن مالوف خود انتقال بآخرت

نمود است و معاملہ او از معاملات آخروی گشتہ "من مات فقد قامت قیامتہ" شنیدہ باشند۔ زنہار بکشوف خیالی و ظہور صور مثالی اعتقادیات مقررہ اہل سنت و جماعت از دست نہ دہند۔ (دفتر سوم۔ مکتوب ۳۱)

ترجمہ:۔ توفی نوم یعنی خواب میں روح کا قبض ہو جانا اس قسم کا ہے کہ جیسے کوئی شخص سیر و تماشا کے لئے شوق و رغبت کے ساتھ اپنے وطن مالوف سے باہر نکلے تاکہ تفریح و سیر حاصل کر کے خوش و خرّم اپنے وطن کو لوٹ آئے اس کا سیرگاہ عالمِ مثال ہے جس میں ملک و ملکوت کے عجائبات بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن موت میں قبض روح کا یہ معاملہ نہیں ہے کیونکہ اس موت میں قبض روح کے وقت وطن مالوف اجاڑ ہو جاتا ہے اور آباد گھر میں ویرانی آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواب کے قبضِ روح میں کوئی رنج و تکلیف حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ قبض روح فرح و سرور کا باعث بنتا ہے اور موت کے قبض روح میں بہت سختی اور تکلیف ہوتی ہے پس خواب کے متوفی کا وطن دنیا ہے اور وہ معاملہ جو اس کے ساتھ کرتے ہیں دنیاوی معاملات میں سے ہے اور موت کا متوفی اپنے وطن کے اجڑ جانے کے باعث عالمِ آخرت میں انتقال کر جاتا ہے۔ اس لئے اس کا معاملہ عالم آخرت کے معاملات میں سے ہے۔ آپ نے سنا ہو گا من مات فقد قامت قیامتہ' یعنی جو شخص مر گیا اس کی قیامت آگئی۔ آپ خیالی کشفوں اور مثالی صورتوں کے ظہور سے اہل سنت والجماعت کے مقررہ اعتقادات کو نہ چھوڑیں۔

ع کاغذ تمام، کلک تمام اور ہم تمام
پر داستان شوق ابھی ناتمام ہے

وصلی اللہ علی النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

کتابیات

ان جرائد و رسائل اور مصنّفات کی فہرست جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اس تالیف کا ماخذ و مصادر ہیں :-

نام کتاب	نام مصنّف یا مترجم	مکتبہ، مطبع اور ناشر وغیرہ
ارمغانِ حجاز	ڈاکٹر محمد اقبال رح	شیخ مبارک علی لوہاری دروازہ لاہور
ارشاد الطالبین	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح	شیخ الٰہی بخش جلال الدین کشمیری بازار لاہور
اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح	مطبع مجتبائی دہلی
الانتباہ فی سلاسل الاولیاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	آرمی پریس دہلی
انوار احمدیہ	حکیم وکیل احمد نقشبندی سکندرآبادی	مطبع مجتبائی
انوار احمدیہ	محمد سلیمان صاحب	حیدرآباد ۱۹۶۳ء
انوار مجددی	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	عشرت پبلشنگ ہاؤس انارکلی۔ لاہور
احیاء العلوم	امام غزالی رح	مطبع عیسی البابی ۱۳۰۸ھ
امام ابوحنیفہ مترجم	ابوزہرہ (ترجمہ رئیس احمد جعفری)	مکتبہ سلفیہ لاہور
انسائیکلوپیڈیا	آف ریلجن اینڈ ایتھکس	سیکنڈ ایڈیشن ۱۹۲۵ء ٹی اینڈ ٹی کلارک نیویارک
ابجد العلوم	نواب صدیق حسن خان	مطبع صدیقی بھوپال ہند ۱۹۲۵ء
آئین اکبری	شیخ ابوالفضل	نول کشور
الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء	حافظ ابن عبدالبر المتوفی ۴۶۳ھ	القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

اتحاف النبلاء المتقین	نواب صدیق حسن خان رح	مطبع نظامی کانپور
اقتضاء الصراط المستقیم	امام ابن تیمیہ رح	مطبع شرفیہ مصر
اغاثۃ اللہفان	امام ابن قیم رح	مصر۔ مصطفی البابی ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۹
ایضاح الحق الصریح	مولانا اسماعیل شہید رح	کتب خانہ اشرفیہ دہلی
الامن والعلی	مولانا احمد رضا خاں صاحب	مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
احکام شریعت ۱۔۲۔۳	〃 〃 〃	برقی پریس مراد آباد
اعلام الاعلام	〃 〃 〃	مطبع اہل سنت والجماعت بریلی
اصلاح المساجد (البدع والعوائد)	السید جمال الدین القاسمی	(الدمشقی)
ایقان الارواح	مولانا احمد رضا خان	مطبع اہل السنت والجماعت بریلی
اہلاک الوہابیین	〃 〃 〃	نوری کتب خانہ داتا گنج بخش لاہور
ازالۃ العار	〃 〃 〃	〃 〃 〃
انوار خلافت	مرزا بشیر الدین محمود	قادیان
بانگ درا	ڈاکٹر شیخ محمد اقبال مرحوم	دار الاشاعت پنجاب ریلوے روڈ لاہور
بال جبرائیل	〃 〃 〃	تاج بک ڈپو اردو بازار۔ گوجرانوالہ
بوادر النوادر	مولانا اشرف علی صاحب	تھانہ بھون
بہجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین	مطبوعہ مصر
البلاغ المبین	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح	مطبع محمدی لاہور
بحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم الحنفی ۹۷۰ھ	میمنہ مصر
البدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر رح	مطبوعہ السعادہ (مصر)
برزخ اور عذاب قبر	مولانا محمد سورتی مرحوم	مکتبہ السلام کشمیری بازار۔ لاہور
پس چہ باید کرد	ڈاکٹر اقبال مرحوم	شیخ مبارک علی لوہاری دروازہ۔ لاہور
پیام مشرق	ڈاکٹر اقبال مرحوم	فیروز سنز لاہور

Marfat.com

پریچنگ آف اسلام	ڈاکٹر آرنلڈ	شیخ محمد اشرف لاہور	۱۹۶۱ء
تمہید ایمان بآیات القرآن	مولانا احمد رضا خاں	مطبع قیومی کانپور	
تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ	مولانا محمد طیب	بریلی الیکٹرک پریس بریلی	
تقویۃ الایمان	حضرت شاہ اسماعیل شہید	مطبوعہ جمعیۃ دعوۃ و تبلیغ اسلام	۱۳۸۱ھ
تفسیر ابن کثیر	حافظ ابن کثیر	المنار مصر	
تفسیر بیان القرآن	مولوی محمد علی لاہوری	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	
ترجمان القرآن اول دوم	مولانا ابوالکلام آزاد	مشتاق پبلشرز لاہور	
تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث	مطبع احمدی لاہور	۱۲۷۸ھ
تفسیر الجمل	علامہ شیخ سلیمان الجمل	مطبع مصطفیٰ محمد مصر	۱۳۵۵ھ ۱۹۳۳ء
تفسیر بیضاوی شریف	قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی	مطبع عثمانیہ مصر	
تفسیر نیشاپوری	علامہ نظام الحسن ابن محمد	مطبوعہ مصر	
تفسیر سورۂ اخلاص	امام ابن تیمیہؒ	مسریہ مصر	۱۳۲۳ھ
تفسیر حقانی	مولانا عبدالحق حقانی	مطبع مجتبائی دہلی	
تفسیر خازن	علامہ خازن	مطبع مصطفیٰ محمد مصر	
تحفۃ الموحدین	حضرت شاہ ولی اللہؒ	ادارہ اشاعۃ السنۃ شیش محل روڈ۔ لاہور	
تراجم علماء اہلحدیث	مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی	جیاد برقی پریس دہلی	
توزک جہانگیری	جہانگیر بادشاہ و معتمد خاں مرزا ہادی	نولکشور	
تاریخ ہند	مولانا ذکاء اللہ		
تذکرۃ الحفاظ	حافظ ذہبی	دائرۃ المعارف حیدرآباد۔ دکن	
تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد	مولانا ابوالکلام	البلاغ پریس کلکتہ	
تقصار جنود الاحرار	نواب صدیق حسن خاں	مطبع شاہجہانی بھوپال	
تصوف اسلام	مولانا عبدالماجد دریا آبادی	معارف اعظم گڑھ	
تذکرۃ العابدین	حاجی نذیر احمد دیوبندی		

Marfat.com

جواہر مجددیہ	مولانا احمد حسین خان امروہی	
جامع التفاسیر	نواب قطب الدین خاں	مطبع نظامی کانپور
جواہر القرآن	مولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی	دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی
الجبل الثانوی علی الکلیۃ التھانوی	مولانا احمد رضا خان	نوری کتب خانہ داتا گنج بخش۔ لاہور
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم اصفہانی	
حالات مشائخ نقشبندیہ	مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی	مطبع مجتبائی ۱۳۲۲ھ
حیات مولانا روم	مولانا شبلی	سجاد پبلشرز پیسہ سٹریٹ لاہور
حضرات القدس	حضرت ملا محمد بدر الدین براہیم	
حجۃ اللہ البالغہ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث	منیریہ مصر
حضرت مجدد الف ثانی	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ	ادارہ مجددیہ ناظم آباد۔ کراچی
حقیقۃ الشرک	مولانا امین احسن اصلاحی	دائرہ حمیدیہ۔ قرول باغ۔ دہلی۔
حسنات العارفین	شہزادہ دارا شکوہ ۱۰۶۴ھ	
خزینۃ الاولیاء	مولانا غلام سرور چشتی	
خیر الکلام ترجمہ جلاء الافہام۔	مصنفہ حافظ ابن قیم۔	مدینہ بک ایجنسی۔ بجنور
خلاصۃ التفاسیر	مولانا فتح محمد تائب	مطبع انوار محمدی۔ لکھنؤ
در المختار	محمد علاء الدین حصکفی رح	
در المعارف	حضرت غلام علی شاہ دہلوی	مطبع نادری بریلی ۱۳۰۵ھ
الدرر السنیہ	محمد بن علی السنوسی	مطبع حجازی مصر ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۴ء
دربار اکبری		
ریاض المرتاض	نواب صدیق حسن خاں	مطبع شاہجہانی۔ بھوپال
رد المحتار شامی	ابن عابدین شامی	مصر
ریاض الصالحین	امام نووی	مصطفیٰ البابی۔ مصر
رد تکفیر اہل قبلہ	مولوی محمد علی لاہوری	لاہور

Marfat.com

رود کوثر	شیخ محمد اکرام	
رد الرفضہ	مولانا احمد رضا خان	نوری کتب خانہ لاہور
رسالہ قشیریہ	امام ابوالقاسم قشیری	مصطفیٰ لبابی۔ مصر
راحۃ القلوب	ملفوظات شیخ فرید شکر گنج	مجتبائی دہلی
زاد المعاد	حافظ ابنِ قیمؒ	میمنہ مصر
روضہ قیومیہ	ابوالفیض کمال الدین شیخ	محمد احسان مجددی
زاد المعاد مترجم	رئیس احمد جعفری	نفیس اکیڈمی کراچی
زبدۃ المقامات	مولانا محمد الہاشم	مطبوعہ لکھنؤ
زبورِ عجم	ڈاکٹر اقبال مرحوم	فیروز سنز لاہور
سکینۃ الاولیاء	دارا شکوہ	مطبع مجتبائی دہلی
سوانح اکبر اعظم مع نورتن	مرزا حیرت دہلوی	
سوانح حضرت مجدد	احسان اللہ عباسی	طبع کردہ مرزا محمد۔ حیدر آباد
سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ حسان الہند السید غلام علی آزاد بلگرامی		
شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور
شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ	مطبع گلزار محمدی لاہور
شرح کنز الدقائق	مولانا اعزاز علی مرحوم	دیوبند
شرح پیام مشرق	یوسف سلیم چشتی	عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور
شفاء الوالہ	مولانا احمد رضا خان	حسنی پریس بریلی
شریعت اور طریقت	مولانا اشرف علی تھانوی	کتب خانہ اشرفیہ راولپنڈی
شرح فتوح الغیب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	مطبع محمدی لاہور
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ	مطبع کرزن پریس دہلی
صحیح مسلم	امام مسلم	اصح المطابع دہلی ۱۳۴۹ھ
الصراع بین الاسلام والوثنیہ۔ عبداللہ القصیمی المصری		

صراط مستقیم	مولانا اسماعیل شہید	مطبع مجتبائی دہلی
طبقات اکبری	ملا نظام الدین	مطبوعہ لکھنؤ
علماء ہند کا شاندار ماضی	مولانا محمد میاں	مکتبہ برہان۔ اردو بازار۔ دہلی
غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی رح	مطبع صدیقی لاہور
فتوحاتِ مکیہ	شیخ محی الدین ابن العربی	مطبوعہ مصر
فصوص الحکم	"	"
فتوح الغیب	شیخ عبدالقادر جیلانی رح	مطبع محمدی لاہور
الفقر فخری	صوفی قلندر علی مرحوم	مرکزی مجلس سہروردیہ لاہور
فتاویٰ افریقیہ	مولانا احمد رضا خان	رضوی پریس
فتاویٰ رضویہ	" " "	حسنی پریس بریلی
فتاوائے غرائب	غیر مطبوعہ بحوالہ جامع التفاسیر و مکتوبات امام ربانی	
فتح المجید شرح کتاب التوحید	عبدالرحمٰن بن محمد	مطبع انصاری دہلی
الفوز الکبیر	حضرت شاہ ولی اللہ	مطبع علیمی لاہور
فاران (کراچی)	توحید نمبر جون ۱۹۵۷ء	
قرآن مترجم و محشی	مولانا شبیر احمد عثمانی	مکتبہ نورانی اچھرہ
قرآن مترجم فارسی	حضرت شاہ ولی اللہ	مطبع محمدی بمبئی ۱۳۲۶ھ
قرآن اور تصوف	میر ولی الدین	ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۶ء
قرآن مترجم و محشی	حضرت شاہ عبدالقادر رح	مطبوعہ دہلی ۱۳۰۰ھ
قصیدہ نونیہ	حافظ ابن قیم رح	مطبع خیریہ۔ مصر
الکوکبۃ الشہابیہ	مولانا احمد رضا خاں	مطبع کلیمی کلکتہ
کشف الاسرار	عبدالعزیز بخاری حنفی	مطبوعہ آستانہ۔ ۱۳۰۷ھ
کتاب الرد علی الاخنائی	امام ابن تیمیہ رح	مطبع سلفیہ مصر
کتاب العلو والعرش	امام ذہبی رح	طبع انصاری دہلی

Marfat.com

کشف المحجوب فارسی	حضرت علی ہجویری	
کلمات طیبات	مرزا جان جاناں مظہر	مطبع مجتبائی دہلی
ضیاء القلوب	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	مطبع مجیدی کانپور
مکتوبات شیخ مجدد فارسی	مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری	الیکٹرک پریس امرتسر
مکتوبات (مترجم اردو)		ملک فضل دین چنن دین کشمیری بازار لاہور
محمد بن عبدالوہاب	مولانا مسعود عالم	مکتبہ خدام ملت کراچی
مبداء و معاد	حضرت شیخ مجدد	مطبع مجتبائی دہلی
مثنوی مولانا روم	مولانا جلال الدین رومی	مطبع نولکشور لکھنؤ
مشاہیر اسلام	محمد حسین فوق	دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب لاہور
مدارج السالکین	حافظ ابن قیم رح	محمد حامد الفقی مطبع سنۃ المحمدیہ مصر
المنہل الروی الرائق فی اسانید العلوم والطرائق	شیخ محمد علی السنوسی	مطبع حجازی قاہرہ
ماثر الکرام	مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ۱۱۶۶ھ	کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد
ملفوظات ہر چہار حصہ	مولانا احمد رضا خان	رضوی کتب خانہ بریلی
مقامات امام ربانی	مولانا محمد حسن نقشبندی	مطبع مجتبائی دہلی
مقیاس الحنفیت	مولوی محمد عمر	انشاء پریس اردو بازار لاہور
مقامات احمدیہ (ترجمہ)	خواجہ محمد امین	
مجدد الف ثانی نمبر	مجلہ الفرقان لکھنؤ ۱۹۳۶ء	
مجالس الابرار	شہاب الدین آفندی۔ المتوفی ۹۸۱ھ	
مفردات امام راغب	امام راغب اصفہانی	مطبوعہ میمنہ۔ مصر
مفردات امام راغب مترجم	مولانا عبدہٗ فیروزپوری	مکتبہ قاسمیہ چوک دالگراں لاہور
مشکوٰۃ مترجم	محمد بن عبداللہ الخطیب	مطبع انوار الاسلام امرتسر

Marfat.com

منجد	الاب لوئس معلوف الیسوعی	مطبوعہ بیروت
مشائخ نقشبند	مولانا محمد حسن	لاہور
منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی	
مقام امام ابوحنیفہ رح	مولانا محمد سرفراز	ادارہ نشر واشاعت گوجرانوالہ
لسان العرب		مطبوعہ دار البیروت ۱۹۵۵ء
لغات القرآن	مولانا عبدالرشید نعمانی	ندوۃ المصنفین دہلی
نزہتہ الخواطر	مولانا سید عبدالحی لکھنوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ	حیدرآباد دکن
نظریہ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	کتب خانہ پنجاب لاہور
وسیلہ جلیلہ	حکیم وکیل احمد سکندرپوری	مطبع یوسفی لکھنؤ
وقعات السنان	مولانا احمد رضا خاں	مکتبہ رضویہ کراچی۔
الیانع الجنی		

ناظم اشاعت: خلیل احمد ملک

ناشر:- انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ
رجسٹرڈ - قصبہ شر پتور،

مطبع: چٹان پرنٹنگ پریس لاہور

باراول: ایک ہزار

صفحات ۵۶۸

قیمت مجلد دس روپے

جون ۱۹۶۵ء

Marfat.com

منجد — الاب لوئس معلوف الیسوعی — مطبوعہ بیروت

مشائخ نقشبند — مولانا محمد حسن — لاہور

منتخب التواریخ — ملا عبد القادر بدایونی

مقام امام ابوحنیفہ رح — مولانا محمد سرفراز — ادارہ نشر و اشاعت گوجرانوالہ

لسان العرب — مطبوعہ دار البیروت ۱۹۵۵ء

لغات القرآن — مولانا عبد الرشید نعمانی — ندوۃ المصنّفین دہلی

نزھۃ الخواطر — مولانا سید عبد الحی لکھنوی، ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ — حیدر آباد دکن

نظریہ توحید — ڈاکٹر برہان احمد فاروقی — کتب خانہ پنجاب لاہور

وسیلہ جلیلہ — حکیم وکیل احمد سکندر پوری — مطبع یوسفی لکھنؤ

وقعات السنان — مولانا احمد رضا خاں — مکتبہ رضویہ کراچی۔

الیانع الجنی

ناظمِ اشاعت: خلیل احمد ملک

ناشر:- انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ رجسٹرڈ - قصبہ شرپتور،

مطبع: چٹان پرنٹنگ پریس لاہور

باراوّل: ایک ہزار

صفحات ۵۶۸

قیمت مجلد دس روپے

جون ۱۹۶۵ء